انه من سلیمان وانه بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله والمنة علی احسانه که درین ایام فرخنده فرجام ترجمه کتاب مستطاب

سنه ۱۳۲۵

اردوی الجواب الکافی

سنه ۱۹۰۷ء

ترجمه خاکپائے درویشان غلام احمد خان بریان مترجم کتب تصوف

بکمال خوبی و اہتمام محبوب مسلم پریس واقع دہلی طبع شد

سیر الاولیا اردو

یہ کتاب حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہ کے حالات میں نہایت جامع کتاب ہے چھ سو سات صفحات سے زیادہ حجم ہے پہلے سو صفحات میں خواجگان چشت قدس سرہم کی سوانح عمری و غیرہ علاوہ دو سو سے زیادہ صفحات میں حضرت محبوب الٰہی او سا ئکے خلفا کے حالات اور آخری تین سو صفحات میں تصوف کے باریک اور ضروری نکات ہیں جو حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ نے برائے تلقین مریدان ارشاد فرمائے تھے۔ یہ کتاب نہایت ہی مستند ہے قیمت باوجود حجم ضخیم مبلغ ہے علاوہ محصولڈاک۔

تحفہ سبحانی

ترجمہ

الفتح الربانی و الفیض الرحمانی

یہ کتاب مستطاب حضرت غوث الاعظم ابو محمد میراں شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ملفوظ مبارک ہے ملک مصر میں بزبان عربی طبع ہوا تھا وہاں سے منگا کر اردو وال مسلمان بھائیوں کیلئے ترجمہ کر کے شایع کیا ہے اس کتاب میں آپ کے کل مواعظ اور لکچر و نصائح درج ہیں جو کہ اکثر جامع جامع مسجد بغداد یا رباط (مسافر خانہ) میں فرماتے تھے اور جنکو سنکر ہزارہا گنہگار تائب ہوتے اور صدہا کفار دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے اس کتاب کے مضامین کی علو مضامینی آپ کے علم و کمال سے بخوبی قیاس میں آسکتی ہے۔ قیمت عربی کی اصل کتاب سے ایک روپیہ کم یعنی عہ علاوہ محصولڈاک مقرر ہے۔

مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت اردو

یہ کتاب تھوڑے ہی عرصہ میں چار مرتبہ طبع ہو کر سرمہ چشم اہل عقیدت ہو چکی ہے۔ چار ہزار سے زیادہ جلدیں نکل چکی ہیں جسمیں حضرات خواجگان چشت رض کے ملفوظ ہیں۔ جن کے نام نامی یہ ہیں۔
حضرت خواجہ عثمان ہارونی۔ خواجہ معین الدین حسن سنجری۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی۔ حضرت بابا صاحب فرید الدین گنجشکر اجودھنی سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہم۔ یہ وہ نایاب مجموعہ ہے جو اپنی خوبی مضامین و بیان اور نفع رسانی میں خاص شہرت رکھتا ہے۔ نہایت ہی مفید اور لایق

استفادہ کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ

سراج المجالس

ترجمہ

خیر المجالس

ملفوظ مبارک حضرت قطب الاولیا شیخ الاتقیا ز
حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رض
جمع فرمودہ حضرت حمید شاعر قلندر رح ۔ اس
کو ایک مدت سے ضرورت تھی نہایت تلاش
کر کے اردو میں شایع کیا ہے۔ قابل استفادہ
ایک جلد ضرور طلب فرمائیں۔ بڑی مفید
ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنہ عہ

آداب المریدین اردو

اصل کتاب عربی زبان میں حضرت شیخ ابو النجیب
سہروردی رضی اللہ عنہ پیر و مرشد حضرت شیخ
سہروردی و شیخ روزبہان مصری رحمہما اللہ تعالیٰ
ہے۔ علم تصوف میں یہ کتاب نہایت جامع ہے
آداب ہیں۔ ملاحظہ اور استفادہ کے لایق ہے
معائنہ سے معلوم ہوگی قیمت صرف ۸ر

عشرہ کاملہ اردو

اصل کتاب عربی زبان میں حضرت شیخ فانی فی اللہ
جہان آبادی رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے۔ جسکو آپ
میں تالیف فرمایا تھا۔ یہ مختصر کتاب جمیع مسائل تصوف

کشکول کلیمی اردو

یہ کتاب بھی حضرت شیخ مسبوق الذکر رحمۃ اللہ علیہ
سے ہے اس میں ہر قسم کے ذکر اذکار۔ الخ
کا بیان ہے اور اسکے طریق تلقین و وضاحت
خاندان چشت رضی اللہ عنہم کا اس نایاب او بے لاجواب
ہے۔ باوجود اس اعلیٰ اور افضل خوبی
چار آنے ۴ر



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

کسی نے محترم و بزرگ امام علامہ دہر فہامہ عصر کہرے کہوٹے کے پرکہنے والے شمس دین شیخ الصالح ابوبکر کے فرزندِ رشید حافظ **ابو عبد اللہ محمد** المعروف بابن القیم الجوزی سے باین مضمون

سوال

کیا کہ علماء ائمہ دین اوس شخص کے بارے مین کیا فرماتے ہین جو کسی بلاؤ مصیبت اور مرض وغیرہ مین مبتلا ہوا۔ اور وہ یہ جانتا ہے کہ اگر یہہ بلا میرے ساتھ ہمیشہ رہیگی تو میرے دین و دنیا مین سخت خلل انداز ہوگی اور مین دونون جہان سے گیا گذرا ہو جاؤنگا باین لحاظ اوس نے اس بلا کو اپنے نفس سے دفع کرنے مین نہایت سرگرمی اور مستعدی کے ساتھ کوشش کی اور ہر طرح سے کوشش کی لیکن جون جون اوس نے کوشش کی وہ اَور بڑہتی اور سختی پکڑتی گئی اب اوس کے دفع کرنے کا کونسا حیلہ اور اوس سے نجات پانیکا کیا طریقہ ہے ؟ خدائے تعالیٰ اوس شخص پر رحم کرے جو کسی مصیبت زدہ کی مدد کے لیئے اوٹھ کھڑا ہو اور خدا بندہ کی مدد مین ہے جبتک وہ اپنے بہائی کی امداد و اعانت مین لگا رہتا ہے۔ اس بارہ مین آپ ہمین فتویٰ دیجیئے خدا آپ کو اسکا اجر دے گا۔ شیخ رضے اللہ عنہ نے مذکورہ بالا سوال کے

جواب

مین لکھا الحمد للہ اما بعد صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ کی حدیث سے ثابت ہوچکا ہے کہ جناب نبی کریم

اونہون نے فرمایا کہ جبتک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین نہ پہونچ لین گے اور آپ سے اسکا تذکرہ
نہ کرلین گے اور جو حضور ارشاد کرین اوسپر غور نکرلین گے تب تک ان بکریون کی تقسیم نکرین گے۔ جب یہ
قافلہ سفر سے لوٹکر خدمت نبوی مین حاضر ہوا تو سارا واقعہ عرض کیا حضرت نے فرمایا تمہین کیونکر معلوم
ہوگیا کہ سورہ فاتحہ منتر ہے زان بعد فرمایا تم نے بہت اچھا کیا بکریون کو باہم تقسیم کرلو اور ایک حصہ ہمارا
بھی قائم کردو۔ خلاصہ یہ کہ اس دوا یعنے سورہ فاتحہ نے اس مرض کے دور کرنے مین فوری اثر ظاہر کیا۔
حتی کہ گویا کبھی تھا ہی نہین اور یہ نہایت سہل اور آسان تر علاج ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی
شخص سورہ فاتحہ کے ساتھ عمدہ اور اچھے طور پر علاج کرے تو شفا مین اوسکے عجیب وغریب اثر اور حیرت
انگیز تاثیر دیکھے۔ تیسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک دراز مدت تک مکہ معظمہ مین قیام پذیر رہا اور اثنار قیام مین
طرح طرح کے امراض مین مبتلا رہا ہر چند کہ مین نے بہت کوشش کی لیکن وہان نہ تو کوئی طبیب ہی نہ
دوا ہی دستیاب ہوئی۔ آخر کار مین نے سورہ فاتحہ سے اپنا علاج کیا اور اسکے عجیب وغریب تاثیر دیکھی پھر تو
جو گرفتار مرض مجھسے کوئی شکایت بیان کرتا مین اوسے یہی علاج بتا دیتا خدا کی قدرت بہت لوگ اچھے
ہوگئے اور جلد اچھے ہوگئے۔

لیکن یہان ایک اور امر قابل غور اور لائق توجہ ہے وہ یہ کہ جو اذکار اور قرآنی آیات اور ماثورہ دعائین کہ
حصول شفا کے لیئے استعمال مین لائی جاتی ہے اور بطریق منتر پڑہی جاتی ہین وہ اگرچہ حقیقت مین مفید و
شافی ہوتی ہین لیکن اون مین فاعل کی قوت ہمت اور اوسکی تاثیر اور محل کا قابل ہونا شرط ہے یعنے تاوقتیکہ
محل قابل استعداد نہ ہوگا اور فاعل مین قوی ہمت اور تاثیر نہ ہوگی اوس وقت تک دعاؤن کا کوئی اثر
مترتب نہ ہوگا۔ پس جب اس قسم کی آیتین یا دعائین عمل مین لائی جائین اور شفا حاصل نہ ہو تو جان لینا
چاہیئے کہ یا تو فاعل کی تاثیر مین ضعف ہے یا منفعل یعنے محل ناقابل ہے یا کوئی اور ایسا قوی مانع ہے جو
حصول شفا اور دوا مین اثر کرنے کو منع کرتا ہے جیسا کہ ظاہری دواؤن اور امراض حسیہ سے
اسباب کا مشاہدہ ہوتا ہے کہ بسا اوقات دوا جو مرض کو مفید نہین پڑتی تو اسکا کبھی تو یہ سبب ہوتا ہے
کہ طبیعت دوا کو قبول نہین کرتی اور کبھی کوئی اور قوی مانع ہوتا ہے جو دوا اور تدبیر کے اقتضا اثر کو
منع کیا کرتا ہے کس لیئے کہ جب طبیعت پورے اور کامل قبول کے ساتھ دوا کو لیلیگی تو جسم اس قبول
ہی کے لحاظ سے خاطر خواہ منتفع اور متمتع ہوگا۔ یہی حال دل کا سمجھنا چاہیئے کہ جب وہ منترون اور تعویذون کو

پوری توجہ اور کامل قبول کے ساتھ لیلیتا ہے اور عامل قابل النفس اور موثر ہمت ازالہ مرض مین رکھتا ہے تو اوس کا اثر فوراً مترتب ہوتا ہے۔ علی ہذا القیاس دعا مکروہات کے دفع کرنے اور مطلوبات کے حصول مین تمام اسباب مین ایک بڑا قوی سبب ہے لیکن گاہے گاہے اوسکا اثر بھی مختلف ہوجاتا ہے اور شفا حاصل نہین ہوتی اور اسکا یا تو یہ سبب ہوتا ہے کہ دعا مین فی نفسہ ضعف ہوتا ہے بایطور کہ دعا پسندیدہ خدا نہین ہوتی کیونکہ اوس مین ظلم و تعدی کا ثبوت ہوتا ہے یا دعا کرنے والے کا دل نہایت ضعیف وکمزور ہوتا ہے اور دعا کے وقت اوسکی جمعیت اور توجہ خدا کی طرف پوری پوری نہین ہوتی ایسی حالت مین ادعیہ اوس کمان کے منزلہ مین سمجھنا چاہیئے جو نہایت نرم اور سست ہو اور یہ ظاہر بات ہے کہ اس کمان سے جو تیر نکلے گا وہ خود بخود ضعف اور سستی کے ساتھ نکلیگا۔ اور کبھی دعا کا اثر اس وجہ سے بھی ظاہر نہین ہوتا کہ کوئی مانع اجابت موجود ہوتا ہے۔ مثلاً اکل حرام ظلم وتعدی اور دلون پر گناہون کا زنگ اور غفلت وسہو یا لہو ولعب کا استیلا وغلبہ جیسا کہ صحیح حاکم مین ابو ہریرہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! تم اس حال مین خدا سے دعا کرو کہ اوسکی قبولیت پر کامل یقین کرنے والے ہو اور معلوم کرلو کہ خدا غافل دل سے کوئی دعا قبول نہین کرتا۔ اس سے واضح ہوگیا کہ یہ علاج (دعا) نہایت نافع ومفید ہے اور امراض کو جڑ سے اوکھاڑ پھینکنے مین اپنا نظیر نہین رکھتا بشرطیکہ دل خدا کی طرف سے غافل نہ ہو کیونکہ دل کی غفلت اوس کی قوت کو ضائع وباطل کردیتی ہے اسیطرح اکل حرام اس علاج کی قوت کو نہ صرف کمزور بلکہ باطل کردیتا ہے جیسا کہ صحیح مسلم مین حدیث ابو ہریرہ سے واضح ہوتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! خدا پاک ہے اور پاک ہی چیز کو قبول کرتا ہے اوس نے جس چیز کا حکم اپنے مقدس پیغمبرون کو فرمایا اوسی کا حکم مسلمانون کو بھی دیا۔ چنانچہ پیغمبرون کی نسبت یون ارشاد ہوا کہ یَا اَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ یعنے اے پیغمبرو پاک اور ستھری چیزین کھاؤ اور نیک عمل کرو تم جو کچھ عمل کرتے ہو مین اوس سے خوب واقف ہون اور مسلمانون کی بابت یہ ارشاد ہوا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ یعنے مسلمانو! ہم نے جو تمہین عنایت کیا ہے اوس مین سے ستھری اور پاک چیزین کھاؤ ازان بعد حضرت نے تمثیلاً اوس شخص کا ذکر فرمایا جو دور دراز سفر کرتا اوس کے بال پریشان اور غبار آلود ہوتے ہین اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر کہتا ہے یارب یارب حالانکہ اوسکا کھانا حرام اوسکا پینا حرام اوسکا

لباس حرام ہوتا اوس کا جسم حرام غذا سے پرورش پاتا ہے تو ایسے شخص کی دعا کس طرح قبولیت کا خلعت پہن سکتی ہے۔ عبد اللہ بن احمد نے کتاب الزہد مین ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ بنی اسرائیل پر کوئی بلا آسمانی ٹوٹی اور وہ دعا کے لیئے باہر نکلے۔ خدا نے اون کے نبی وقت پر وحی بہیجی کہ تم بنی اسرائیل سے کہدو کہ اب تم پہ میرے قہر وغضب کی آگ بہڑک اُٹھی ہے اور اوسوقت میری طرف سے بجز لعنت اور دوری کے تمہین اور کچھ نصیب نہین ہوسکتا کیونکہ تم ناپاک جسمون سے جنگل مین آئے ہو اور میری مقدس درگاہ مین اون ہاتھون کو اُٹھاتے ہو جن سے تم نے خونریزی کی ہے اور حرام چیزون سے اپنے گہر بہرتے ہو۔ ابو ذر رض کا قول ہے کہ جس طرح کہانا بدون نمک کے درست نہین ہوتا اسی طرح دعا بغیر نیکی اور پاکدلی کے موثر نہین پڑتی۔

فصل اول

دعا تمام دوائون اور علاجون مین نافع اور مفید تر علاج اور بلا و مصیبت کی سخت دشمن ہے بلا کو ٹالنے اور اوسکے دور کر دینے مین اپنا نظیر نہین رکہتی آفات کا جب لشکر ٹوٹ پڑتا ہے تو دعا ہی اوسے ہزیمت دیتی یا ضعیف و کمزور کر دیتی ہے اور اس سے پیشتر اوس کے نزول کو روک دیتی ہے۔ دعا ہی مومن کا ہتیار اور اوس کا بچاؤ ہے جیسا کہ حاکم اپنی صحیح مین حدیث علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے نقل کرتے ہین۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا ایمان والون کا ہتیار دین کا ستون آسمان و زمین کا نور ہے دعا کے لیئے بلا و آفت کے ساتہ تین مقام ہین۔ ایک یہ کہ وہ بلا سے قوی تر ہوتی ہے اور اسوقت وہ بلا کو جڑ سے اکہاڑ پہینکتی ہے دوسری یہ کہ اوس سے ضعیف و کمزور ہوتی ہے اس صورت مین بلا اوسپر غالب آتی اور بندہ تیر آفات کا نشانہ بنجاتا ہے لیکن باوجود ضعیف اور مغلوب ہونے کے ہی کبہی اوس مین تخفیف کر دیتی ہے۔ تیسری یہ کہ دعا اور بلا دونو باہم مقابلہ کرتین اور ایک دوسرے کو بندہ سے دور کرنے مین کوشش کرتی ہین۔ حاکم نے اپنی صحیح مین حدیث عائشہ رض سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احتیاط و حذر۔ قضا و قدر سے ذرا بے پرواہ نہین کرتی مگر دعا نزول بلا اور عدم نزول دونون حالتون مین مفید پڑتی ہے جسوقت بلا اُترتی ہے تو دعا اوس سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے اور پہر قیامت تک دونون باہم مقابلہ کرتی رہتی ہین۔ نیز حدیث ابن عمر رض مین آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جو نزول بلا اور عدم نزول دونون حالتون مین نفع بخش ثابت ہوتی ہے تو اے بندگانِ خدا تم دعا کو ہر حال مین لازم پکڑے رہو۔ حدیث ثوبان مین

یون آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جو قضا و قدر کو روکنے مین زبردست قوت رکھتی ہے اور نیکی اور پاکدلی عمر کو بڑہاتی ہے۔ آدمی اپنے جرم و گناہ کی وجہ سے جسکا وہ مرتکب ہوا ہے رزق سے محروم و بے نصیب ہوتا ہے (صحیح حاکم)

فصل ۲

تمام دواؤن مین نافع اور منفعت رسان دعا۔ دعا مین عاجزی کرنا اور گڑگڑا کر جناب الٰہی مین اپنی حاجت پیش کرنا ہے۔ حدیث ابوہریرہؓ مین آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا سے دعا نہین کرتا اور اپنی حاجت کے متعلق اوس سے سوال نہین کرتا خدا اوسپر غضبناک ہوتا ہے (ابن ماجہ)

حضرت انس سے مروی ہے کہ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! تم دعا کرنے مین عاجز ہوکر نہ بیٹھو۔ کیونکہ کوئی شخص دعا کرنے کی وجہ سے ہلاک نہین ہوتا ہے۔ (صحیح حاکم) اوزاعی زہری وہ عروہ سے عروہ حضرت عائشہ رضہ سے نقل کرتے ہین کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالی دعا مین عاجزی وانکساری کرنے والون اور گڑگڑانے کو دوست رکہتا ہے۔ امام احمد کی کتاب الزہد مین قتادہ رضہ سے مروی ہے کہ مورق نے کہا مین ایماندار کی مثال بجز اس کے اور کوئی نہین پاتا کہ ایک شخص عمیق اور ناپیدا کنار دریا مین ایک لکڑی پر سوار ہے اور یارب یارب کہکر دعا کرتا ہے اس امید پر کہ شاید خدا اوسے غرق ہونے سے نجات دے۔

فصل ۳

جو آفتین دعا کے اثر مترتب ہونے کو مانع ہین اون مین سے ایک بندہ کا مستعجل ہونا اور بلا تاخیر اثر قبولیت کے ظہور کا طالب ہونا اور قبولیت مین تاخیر ہو تو حسرت و افسوس کر کے ترک دعا کرتا ہے یہ داعی اوس شخص کے منزلہ مین ہے جس نے زمین مین بیج ڈالا یا درخت لگایا اور اوسکی حفاظت مین کوشش کرنے اور پانی دینے لگا اتفاق سے کہیتی یا درخت نے اپنے درجہ کمال پر پہونچنے اور پہلنے پہولنے مین تاخیر کی اسنے مایوس ہوکر فورًا اوسے چہوڑ دیا اور مہمل و بے کار رکہا۔ حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مین ہر شخص کی دعا قبول ہوتی ہے بشرطیکہ اوسکے اثر ظہور مین جلدی کرنے والا نہو اور جلدی کرنے کے معنے یہی ہین کہ داعی کہے مین نے دعا کی پہر دعا کی اور اوسکی قبولیت کا کوئی اثر ظاہر نہین ہوا (بخاری) ابوہریرہ سے یہ بھی روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا بندہ کی دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے

جبتک وہ کسی گناہ یا قطع رحم کی بابت دعا نہین کرتا اور جبتک مستعجل نہین ہوتا صحابہ نے عرض کیا حضور مستعجل ہونے کے کیا معنی ہین فرمایا بندہ کا یہ کہنا کہ مین نے دعا کی پہر دعا کی مگر اثر قبولیت ظاہر نہین ہوا۔ پہر اوسکا حسرت و افسوس کے ساتہ ترک دعا کرنا اسکا مستعجل ہونا ہے (صحیح مسلم) حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ ہمیشہ نیکی و بہلائی مین رہتا ہے جبتک جلد بازی نہین کرتا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کس طرح جلد بازی کرتا ہے فرمایا۔ کہتا ہے مین نے دعا کی اور اوسکا اثر قبولیت ظاہر نہین ہوا (مسند امام احمد)

فصل ۴

جب حضوری قلب اور مطلوب پر پوری پوری جمعیت دعا کے ساتہ جمع ہوجاتی اور اجابت کے چہ وقتون (یعنے اخیر تہائی رات ۔ وقت اذان ۔ اذان و اقامت کا درمیانی وقت ۔ فرض نمازون کے پیچہے ۔ جمعہ کے دن امام کے ممبر پر چڑہ بیٹہنے سے لیکر ادا نماز کے وقت تک ۔ جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد اخیر ساعت) مین سے کسی وقت کے ساتہ دعا موافقت کرتی نیز دلی خشوع اور خدا کے آگے تضرع انکساری و دلی رقت سے دعا کی جاتی ہے اور دعا کرنے والا طہارت و پاکیزگی کے بعد قبلہ رُخ ہونا۔ اور جناب الٰہی مین ہاتہ اُٹہا کر خداوندی حمد و ثنا کے بعد اوسکے برگزیدہ بندہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہتا اور اپنی حاجت پیش کرنے سے قبل توبہ استغفار کرتا ہے نیز خدا کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوکر دعا مین الحاح کرتا۔ اور گڑگڑا کر سوال کرتا ہے پہر تملقانہ لہجہ مین مؤدبانہ عرض کرتا اور رغبت و رہبت کے ساتہ دعا مانگتا ہے۔ علاوہ ازین بارگاہ الٰہی مین اوس کے مقدس اسماء و صفات اور توحید کا وسیلہ پیش کرتا اور دعا سے پہلے کچہ صدقہ بہی دیتا ہے تو اس قسم کی دعا قریب ہے کہ رد نہ کی جائے گی بالخصوص جبکہ اون دعاؤن کے ساتہ شامل کرکے دعا مانگی جائے گی جنکی نسبت جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ مظنۃ الاجابت ہین یا اسم اعظم کو شامل ہین چنانچہ اون مین سے بعض وہ دعائین جو سنن اربعہ اور صحیح ابن حبان مین وارد ہین یہان نقل کی جاتی ہین۔ حدیث عبد اللہ بن بریدہ مین آیا ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ فرمایا اس نے خدا کے ایک ایسے اسم کے ساتہ سوال کیا ہے کہ جب اوس کے ساتہ سوال

کیا جاتا ہے تو سائل کو حسب المراد کامیابی ہوتی ہے اور جب دعا کی جاتی ہے تو وہ قبولیت کا خلعت پہنتی ہے۔ ایک روایت مین یون آیا ہے کہ حضرت نے اوس شخص سے فرمایا کہ تو نے خدا کے اسم اعظم کے ساتہ دعا مانگی ہے۔ انس بن مالک رضہ سے روایت ہے کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر تہا اور ایک شخص کہڑا نماز پڑہ رہا تہا نماز پڑہکر اوس نے یون دعا مانگنی شروع کی اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اسپر حضرت نے فرمایا اس نے خدا کے اوس اسم اعظم کے ساتہ دعا کی ہے کہ جب اوسکے ساتہ کوئی دعا کرتا ہے تو دعا قبول ہوتی ہے اور جب کوئی کچہ مانگتا ہے تو دیا جاتا ہے۔ (مسند امام احمد)

اسما بنت یزید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کا اسم اعظم ان دونون آیتون مین ہے وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اور سورۃ آل عمران کے آغاز الٓمّٓ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ مین (ترمذی) ترمذی کہتے ہین یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ابوہریرہ انس بن مالک ربیعہ بن عامر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! تم يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کے ساتہ دلی تعلق پیدا کرو اور اوسپر مداومت و مواظبت کرو اور ہمیشہ لازم پکڑتے رہو۔ (مسند امام احمد۔ صحیح حاکم) ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت کا قاعدہ تہا کہ جب آپکو کوئی اہم اور جلیل القدر کام پیش آتا یا آپکے درجہ کا حزن و ملال ہوتا تو آسمان کی طرف سر اٹہاتے اور جب دعا مین کوشش کرتے تو یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ فرمایا کرتے (ترمذی) ترمذی مین انس بن مالک رضہ سے یہ بہی آیا ہے کہ جب حضرت کو کوئی امر کرب و بے چینی مین ڈالتا تو آپ فرمایا کرتے يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کا اسم اعظم قرآن کی تین سورتون مین ہے۔ بقرہ مین۔ آل عمران مین۔ طٰہٰ مین۔ قاسم کہتے ہین مین نے ان تینون کو تلاش کیا تو آیہ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو پایا (صحیح حاکم) سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت یونس جب مچہلی کے پیٹ مین تہے تو اونہون نے یہ دعا کی تہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۔ مسلمان جس چیز کے حصول کے لیئے ان کلمات سے دعا کرے گا خدا تعالی اوسے ضرور قبول فرمائے گا (ترمذی۔ صحیح حاکم) ترمذی کہتے ہین یہ حدیث صحیح ہے۔ سعد سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مین تمہین ایک ایسی دعا بتاتا ہون کہ جب

تم مین سے کسی شخص پر عظیم الشان بلا ٹوٹے اور وہ اوس کے ساتہ دعا کرے تو خدا ئے تعالی بلا کو فوراً ٹال دیگا وہ ذوالنون یعنے حضرت یونس کی دعا ہے (صحیح حاکم) صحیح حاکم مین سعد ہی سے یہ بہی روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلعم کو فرماتے سنا کہ کیا مین تمہین خدا کے اسم اعظم کی خبر دون سنلو وہ یونس کی دعا ہے۔ اسپر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ صرف یونس ہی کے ساتہ مخصوص ہے۔ فرمایا کیا تو نے خدا تعالی کا یہ قول نہین سنا فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ؎۱ پس جو مسلمان حالت مرض مین چالیس مرتبہ یہ لفظ کہے گا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اور اس مرض مین فوت ہوجائے گا تو شہید کا ثواب دیا جائے گا اور اگر مرض سے اچہا ہوجائیگا تو اوسکے سارے گناہ بخشدیئے جاوینگے۔ ابن عباس رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شدت وکرب کے وقت یون فرمایا کرتے تہے ؎۲ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (صحیحین) علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجہے تعلیم دی کہ جب مجہپر کوئی سختی ومصیبت پڑے تو یون کہا کرون ؎۳ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؎۴ (مسند امام احمد) مسند امام احمد مین عبد اللہ بن مسعود رض سے یہ بہی آیا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی رنج وغم پہونچا اور اوس نے یہ دعا پڑہی۔ ؎۵ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ ابْنُ عَبْدِكَ ابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ اَسْاَلُكَ اَللّٰهُمَّ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ۔

؎۱ ہم نے یونس کی دعا قبول کی اور اونہین غم سے نجات دی اور اسیطرح ہم اپنے بندون کو نجات دیا کرتے ہین ۱۲ ؎۲ تیرے سوا کوئی معبود نہین تو پاک ہے بیشک مین گناہ گارون سے ہون ۱۲ ؎۳ خدائے عظیم کے سوا کوئی معبود نہین عرش عظیم کے مالک خدا کے سوا کوئی معبود نہین آسمان وزمین کے پروردگار اور عرش کریم کے مالک خدا کے علاوہ کوئی معبود نہین ۱۲ ؎۴ خدائے بردبار اور بخشش کرنے والے کے سوا کوئی معبود نہین خدا پاک ہے اور بڑی برکت والا ہے عرش عظیم کا مالک اور خدائے رب العالمین کو سب تعریف ہے ۱۲ ؎۵ خداوندا مین تیرا غلام تیرے غلام لونڈی کا بیٹا ہون میری پیشانی تیری ید قدرت مین ہے۔ تیرا حکم مجہہ مین جاری ہے تیری قضا میرے حق مین عدل ہے۔ خداوندا مین تجہے ہراوس اسم مبارک کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہون جس کے ساتہ تو نے اپنی مقدس نفس کا نام رکہا یا وہ اپنی مخلوق مین سے کسیکو سکہایا یا اپنی کتاب مین نازل فرمایا یا اپنے پاس علم غیب مین اوٹہا رکہا ہے کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی ربیع میرے سینہ کا نور میرے

خدا اوس کے رنج و غم کو ضرور دفع کرتا اور اوسکی جگہ فرحت و خوشی بدلتا ہے صحابہ نے عرض کیا اے رسول خدا کیا ہم اس دعا کو سیکھہ نلین فرمایا ہر سننے والے کو اسکا سیکھنا سزاوار ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ انبیا مین سے جس نبی کو بھی کوئی شدت و سختی پہونچی اوس نے تسبیح کے ساتہ جناب الہی مین دعا کی۔ حسن سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین ایک انصاری شخص تہا جسکی کنیت تہی ابو مغلق۔ یہہ شخص بہت بڑا تاجر تہا اپنے مال سے بہی تجارت کیا کرتا تہا اور اورون کے مال سے بہی غرضکہ اس خاص فن مین شہرت کی حد سے نکلکر ضرب المثل کے مرتبہ کو پہونچ گیا تہا۔ اس کے علاوہ بڑا عابد و پرہیز گار تہا ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ وہ بہت مال و اسباب لیکر تجارت کے لیئے نکلا ایک مقام پر اوسے ایک رہزن ملا جو ہتیارون مین غرق تہا اور اس سے کہا جس قدر تیرے پاس مال ہے فوراً ڈال دے کیونکہ مین تیرے خون کا پیاسا ہون۔ ان صحابی نے فرمایا کہ اگر تو میرے خون ہی کا پیاسا ہے تو یہ اور بات ہے ورنہ تمام مال تیری نذر ہے۔ رہزن بولا کہ مال تو مین لے ہی لون گا مگر تجہے بغیر قتل کیئے نہ چہوڑون گا صحابی نے فرمایا کہ اگر تیرا یہی مقصد ہے تو مجہے اس قدر مہلت دے کہ چار رکعت نماز پڑہ لون اوس نے کہا بہتر جو تو پڑہنا چاہتا ہے پڑہ لے انہون نے وضو کیا چار رکعت نماز پڑہی اور آخری سجدہ مین اسطرح دعا کی۔

يَا وَدُودُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِيدِ يَا فَعَّالُ لِمَا يُرِيدُ أَسْأَلُكَ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا يُرَامُ وَبِمُلْكِكَ الَّذِي لَا يُضَامُ وَبِنُورِكَ الَّذِي مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ أَنْ تَكْفِيَنِي شَرَّ هَذَا اللِّصِّ يَا مُغِيثُ أَغِثْنِي يَا مُغِيثُ أَغِثْنِي يَا مُغِيثُ أَغِثْنِي انصاری تاجر یہ کہہ ہی رہا تہا کہ درختون کے جہنڈ مین سے ایک سوار نمودار ہوا جس کے ہاتہ مین ایک شاحربہ تہا اور جسے وہ اپنے گہوڑے کے دونون کانون کے درمیان رکہے ہوئے تہا جون ہی رہزن نے سوار کو آتے دیکہا یہ اوسکی طرف متوجہ ہوا سوار نے ذرا اوس کے ایک بہالا مار کر زمین پر گرا دیا اور گردن جسم سے الگ کرکے صحابی کی طرف آکر کہا سر اٹہاؤ انہون نے کہا میرے ماں باپ تمہپر قربان تم کون ہو خدا نے آج تمہاری وجہ سے میری مدد کی، کہا مین چوتہے آسمان کا فرشتہ

لہ اے دوستی کرنے والے اے عرش مجید کے مالک اے اپنی مراد کے بجا کر ڈالنے والے مین تیری اوس عزت و جلال کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہون جس کا قصد نہین کیا جاتا، اور تیرے اوس ملک کا واسطہ دیتا ہون جو فرا ہم نہین لایا جاتا۔ اور تیرے اوس نور کو ذریعہ ٹہیراتا ہوا جس نے تیرے عرش کی بنیادین بہر دی ہین کہ تو مجہے اس رہزن کی برائی سے بچا لے اے فریاد رس میری فریاد کو پہونچ اے فریاد رس میری فریاد کو پہونچ اے فریاد رس میری فریاد کو پہونچ +

تھا اون جب تونے پہلی دفعہ دعا کی تو مین نے آسمانی دروازون کی نہایت سختی کیساتھ کہلنے کی آواز سُنی اور جب تونے دوسری مرتبہ دعا کی تو مین نے اہل آسمان کے چیخنے کی آواز سنی۔ پہر جب تونے تیسری دفعہ دعا کی تو مجہسے کہا یہ دعا مکروب ہے مین نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ خداوندا مجہے ظالم کے قتل کی خدمت سپرد کردے چنانچہ مجہے حکم ہوا اور مین تیری مدد کو پہونچا۔ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حسن نے کہا کہ جو شخص وضو کرکے چار رکعت نماز پڑہے اور اس دعا کے ساتھ سوال کرے تو اوسکا سوال قبول کیا جاوے گا خواہ وہ مکروب ہو یا غیر مکروب

فصل ۵

ہم بہت سی ایسی دعائین پاتے ہین جنکے ساتھ ایک قوم دعا کرتی ہے اور وہ خداوندی درگاہ سے قبولیت کا خلعت پہنتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس دعا مین داعی کی ضرورت اور توجہ علی اللہ یا اس دعا سے پیشتر کوئی نیکی اوس سے ظہور مین آچکی ہے جسکے صلہ مین قدردانی مین خدا تعالے اوسکی دعا قبول فرماتا ہے یا دعا وقت اجابت کے موافق پڑجاتی ہے یا ان باتون کے سوا اور وجہ الیہی ہوجاتی ہے جس سے دعا کی قبولیت کا اثر ظاہر ہوجاتا ہے مگر ناواقف و جاہل لوگ فوراً گمان کر بیٹھتے ہین کہ ہونہو اس دعا کے الفاظ مین کوئی خاص اثر اور ہی مخفی بہید ہو جس سے اوسکی حاجت فوراً برآئی جاہل یہ خیال کرکے صرف اوس دعا کھے لیتا ہے اور جو باتین اوس داعی کو دعا مین مقترن و شامل تہین سب کو نظرانداز کردیتا ہے اسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ ایک شخص نے کسی مفید و فائدہ مند دوا کا ایسے وقت مین استعمال کیا۔ اور ایسے طریقہ پر عمل مین لایا جو اوس کے لائق تہا چنانچہ اوس سے خاطر خواہ متمتع ہوا۔ یہ دیکھکر ایک اور شخص گمان کر بیٹہا کہ صرف اس دوا کا استعمال ہی حصول مطلوب کے لیئے کافی دوا فی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اوسے اس اقتباس و اٹکل کرنے مین سخت دہوکا ہوا اور مغالطہ مین پڑگیا اور یہ ایک ایسا مقام ہے جس مین بہت سے لوگونکو مغالطہ اور دہوکا واقع ہوا ہے منجملہ اونکے ایک صورت یہ ہے کہ کسی شخص کو غایت اضطرار کے وقت ایک قبر کے پاس دعا کرنیکا اتفاق پڑا اور اوسکی دعا مقبول ہوگئی یہ دیکھکر جاہل گمان کر بیٹہا کہ ہونہو کوئی سر قبر ہی مین ہو حالانکہ اوسے بالکل معلوم نہین کہ بسر اضطرار اور خدا کی جناب مین

صدق التجا مین ہے پس جب یہ دونون باتین خدا کے گہرون مین سے کسی گہر مین حاصل ہونگی تو فضل اور پسندیدہ خدا ہون گے۔

فصل ۶

دعائین اور استعاذے ہتیار کے منزلہ مین ہین اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہتیار کا اثر صرف اوسکی تیزی کیوجہ سے ظہور مین نہین آتا بلکہ مارنے کی وجہ سے آتا ہے۔ تو جب ہتیار کامل ہوگا یعنے اوسمین کسیطرح کی خرابی اور عیب نہوگا اور سلحدار کا بازو بھی قوی اور مضبوط ہوگا اور مانع مفقود ہوگا تو دشمن کو پورا صدمہ پہونچ سکیگا۔ اور اگر ان تین باتون مین ایکبات بھی معدوم ہوگی تو تاثیر مین ضرور تخلف واقع ہوگا علی ہذا القیاس اگر دعا فی نفسہ ناقابل ہے یا داعی اپنے دل وزبان سے پورے طور پر دعا مین ہمت مصروف نہین کرتا یا کوئی چیز مانع اجابت ہے تو اوسکا بھی اثر ظاہر نہ ہوگا۔

فصل ۷

اسمقام پر ایک مشہور سوال ہے وہ یہ کہ آدمی جس چیز کی دعا مانگتا ہے وہ دو حال سے خالی نہین یا تو اُس کی قسمت مین مقدر ہوئی ہوگی یا نہین اگر مقدر ہو چکی ہے تو اوسکا وقوع ضرور ہوگا خواہ دعا کرے یا نکرے اور اگر مقدر نہین ہوئی ہے تو واقع نہوگی خواہ اوس کی نسبت سوال کرے یا نہین۔ چنانچہ ایک گروہ نے اس سوال کو صحیح مانکر دعا کرنا مطلقاً ترک کردیا اور اسبات کا قائل ہوگیا کہ دعا کرنے مین کوئی فائدہ نہین حالانکہ یہ لوگ باوجود اس کے کہ کثرت سے جہل وگمراہی کے جنگل مین سرگردان ہین باہم متناقض بھی ہین کیونکہ انکے مذہب کی موافقت تمام اسباب کے معطل وبیکار ہونے کو واجب کرتی ہے انکے جواب مین صرف اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ سیری اور سیرابی اگر تمہاری قسمت مین مقدر ہو چکی ہین تو وہ دونون تمہین ضرور حاصل ہوکر رہین گی خواہ تم کہانا کہاؤ یا نہ کہاؤ۔ پانی پیو یا نہ پیو۔ اور اگر یہ دونون تمہارے مقدر مین نہین ہین تو میسر نہ ہونگی خواہ کہاؤ پیو یا نہین۔ اسیطرح اولاد اگر تمہارے لیئے مقدر ہو چکی ہے تو ضرور ہوگی بی بی اور باندی سے ہمبستر ہو یا نہ ہو اور اگر مقدر مین نہین ہے تو کسیطرح نہین ہوسکتی۔ پہر نکاح کرنے اور لونڈی خریدنے کی کچہہ حاجت نہین۔ اسی طرح دور تک چلے جاؤ پس غور کرنا چاہیئے کہ اس قسم کے لوگ عاقل ہین یا دیوانے آدمی ہین یا حیوان بلکہ ذرا تامل کیجیگا تو صاف واضح ہوجائیگا کہ حیوان سے بھی بدتر ہین۔ کس لیئے کہ حیوان اون اسباب کی

مباشرت پر مجبول و مخلوق جنسے اونکی زندگی اور قوام حیات وابستہ ہے اور جب یہ ہے تو حیوانات ان لوگون سے زیادہ عقلمند وسمجھدار ہین اور یہ انعام بلکہ اون سے بھی زیادہ گمراہ اور نادان ہین - پھر ان ہی مین سے بعضون نے اپنی دانشمندی کا اظہار کر کے کہا ہے کہ دعا مین مشغول ہونا محض عبادت گزاری ہے جسپر خدا تعالیٰ دعا کہنے والے کو ثواب عنایت کرتا ہے - یہ نہین کہ حصول مطلوب مین اوسکے لیئے حقیقت مین کوئی تاثیر ہوتی ہے یعنے دعا کا اثر تو کچھہ بھی نہین ہوتا البتہ ایک طرح کی عبادت مین شمار کی جاتی ہے - ان دانشمندون اور فرزانہ روزگارون کے نزدیک دعا کرنے اور اوس سے باز رہنے مین ذرا فرق نہین اور حصول مطلوب کی تاثیر مین دل وزبان کو کوئی علاقہ نہین - ان دونون فرقون کے علاوہ ایک اور تیسرا فرقہ ہے جو ان سے بھی زیادہ دانشمند اور تجربہ کار ہے - وہ کہتا ہے کہ دعا صرف ایک علامت ہے جسے خدا تعالیٰ نے قضاء حاجت کی نشانی قرار دی ہے تو جب آدمی دعا کرنے کی توفیق دیا جاتا ہے یہ اوس کے لیئے علامت اور اسباب کی نشانی ہوتی ہے کہ اوسکی حاجت پوری ہوگئی اس کی مثال یون سمجھیئے کہ جب تم جاڑے کے موسم مین ٹھنڈی گھٹا دیکھتے ہو تو معلوم کر لیتے ہو کہ یہ بارش ہونے کی علامت ودلیل ہے - نیز وہ یہ بھی کہتے ہین کہ طاعات پر جو ثواب مترتب ہے اور کفر ومعاصی پر عذاب تو یہ بھی ثواب وعقاب کی محض علامتین ہین یعنے طاعات ثواب ملنے کی علامتین اور کفر ومعاصی عذاب پانے کی نشانیان ہین کیونکہ طاعات اوسیطرح کفر ومعاصی ثواب وعذاب کے اسباب ہین - علی ہذا القیاس ان لوگون کے نزدیک کسی چیز کا ٹوٹنا جو توڑنے پر موقوف ہے اور جلانا جو جلانے پر مترتب ہے اور روح کا نکلنا جو قتل کی وجہ سے ظہور مین آتا ہے نہ تو یہ سبب ہی ہین نہ ان چیزون مین اور جو ان پر مترتب ہوتی ہین اون مین کسی طرح کا ارتباط ہی ہے بلکہ صرف اقتران عادی ہے نہ تاثیر سببی - پس یہ لوگ اس جہل اور بے سروپا اعتقاد کی وجہ سے مذہب حق سے کوسون دور جا پڑے ہین اور حس عقل - شرع - فطرت اور تمام عقلا کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے ہین - بلکہ عقلا کو اپنے اوپر ہنسواتے ہین - حق وصواب بات یہ ہے کہ اسمقام پر ایک تیسری قسم ہے جسے سائل نے ذکر نہین کیا یہ کہ جو چیز آدمی کی قسمت مین مقدر ہوئی ہے وہ اسباب کے ساتھ مقدر ہوئی ہے جن مین سے ایک سبب دعا ہی ہے - ہم جہان سے جہان تک خیال دوڑاتے ہین کوئی مقدر ایسا نہین پاتے جو سبب سے مجرد اور خالی ہو بلکہ ہر مقدور کو مقدر یا سبب دیکھتے ہین پس جب بندہ سبب کو بجا لائے مقدور واقع ہوئے گا اور جب سبب سے کنارہ کشی کرے گا مقدور منتفی ہوگا - مثلاً سیری اور سیرابی

کہانے پینے کے ساتہ مقدر ہے اولاد کا ہونا عورت سے ہم بستر ہونے کے ساتہ مقدر ہے۔ کہیتی کی پیداواری بیج کے ساتہ مقدر ہے حیوان کی روح کا نکلنا ذبح کرنے کے ساتہ مقدر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جنت مین داخل ہونا نیک اعمال کے ساتہ مقدر ہے۔ دوزخ مین پڑنا بُرے کامون کے کرنے کے ساتہ مقدر ہے۔ خلاصہ یہ یہ تیسری قسم حق ہے جس سے سائل محروم و بے نصیب رہا اور اوسکی توفیق نہین دیا گیا۔ اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ دعا تمام اسباب مین ایک بڑا قوی سبب ہے اور جب دعا کی وجہ سے اوس چیز کا وقوع مقدر ہے جسکی آدمی دعا مانگتا ہے تو اب یہ کہنا ہرگز درست نہین کہ دعا مین کوئی فائدہ نہین جیسا کہ یہ کہنا صحیح نہین کہ کہانے پینے اور تمام حرکات کرنے اور عمل بجا لانے مین کوئی فائدہ نہین۔ اب یہ بات اچہی طرح ثابت ہوگئی اور آئندہ ثابت ہو جائے گی کہ دعا سے بڑہکر کوئی سبب زیادہ مفید و نافع اور حصول مطلوب مین کامیاب کرانے والا نہین ہے۔

چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم ساری امت مین خدا اور رسول کے احکام سے زیادہ واقف اور دینی امور مین فقیہ تر تہے اس لیئے وہ اس سبب اور اس کے شرائط و آداب مین اور لوگون کی نسبت بہت زیادہ متمسک کرتے تہے حضرت فاروق اعظم خلیفہ دوم کا قاعدہ تہا کہ اسی مستحکم وسیلہ اور قوی سبب کے ساتہ اپنے دشمنون پر طالب مدد ہوتے تہے باوجودیکہ اونکے ہاتہ مین ایک عظیم الشان اور جرار لشکر کی کمان تہی۔ آپ صحابہ سے فرمایا کرتے تہے اپنی کثرت کی وجہ سے مدد نہین کیئے جا سکتے البتہ آسمان کی طرف سے مدد کیئے جا سکتے ہو۔ یہ بہی فرمایا کرتے تہے کہ مین حاجت برآری اور قبولیت کی آرزو نہین کرتا بلکہ دعا کی خواہش اور اپنا حال جناب الٰہی مین عرض کرنے کو دوست رکہتا ہون کیونکہ جب مجہے دعا کا الہام ہوگا تو اوسکے ساتہ اجابت و قبولیت خود بخود حاصل ہو جائیگی۔ کسی شاعر نے اس مضمون کو کیا خوب نظم کیا ہے ؎
لولم ترد نیل ما ارجو واطلبہ ٭ من جود کفیک ما علمتنی الطلبا ٭ تو جو شخص دعا کا الہام کرتا ہے اوسی سے اجابت اور اثر قبولیت کا اظہار مقصود ہوا کرتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے[۱] اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اور فرماتا ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ[۲] عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ حضرت ابوہریرہ کی حدیث مین آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

---

[۱] تم مجہ سے دعا کرو مین قبول کرون گا ۱۲ [۲] اور جب تم سے میرے بندے مجہے پوچہین تو کہدو مین قریب ہون جب کوئی مجہ سے دعا کرتا ہے تو مین اوسکی دعا قبول کرتا ہون ۱۲ ÷ ۱۴

فرمایا جو شخص خدا سے نہیں مانگتا اوسپر خدا غضبناک ہوتا ہے (ابن ماجہ) یہ حدیث صاف طور پر اسباب کی دلیل ہے کہ خدا کی خوشنودی اور رضامندی اسی مین ہے کہ اپنی تمام حاجتین اوسکی جناب مین پیش کی جائین اور اوسکی طاعت و فرمانبرداری پر گردن تسلیم خم کردی جائے اور جب وہ رضامند ہوگیا تو ہر طرح کی بہلائی اوسکی رضامندی مین موجود ہے جیسا کہ ہر قسم کی بلا و مصیبت اوس کے غضبناک ہونے مین ہے - امام احمد نے کتاب الزہد مین ایک اثر بایں مضمون ذکر کیا ہے کہ خدا فرماتا ہے مین خدا ہون میرے سوا کوئی معبود نہین جب مین کسی سے رضامند ہوتا ہون تو اوسے اپنی برکتون سے مالامال کردیتا ہون اور میری برکتون کی کوئی انتہا نہین - اور جب مین کسی سے ناخوش ہوتا ہون تو اوسپر لعنت کرتا ہون اور میری لعنت کا اثر اوس کے ساتوین فرزند تک پہنچتا ہے پھر عقل اور نقل اور فطرت اور امتون کے تجربے باوجود اونکے اجناس و طرق اور مذاہب و ملل کے مختلف ہونیکے اس بات پر متفق ہین کہ خدائے رب العالمین کا تقرب اور اوسکی رضامندی و خوشنودی کی تلاش و جستجو اور اوس کی مخلوق سے نیک سلوک کرنا اون تمام اسبابون سے زیادہ قوی سبب ہین جو ہر طرح کی بہلائی کو کھینچ لیتی ہین اور انکے برعکس باتین اون سب اسبابون مین بڑے زبردست سبب ہین جو ہر قسم کی برائی پیدا کرتے ہین اور جب یہ ہے تو خدا تعالی کی نعمتون کے حاصل کرنے اور اوسکی ناخوشیون کے دفع کرنے مین جو اثر اوس کی طاعت اور تقرب اور اوسکی مخلوق کے ساتھ احسان کرنے مین ہے وہ کسی اور مین ہرگز نہین اور خدا تعالی نے دین و دنیا مین حصول خیرات اور حصول سرور اپنی کتاب مین اعمال پر اوسی طرح مرتب کیا ہے جیسا کہ جزا شرط پر اور معلول علت پر اور مسبب سبب پر مرتب ہوتا ہے اور اس قسم کا ترتب قرآن مجید مین ہزار جگہ سے زیادہ واقع ہوا ہے کہین تو حکم کوئی خبری اور امر شرعی ایک ایسے وصف پر مترتب ہوا ہے جو اوس کے مناسب ہے - چنانچہ فرمایا - فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ اور فرمایا فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ اور فرمایا وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ -

له جب اونہون نے سرکشی کی اور جس سے منع کئے گئے تھے اوس سے تکبر کیا تو ہم نے اونہین کہا کہ ذلیل بندر ہوجاؤ - ٢ه جب اونہون نے ہمین جو غضب دلائی تو ہم نے بدلا لیا - ١٢

٣ه چور مرد و عورت کے دونون ہاتھ کاٹ ڈالو - اون کی کرتوت کے بدلے - کیونکہ یہ خدا کی طرف سے اونکے لیے عبرت ہے - ١٢ ١٢ ١٢

اور فرمایا اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ سے وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا تک۔ اور اس قسم کی اور بہت سی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں اور کبھی حکم خبری صیغہ شرط و جزا کی صیغہ کے ساتھ مترتب ہوتا ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ کا یہ قول۔ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ اور وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَۃِ لَاَسْقَیْنٰھُمْ مَّآءً غَدَقًا اور فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ اسکے بھی نظائر قرآن میں بکثرت موجود ہیں کا ہے یہ فائدہ لام تعلیل سے حاصل ہوتا ہے جیسے خدا تعالیٰ کا قول لِیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ اور لِتَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا اور کبھی یہ فائدہ حرف کے سے حاصل ہوتا ہے جو تعلیل کیلئے ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ اور کبھی باء سببیہ بھی اسکیلئے آتا ہے کقولہ تعالیٰ ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْکُمْ اور بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور بِمَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ اور ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا کبھی مفعول لہ سے بھی یہی فائدہ پیدا ہوتا ہے خواہ ظاہر ہو یا محذوف کقولہ تعالیٰ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّھَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىھُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰىھُمَا الْاُخْرٰی اور اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّا کُنَّا عَنْ ھٰذَا غٰفِلِیْنَ اور اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْکِتٰبُ عَلٰی طَآئِفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا ای کَرَاھَۃَ اَنْ تَقُوْلُوْا۔ کبھی فاء سببیہ سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے کقولہ تعالیٰ فَکَذَّبُوْہُ فَعَقَرُوْھَا فَدَمْدَمَ عَلَیْھِمْ رَبُّھُمْ بِذَنْۢبِھِمْ فَسَوّٰىھَا اور فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّھِمْ فَاَخَذَھُمْ اَخْذَۃً رَّابِیَۃً اور فَکَذَّبُوْھُمَا فَکَانُوْا مِنَ الْمُھْلَکِیْنَ

۵۱ مسلمان مردوں اور عورتوں اور خدا کو بہت یاد کرنے والے مرد عورتوں کے لیئے خدا نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے ۱۲ ۵۲ اگر تم خدا سے ڈروگے تو تم میں فیصلہ کر دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تمہیں بخشدے گا ۵۳ اور اگر وہ سیدھی راہ پر رہتے تو ہم اونہیں بہت سا پانی پلاتے ۱۲ ۵۴ اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں زکوۃ ادا کریں تو تمہارے دینی بھائی ہیں ۱۲ ۵۵ تاکہ اوسکی آیات میں غور و فکر کریں اور تاکہ دانشمند نصیحت اختیار کریں ۱۲ ۵۶ تاکہ تم لوگوں پر گواہی دو اور رسول تم پر گواہ ہو ۱۲ ۵۷ تاکہ تم میں سے دولتمندوں کے لیئے دینے میں نہ آئے ۱۲ ۵۸ یہ اوس چیز کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ۱۲ ۵۹ بسبب اوس چیز کے کہ تم کرتے ہو ۱۲ ۶۰ یہ اس وجہ سے کہ اونہوں نے ہماری آیات نبوت کا انکار کیا۔ ۱۲ ۶۱ تو ایک مرد اور دو عورتیں تو اہوں میں سے جنہیں تم پسند کرو تاکہ اون میں کی ایک بھول جائے گی تو دوسری یاد دلا دیگی ۱۲ ۶۲ مت کہنے لگو کہ ہم اس سے غافل تھے ۱۲ ۶۳ یا یوں کہنے لگو کہ کتاب تو اون لوگوں پر اوتاری گئی تھی جو ہم سے پہلے تھے ۱۲ ۶۴ تو اونہوں نے حضرت صالح کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ پس اون کے پروردگار نے اونکے گناہ کی وجہ سے ہلاک کر ڈالا پھر انکو برابر کر دیا ۱۲ ۶۵ اونہوں نے اپنے پروردگار کے پیغمبر کی نافرمانی کی تو خدا نے اونہیں سخت پکڑا پکڑا ۱۲

۶۶ اونہوں نے موسیٰ اور ہارون کو جھٹلایا تو وہ ہلاک ہو گئے ۱۲ + ۱۲

اس کے نظائر بھی قرآن مین بکثرت موجود ہین اور کا ہے حرف لما سے بھی یہی بات پیدا ہوتی ہے جو جزا پر
دلالت کرتا ہے کقولہ تعالیٰ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا کبھی اِنَّ اور اوس کے معمول سے یہ مضمون حاصل ہوتا ہے
کقولہ تعالیٰ[۵۱] اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ اور قولہ[۵۲] اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ کبھی حرف
کو لا کے ساتھ جو اپنے ماقبل کو مابعد سے مرتبط کرنے پر دلالت کیا کرتا ہے۔ کقولہ[۵۳] فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ
الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِىْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ کبھی لو کے ساتھ جو شرط پر دلالت کرتا ہے کقولہ تعالیٰ
وَلَوْ[۵۴] اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ الغرض تمام قرآن مجید مین اول سے لیکر آخر تک یہ مضمون
بالتصریح موجود ہے کہ جزا کا ترتب بھلائی برائی پر اور احکام کونیہ و امریہ کا ترتب اسباب پر ثابت ہے
اور نہ صرف جزا اور احکام کونیہ کا ترتب بلکہ دین و دنیا کے احکام اور انکے مصالح و مفاسد کے احکام اسباب
و اعمال پر مترتب ہین اور جو شخص اس مسئلہ کو سمجھے گا اور جیسا کہ چاہیئے اس مین تامل و غور کرے گا وہ بہت
کچھ اس سے فائدہ اٹھائے گا اور اپنے جہل و عجز اور تفریط و تقصیر کی وجہ سے تقدیر الٰہی پر ذرا بھروسا
نکر لیگا پھر اوسکا توکل عجز اور عجز توکل ہوگا بلکہ فقیہ اور بہت بڑا فقیہ وہ شخص ہے جو قدر کو قدر کے ساتھ رد
کرے اور قدر کو قدر کے ساتھ دفع کرے اور قدر کا قدر کے ساتھ مقابلہ کرے بلکہ بغیر اسکے آدمی کو زندگی
بسر کرنا ہی ناممکن ہے کیونکہ بھوک پیاس ٹھنڈک۔ خوف و خطر اور خدا کے انواع و اقسام سب قدر کیساتھ
وابستہ ہین اور تمام مخلوق اس قدر کو دفع کرنے مین کوشش کرتی ہے اسیطرح خدا تعالیٰ جن لوگون کو
توفیق دیتا اور اپنی ہدایت کا الہام کرتا ہے وہ اخروی سزا کی قدر کی توبہ اور ایمان اور نیک اعمال
کی قدر سے دفع کرتے ہین پس یہی وہ قدر ہے جس سے دنیا مین خوف دلایا گیا ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ
خدائے دو جہان ایک اور اکیلا ہے اور اوسکی حکمت بھی ایک ہی ہے اور جب یہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ اوسکی بعض حکمت بعض کو مناقض اور ایک دوسرے کی مبطل ہو۔ خلاصہ یہ کہ یہ مسئلہ تمام مسائل
سے اشرف و افضل ہے لیکن ہر شخص کے نزدیک نہین بلکہ اوس شخص کے نزدیک جو اوسکی قدر پہچانے اور
کماحقہ رعایت کرے لیکن اسمقام پر دو امر قابل بحث اور لائق توجہ ہین جن سے آدمی کی سعادت
و فلاح کی تکمیل ہوتی ہے۔ پہلا امر یہ ہے کہ آدمی کو خیر و شر کے اسباب کی تفاصیل معلوم کرنا

---

[۵۱] کیونکہ وہ بھلائیون مین جلدی کرتے تھے ۱۲ [۵۲] کیونکہ وہ بری قوم تھی ہو ہم نے اون سبکو غرق کر دیا ۱۲ [۵۳] اگر
یونس تسبیح کرنے والو نمین نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ مین رہتے ۱۲ [۵۴] اور اگر وہ نصیحت پر عمل کرتے تو انکے لیے بہتر ہوتا

چاہیئے اور اوسے اسبارہ مین اوسچیز کے ساتہ بصیرت حاصل ہونا چاہیئے جسے وہ دنیا مین مشاہدہ ومحسوس کرتا اور جسکا خود یا اوسکا غیر تجربہ کرتا یا گذشتہ امتون کی قدیم وحدیث تاریخی واقعات سنتا ہے اور اس مین سب سے زیادہ فائدہ مند اور نفع بخش بات قرآن مین گہرا غور کرنا ہے کیونکہ وہ اسبارہ مین اکمل وجوہ پر کفیل ہے اور اوس مین خیر وشر کے تمام اسباب بطریق تفصیل وتوضیح بیان ہوئے ہین اس کے بعد سنت کا درجہ ہے کس لیئے کہ وہ قرآن کی بہن اور وحی ثانی ہے۔ جو شخص اِن دونون کی طرف عنان توجہ مبذول کریگا تو یہ دونون اوسے اپنے غیر سے کافی ہوجائین گے اور اوسے خیر وشر اور نہ صرف خیر وشر بلکہ اونکے اسباب اسطرح کہولکر دکہائین گے گویا آنکہہ سے دیکہہ رہا ہے اور اسکے بعد جب تم گذشتہ اُمتون کے تاریخی واقعات کو غور مین ڈوبی ہوئی نظرون سے دیکہوگے اور خدا کے فرمانبردارون اور مجرمون کے بارہ مین جو ایام اللہ ثابت ہوچکے ہین اون مین تامل کروگے تو یہ تمہاری اوس معلومات کی موافقت کریگی جو تم نے قرآن وحدیث سے حاصل کی ہے اور جن باتون کی خبر خدا نے دی ہے یا وعدے کیئے ہین اونکی تفاصیل کو آنکہون سے دیکہوگے اور خدا کے وہ آفاقی دلائل تمہین معلوم ہوجائینگے۔ جو صراحت کے ساتہ اسبات پر دلالت کرتے ہین کہ قرآن حق ہے۔ رسول حق ہے۔ خدا نے جن چیزون کا وعدہ دیا ہے وہ بالضرور پورے ہونے والے ہین۔ غرض کہ تاریخ اون جزئیات کی تفصیل وتوضیح اور خیر وشر کے اون اسباب کلیہ کا آئینہ ہے جسے خدا رسول نے ہمین معلوم کرایا۔

فصل ۸

دوسرا امر یہ ہے کہ آدمی نفس کے مغالطہ سے بچے اور اِن ظاہری اسباب پر مغرور نہ ہو اور یہ امر حقیقت مین تمام امور سے مہتم بالشان اور اہم امر ہے کیونکہ انسان اسبات کو پہچانتا۔ اور ضرور پہچانتا ہے کہ غفلت اور معصیت اُن اسباب مین سے ہین جو اوسے دنیا وآخرت مین ایذا دہ اور مضرت رسان ہین لیکن باانیہمہ پہر اوسکا نفس کبہی تو اوسے خدا کے مغفرت وعفو پر کبہی زبانی توبہ واستغفار کے محلی ہونے پر کبہی مستحبات کے کرنے پر۔ گاہے علم پر۔ گاہے قدر کے ساتہ حجت پکڑنے پر گاہے اشتباہ نظائر پر اور گاہے اکابر کی اقتدا کے بہروسہ پر مغالطہ دیتا اور ان باتون پر توکل کرنے کی وجہ سے دہوکا دیتا ہے۔ بہت آدمیون کا تو یہ خیال ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی ناشائستہ فعل کا مرتکب ہو پہر خدا سے بخشش مانگے تو اوسکا یہ گناہ دور ہوجاتا اور استغفار کے سبب سے

اس جرم سے راحت پاتا ہے۔ خاص مجھسے ایک ایسے شخص نے جو فقہ کی طرف منتسب ہتا کہا اور نہایت جرأت و دلیری سے کہا کہ جب مین کوئی ناجائز حرکت کر بیٹھتا اور دانستہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہون پہر اوسکے بعد سو دفعہ سُبحانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ کہتا ہون تو میرے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہین کیونکہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دن مین سو مرتبہ سُبحانَ اللہِ وَبِحَمْدِہٖ کہتا ہے تو اوسکی خطائین میٹ دی جاتی ہین۔ اگرچہ وہ دریا کے جہاگ برابر کیون نہون۔ اسیطرح مکہ کے باشندون مین ایک اور شخص نے مجھسے کہا کہ ہم مین سے جب کوئی شخص کسی حرکت ناجائز کا مرتکب ہو پہر غسل کرکے خانہ کعبہ کا دس بار طواف کرے تو یقینی طور پر اوس کے سارے گناہ مٹ گئے۔ علی ہذا القیاس ایک اور شخص نے مجھسے یہ بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بندہ گناہ کرکے کہتا ہے الٰہی مین گناہ کا مرتکب ہوا ہون تو مجھے بخشدے تو خدا اوس کا گناہ بخشدیتا ہے پہر وہ کچہ دنون توقف کرکے دوسرا گناہ کرتا اور کہتا ہے مین گناہ کا مرتکب ہوا ہون تو مجھے معاف کردے خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے میرے بندہ نے معلوم کرلیا کہ اوسکا کوئی ایسا پروردگار ضرور ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اوسپر مواخذہ کرتا ہے لہذا مین نے اپنے بندہ کو بخشدیا اب وہ جو چاہے کرے۔ اس حدیث کو تمام کرکے اوسنے مجھسے کہا کہ مجھے اسمین ذرا شک نہین کہ میرا ایک پروردگار ہے جسکی صفت گناہ بخشنا اور اوسپر مواخذہ کرنا ہے۔ تو اس قسم کے جاہل لوگ نصوص رجا کے ساتہ تمسک کرتے اور اونپر توکل کرکے بیٹہ جاتے ہین اور جب انہین گناہون کے کرنے اور اون مین منہمک ہوجانے کی وجہ سے عتاب کیا جاتا اور شرمایا جاتا ہے تو خدا کی وسیع رحمت و مغفرت اور نصوص رجا بیان کرکے تمہین قائل کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہین اور اسطرح کے جہلا و حمقا کے اسباب مین بہت سی عجیب و غریب قول مشہور ہین کوئی کہتا ہے ؎ وَكَثِّرْ مَا اسْتَطَعْتَ مِنَ الْخَطَايَا ✤ اِذَا كَانَ الْقُدُوْمُ عَلٰى كَرِيْمٍ یعنے جبکہ تیری پیشی ایک کریم اور رحیم بادشاہ کے سامنے ہونی ہے تو جہانتک بن پڑے گناہ کرلے۔ اور کوئی یہ کہتا ہے کہ گناہون سے بچنا اور جرمون سے پاک صاف رہنا خدا کی وسیع درگذر اور عفو سے جاہل رہنا ہے۔ کوئی کہتا ہے گناہون کا ترک کرنا مغفرت الٰہی پر گستاخانہ جرأت کرنا اور اوسے حقیر و ذلیل جاننا ہے۔ محمد بن حزم کا بیان ہے کہ مین نے ان مین سے ایک شخص کو یہ دعا کرتے دیکھا۔ "خداوندا مین عصمت اور ترک گناہ سے پناہ مانگتا ہون"۔ پہر ان مغرورون اور نفس و شیطان کے دہوکے مین پڑے ہوؤن مین سے بعض لوگ تو مسئلہ جبر سے تمسک

کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بندہ بے اختیار محض ہے وہ اپنی طرف سے کبھی کچھ نہین کر سکتا بلکہ گناہون کے کرنے پر مجبور ہے اور بعضے مسئلہ ارجاء سے دہوکے مین پڑکر کہتے ہین کہ ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے اعمال کو ایمان مین کچھ دخل نہین اور ایک ایسے شخص کا ایمان جو تمام لوگون سے فسق و فجور مین بڑہا ہوا ہے جبرئیل و میکائیل علیہما السلام کے ایمان کے مانند ہے اور بعض لوگ وہ ہین جو فقرا اور مشائخ اور صالحین کی محبت پر مغرور اور اونکے مزارات پر بکثرت آمد و رفت کرنے اور اون سے عجز و انکسار کرنے اور اون کی شفاعت کرانے اور خدا کی جناب مین اونہین وسیلہ و ذریعہ ٹہیرانے اور اونکی اوس حرمت و عزت اور حقوق کا واسطہ دیکر سوال کرنے کے سبب سے دہوکے مین پڑے ہوئے ہین جو خدا کی درگاہ مین ثابت ہین اور بعض جہلا اپنے آبا و اسلاف پر مغرور ہین اور کہتے ہین کہ چونکہ خدا کے نزدیک اونکا بڑا رتبہ ہے اور وہ خدا کے پیارے بندے ہین تو بدون ہماری خلاصی کرائے اونہین چین نہ پڑے گا جیسا کہ سلاطین دنیا کے دربارون مین اس امر کا مشاہدہ ہوتا ہے ہم دیکہتے ہین کہ بادشاہ اپنے فرزندون اور اقارب کا گناہ اپنے خواص کی ادنی سفارش سے معاف کر دیتے ہین اور جب اون مین سے کوئی شخص کسی خطرناک امر مین مبتلا ہو جاتا ہے تو اوس کے باپ دادا اپنی قدر و منزلت کے وسیلہ سے اوسے اوس خطرناک موقع سے چہوڑا لیتے ہین اور بعض لوگ اس دہوکے مین پڑ جاتے ہین کہ خدائے عزوجل ہم پر عذاب کرنے سے بالکل غنی اور بے پروا ہے ہم پر عذاب کرنے سے اوس کی ملک مین کوئی چیز بڑہ نہین جاتی اور رحمت کرنے سے اوس کے ملک مین سے کوئی چیز کم نہین ہوتی پہر یہ لوگ کہتے ہین کہ ہم خدا کی رحمت کی بہید ہوکے اور انتہا درجہ کے محتاج ہین اور وہ تمام غنیون سے بڑہکر غنی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ اور کوئی مسکین فقیر پانی کے ایک گہونٹ کا محتاج اور ایک ایسے شخص سے التجا کرتا ہے جس کے گہر مین پانی کے دریا بہہ رہے ہون تو وہ کبھی اس محتاج سے پانی کے ایک گہونٹ دینے سے دریغ نکرے گا اور جب یہ ہے تو خدائے تعالی پلے درجہ کا کریم اور انتہا درجہ کا سخی ہے پہر اسکے ساتہ ہی مغفرت سے اوسکی ملک مین کسیطرح کی کمی اور عذاب سے کسی قسم کی بیشی نہین ہوتی وہ اگر ہمارے ساتہ ایسا کرے تو کونسے تعجب کی بات ہے اور بعض ناعاقبت اندیش اپنے فہم فاسد کی وجہ سے دہوکے مین پڑ جاتے ہین وہ قرآنی نصوص اور سنت کے ظاہری مضامین سے استدلال کرکے اون پر پورا پورا بہروسہ کرکے بیٹہ جاتے ہین۔ مثلا بعضون کا خدا کے اس قول پر بہروسہ ہے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔ یہ لوگ کہتے ہین کہ خدا تعالی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد کرتا ہے کہ

عنقریب خدا تجھے وہ چیزین عنایت کرے گا کہ تو اوس سے راضی ہو جاوے گا۔ اور حدیث سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ چکی ہے کہ جب تک آپکی امت مین کا ایک شخص بہی دوزخ مین باقی رہیگا آپ کبہی راضی نہون گے۔ حالانکہ یہ ان لوگون کا نہایت جہل اور پیغمبر خدا پر صریح جہوٹ تہوپنا ہے کیونکہ جس بات مین خدا کی رضامندی ہوگی حضرت پیغمبرؐ اوسی مین رضامند ہونگے اور خدا کی رضامندی اسی مین ہوگی کہ ظالم وستمگار۔ فاسق وبدکار۔ خائن ومفتری۔ کبیرہ گناہون پر اصرار کرنیوالے مبتلائے عذاب ہون اور اپنی بدکرداریون کی سزا بہگتین پس حضرت پیغمبرؐ کی شان اس سے بہت عالی ہے کہ خدا تعالی کی نارضامندی پر اپنی رضامندی ظاہر کرین اسیطرح بعض لوگ خدا تعالی کے اس قول سے بہرہ ور کرتے ہین۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ (خدا تمام گناہون کو بخشدیتا ہے) اور یہ بہی غایت درجہ کا جہل ہے کیونکہ تمام گناہون مین تو شرک بہی داخل ہے وجہ یہ کہ وہ سب گناہون کی جڑ اور اون کا اصل الاصول ہے اور جب یہ ہے تو ان لوگون کے نزدیک شرک بہی قابل مغفرت ہے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ یہ آیت باتفاق علما تائبین کے حق مین ہے اور یہ بات بہت ٹہیک ہے کہ ہر تائب کا گناہ کوئی سا بہی ہو بخشدیا جاتا ہے اور اگر آیہ مذکورہ غیر تائبون کے حق مین مانی جائیگی تو جس قدر وعید کی نصوص ہین سب باطل ہو جائینگی اور اسکے علاوہ اون صحیح حدیثون کا بطلان لازم آئیگا جنسے ثابت ہوتا ہے کہ موحد لوگ شفاعت کی بدولت دوزخ سے نجات پائین گے۔ ان مغرورون کا یہ کہنا اون کے قلت علم وفہم پر دلالت کرتا ہے کس لیئے کہ خدا تعالی نے اس آیت مین جب عام طور پر یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی تمام گناہون کو بخشدیتا ہے تو صاف معلوم ہوگیا کہ مراد تائبین ہین اس لیئے سورہ نسا مین تقیید وتخصیص کی اور فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یہان واضح طور پر جتادیا گیا کہ شرک قابل بخشش نہین ہے البتہ اسکے علاوہ اور گناہ اس قابل ہین کہ بخشدیے جائین۔ اور اگر یہ آیت بہی تائب کے حق مین مانی جائے تو شرک اور اسکے علاوہ اور گناہ مین کوئی فرق نہین رہا۔ علی ہذا القیاس بعض جہال خدا تعالی کے اس قول پر مغرور ہوگئے ہین۔ یَا اَیُّھَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ۔ (یعنے اے آدمی تجہے اپنے بزرگ وکریم پروردگار کے ساتہ کس چیز نے دہوکے مین ڈالا) وہ کہتے ہین ہمین خدا کے کرم وبخشش نے دہوکے مین ڈالدیا ہے حالانکہ یہ بہی ایک نہایت ہی قبیح

جہل ہے خدا کے کرم و بخشش نے اوسے دہوکے مین ہنین ڈالا بلکہ شیطان نے دہوکہا دیا ہے اور نفس اماره اور جہل نفسانی خواہش نے مغرور کی تاریک گڑہے مین دہکیل دیا ہے اس آیت مین خدا تعالیٰ نے لفظ کریم کو ذکر فرمایا جسکے معنے ہین عظیم الشان سردار اور وہ صاحب حکومت جسکے ساتہ مغرور ہونا اور جسکا حق مہمل و بیکار چہوڑنا لائق نہین لیکن ان مغرورون نے غرور کو غیر محل مین رکہا اور جسکے ساتہ مغرور ہونا لائق نتہا مغرور ہوگئے۔ بعض کم فہم اور نادان اس آیت کے مضمون سے دہوکے ہین پڑ گئے ہین لَا یَصْلٰهَآ اِلَّا الْاَشْقَى الَّذِیْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى یعنی دوزخ مین وہی بدبخت بیٹہیگا جس نے جہٹلایا اور موُنہ موڑا اور اس آیت کے مضمون سے بہی اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ؕ دوزخ کفار کے لیئے تیار کی گئی ہے لیکن یہ دہوکے مین پڑے ہوئے لوگ اتنا نہین سمجہتے کہ آیہ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى مین عام طور پر کوئی آگ اور آگ کا طبقہ مقصود نہین ہے بلکہ وہ آگ مراد ہے جو دوزخکے تمام طبقون مین مخصوص ہے اور اگر بفرض محال یہ بات تسلیم بہی کر لی جائے کہ اس سے جہنم کے تمام طبقات مراد ہین تو بہی خدا نے یہ نہین فرمایا کہ دوزخ مین بجز اوس بدبخت کے جس نے جُہٹلایا اور موُنہ موڑا اور کوئی داخل نہو گا بلکہ لَا یَصْلٰهَآ ارشاد فرمایا یعنے نہ بیٹہیگا اور عدم صلی کو عدم دخول لازم نہین ہے کیونکہ صلی۔ دخول سے اخص ہے اور خص کی نفی مستلزم نفی اعم نہین ہوا کرتی۔ پہر یہ مغرور اگر اسکے بعد کی آیت کو ذرا غور و فکر سے دیکہیے تو کہلم کہلا واضح ہو جائے کہ یہ اوس مین داخل نہین ہے کیونکہ اگر ایسا ہو گا تو یُجَنَّبُهَا کے کوئی معنی نہین ہین گے۔ رہی دوسری آیت اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ تو یہ ویسی ہی ہے جیسے آیۂ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ قطع نظر اس کے دوزخ کا کافرون کے لیئے تیار کرنا اسبات کو منافی نہین ہے کہ اوسمین فساق و فجار اور ظالم داخل نہونگے جسطرح جنت کا پرہیزگارون کے لیئے تیار کرنا اسکے منافی نہین ہے کہ اوس مین وہ لوگ داخل نہون جنکے دلمین ذرہ سے بہی کم ایمان ہوا اور اونہون نے کبہی کوئی نیک عمل کیا نہو۔ بعض حمقا عاشورے اور عرفہ کے روزے پر مغرور ہو کر کہتے ہین کہ ہمارے تمام سال کے گناہ عاشورہ کے روزہ کے سبب سے مٹجاتے ہین اور عرفہ کا روزہ مزید اجر و ثواب مین الگ باقی رہتا ہے اوسکی وجہ سے گناہ مٹتے اور اسکے باعث اجر و ثواب بڑہتے مین حالانکہ اسبات کو نہین جانتے کہ رمضان المبارک کے روزے اور رات دن مین پانچون نمازین عرفہ کے روزہ اور عاشورہ کے روزہ سے عظمت و بزرگی مین بہت زیادہ ہین لیکن رمضان کے روزے

اور پنجوقتہ نمازین جبھی اپنے درمیانی گناہون کو مٹاتے ہین کہ کبیرہ گناہون سے پرہیز کیا جائے۔ ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک صغیرہ گناہون کے محو کرنے مین اگر کچھ تقویت اور اثر رکھتے ہین تو اسیوقت رکھتے ہین جبکہ اون کے ساتھ کبیرہ گناہون کے چھوڑ دینے کا انضمام کیا گیا ہو۔ پس ان دونون باتون کا مجموع صغیرہ گناہون کے محو کرنے مین اثر رکھتا ہے اور جب یہ ہے تو نفلی روزہ ہر گناہ کبیرہ کو جسکا بندہ مرتکب ہوتا ہے کیونکر محو کرسکتا ہے خاصکر جبکہ کبیرہ گناہ کرنے پر مُصر ہوا اور اون سے تائب نہ ہو یہ محال اور سخت محال ہے علاوہ ازین یہ بھی ممکن ہے کہ عرفہ کا روزہ اور عاشورہ کا روزہ دونون سال بھر کے تمام گناہون کو عام طور پر میٹ دیتے ہون اور وعدہ کی جو نصوص ہین اونکے لیئے چند شروط اور موانع ہون اور کبیرہ گناہون پر اسکا اصرار کرنا گناہون کے مٹانے سے مانع ہو تو جو شخص کبائر پر مصر ہوگا اوسکا روزہ اور عدم اصرار دونون عموم تکفیر پر مدد کرین گے اور تمام گناہون کے محو کرنے مین ملکر کوشش کرینگے جیساکہ رمضان اور پنجوقتہ نمازین مع اجتناب کبائر صغیرہ گناہون کے میٹ دینے پر معاون و مددگار ہین باوجودیکہ خود خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ یعنے اگر تم کبیرہ گناہون سے بچوگے جن سے منع کیئے جاتے ہو تو ہم تم سے تمہارے صغیرہ گناہ میٹ دین گے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ ایک چیز کو گناہ کے محو کرنے کا سبب قرار دینا اسبات کو منع نہین کرتا کہ یہ سبب اور اوسکے ساتھ دوسرا سبب ملکر گناہون کے دور کرنے مین کوشش و مدد کرنے اور دو سببون کے جمع ہونے سے گناہون کا محو ہونا اوس سے زیادہ قوی اور اکمل ہوتا ہے جو اون دونون مین سے ایک کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور جب یہ ہے تو گناہون کے محو کرنے کے اسباب جس قدر اور جہان تک قوی ہوتے جائین گے اسیقدر گناہون کے محو ہونے مین تقویت۔ تکمیل عموم وشمول زیادہ ہوتا جائے گا۔ بعض احمق اس حدیث قدسی پر مغرور ہوکر بیٹھ جاتے ہین کہ اَنَا عِنْدَ حُسْنِ ظَنِّ عَبْدِي بِي فَلْيَظُنَّ بِي مَا شَاءَ یعنے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مین اپنے بندہ کے نیک گمان کے ساتھ ہون تو وہ جیسا چاہے میرے ساتھ گمان کرے یعنے جو بات اوسکے گمان مین ہوگی مین اوسکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرون گا۔ مین کہتا ہون اس مین ذرا شک نہین کہ حسن ظن نیکی و بھلائی کرنے پر موقوف ہے کیونکہ نیکوکار آدمی اپنے پروردگار کے ساتھ اسبات کا

گمان نیک کرتا ہے کہ وہ مجھے اس نیکی کا بدلہ دیگا اپنے وعدے کو پورا کریگا خلاف نکرے گا میری توبہ قبول فرمائے گا بخلاف اس کے بدکار آدمی کبیرہ گناہون اور ظلم وستم اور خدا کی مخالفت پر اصرار وہٹ کرے گا وجہ یہ کہ معاصی کی وحشت اور ظلم وحرام کی تاریکی اوسے خدا کے ساتہ حسن ظن کرنے سے باز رکھے گی اور یہ بات رات دن ہم اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین دیکھیے جو بھگوڑا بدکار غلام اپنے آقا کی فرمانبرداری سے باہر ہوتا ہے اوسے آقا کے ساتہ کبھی حسن ظن نہین ہوتا اور بدکاری کی وحشت ظلم وستم کی تاریکی گمان نیک کرنے کے ساتہ ہرگز جمع نہین ہوتی کس لیے کہ بدکار اپنی بدکاری کی مقدار وحشت ناک ہوتا ہے تمام لوگون مین خدا کے ساتہ نیک گمان کرنے والا اور بہت نیک گمان کرنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو اوسکا بہت فرمانبردار ہوا کرتا ہے چنانچہ حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ ایمان دار آدمی اپنے خدا کے ساتہ نیک گمان رکھتا اور شائستہ وزیبا عمل کرتا ہے بخلاف اس کے بدکار شخص کہ خدا کے ساتہ بدگمانی رکھتا اور ناجائز حرکات مین غرق رہتا ہے۔ پس جو شخص محل غضب الٰہی مین رہتا اور لعنت خداوندی کا نشانہ بنتا اور ہمیشہ اوس سے مونھ موڑ کر بھاگا پڑا پھرتا ہے وہ خدا کے ساتہ کس طرح نیک گمان ہوسکتا ہے بلکہ اوسپر الٰہی حقوق اور خداوندی امور ضعیف وخفیف ہوجاتے ہین اور وہ اونہین نہایت بے وقعتی کے ساتہ ضائع وبرباد کرڈالتا ہے۔ اسیطرح خدا کی منہیات اوسپر ضعیف ہوجاتی ہین اور وہ بڑی جرأت ودلیری کے ساتہ اون کا مرتکب ہوتا اور اصرار وہٹ سے پیش آتا ہے علی ہذا القیاس جو شخص خدا سے مقابلہ کرنے کے لیئے اوٹھہ کھڑا ہوا اوس کے دوستون سے دشمنی کرنے پر مستعد وکمربستہ ہو اوسکے دشمنون سے دوستی پیدا کرتا ہو اوسکی صفات کمالیہ کا منکر ہو جن چیزون کے ساتہ اوس نے اپنے مقدس نفس کی صفت بیان کی یا اوسکے پیغمبرون نے ارشاد کی اون سے بدگمانی رکھنے والا ہو ایسا شخص خدا کے ساتہ کیونکر حسن ظن رکھہ سکتا ہے۔ اسیطرح جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خدا نہ بولتا ہے نہ کسی بات کا حکم کرتا نہ کسی چیز سے منع کرتا ہے نہ کسی بات سے راضی ہوتا نہ کبھی غضبناک ہوتا ہے وہ خدا کے ساتہ کسطرح حسن ظن رکھہ سکتا ہے بلکہ خدا تعالی نے اون ناپاک خیال آدمیون کے بارے مین جو اس امر مین متردد ومتذبذب ہین کہ بعض جزئیات کے سننے کا تعلق خدا کی نسبت صحیح ہے کہ نہین یون ارشاد فرمایا ہے وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ۔ خلاصہ یہ کہ جب ان ناعاقبت اندیشون نے خدا کی نسبت یہ خیال دوڑایا کہ وہ ہمارے

بہت سی کرتوتوں سے ناواقف ہے تو یہ خدا کے ساتھ اون کی بدگمانی ہوئی لہذا اونکی اس بدگمانی نے اونہیں ہلاک کر دیا اور ایسا جڑ پیڑ سے اوکھاڑ پھینکا کہ نام نشان تک باقی نہین رہا۔ یہی حال اوس شخص کا ہوتا ہے جو خدا کی صفات کمال اور اوصاف جلال کا انکار کرے اور اوسے ایسی چیز کے ساتھ موصوف کرے جو اوس کی عظمت وشان کے لائق نہ ہو تو جب ایسا شخص یہ گمان کرے کہ خدا مجھے دوزخ سے بچا لیگا جنت مین داخل کرے گا تو جان لینا چاہیئے کہ یہ اوسکا غرور نفسانی اور مکر شیطانی ہے۔ نفس امارہ نے اوسے دہوکے مین ڈالدیا ہے اور شیطان نے اوسکے دل پر پورا قبضہ کر لیا ہے اوسے اپنے خدا کے ساتھ ہرگز حسن ظن نہین ہے۔ اس مقام کو خوب غور وتامل سے دیکھنا چاہیئے کیونکہ اکثر مواقع مین اسکی سخت حاجت پڑتی ہے۔ یہ بات نہ صرف افسوس بلکہ سخت حیرت ناک ہے کہ بندہ کے دل مین اس بات کا لیقین کیونکر قائم رہتا ہے کہ وہ خدا کی منصف عدالت مین حاضر ہونے والا ہے خدا اوسکی تمام باتین سنتا ہے اوسے ہر وقت دیکھتا ہے اوس کے ظاہر و پوشیدہ حالات جانتا ہے اوس کی کوئی بات اوسپر مخفی نہین رہتی اوسے خدا کے آگے کہڑا ہونا اور ادنی ادنی کام کا حساب دینا ہے پہر باوجود اسکے وہ غضب الٰہی کے محل مین ہمیشہ رہتا اوسکے احکام واوامر کو ضائع و برباد کرتا اوسکے حقوق کو معطل و بیکار جانتا ہے اور باانیہمہ اوسکے ساتھ حسن ظن رکہتا ہے۔ یہ باتین تو صاف یون کہہ رہی ہین کہ یہ اوس کے نفس کے غرور و فریب و باطل آرزو کا دیباچہ ہین۔ حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف کہتے ہین کہ مین اور عروہ بن زبیر عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے آپنے فرمایا کہ اگر تم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو بیماری کے حالت مین دیکھتے تو تمہین معلوم ہوجاتا کہ دنیا کیا وقعت رکھتی ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب مرض وفات مین مبتلا تھے تو میرے پاس چھ یا سات دینار تھے حضور نے مجھے حکم فرمایا کہ اونہین تقسیم کر ڈال لیکن مین آپکی تیمار داری مین اس قدر محو تھی کہ اون دیناروں کی صرف کرنے کا موقع نہین ملا جب آپکو افاقہ ہوا تو مجھسے دیناروں کی بابت دریافت کیا کہ عائشہ! تم نے دیناروں کو کیا کیا۔ کیا چھون دینار صرف کر ڈالے۔ مین نے عرض کیا اے رسول خدا دینار میرے پاس موجود ہین۔ چونکہ مجھے آپکی بیماری نے بالکل محویت مین ڈالدیا تہا اس لیئے مین اونہین خرچ نہین کرسکی۔ فرمایا اچہا لاؤ مجھے دو چنانچہ اپنے چھون دیناروں کو ہتیلی مبارک پر رکہکر فرمایا کہ کیا خدا کے نبی کا اوس کے ساتھ یہی حسن ظن ہے کہ خدا اسے اس حال مین ملاقات کرے کہ اوسکے پاس

چھ دینار موجود ہون اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ کیا محمدؐ کا اپنے آپ کے ساتھ یہی گمان ہونا چاہیئے کہ خدا سے ملاقات کرتے وقت اوس کے پاس اس قدر دینار موجود ہون۔ تعجب اور تعجب سے سخت افسوس ہے کہ اصحاب کبائر اور جفا پیشہ ستمگارون کا کیا خدا کے ساتھ یہی گمان ہے کہ اوس کے دربار مین حاضر ہوتے وقت بندگان خدا کے مظالم کا گٹھہ سر پر رکھکر حاضر ہون۔ پس اگر ان احمقون کا یہ کہنا کہ "جب ہم خدا کے ساتھ حسن ظن رکھین گے تو کوئی ظالم و بدکار معذب نہو گا بندہ کو اختیار ہے جو چاہے کرے اور جن باتون سے خدا نے منع کیا ہے سب کا مرتکب ہو لیکن خدا کے ساتھ حسن ظن رکھے تو اوسے دوزخ کی آگ چھو بھی نہ جائے گی" فائدہ مند اور مفید ہے تو ایسا کرین۔ سبحان اللہ غرور نے بندہ کو کس حد تک پہونچا یا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی سرکش اور نافرمان قوم سے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللَّهِ تُرِيدُونَ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ یعنے کیا دل سے بنائے ہوئے حاکمون کو خدا کے سوا چاہتے ہو پھر تم نے رب العالمین کو کیا خیال کر رکھا۔ مطلب یہ کہ جب تم خداوندی دربار مین اس حالت مین حاضر ہو کہ خدا کے سوا اورون کو عبادت کی ہو تو تمہارا کیا خیال ہے کہ تم کیسا برتاوا کیا جائے۔ غرضکہ جو شخص اس مقام مین کما حقہ غور و تامل کرے گا اوسے یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ خدا کے ساتھ نیک گمان ہونے کا یہی مطلب ہے کہ نیک کامون مین لگا رہے کیونکہ آدمی کو خدا کے ساتھ نیک گمان ہونا اوسے نیک اعمال کرنے پر ہمیشہ اُبھارتا اُکساتا رہتا ہے اسوقت اسے اسبات کا خاص طور پر علم ہوجاتا ہے کہ خدا میرے بھلے برے کامون کی جزا سزا دے گا۔ میرے نیک عملون کو نگاہ قبول سے دیکھیگا برے کامون سے ناراض ہوگا۔ پس جس شخص کو اوسکا حسن ظن نیک اعمال پر برانگیختہ کرے گا وہ جب اپنے خدا کے ساتھ حسن ظن کرے گا اوسی وقت نیک اعمال اوس سے ظہور مین آئین گے ورنہ حسن ظن مع نفسانی خواہشون کے اتباع کی سرتاپا عجز ہے جیسا کہ ترمذی اور مسند امام احمد مین شداد بن اوس کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانا اور عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی قدر جانے اور مابعد موت کے لیئے نیک کام کرے اور عاجز وہ شخص ہے جو اپنی نفسانی خواہشون کی پیروی کرے اور خدا پر اپنی آرزوئین موقوف رکھے۔ خلاصہ یہ کہ حسن ظن اسباب نجات کے انعقاد کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ ہلاکت کے اسباب کے ساتھ کبھی نہین پایا جاتا۔ اگر اسپر کوئی اعتراض کرے کہ حسن ظن صرف اسباب نجات ہی کے انعقاد کے وقت حاصل نہین ہوتا ہے۔ بلکہ

اسباب ہلاکت مین بہی پایا جاتا ہے جیسا کہ خدا تعالی کی وسیع مغفرت ورحمۃ اور اوسکے عفو وجود کے ساتہ نیک گمان کرنا اور یہ خیال کرنا کہ اوسکی رحمت غضب پر سبقت کرگئی ہے اور اوسے جسطرح عفو بہت نفع نہین دیتی اسیطرح عفو ودرگذر مضرت نہین پہنچاتی تو اسکا جواب یہ ہے کہ فی الواقع بات یون تو ہی ہے اور خدا تعالی اس سے بہی ارفع اعلیٰ وہ پلے درجہ کا بزرگ وکریم ہے اوس کے جود ورحم کی دونون عالم مین نظیر نہین پائی جاتی لیکن اس کے ساتہ ہی یہ بات بہی ضرور ذہن نشین کرلینی چاہیئے کہ وہ ان باتون کو اوسی موقع پر رکہتا ہے جو انکے قابل ولائق ہوتا ہے کیونکہ وہ حکمت عزت انتقام شدت بطش کے ساتہ موصوف ہے اور مستحق سزا کو ہمیشہ سزا دیا کرتا ہے۔ اگر حسن ظن کا دارومدار صرف خدا کے اسماؤ صفات ہی پر ہوتا اور کسیکو صرف یہ خیال کرلیتا کہ خدا کریم رحیم ہے اوسکی رحمت غضب سے سبقت لیگئی ہے مفید وفائدہ مند ہوتا تو اس مین نیک وبد مومن وکافر خدا کے دوست و دشمن سب شریک ہوسکتے — پس معلوم ہوا کہ مجرم کو خدا کے اسماء وصفات کے ساتہ یہ حسن ظن کہنا کچہ مفید نہین پڑتا بلکہ وہ ہمیشہ غضب الٰہی کا مورد اور لعنت کا نشانہ بنا رہتا ہے۔ خدا کی محارم مین عیش گہستا جاتا اور گناہون مین غرق ہوتا رہتا ہے۔ البتہ یہ حسن ظن اوس شخص کو مفید پڑتا ہے جو گناہون سے شرمندہ ہوکر توبہ کرتا نیکیان کرکے برائیون کو دور کرتا باقی عمر خیر وطاعت مین صرف کرتا ہمیشہ خدا کی طرف متوجہ ہوتا پہر اوس کے ساتہ حسن ظن رکہتا ہے تو یہ حقیقت مین حسن ظن ہے اور وہ غرور ودہوکا۔

اے مخاطب تو اس فصل کو سرسری نظر سے نہین بلکہ غور مین ڈوبی ہوئی نگاہ سے دیکہہ اور ہماری اس طوالت کو بیکار نہ سمجہہ کیونکہ جو باتین ہم نے اس مین بیان کی ہین اون کی ہر شخص کو سخت حاجت پڑتی ہے۔ اب تو خدا کے ساتہ حسن ظن کرنے اور اوسپر مغرور ہونے مین خود فرق وامتیاز کرلے اور یہ بہی سن لے کہ خدا تعالی نے قرآن مجید کے ایک موقع پر فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ یعنے جو لوگ ایمان لائے اور جنہون نے ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کیا یہی لوگ رحمت الٰہی کے امیدوار ہین۔ دیکہو اس آیت مین خدا تعالی نے ایسے لوگون کو امیدوار رحمت فرمایا ہے نہ ظالم وفاسق لوگون کو۔ اور فرمایا ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے پہر تیرا رب اون لوگون کو جنہون نے فتنہ مین پڑنے کے بعد وطن

چھوڑا پھر جہاد کیا اور مصیبت کے وقت صبر کیا۔ ان تمام باتون کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔ دیکھو اس آیت مین خدا تعالیٰ نے صاف طور پر جتا دیا ہے کہ ان چیزون کے بجالانے کے بعد آدمی کی بخشش ہوتی اور مستحق رحمت ہوتا ہے۔ پس عالم واقف کار آدمی رجا و امید کو اوسکے مواضع مین رکھتا اور جاہل مغرور غیر محل مین رکھکر ظلم وستم کا تمغہ حاصل کرتا ہے۔

فصل ۹

بہت سے جاہل ایسے ہین جو خدا تعالیٰ کی رحمت اور عفو وکرم پر بھروسہ کرکے اوس کے امر و نہی کو ضائع و برباد کر ڈالتے اور اسباب کو بالکل نسیا منسیا کر دیتے ہین کہ وہ سخت عذاب کرنے والا ہے اور اوسکا عذاب گنہگار قوم سے کبھی ٹالے نہین ٹل سکتا اور جو شخص خدا کے عفو و درگذر پر اعتماد کرے اور گناہون پر اصرار سے پیش آئے وہ خدا کے معاند و دشمن کے مانند ہے۔ معروف کرخی کا قول ہے کہ تیرا اوس شخص کی رحمت کا امیدوار رہنا جس کی تو فرمانبرداری نہین کرتا۔ تو جان لے کہ یہ تیری رسوائی اور حمق کا سبب ہے۔ بعض علما کا بیان ہے کہ جو شخص دنیا مین تین درمون کے چرانے کی وجہ سے تیرے ہاتھ کاٹ ڈالنے کو تجویز کرتا ہے اوس سے کبھی نڈر و بیباک نرہنا چاہیئے کہ آخرت مین تجھے اس جیسے جرم کی سزا دے گا حسن بصری رضہ سے کسی نے کہا کہ ہم آپکو اکثر اوقات روتا دیکھتے ہین فرمایئے آپ اس قدر کیون رو یا کرتے ہین جواب دیا مجھے خوف ہے کہ خدا مجھے دوزخ مین جھونک دے اور کسی طرح کی پروا نکرے۔ ایک اور شخص نے حسن سے پوچھا کہ اے ابو سعید جب ہم قومی مجلسون اور واعظون کی سوسائٹیون مین بیٹھتے ہین تو وہ اس قدر خوف و دہشت دلاتے ہین کہ ہمارے دل اڑنے کے قریب ہو جاتے ہین۔ فرمایئے ایسی صورت مین ہم کیا کرین۔ حسن نے فرمایا قسم خدا کی اگر تم کسی ایسی قوم کی ہم نشینی کرو جو تمہین بروقت خوف دلاتے رہین یہان تک کہ تمہین امن و امان حاصل ہو تو اوس قوم کے مجلس مین بیٹھنے سے بہت اچھا ہے جو تمہین امن و امان سے زندگی بسر کرنے کی ترغیب دلائین جسکے کہ تمہین خوفناک باتین عارض و لاحق ہون۔ صحیحین مین اسامہ بن زید کی حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک شخص لایا جائے گا اور اوسے دوزخ مین ڈالدیئے جانے کا حکم ہوگا۔ دوزخ مین اوسکی آنتین نکل پڑین گی اور وہ اپنی انتڑیون کو لیکر دوزخ مین اسطرح پھرے گا جیسا گدھا چکی کے پاٹ کو لیکر گردش کیا کرتا ہے یہ دیکھکر دوزخی اوسکے پاس

جمع ہوکر کہینگے۔ اے شخص تجھے یہ روز سیاہ کس وجہ سے پیش آیا تو تو ہمین دنیا مین اچھی باتون کا حکم کیا کرتا اور بری باتون سے منع کیا کرتا تہا وہ کہے گا اس مین ذرا شک نہین کہ مین تمہین اچھی باتون کا حکم دیتا اور بری باتون سے منع کرتا تہا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مین تمہین اچھی باتون کا حکم کرتا اور خود اونہین نہین کرتا تہا بری باتون سے منع کرتا اور آپ اون کا مرتکب ہوا کرتا تہا۔

مسند امام احمد مین حدیث ابو رافع سے آیا ہے کہ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا قبرستان بقیع پر گذر ہوا فرمایا تجھے تف ہے تجھ پر سخت افسوس ہے مین نے خیال کیا کہ شاید حضرت نے مجھے فرمایا ہے لیکن آپ نے شتابانہ لہجہ مین فرمایا۔ ابو رافع! مین تجھے نہین کہہ رہا ہون لیکن اس قبر مین جو شخص مدفون ہے یہ وہ ہے جسے مین نے فلان قبیلہ کی تحصیل کے لیئے بہیجا تہا اسنے اوس مین سے ایک چادر چرائی تہی اب قبر مین وہ معذب ہو رہا ہے اور اوس چادر کا ایک کرتہ جو حقیقت مین آگ کا کرتہ ہے اوسکے جسم کو جلا رہا ہے۔ مسند مین حدیث انس بن مالک سے یہ بہی آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوئی مین ایک ایسی قوم پر ہوکر گذرا جنکے ہونٹ آگ کی قینچیون سے کاٹے جاتے تہے۔ مین نے جبرئیل سے پوچہا کہ یہ کون لوگ ہین فرمایا آپکی امت کے دنیا دار خطیب دواعظ جو لوگون کو تو بہلائی کا حکم کرتے تہے اور خود اپنی جانون کو فراموش کرتے تہے اور اسبات کو سمجھتے نہ تہے کہ اسکا وبال اون ہی پر پڑنے والا ہے۔ ایک حدیث مین یون بہی آیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مین شب معراج مین آسمانون پر چڑھا تو میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جنکے ناخن تانبے کے تہے اور وہ اپنے چہرون اور سینون کو اون سے نوچ نوچ کر زخمی کر رہے تہے۔ مین نے کہا جبرئیل! یہ کون لوگ ہین۔ فرمایا جو لوگ دنیا مین آدمیون کا گوشت کہاتے اور اونکی آبروریزی کے پیچہے پڑے رہتے ہین۔ مسند مین یہ بہی وارد ہوا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تہے یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ یعنے اے دلون کے پلٹ دینے والے اور آنکھون کے پہیر دینے والے میرا دل اپنے دین پر مستقیم رکہہ۔ صحابہ نے عرض کیا اے رسول خدا ہم آپ پر اور جو آپ خدا کے ہان سے لائے ہین اوس پر ایمان رکہتے ہین تو کیا اب بہی آپکو ہم پر کسی طرح کا خوف ہے فرمایا بیشک مجھے خوف ہے اور سخت خوف ہے کیونکہ بنی آدم کے دل خدا کی دو انگلیون کے بیچ مین ہین وہ جدہر چاہتا ہے اونہین پلٹ دیتا ہے۔ مسند ہی مین یہ بہی حدیث آئی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ

وسلم نے جبرئیل سے فرمایا کہ مین نے میکائیل کو کبھی ہنستے نہین دیکھا۔ کہا یا رسول اللہ جب سے نہین بلکہ جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے وہ کبھی ہنسے نہین۔ صحیح مسلم مین حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز دوزخیون مین سے ایک ایسا شخص لایا جائیگا جو دنیا مین تمام دولتمندون اور ذی نعمتون سے بڑھکر دولتمند اور صاحب نعمت تھا۔ خدا کے حکم سے اس شخص کو دوزخ مین ایک غوطہ دیکر کہا جائے گا اے ابن آدم تو نے کبھی کوئی نعمت وآسائش پائی ہے کسیوقت تجھپر کوئی خوشی کا زمانہ گذرا ہے کہے گا۔ اے رب واللہ مجھپر نعمت وخوشی کا کبھی کوئی زمانہ نہین آیا۔ اسیطرح ایک ایسے جنتی کو لایا جائے گا جو دنیا مین تمام مفلسون اور تنگدستون سے زیادہ محتاج تھا اور جس نے نہایت شدت وسختی مین زندگی بسر کی تھی اوسے بھی جنت کے رنگ مین یون ہی سا رنگ کر کہا جائیگا کہ ابن آدم! تو نے کبھی کوئی سختی وتکلیف دیکھی ہے؟ کیا تجھپر کبھی کوئی شدت ومصیبت کا زمانہ گذرا ہے وہ کہے گا اے رب بخدا مجھپر سختی وتکلیف کا کوئی زمانہ نہین گذرا اور مین نے کوئی شدت کبھی نہین دیکھی۔ مسند مین براء بن عازب سے روایت ہے کہ ایکدفعہ ہم رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہمراہ ایک انصاری کے جنازے کے ساتھ شہر سے نکلے اور قبرستان مین پہونچے چونکہ ہنوز لحد تیار نہین ہوئی تھی اسلیئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم وہان بیٹھ گئے اور ہم سب بھی آپکے گرداگرد حلقہ کرکے بیٹھ گئے اوسوقت ہم لوگون پر ایسی خاموشی اور سکوت کا سناٹا چھایا ہوا تھا کہ گویا ہمارے سرون پر پرندے بیٹھے ہوئے ہین۔ آنحضرت کے دست مبارک مین ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کرید رہے تھے۔ دفعۃً حضور نے سر اٹھا کر فرمایا کہ عذاب قبر سے پناہ مانگو دو دفعہ یا تین دفعہ یہ کلمہ فرمایا۔ ازان بعد ارشاد فرمایا کہ ایماندار بندے کو جب دنیا کا انقطاعی زمانہ اور آخرت کا ابتدائی وقت پیش آتا ہے اور وہ اپنی زندگی کے مرحلے طے کرکے عالم آخرت مین قدم رکھنے کو ہوتا ہے تو آسمان سے چند فرشتے اوس کے پاس آتے ہین جنکے چہرے نہایت سفید ومنور ہوتے ہین گویا کہ آفتاب کے ٹکڑے ہین اونکے ساتھ جنت کے کفنون مین کا ایک کفن ہوتا ہے اور ان کی خوشبوؤن مین سے ایک طرح کی خوشبو ہوتی ہے۔ یہ فرشتے مرنے والے سے اس قدر فاصلہ پر بیٹھ جاتے ہین جہان تک اوسکی نظر پہونچتی ہے پھر ملک الموت اوسکے سرہانے بیٹھتے اور نہایت نرمی کے لہجہ مین کہتے ہین اے مطمئنہ نفس اور پاک روح اس جسم سے باہر آ اور خدا کی بخشش ورضامندی کیطرف چل تو جیسے سقایہ سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہین اسیطرح

مومن کی روح بہتی ہے۔ ملک الموت اوسے اپنے ہاتہ مین لے لیتے ہین اور پلک جہپکنے سے بہی پیشتر وہ فرشتے جو میت سے کسی قدر فاصلہ پر بیٹہے رہتے ہین روح کو آلیتے ہین پہر اوسے کفن مین لپیٹتے اور خوشبو مین بساتے ہین پس روح سے ایک ایسی خوشبو نکلکر پہیلتی ہے جو نافہ مشک سے بہی زیادہ معطر و مطیب ہوتی ہے۔ ازان بعد فرشتے اس روح کو اوپر لے چڑہتے ہین اور فرشتون کی جس جماعت پر ہوکر گذرتے ہین تو وہ کہتے ہین یہ کس کی روح پاک ہے یہ فرشتے کہتے ہین فلان بن فلان کی روح ہے اور اون تمام نامون مین وہ بہتر و احسن نام لیتے ہین جس سے اہل دنیا اوسے پکارا کرتے تہے الغرض یہ فرشتے روح لیکر پہلے آسمان پر پہونچتے اور چوکیدارون سے دروازہ کہلواتے ہین اس روح کے لیئے دروازہ کہلتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اوس دوسرے آسمان تک اوسکی مشایعت کرتے ہین جو اون کے اوپر ہوتا ہے یہان تک کہ یہ روح ساتوین آسمان تک منتہی ہوتی ہے۔ خدائی عزوجل فرماتا ہے میرے بندے کا نام علیئین کے دفتر مین لکہوا ور اوسے زمین کی طرف لیجاؤ کیونکہ مینے اونہین زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور اوسی مین لوٹاؤن گا اور دوسری مرتبہ اوسی سے نکالون گا۔ چنانچہ یہ روح زمین کی جانب لوٹائی جاتی ہے اور دو فرشتے قبر مین آکر اوسے اوٹہا بہٹاتے ہین پہر کہتے ہین تیرا رب کون ہے یہ کہتا ہے میرا رب خدائی عزوجل ہے کہتے ہین تیرا دین کیا ہے۔ جواب دیتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ کہتے ہین یہ شخص جو تم مین بہیجا گیا تہا کون ہے کہتا ہے وہ خدا کے پیغمبر محمد ہین۔ کہتے ہین اور تیرا علم کیا ہے جواب دیتا ہے مین نے خدا کی کتاب پڑہی اوسپر ایمان لایا اوس کے اوامر و نواہی کی تصدیق کی اسپر آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا اس لیئے جنت کا فرش بچہاؤ اور جنت کی پوشاک زیب بدن کرو اور جنت کا ایک دروازہ کہولدو۔ حضرت نے فرمایا پہر اوسے جنت کی راحت و خوشبو پہونچتی ہے اور جہان تک اوسکی نظر پڑتی ہے قبر مین وسعت و فراخی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اسکے بعد اوسکے پاس ایک اور شخص جسکا چہرہ نہایت خوب صورت۔ کپڑے نہایت عمدہ عطر مین بہیگا ہوا آکر کہتا ہے تجہے بشارت و خوشی ہو یہ وہ دن ہے جسکا تو دنیا مین وعدہ دیا گیا تہا ایماندار بندہ کہتا ہے تو کون ہے تیرا مونہ تو اوس شخص کا سا منہ ہے جو خیر و بہلائی لاتا ہے یہ شخص جواب دے گا کہ مین تیرا نیک عمل ہون پس یہ کہیگا خداوندا قیامت برپا کردے الٰہی قیامت اوٹہا کہڑی کر کہ مین اپنی مال و اولاد مین چلا جاؤن۔ حضرت نے فرمایا اور کافر بندہ جب اپنی

زندگی بسر چلے طے کرکے اس عالم سے نکلتا اور دوسرے عالم مین قدم رکہتا ہے تو اوسکے پاس بہی آسمان سے چند فرشتے آتے ہین جنکے چہرے نہایت کالے اور سیاہ ہوتے ہین اونکے ساتھ ٹاٹ کا ایک نہایت کرخت ٹکڑا ہوتا ہے وہ بہی اس کے انتہاے بصر کے فاصلہ پر بیٹہہ جاتے ہین پہر ملک الموت آکر اوس کے سراہنے بیٹہتے اور سختی و درشتی کے لہجے مین کہتے ہین کہ او خبیث و ناپاک روح جلد اس ناپاک جسم سے نکل کر خدا کے غضب و عذاب کی طرف روانہ ہو یہ سنکر روح اوسکے سارے جسم مین پہیلجاتی ہے ملک الموت اوسے اسطرح کہینچتے ہین جیسے آگ مین لال کی ہوئی آہنی سیخ تر صوف مین سے کہینچی جاتی ہے پہر وہ اوسے لے لیتے ہین اور اور فرشتے پلک جہپکانے سے بیشتر اوسے ملک الموت سے لیکر ٹاٹ کے ٹکڑے مین لپیٹ لیتے ہین اوس سے ایسی بدبو اور سرانڈ پہیلتی ہے جیسے کسی نہایت سڑے ہوئے مردار مین ہوتی ہے۔ اسکے بعد فرشتے اوسے اوپر لے چڑھتے ہین اور فرشتونکی جس جماعت پر انکا گذر ہوتا ہے وہ کہتے ہین یہ کسکی ناپاک و خبیث روح ہے۔ یہ فرشتے جواب دیتے ہین فلان بن فلان کی اور اوس قبیح و بدتر نام سے یاد کرتے ہین جسکے ساتہ وہ دنیا مین پکارا جاتا تہا پس فرشتے آسمان کا دروازہ کہلوانا چاہتے ہین لیکن اوس کے لیئے دروازہ نہین کہلتا یہانتک پہونچکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑہی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ یعنے اونکے لیئے نہ تو آسمان کے دروازے ہی کہلین گے نہ وہ جنت مین داخل ہون گے اون کا جنت مین داخل ہونا ایسا محال و دشوار ہے جیسا سوئی کے ناکے مین اونٹ کا داخل ہونا۔ اسپر خدا تعالی کا ارشاد ہوگا کہ اسکا نام سجین کے دفتر مین چڑہا دو جو ساتوین زمین کے نیچے ہے چنانچہ اسکی روح وہان سے پہنکدی جاتی ہے اسموقع پر حضرت نے یہ آیت پڑہی وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ یعنے اور جو کوئی خدا کا شریک بنائے تو اسکا حال ایسا ہے کہ جیسے وہ آسمان سے گر پڑا پہر یا تو اوسے راہ مین سے پرندے اچک لیجا مین گے یا ہوا اوسکو کسی دور جگہ لیجاکر ڈالدیگی اسکے بعد اوسکی روح جسم مین لوٹ آتی ہے اور دو فرشتے آکر اوسے اوٹہا بٹہاتے مین کہتے ہین تیرا رب کون ہے یہ کہتا ہے ہاہ ہاہ مین نہین جانتا وہ کہتے ہین تیرا دین کیا ہے یہ جواب دیتا ہے ہاہ ہاہ مین نہین جانتا وہ کہتے ہین جو شخص تم مین بہیجا گیا تہا وہ کون ہے کہتا ہے ہاہ ہاہ مین نہین جانتا اسوقت آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ میرے بندے نے جہوٹ کہا

اس کے لیئے آگ کا فرش بچھاؤ اور آگ کے کپڑے پہناؤ اور دوزخ کا ایک دروازہ کہول دو۔ چنانچہ ایسا کیا جاتا ہے پس دوزخ کی گرمی اور اوسکی لو مین برابر اسے پہونچتی رہتی ہین اور قبر اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ ہڈیان پسلیان تک پس جاتی ہین۔ اتنے مین ایک اور شخص کریہ المنظر بدصورت قبیح اللباس آتا ہے جس مین نہایت بدبو اور سرانڈ آتی ہے یہ شخص آکر کہتا ہے تجہے اوس چیز کی خوشخبری ہو جو دنیا مین تجہے ہمیشہ بری لگا کرتی تہی یہ روز سیاہ جو تجہے پیش آیا ہے وہی دن ہے جسکا تو دنیا مین وعدہ دیا جاتا تہا۔ کافر اس شخص کو دیکہکر کہے گا تو کون ہے تیرا چہرہ تو اوس شخص کا سا چہرہ ہے جو برائی و بدبختی لیکر آتا ہے جواب دیگا کہ مین تیرا ناپاک عمل ہون پس یہ کافر کہیگا خداوندا قیامت برپا نہ کیجیو۔ امام کی روایت مین اس کے بعد اتنے الفاظ اور ہین کہ اسکے بعد اوسپر ایک اندہا اور گونگا بہرا فرشتہ مسلط کر دیا جاتا ہے جس کے ہاتہ مین لوہے کا بڑا بہاری گرز ہوتا ہے۔ ایسا گرز کہ اگر وہ اوسے پہاڑ پر بہی مارے تو رائی سے کائی ہو جائے چنانچہ یہ گرز اوسپر پڑتا ہے جسکی وجہ سے کافر مٹی ہو جاتا ہے خدا تعالی پہر اوسے زندہ کرتا ہے اور فرشتہ پہر گرز رسید کرتا ہے اسپر وہ ایک ایسی چیخ مارتا ہے جسے جن والانس کے سوا تمام مخلوق سنتی ہے۔ براء کہتے ہین پہر اوس کے لیئے دوزخ کی طرف کا دروازہ کہلجاتا ہے اور آگ کا فرش اوسکے لیئے بچہایا جاتا ہے۔ مسند امام احمد مین یہ بہی آیا ہے کہ صحابہ کہتے ہین کہ ہم ایکدن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ تہے اچانک ایک جماعت پر آپکی نظر پڑی فرمایا یہ جمگہٹا کیسا ہے اور یہ لوگ کس چیز پر جمع ہو رہے ہین عرض کیا گیا کہ لوگ قبر کہود رہے ہین اور اوسی پر یہ اجتماع ہو رہا ہے۔ یہ سنکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم گہبرا گئے اور اپنے یارون سے آگے بڑہکر عاجلانہ حرکت کے ساتہ اودہر جہپٹے یہان تک کہ اوس قبر پر پہونچے اور بہت ہی خوف زدہ ہوکر دوزانو بیٹہہ گئے۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ مین حضرت کے سامنے اس لیئے جا بیٹہا کہ دیکہون آپ کیا کرتے ہین۔ مین دیکہتا ہون کہ وہان بیٹہکر اس قدر روئے کہ زمین آنسوؤن سے بہیگ گئی۔ ازان بعد آپ ہم لوگون کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ بہائیو! اسدن کے لیئے طیار ہو جاؤ اور سامان مہیا کرلو۔ مسند امام احمد مین حدیث بریدہ مین آیا ہے کہ ایکدن نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجرے شریف سے نکلکر ہمارے پاس آئے اور تین مرتبہ ندا کی یا ایہا الناس۔ یعنے لوگو! تم جانتے ہو کہ میری اور تمہاری مثال کیسی ہے حاضرین نے عرض کیا کہ خدا اور اوسکا رسول خوب جانتے ہین فرمایا یہ تمہاری مثال

اوس قوم جیسی ہے جسے دشمن کا خوف ہو کہ ایکایک اونپر حملہ کرے گا لہذا اونہون نے ایک شخص کو منتخب کر کے اسلیئے روانہ کیا کہ دشمن کو جا کر دیکھے اور اوسکی خبر لائے وہ شخص گیا اور دشمن کو دیکھکر چاہتا تہا کہ قوم مین واپس آکر اونہین چوکنا کر دے کہ اُسپر اسباب کا خوف غالب ہوا کہ مبادا قوم مین پہونچنے اور اونہین ڈرانے سے پیشتر مجہے دشمن گرفتار کرلے اسلیئے اوسنے وہین اپنے کپڑے سے اشارہ کر کے کہا اے لوگو ہشیار ہو جاؤ۔ اے لوگو ہشیار ہو جاؤ اے لوگو ہشیار ہو جاؤ اور قدم اُٹہائے چلے آؤ۔

صحیح مسلم مین حدیث جابر سے آیا ہے کہ جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز نشہ پیدا کرے حرام ہے اور بیشک خدا تعالی کا عہد ہے کہ جو شخص نشیلی چیز کا استعمال کرے گا اور جسکا پینا خدا نے حرام کیا ہے اوسے پئیگا تو وہ اوسے دوزخیون کا پسینہ یا اون کا نچوڑ پلا ئیگا۔ مسند امام مین حدیث ابوذر سے ثابت ہوا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین دیکہتا ہون جو تم نہین دیکہتے اور مین سنتا ہون جو تم نہین سنتے آسمان چرچرا اوٹہا اور اوسے لائق ہے کہ چرچرا اوٹہے کیونکہ اوس مین چار اونگل بہی ایسی جگہ نہین ہے جسپر فرشتے نہون ہر ایک فرشتہ خدا کی تسبیح و تقدیس کرتا ہے اگر تم جانتے جو مین جانتا ہون تو تہوڑا ہنستے اور بہت روتے اور بچہونون پر کبہی عورتون سے لذت نہ اوٹہاتے بلکہ گہرون اور وطنون کو چہوڑ کر جنگلون صحراؤن مین نکلجاتے اور پہاڑون کے غارون مین خدا تعالی کی مجاورت مین ساری زندگی پوری کر دیتے۔ اس حدیث کو بیان کرتے ہوئے ابوذر نے فرمایا کاش مین کوئی درخت ہوتا جو زمین سے اوکہاڑ کر پہینکدیا جاتا۔ مسند مین یہ بہی حدیث حذیفہ سے آیا ہے کہ ہم صحابہ کی ایک جماعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی مین ایک جنازہ کے ساتھ تہے جب ہم قبر تک پہونچے تو آنحضرت گہٹنون کے بل زمین پر بیٹہ گئے اور متردد انہ نگاہون سے قبر کو دیکہنے لگے پہر فرمایا اس مین مومن اس قدر بہچا جاتا ہے کہ اوسکی انتڑین کی رگین زائل ہو جاتی ہین۔ اور یہی مکان کافر پر آگ سے بہر دیا جاتا ہے۔ مسند ہی مین حدیث جابر سے آیا ہے کہ جب سعد بن معاذ کا انتقال ہوا تو ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونکے جنازے پر پہونچے۔ حضرت نے جنازہ کی نماز پڑہی اور جب اونہین قبر مین اُتارا گیا اور اوپر سے مٹی برابر ہموار کی گئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑہی ہم بہی آپکے ساتھ دیر تک تسبیح پڑہتے رہے پہر آپ نے اور آپکے ساتھ ہم نے تکبیر کہی اسی اثنا مین کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے تسبیح کیون

پڑہی اور تکبیر کیون کہی فرمایا اس نیکبخت اور صالح بندے پر اوسکی قبر تنگ ہوگئی ہی میری تسبیح و تکبیر سے خدا تعالی نے اوسپر یہ سختی ٹال دی اور اب اوسکی قبر فراخ و وسیع ہوگئی۔ صحیح بخاری مین حدیث ابو سعید سے آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ تیار کرکے رکہا جاتا اور لوگ اوسے کندہون پر اوٹہاتے ہین تو اگر وہ نعش صالح و نیکبخت ہے تو کہتی ہے کہ مجہے یہان سے جلد لے چلو اور اگر بدکار و غیر صالح ہے تو کہتی ہے افسوس تم مجہے کہان لیجاتے ہو اوسکی یہ دردناک آواز آدمی کے سوا ہر چیز سنتی ہے اگر آدمی سنتا تو ضرور بے ہوش ہوکر گر پڑتا۔ مسند امام احمد مین حدیث ابو امامہ سے آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سورج بقدر میل نزدیک ہو جائے گا۔ اور اوس مین اس قدر حرارت و گرمی بڑہ جائیگی کہ لوگون کے سر ایسے پکنے لگین گے جیسے ہنڈیا کہدبکتی ہے لوگون کو اونکے گناہونکی مقدار پسینہ آئیگا بعضے تو وہ ہونگے جنکا پسینہ ٹخنون تک پہونچیگا کسیکے پنڈلیون تک کسیکی کمر تک اور کسیکے موٹہ تک پہونچیگا اور پسینہ کی لگام موٹہ پر چڑہ جائے گی۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجہے کسطرح چین پڑے اور کیونکر خوشی ہو حالانکہ اسرافیل صور موٹہ مین لئے کہڑے ہین اونہون نے اپنی پیشانی جہکالی ہے اور حکم کے منتظر ہین کہ کب اون کے کان مین حکم کی آواز پہونچے اور وہ صور مین پہونک مارین یہ سنکر صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ہمین کیا ارشاد فرماتے ہین فرمایا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔ کہو یعنے خدا ہمین کافی ہے اور وہی کام بنانے والا بہت اچہا ہے ہمنے خدا پر بہروسہ کیا۔ مسند مین ابن عمر سے مرفوعاً آیا ہے کہ جو شخص اپنے آپکو بڑا جانے گا اور چلنے مین فخر و تکبر ظاہر کرے گا وہ خدا تعالی سے اس حال مین ملیگا کہ وہ اوسپر غضبناک ہوگا۔

صحیحین مین ابن عمر سے یون ہی آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مصور قیامت کے دن معذب ہون گے اور اون سے کہا جائیگا کہ جن چیزون کو تم نے اپنے ہاتہون سے بنایا تہا اون مین جان بہی توڈالو۔ صحیحین مین ابن عمر سے یہ بہی مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سے کوئی مرتا ہے تو قبر مین صبح شام اوسکے رہنے کا ٹہکانہ سامنے کیا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو اہل جنت کا مقام دکہایا جاتا ہے دوزخی ہے تو دوزخ کا اور ہر بار کہا جاتا ہے یہ تیرا ہمیشہ کا ٹہکانہ ہے یہان تک کہ خدا تجہے قیامت کے دن اوٹہا کہڑا کرے۔

صحیحین اور مسند مین ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنتی جنت مین اور
دوزخی دوزخ مین داخل ہو چکین گے تو موت جنت و دوزخ کے بیچ مین لاکہڑی کیجائے گی اور اوسے
سبکے سامنے ذبح کرکے ایک منادی چارون طرف پکار دے گا کہ جنتیو! اب تم جنت مین ہمیشہ
زندہ رہوگے موت نہ آئے گی اور دوزخیو! تم ابد الآباد تک یہین پڑے رہوگے موت نہ آئیگی
یہ ندا سنکر جنتیون کو فرحت پر فرحت اور دوزخیون کو غم پر غم بڑہے گا۔ مسند مین ابن عمر سے
یہ بھی روایت ہے کہ جو شخص دس درہم کو ایک کپڑا خریدے گا اور اوس مین ایک درہم حرام کا شامل
ہو جائے گا تو جبتک وہ کپڑا اوسکے بدن پر رہے گا اوسوقت تک خدا اوسکی نماز قبول نکرے گا۔
یہ حدیث بیان کرکے ابن عمر نے اپنی انگلیون کو کانون مین رکھکر فرمایا کہ اگر مین نے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہو تو میرے یہ دونون کان بہرے ہو جائین۔ عبد اللہ بن عمر نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جو شخص نشہ کی وجہ سے ایک وقت کی نماز ترک کردیگا
اوسکی ایسی مثال ہے کہ دنیا اور اوسکے تمام تجملات کسیکے لئے موجود ہون لیکن ایک وقت کی نماز
ترک کردینے سے سب چھین لئے گئے ہون اور جو شخص نشہ کے سبب چار نمازین ترک کرے گا تو خدا پر واجب
ہے کہ اوسے طینۃ الخبال پلائے۔ کسینے عرض کیا یا رسول اللہ طینۃ الخبال کیا چیز ہے فرمایا دوزخیون کا
نچوڑ۔ مسند مین ابن عمر سے مرفوعًا آیا ہے کہ جو شراب کا ایک گھونٹ پیتا ہے اوسکی چالیس روز
کی نمازین مقبول نہین ہوتین پھر اگر توبہ کرتا ہے تو خدا بھی اوسکی طرف رحمت کے ساتھ رجوع
فرماتا ہے۔ ابن عمر کہتے ہین یہ مجھے یاد نہین پڑتا کہ حضرت نے تیسری دفعہ یا چوتھی مرتبہ یہ فرمایا کہ اگر
وہ پھر شراب پیئے گا تو خدا کے ذمہ واجب ہو جائیگا کہ اوسے قیامت کے دن دوزخیون کا نچوڑ
پلائے۔ مسند مین حدیث ابو موسی سے آیا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
اسی حالت مین مر گیا کہ وہ ہمیشہ شراب پیا کرتا تھا تو خدا اوسے نہر غوطہ سے پلائے گا کسینے عرض کیا
اے رسول خدا نہر غوطہ کیا ہے فرمایا وہ ایک نہر ہے جو زانیہ عورتون کی شرمگاہون سے بہیگی
اور تمام دوزخی اونکی شرمگاہون کی بدبو سے سخت عذاب و تکلیف مین ہونگے۔ مسند مین
ابن عمر رض سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ قیامت کے روز تین مرتبہ جناب
الٰہی مین پیش کیے جائین گے دو پیشیون مین تو جدال اور معذرتین وغیرہ فیصل کیجائینگی

اور تیسری ہستی کے وقت نامہ اعمال اوڑ اوڑ کر ہاتھوں میں آئیں گے پس کوئی تو داہنے ہاتھ میں لیگا اور کوئی بائیں میں۔ مسند میں حدیث ابن مسعود سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو تم حقیر اور چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچو کیونکہ وہ آدمی میں جمع ہوکر ایک ہی دفعہ اوسے غارت کردیتے ہیں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکی ایک مثال بیان کی کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ایسا حال ہے جیسے ایک قوم کسی جنگل میں اوتری اور جس کے ہاتھ میں اون کے کہانے پینے کا اہتمام تہا حاضر ہوا پس ایک شخص اوٹھہ کہڑا ہوا اور لکڑیاں چنکر لے آیا دوسرا گیا اور وہ بھی لکڑیوں کا ایک لشتارا جمع کرکے لے آیا۔ یہاں تک کہ ایک بڑا انبار اور عالیشان ڈہیر جمع ہوگیا ازان بعد اونہوں نے لکڑیوں کے انبار میں آگ لگادی اور وہ فوراً بہڑک اوٹھی پہر اوسکا یہ حال ہوا کہ جو چیز اوس میں ڈالتے تہے پک جاتی تہی سب نے یکے بعد دیگرے ایسا ہی کیا۔ بخاری میں حدیث ابوہریرہ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ کی پشت پر پل بچھایا جائیگا۔ اور سب سے پیشتر میں ہی اوسپر سے عبور کرونگا اوسدن تمام پیغمبروں کی یہ پکار ہوگی کہ اللھم سلم سلم پل کے دونوں طرف آہنی آنکڑے ہونگے جیسے سعدان کے کانٹے جو لوگوں کو اونکے اعمال کے مطابق اُچک لین گے پس کوئی تو اپنے عمل کے مطابق اون میں مقید ہوجائے گا۔ اور کوئی زخمی وگہائل ہوکر چہوٹ جائیگا۔ پہر نجات پاکر آگے بڑہے گا اور یہ اُسوقت تک ہوتا رہیگا کہ خدا تعالی بندوں میں فیصلہ کرکے فارغ ہوجائے گا۔ اسکے بعد جب خدا کو منظور ہوگا کہ دوزخ میں سے کچھ لوگوں کو نکالے اور اون پر رحم وکرم فرماسنے تو دوزخ میں جس قدر کلمہ گو ہوں گے اور اونہوں نے لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کہا ہوگا سب کی نسبت فرشتوں کو حکم فرمائیگا کہ اونہیں دوزخ سے نکالو فرشتے ایسے شخص کو اثر سجود کی علامت سے پہچانکر نکال لین گے اور خدائے تعالی آگ پر حرام کردے گا کہ ابن آدم کا اثر سجود کہاکر میٹ دے جب یہ لوگ دوزخ سے نکلین گے تو انکے جسم جلکر کوئلہ ہوگئے ہونگے اس لیئے اون پر نہر حیات کا پانی ڈالا جائے گا جس سے بدنوں پر وہ رونق وتازگی آجائے گی جیسے سیل کے کنارے پر نباتات کو رونق وسرسبزی حاصل ہوتی ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے روز سب سے پیشتر تین قسم کے لوگوں میں فیصلہ کیا جائے گا ایک وہ شخص جو دنیا میں شہید

مرا تہا یہ جب خداوندی عدالت مین کہڑا کیا جائے گا تو حق تعالی اپنی نعمتون کا اقرار کرائیگا اور یہ اونکا اعتراف کرے گا اسپر خدا تعالی فرمائیگا تونے ان نعمتون کا کیا حق ادا کیا اور کونسا نیک عمل کیا ہے یہ عرض کرے گا حضور! مین آپکی راہ مین یہانتک لڑا کہ جان قربان کر دی اور شہید ہو گیا خدا فرمائیگا تو جہوٹ بولتا ہے تو میرے لیئے نہین لڑا بلکہ اسلیئے لڑا کہ تجہے جری کہا جائے بہادری کا تمغہ ملے شجاعت کے کارنامون مین تیرا نام لکہا جائے چنانچہ یہ سب ہوا اسکے بعد فرشتون کو حکم ہو گا کہ اسے موںہہ کے بل گہسیٹتے ہوئے لیجاؤ اور دوزخ مین جہونک دو چنانچہ فورًا تعمیل ہو گی اور اوسے دوزخ مین اوندہا ڈال دیا جائیگا۔ دوسرا وہ شخص جس نے علم پڑہا یا قرآن سیکہا۔ لوگون کو سکہایا۔ جب یہ شخص خدا کے سامنے لایا جائیگا تو وہ اس سے اپنی نعمتون کا اقرار کرائے گا اور یہ اونکا فورًا اعتراف کریگا۔ خدا فرمائے گا تونے ان نعمتونکی کیا قدر کی اور کونسا عمل نیک کیا یہ کہیگا مین نے تیرے دین کی اشاعت دینے کے لیئے خود علم سیکہا دوسرون کو سکہایا قرآن پڑہا اورون کو پڑہایا خدا فرمائیگا تونے بالکل جہوٹ کہا میرے دین کی اشاعت کے لیئے خاک پڑہا پڑہایا نہین بلکہ علم اس لیئے پڑہا کہ لوگ تجہے عالم و فاضل کہین چنانچہ ایسا ہی کیا گیا قرآن اس غرض سے پڑہا کہ لوگون مین قاری مشہور ہو اور تو مشہور ہو چکا پہر فرشتون کو حکم ہو گا کہ اسے دوزخ مین ڈالدو فرشتے اوسے اوندہا گہسیٹتے ہوئے لیجاوینگے اور دوزخ کی آگ مین جہونکدینگے۔ تیسرا وہ شخص ہے جسکے روزی مین خدا نے توسیع کی ہتی اور اوسے تمام مالون کی قسمون سے ہر چیز ارزانی کی ہتی جب یہ پیشی مین کہڑا ہو گا تو اسے بہی خدا اپنی نعمتین جتائیگا اور یہ اون کا اعتراف کرے گا خدا تعالی فرمائیگا کہ تونے ان نعمتونکی کیا قدر اور کونسا نیک عمل کیا عرض کرے گا کہ مین نے تیری راہ مین کسی ایسے موقع کو نچہوڑا جہان تو مال کا خرچ کرنا دوست رکہتا ہتا او مین نے وہان خرچ نکیا ہو خدا فرمائے گا کہ تونے جہوٹ کہا میری راہ مین اور میرے لیئے تو نے کوئی چیز خرچ نہین کی بلکہ اس لیئے خرچ کی کہ لوگ تجہے سخی کہین اور فیاضون کی فہرست مین تیرا ہی نام درج ہو چنانچہ ایسا ہوا اسکی نسبت بہی فرشتون کو حکم ہو گا کہ اسے دوزخ مین لیجاؤ فرشتے اوسیطرح موںہہ کے بل گہسیٹتے ہوئے دوزخ مین لیجا داخل کرینگے۔ دوسری روایت مین اس قدر اور زائد ہے کہ قیامت کے دن خدا کی تمام مخلوق سے پہلے دوزخ کی آگ انہین تین قسم کے آدمیون سے بہڑکیگی۔

مین نے شیخ الاسلام رحمۃ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ جسطرح سب لوگون مین بہتر وافضل انبیاء علیہم السلام ہین اسیطرح سب سے بدتر اور ارذل وہ جہوٹے لوگ ہین جو انبیاء کے ساتھ مشابہت پیدا کرتے اور اسبات کا دعوی کرتے ہین کہ ہم اونکے دین وطریقہ پر ہین حالانکہ اونکی روش سے کوسون دور ہین علی ہذا القیاس انبیاء علیہم السلام کے بعد سب لوگون مین بہتر وافضل علماء شہداء صدیق ومخلص ہین پھر جو شخص ان لوگونکی مشابہت اس لئے پیدا کرے کہ دیکھنے والونکو وہم پیدا ہو کہ یہ اونکے طریقہ پر ہے حالانکہ اونکے طریقہ پر نہین ہے تو وہ تمام لوگون سے بدتر وارذل ہے۔

صحیح بخاری مین حدیث ابو ہریرہ سے آیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکے ذمہ اوسکے بھائی کا کوئی مالی حق ہو یا اوسکے ننگ ناموس کے متعلق کوئی حق ہو تو اوسے صاحب حق کے پاس جانا اور اوس سے معاف کرانا چاہیئے اس سے پیشتر کہ اوس سے ایسے حال مین مواخذہ کیا جائے کہ نہ تو اوسکے پاس دینار ہی ہو نہ درہم ہی ہان اگر نیکیان ہونگی تو اونمین سے حق دار کے حق کے مطابق نیکیان چہین کر حقدار کو دیدی جائینگی ورنہ حق دار کے گناہون کا گٹہڑ باندہکر اسکے سر پر رکہدیا جائے گا اور پہر یہ دوزخ مین ڈہکیل دیا جائیگا۔ صحیح بخاری مین حدیث ابی ہریرہ سے آیا ہے کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین ناحق غصب کرلیگا قیامت کے دن اوسے اسی زمین مین دہنسایا جائیگا اور وہ ساتوین زمین تک برابر دہنستا چلا جائیگا۔ بخاری مسلم مین ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہاری آگ جسے بنی آدم جلاتے ہین۔ دوزخ کی آگ کے سترجزون مین کا ایک جزو ہے۔ حاضرین نے عرض کیا اے رسول خدا واللہ ہمین تو یہی کافی اور بس ہے فرمایا دوزخ کی آگ مین اس آگ سے اونہتر درجہ کی زیادہ گرمی اور سوزش ہے یعنے وہ اس سے اونہتر درجے بڑہی ہوئی ہے۔ مسند امام احمد مین حضرت معاذ سے روایت ہے کہ مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ معاذ! کسی چیز کو خدا کا شریک نہ ٹہرا اگرچہ تجھے کوئی قتل کرڈالے اور اگرچہ تو آگ مین جلا دیا جائے اور مان باپکی نافرمانی نکر گو وہ تجھے مال اور بیوی بچون سے الگ ہو جانے اور نکلجانے کا حکم کرین اور فرض نماز قصداً اور دانستہ ترک نکر کیونکہ جو شخص فرض نماز قصداً ترک کر دیتا ہے اوس سے خدا کا ذمہ علیحدہ ہو جاتا ہے اور تو شراب نہ پی کیونکہ وہ تمام فواحش اور بیحیائیون کی جڑ ہے اور تو معصیت سے بچیارہ کیونکہ اس سے

خدا کا غضب ٹوٹ پڑتا ہے۔ اسباب مین جس قدر حدیثین ہمین بیان کرنی تھین کر چکے۔ لیکن سچ پوچھیئے تو یہ اون کا عشر عشیر بھی نہین ہے جو کتب احادیث مین وارد ہوئی ہین مگر ہم نے اختصار کی وجہ سے انہین پر اکتفا کرنا مناسب جانا۔ اب جس شخص کو اپنے نفس کی خیر خواہی مد نظر ہے اوسے ہر گز لائق نہین کہ ان حدیثون سے اپنی آنکھین بند کر لے اور شتر بے مہار نفس کو میدان معاصی مین مطلق العنان چھوڑ دے اعمال کو نظر انداز کر کے حسن رجا اور حسن ظن کا دامن پکڑ کر بیٹھ جائے۔

ابو الوفا ابن عقیل کا قول ہے کہ مخاطب تجھے گناہ سے بچنا اور خدا کی رحمت پر مغرور نہ ہونا چاہیئے کیونکہ خدا نے صرف تین درمون کے چرانے پر ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم فرمایا ہے اور سوئی کی نوک کے مقدار شراب پینے پر حد لگانے کا حکم دیا ہے۔ ایک عورت صرف ایک بلی کی وجہ سے دوزخ مین داخل کی گئی۔ ایک شخص ایک شملہ کی خیانت مین دوزخ مین ڈالدیا گیا اور وہی شملہ آگ بنکر اوس پر بھڑک اوٹھا۔ حالانکہ شہید مرا تھا۔ امام احمد چند واسطون سے ابن شہاب سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی ایک مکھی کے سبب سے جنت مین داخل ہوا اور ایک اوسی مکھی کے باعث ایک شخص دوزخ مین ڈالا گیا۔ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکا قصہ کیا ہے۔ فرمایا بات یون ہے کہ دو شخصون کا ایک قوم پر گذر ہوا جو ایک بت کی پرستش مین غرق تھی یہان کا عام طور پر معمول تھا کہ جبتک کوئی مسافر اوس بت کی نذر نیاز نہ کرلے اور کچھ چڑھاوا نہ چڑھاوے یہان سے عبور نکر سکتا تھا چنانچہ جب یہ دونون شخص اوس مقام پر پہونچے تو اونہون نے ایک سے کہا کہ ہمارے بت پر کچھ چڑہا۔ اوسنے کہا میرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہے جس سے تمہاری خواہش پوری کرسکون کہا اور نہین تو ایک مکھی ہی کی قربانی کرڈال۔ اسنے ایسا ہی کیا اونہون نے اسے رستہ دیدیا۔ جب دوسرے شخص کا نمبر آیا تو اونہون نے اوس سے بھی یہی استدعا کی اوسنے صاف جواب دیدیا کہ مین تو بجز خدائے عزوجل کے اور کسیکے لیئے تقرب و قربانی جائز نہین کرتا اسپر اونہون نے اسے قتل کرڈالا۔ خدا نے اوسے جنت مین داخل کر دیا۔ دیکھیئے یہی ایک کلمہ جسکے ساتھ آدمی متکلم ہوتا ہے اوسے دوزخ مین پھینکدیتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض مغرور اون نعمتون اور برکتون پر دھوکا کھا جاتے ہین جو خدا کی طرف سے اونپر دنیا مین برستی ہین اور وہ گمان کر بیٹھتے ہین کہ خدا ہمین محبوب رکھتا ہے جبھی تو یہ رفاہتین عنایت کرتا ہے اور جب یہ تو

وہ آخرت مین اس سے بہتر دافضل نعمتین عطا فرمائیگا حالانکہ یہ اوسکا بڑا بہاری غرہ اور سخت دہوکے مین پڑنا ہے
امام احمد کہتے مین کہ مجھے یحیی بن غیلان اور رشدین بن سعد کے واسطے سے جو حرملہ بن عمران النجیبی سے روایت
کرتے ہین اور وہ عقبہ بن مسلم اور وہ عقبہ بن علمر سے نقل کرتے ہین۔ یہ حدیث پہونچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم دیکہو کہ خدا تعالی ایک شخص کو باوجود اس کے کہ وہ معاصی مین غرق ہے اوسکے
حسب دلخواہ دنیاوی برکتین عطا کرتا ہے تو جان لو کہ وہ استدراج اور مہلت خداوندی ہے پہر آپنے
یہ آیت پڑہی فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم
بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ یعنے جس مصیبت کے ذریعے سے اونہین آگاہ کیا گیا تہا اوہول بسر
بیٹہے تو ہم نے بہی اونہین مغالطہ مین ڈالنے کے لیئے اُن پر ہر طرح کی دنیاوی نعمتون کے دروازے
کہول دیئے۔ یہانتک کہ جو نعمتین اونہین دی گئی تہین جب اونکو پاکر خوش ہوئے تو ہم نے اونہین
عذاب مین دہر پکڑا اور عذاب کا آنا تہا کہ وہ بے آس ہو کر رہگئے۔ اور بعض سلف کا بیان ہے
کہ جب تم دیکہو کہ خدا ے تعالی تمپر لگاتار اور متواتر نعمتون کے مینہ برساتا چلا جاتا ہے اور تم اوسکی
نافرمانی و معاصی پر مداومت کر رہے ہو تو یہہ حالت تمہاری نہایت خطرناک ہے۔ اب
اوس سے ڈرو کیونکہ یہ خداوندی نعمتین نہین ہین بلکہ اوسکی طرف سے مہلت واستدراج ہے وجہ
یہ کہ خود خدا تعالی فرمایا ہے وَلَوْلَا أَن يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَن يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا
مِّن فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ وَزُخْرُفًا وَإِن كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا
مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ اور اگر یہ بات نہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقے کے ہو جائینگے
تو ساز و سامان دنیا ہمارے ہان اس قدر حقیر ہین کہ جو لوگ منکر خداے رحمن ہین ہم اون کے لیئے اونکے
گہرون کی چہتین چاندی کی کرا دیتے۔ اور چہتون کے علاوہ چاندی کے زینے کہ اونپر چڑہتے اوترتے اور
چاندی ہی کے اونکے گہرون کے دروازے کر دیتے اور چاندی ہی کے تخت کہ اونپر مزے سے تکیے لگاکر بیٹہتے
اور چاندی ہی کے نہین بلکہ سونے کے بہی اور پہر بہی یہ تمام ساز و سامان دنیا کی زندگی کے چند روزہ فائدے
ہین اور اے پیغمبر معاد آخرت تمہارے پروردگار کے ہان پرہیزگارون ہی کے لیئے ہے۔ علاوہ ازین خدا
تعالی نے قرآن مجید کے دوسرے موقع پر ایسے لوگون کے خیال کی تردید کی ہے جو اسطرحکے لغو و بے بنیاد
خیالات پر تکیہ کر لیتے مین چنانچہ فرمایا فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي

اکرمنی و اما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن کلا یعنے لیکن انسان کا حال ہے کہ جب اوسکا پروردگار اسطرح پر اوسکے ایمان کو آزماتا ہے کہ اوسکو عزت و نعمت دیتا ہے تو وہ خوش ہوکر کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری تعظیم و تکریم کرتا ہے اور جب وہ اوسکے ایمان کو اسطرح پر آزماتا ہے کہ اوسکی روزی اوسپر تنگ کردیتا ہے تو وہ تنگ دل ہوکر بڑبڑاتا پھرتا ہے کہ میرا پروردگار مجھے ذلیل سمجھتا ہے مگر اون کا یہ خیال محض غلط ہے۔ یہ بات ہرگز نہین ہوسکتی کہ جس شخص پر مین نعمت و برکت کا مینہہ برساتا اور اوسپر توسیع رزق کرتا ہون تو اسکی تکریم و تعظیم ہی کرتا ہون اور جسے مین طرح طرح کی مصیبتون مین گرفتار کرتا اور اوسکی روزی مین تنگی کرتا ہون تو اوسے خوار و ذلیل ہی سمجھتا ہون بلکہ پہلے شخص کی نعمتون سے آزمایش کرتا اور دوسرے شخص کی مصیبت و بلا سے تعظیم و توقیر کرتا ہون۔ جامع ترمذی مین جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بایں مضمون موجود ہے کہ خدا تعالی اپنے محبوب اور دشمن دونون کو دنیا دیتا ہے مگر دولت ایمان صرف اوسی خوش قسمت کو عطا کرتا ہے جسے خود دوست رکھتا ہے۔ بعض سلف کا قول ہے کہ اکثر لوگ ایسے ہین جنپر بطریق استدراج خدا کی نعمتین رات دن نازل ہوتی ہین۔ لیکن وہ نہین جانتے کہ یہ استدراج ہے اور بہت لوگ ایسے ہین جو لوگونکی تعریف کرنے پر مفتون ہوجاتے ہین۔ اور اسکی حقیقت کو جانتے نہین اور اکثر مغرور ایسے ہوتے ہین جنکی خدا پردہ پوشی کرتا ہے اور وہ اس سے واقف نہین ہوتے۔

فصل ۱۰

تمام لوگون سے زیادہ مغرور اور دہوکے کے دلدل مین پہنسا ہوا وہ شخص ہے جو دنیا اور اوسکے نقد تجملات اور موجودہ ساز و سامان پر مغرور رہکر دنیا کو آخرت پر اختیار کرتا اور آخرت سے مونہہ موڑ کر دنیا ہی سے راضی ہوجاتا ہے یہان تک کہ بعض لوگ یون بڑبڑا اوٹھتے ہین کہ دنیا نقد اور آخرت اودھار ہے اور اودھار کی نسبت نقد زیادہ مفید اور فائدہ بخش ہوتا ہے اور بعض کوڑ مغزون کے دماغون مین یہ خیال فاسد ایک جاتا ہے کہ ایک نقد ذرہ ہزار خرمن موعودہ سے بہتر ہوتا ہے انہی بیہودہ خیالات کے بعض لوگ یون ہی بکتے ہین کہ دنیاوی لذات یقینی ہین اور اخروی لذات مشکوک اور شک پہ بہروسہ کرکے یقینی بات کو چہوڑنا نہ صرف محرومی بلکہ حماقت و جہالت ہے حالانکہ یہ سب سے بڑا شیطانی فریب اور نہایت زہریلا و قاتل وسوسہ ہے۔ ان احمقون سے چار پائے جو محض لا یعقل اور بے نطق ہین بہت زیادہ

سمجھدار اور عقلمند ہین کس لیئے کہ ہمارا قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کی مضرت سے ڈرتے ہین تو اوسکی طرف قدم نہین ڈالتے اگرچہ اونہین مار مار کر اوسطرف ڈھکیلا جائے اور یہ لوگ ایسی چیز کی طرف جس مین انکی ہلاکت متیقن ہے نہایت خوشی کے ساتہ دوڑتے ہین پہر اس قسم کے دو حال سے خالی نہین یا تو مصدق ہون گے۔ یا مکذب اگر خدا۔ خدا کے رسول۔ خدا کے دربار مین حاضر ہونے اور جزا سزا ملنے پر ایمان رکہتے ہون گے تو قیامت کے روز سب لوگون سے زیادہ حسرت و افسوس مین یہی لوگ مبتلا ہون گے کیونکہ انہون نے دانستہ ابدی محرومی مین قدم ڈالا تہا اور اگر خدا رسول پر ایمان نہ رکہتے ہونگے تو کچہ ٹہکانا ہی نہین۔ پہر یہ لوگ جو کہتے ہین کہ نقد اودہار سے بہتر ہے اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک نقد اودہار سے بہتر ہوتا ہے مگر اوسی وقت جبکہ دونون برابر ہون اور ایک کو دوسرے پر کسیطرح کی ترجیح نہو۔ کیونکہ جب باہم مختلف و متفاوت ہونگے اور اودہار مین افضلیت و اکبریت ثابت ہوگی تو وہ قطعًا نقد سے بہتر ہوگا۔ اب یہ ظاہر بات ہے کہ دنیا اول سے آخر تک آخرت کے مقابلہ مین صرف ایک سانس کی برابر ہے جیسا کہ مسند احمد اور ترمذی مین مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی مثال آخرت کے مقابلہ مین بالکل ایسی ہے جیسے تم مین سے کوئی اپنی اونگلی ایک نہایت عمیق اور ناپیدا کنار دریا مین ڈالکر دیکہے کہ اوس مین کس قدر پانی لگا رہتا ہے یعنے جس قدر پانی اونگلی مین ہے اوسے دنیا اور بحر زخار کو آخرت سمجہنا چاہیئے۔ اور جب یہ ہے تو اس نقد کو اوس اودہار پر اختیار کرنا پلے درجہ کا خسران و ٹوٹا اور بدتر قسم کا جہل ہے اور جب تمام دنیا اول سے آخر تک کو آخرت سے یہ نسبت ہے یعنے دنیا کی تمام عمر آخرت کے مقابلہ مین اس قدر حقیر ہے تو اب بتائیے کہ انسان کی زندگی کی مقدار کو آخرت کے مقابلہ مین کیا نسبت ہوگی اور یہ بہی فرمائیے کہ ان دونون شخصون مین سے کون شخص زیادہ دانشمند اور دور اندیش ہے۔ کیا وہ شخص جو اس بمقدار و حقیر مدت مین نفع عاجل کو اختیار کر کے آخرت کی دائمی بہلائی سے محروم و بے نصیب رہتا ہے یا وہ شخص جو اس حقیر و ذلیل چیز کو چہوڑ کر جو عنقریب فنا ہونے والی اور صفحہ دنیا سے مٹ جانے والی ہے اوس چیز کو حاصل کرتا ہے جسکی کوئی قیمت ہے نہ کسیطرح کا خطرہ ہے اوسکی شمار و گنتی کی انتہا ہے نہ طول و عرض کی غایت ہے۔ رہا دوسرے فرقہ کا یہ قول کہ مشکوک چیز کے بہروسہ پر یقینی منفعت کو چہوڑ دینا عاقل کا کام نہین ہے تو اونکے لیئے صرف اس قدر کہنا کافی ہوگا کہ تم لوگ دو حال سے باہر نہین یا تو تمہین خدا تعالی کے

وعد و وعید اور اوس کے نبی کریم کے صدق مین شک ہے یا نہین۔ اگر تہین کسیطرح کا شک نہین
بلکہ یقین ہے تو اس دنیا اور اوس کی منفعت عاجلہ کو جو بہت جلد مٹنے والی اور عنقریب فنا ہونے
والی ہے بالائے طاق رکھو کیونکہ خدا کی وعد و وعید اور دنیا کے سارے ساز و سامان کے مٹجانے
مین کسی طرح کا شک نہین بلکہ قطعی و یقینی ہے اور اگر ان باتون مین شک و شبہ ہے تو خدا تعالی کی اون آیات
وعلامات مین غور کرو جو اوسکی وجود و قدرت اور مشیت و وحدانیت اور تصدیق انبیا و مرسلین پر نہایت
دھوم دھام سے دلالت کرتی ہین اور اسکے ساتھ ہی علائق دنیا سے مجرد ہو کر صرف خدا کے لیئے کہڑے
ہو جاؤ یہان تک کہ تہین روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو جائے کہ خدا کے پیارے اور مقدس پیغامبر جو چیز
اوسکی طرف سے لائے ہین بالکل برحق اور درست ہے اوس مین کسیطرحکا شک نہین اور اس عالم کا پیدا کرنیوالا
آسمان و زمین کا وہ پروردگار ہے جو اون باتون کے سر ہو خلاف کرنے سے مبرا و منزہ ہے جنکی خبر اوس کے
پیغمبرون نے مخلوق کو دی ہے۔

تقریر بالا پر غور کرنے سے یہ نتیجہ صاف نکل آتا ہے کہ جس شخص نے خباب الٰہی مین ان باتون کا اعتقاد نرکہا
اور انکے برعکس باتون کو اوسکی طرف منسوب کیا تو اوسنے خدا تعالی کو جھٹلایا اور اوسکی نسبت سب و شتم
جائز رکہا اوسکی ربوبیت کا انکار کیا اور سلطنت و بادشاہت سے اعراض کر بیٹھا وجہ یہ کہ فطرت
سلیمہ اور دور اندیش عقل کے نزدیک یہ بات نہ صرف ممتنع بلکہ محال ہے کہ بادشاہ برحق عاجز محض یا جاہل
مطلق ہو وہ کسی چیز کا عالم ہو نہ کسی چیز کو سن سکتا اور دیکھ سکتا ہو گویائی کی قوت رکہتا ہو نہ امر و نہی
کو نافذ کر سکتا ہو نیک کارون کو جزا اور بدکارون کو سزا دینے سے عاجز ہو جسے عزت کا تاج پہنانا
چاہتا ہو۔ اوسے معزز کرنے کی قدرت رکہتا ہو نہ جسے ذلیل و خوار کرنا منظور ہو اوسے ذلیل کر سکتا ہو
اپنی مملکت کے اطراف و جوانب مین قاصد روانہ کرنے کی طاقت رکہتا ہو نہ رعیت کی احوال کے غور پرداخت
کر سکتا ہو بلکہ اونہین محض معطل و بیکار چھوڑ دے اور کسیطرح کی باز پرس نکرے اور جب یہ باتین
ملوک بشر کی افراد مین موجب قدح اور اونکی ناقابلیت کے باعث ہین تو پھر انکی نسبت اوس بادشاہ
برحق اور سلطان مطلق کی جناب مین کسطرح جائز ہو سکتی ہے اور جب آدمی اپنے ابتدائی حال یعنے
نطفہ ہونے کے زمانہ سے لیکر کمال و استواکے وقت تک مین گہیرا غور کرے گا تو اوسے خودبخود واضح
ہو جائے گا کہ جو مقدس ذات اوسپر اسدرجہ عنایت مبذول رکہتا اور مختلف استحالون کے بعد

یہان تک پہونچانا اور باوجود اسکے کہ وہ لاشے محض تہا متعدد انقلابات کے پیچھے مرتبہ کمال بخشتا ہے آدمی
یہ بات ہرگز لائق وسزاوار نہین کہ آدمی کو بالکل مہمل وبیکار چھوڑ دے۔ کسی چیز کا حکم کرے نہ کسی سے منع فرمائے
اپنے حقوق کا اوس سے اعتراف کرائے نہ عذاب وثواب پہنچائے اور اگر بندہ ان باتون مین کماحقہ تامل وغور
کرے گا تو اوسکے لیئے ہر محسوس وغیر محسوس چیز خدا کی توحید انبیا کی نبوت قیامت کے روز مرنے کے بعد جی
اوٹہنے قرآن مجید کے کلام خداوندی ہونے پر بڑی بہاری دلیل بنجائے گی اور ہم نے ان باتون سے
استدلال کرنے کی پوری وجہ کتاب ایمان القرآن مین آیۂ فلا اقسم بما تبصرون وما لا تبصرون
انہ لقول رسول کریم کے تحت مین اور اسکا کچھ حصہ آیہ وفی انفسکم افلا تبصرون کے تحت مین ذکر کی ہے
اور ساتہہ ہی یہ بات بہی بیان کی ہے کہ خود آدمی اپنے خالق کے وجود اوسکی توحید اوسکے پیغمبرون کے سچے و
راستباز ہونے اور اوسکے صفات کمال کے اثبات پر بہت بڑی دلیل ہے۔ الغرض اس تقریر سے
واضح ہوگیا کہ نیک اعمال سے پہلو تہی کرنے والا اور اوقات صالحہ کو ضائع کرنے والا دونون صورتون
مین یعنے تصدیق ویقین کی صورت مین تو تکذیب وشک کی صورت مین تو غرور اور فریب دہوکے
مین پڑا ہوا ہے۔ اور اگر تم یون کہو کہ مرنے پیچہے جی اوٹہنے اور جنت دوزخ کی تصدیق اور نہ صرف تصدیق
بلکہ وہ جازم تصدیق جس مین کسیطرحکا شک وشبہہ نہو اور تخلف عمل ایک محل مین یہ دونون باتین
مجتمع نہین ہوسکتین یعنے یہ نہین ہوسکتا کہ ایک شخص کے دلمین ان باتونکی تصدیق کا نقش بہی ہو
اور وہ عمل سے کورا اور خالی ہاتہ ہی رہے اور کیا طبائع بشریہ مین اسبات کا امکان ہے کہ بندہ کو اس
امر کا یقین ہوئے پیچہے کہ مین کل صبح کو ایک جلیل القدر بادشاہ کے دربار مین بلایا گیا ہون اور مجہے اوسکے
سامنے اسلیئے پیش ہونا ہے کہ وہ سخت سے سخت سزا دے یا پوری کرامت وعظمت کا تمغہ عنایت فرمائے
تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایسا شخص یہ رات غفلت اور لہو ولعب مین گذاردے گا اور بادشاہ کی حضوری کا
نقش اوسکے دل سے مٹ جائیگا اور اسکے لیئے ساز وسامان اور طیاریان نہ کرے گا۔ تو اسکے جواب
مین کہا جائے گا کہ خدا کی قسم یہ سوال بالکل صحیح اور درست ہے اور اکثر مخلوقات پر وارد ہوسکتا ہے اور
اسمین ذرا شک نہین کہ ان دونون باتون کا جمع ہونا نہ صرف تعجب ناک بلکہ حیرت انگیز امر ہے لیکن
یاد رکہنا چاہیئے کہ تخلف عمل کے لیئے چند اسباب ہین منجملہ اونکے ضعف علم ونقصان یقین ہے یعنے
جس شخص کا یقین وعلم ضعیف ہوتا ہے اوس سے عمل کی بجا آوری مین قصور واقع ہوتا ہے اور جب

یہ ہے تو تصدیق اور تخلف عمل کا جمع ہونا بدیہی بات ہے اور جبکہ یہ گمان ہو کہ علم و یقین مختلف و متفاوت نہیں ہوا کرتا تو اسکا یہ گمان نہایت ہی فاسد بلکہ باطل گمان ہے۔ دیکھیے حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے باوجود اونہیں اسباب کا یقین تہا کہ خدا تعالی مردون کے زندہ کرنے پر پوری اور کامل قدرت رکہتا ہے مگر پہر بھی مزید اطمینان اور غیبی معلومات کو عیانی صورت میں محسوس کرنے کی غرض سے جناب الٰہی میں سوال کیا کہ اَرِنِی کَیفَ تُحْیِی الْمَوْتیٰ یعنے خداوندا مجہے دکہادے کہ تو مردون کو کیونکر زندہ کرتا ہے۔ اور امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَیْسَ الْخَبَرُ کَالْمُعَایَنِ۔ پہر جب ضعف علم کے ساتہ ایسی چیزون میں مشغول ہونے کی وجہ سے جو علم کے منافی و مخالف ہیں علم کا عدم استحضار یا اکثر اوقات اوسکا دل سے غائب رہنا جمع ہو جائے اور پہر اسکے ساتہ نفسانی غلبے اور طبعی تقاضے اور استیلاء شہوت اور فریب نفس اور غرور شیطان اور وعدۂ الٰہی میں تاخیر کا اعتقاد اور طول امل اور انتہا درجہ کی غفلت اور دنیا کی محبت وغیرہ منضم ہو جائیں تو اوس وقت بجز خدائی قادر و توانا کے جس نے آسمان و زمین کو اپنی اپنی جگہ سے ٹلجانے اور سرک جانے سے تہام رکہا ہے کوئی اور ایسے آدمی کا ایمان دل میں نہیں ٹہرا سکتا۔ یہی ایک وجہ ہے جس سے لوگ ایمان و عمل میں متفاوت نظر آتے ہیں اور ابہی نہیں تو قیامت کے روز ضرور نظر آئیں گے یہان تک کہ بمقدار ذرہ اور ذرہ کا ادنی حصہ دل میں ہو جائے لیکن ان تمام اسباب کا مرجع ضعف بصیرۃ اور کمی صبر ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالے نے قرآن مجید میں صبر کرنے والون اور یقین رکہنے والون کی جا بجا تعریف کی ہے اور انہیں ائمہ دین کا معزز و ممتاز خطاب عطا فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ۝

فصل ۱۱

اب حسن ظن اور غرور میں جو فرق تہا خوب کہل کر ظاہر ہو گیا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ حسن ظن اگر آدمی کو نیک عملون کے کرنے پر اوبہارے اور اونکی ترغیب دلائے اور اپنے مبارک و نجیب جذبات سے اعمال صالحہ کیطرف کہینچ لیجائے تو وہ حسن ظن صحیح اور مبارک ہے اور اگر بطالت اور معاصی میں مستغرق ہونے کی طرف بلائے تو غرور ہے۔ حسن ظن حقیقت میں رجاء یعنے امیدواری کا نام ہے تو جس شخص کی رجاء اوسے خداوندی طاعت کی جانب کہینچ لیجائے اور معصیت الٰہی سے روک دے اوسے برحق اور صحیح

رجا کہنا چاہیئے اور جو شخص ایسا ہو کہ اوسکی بطالت رجا اور رجا بطالت و تقصیر عمل ہو وہ حقیقت مین مغرور ہے اگر کسی شخص کے پاس عمدہ اور قابلِ زراعت زمین ہو اور اوس سے منفعت و پیداواری خاطر خواہ ہوسکتی ہو مگر یہ شخص اوسے بیکار پڑا رہنے دے اور بغیر ہل چلائے اور بیج ڈالے اور پانی دیئے اوس سے حسن ظن رکہتا ہو کہ اسکی پیداواری اور منفعت سے عنقریب مالا مال ہو جاوے گا تو ایسے شخص کو لوگ ضرور احمقون اور بے وقوفون کے زمرے مین گننے لگین گے اور اوسکے یہ خیالی منصوبے شیخ چلی کے منصوبون سے زیادہ وقعت نرکہین گے کیونکہ عادتاً اس امر کا وجود محال عقلی ہے اور سب لوگ جانتے ہین کہ جب تک زمین مین ہل نہ چلایا جائیگا جبتک اوس مین بیج نہ ڈالا جائیگا جبتک پانی نہ دیا جائیگا وہ اپنی پیداواری دینے مین قاصر رہے گی۔ علی ہذا القیاس کسیکا حسن ظن اور قوی امید اس امر کے ساتہ وابستہ ہو کہ منکوحہ سے صحبت کیئے بغیر اولاد پیدا ہو جائے گی یا بدون تحصیل علم اور حرص تام کے علامہ دہر بنجائیگا ایسے آدمی کو بھی لوگ بیوقوفمن مین ہی شامل کرین گے اسیطرح جو شخص درجات عالیہ پر کامیاب ہونے اور ابدی نعمتون پر فائز ہونے کا تو حسن ظن کر بیٹھے اور قوی امید کرلے لیکن خدا کی طاعت کے پاس تک نہ پہٹکے اور اوسکے احکام کی بجا آوری اور منہیات سے بچنے کی وجہسے خداوندی تقرب حاصل کرنے مین کوشش نکرے تو ہم اوسے بھی پاگل اور مجنون ہی کہین گے کیونکہ خدا تعالی فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ یعنے جو لوگ ایمان لائے اور اونہون نے راہ خدا مین ہجرتین ہی کین اور جہاد ہی کیئے تو یہی لوگ ہین جو خدا کی رحمت کی آس لگائے بیٹھے ہین۔ اس آیت کو نظر غور سے دیکھیئے کہ خدا تعالی نے ایماندارون کی رجا اونکے کن کن طاعتون اور بجا آوری احکام پر موقوف رکہی ہے۔ مگر جو لوگ دہوکے مین پڑے ہوئے ہین اور اونہین شیطان نے اپنے دام فریب مین خوب جکڑ رکہا ہے کہتے ہین کہ رحمت الٰہی کے امیدوار وہی لوگ ہین جو اوسکے حقوق مین تقصیر کرتے اور اونہین ضائع و برباد کر ڈالتے ہین خداوندی اوامر کو معطل جانتے اور اوسکے بندون سے بغاوت کرتے ہین۔

المختصر اس مسئلہ کی حقیقت یہ ہے کہ رجا اور حسن ظن اون اسباب کے مہیا کرنے اور احکام کے بجالانے پر موقوف ہین جنہین آلہی حکمت شرع و قدر اور ثواب کرامت مین مقتضی ہے پس بندہ کو لازم ہے کہ پہلے اون اعمال کو بجا لائے پہر خدا سے ظن رکہے اور اسکا امیدوار رہے کہ خدا تعالی مجہے اون اعمال

کی طرف نہ سوچنے بلکہ اونہین اون چیزون کے حصول کا ذریعہ ٹہیرائے جنسے مجھے دائمی بہلائی حاصل ہو اور جو چیزین ان اعمال کی سد راہ اور اُنکے اثر باطل کرنے والی ہون اونہین مجھسے روک دے۔

فصل ۱۲

یہان تک پہونچکر انسان کو یہ بات معلوم کرنی سزاوار ہے کہ جو شخص کسی چیز کا امیدوار ہوتا ہے تو اوسکی امید کو تین باتین لازم ہوا کرتی ہین (۱) اوس شخص سے دلی محبت رکھنا جس سے امید رکھتا ہے۔ (۲) اس محبت کے فوت ہونے سے ہمیشہ خائف رہنا (۳) تا بہ امکان اوس شخص کی محبت حاصل کرنے مین کوشش کرنا جس سے امید رکھتا ہے پس جو امید کہ ان تینون لوازمات سے خالی ہے وہ اصل مین امید نہین ہے بلکہ باطل آرزو ہے۔ امید اَور چیز ہے اور امانی (باطل آرزوئین) دوسری چیز ہے جو شخص امیدوار ہوگا وہ ضرور خائف و ترسان ہوگا اور یہ ظاہر بات ہے کہ کسی رستہ پر چلنے والا جب خائف ہوگا تو فوات کے ڈر سے اوس رستہ کے جلد طے کرنے مین نہایت مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ کوشش کریگا۔ جامع ترمذی مین حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خوف رکھتا ہے وہ امن و امان کی جگہ داخل ہونے مین انتہا سے زیادہ کوشش کرتا ہے اور جس امن و پناہ کی جگہ داخل ہونے مین کوشش کی وہ منزل مقصود پر پہونچگیا۔ ہوشیار ہو جاؤ کہ خدا کا مال و متاع غالب ہے اور آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کا مال و متاع جنت ہے۔

خدا تعالی نے جسطرح رجاء (امید) شائستہ عمل کرنیوالون کا حصہ ٹہیرایا ہے اوسیطرح خوف بہی اون ہی پاکباز حضرات کا حصہ مقرر کیا ہے اور جب یہ ہے تو صاف ظاہر ہے کہ رجاء و خوف اور نہ مطلق رجاء و خوف بلکہ مفید و کار آمد اور فائدہ بخش رجاء و خوف وہی ہین جو اپنے ساتہ عمل صالح کا پہلو لئے ہوئے ہون چنانچہ خدا تعالی اپنے کلام قدیم مین فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓىٕكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ

یعنے جو لوگ اپنے پروردگار کے خوف سے ترسان و لرزان اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتون کا یقین رکھتے اور جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کسیکو شریک نہین کرتے اور جتنا کچھ دیتے بن پڑتا ہے خدا کی راہ مین دیتے ہین اور اوسپر بہی اونکے دلون کو اسبات کا کہٹکا لگا رہتا ہے کہ اونہین اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے دیکہئے وہان یہ دیا دلایا مقبول بہی ہوتا ہے یا نہین یہی لوگ نیک کامون مین جلدی

کرتے اور اون کے لیئے لپکتے ہین۔ ترمذی مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی اور کہا کیا انسے وہ لوگ مراد ہین جو شراب پیتے زنا کرتے لوگون کا مال چراتے ہین۔ فرمایا اے صدیق کی بیٹی یہ وہ لوگ نہین ہین بلکہ ان سے وہ لوگ مراد ہین جو روزے رکھتے۔ نماز پڑہتے خیرات کرتے ہین اور پہر بھی اونہین یہ کہٹکا لگا رہتا ہے کہ دیکہیئے یہ باتین ہم سے مقبول ہوتی ہین کہ نہین یہی لوگ نیک کامون اور بہلائیونکی طرف لپکتے ہین۔ حدیث ابوہریرہ رض مین یہ بہی آیا ہے کہ خدا تعالے نے اہل سعادت کا احسان مع الخوف کے ساتہ وصف کیا ہے اور اشقیا کو اساءۃ مع الامن کے ساتہ یاد فرمایا ہے یعنے سعید اور نیکبخت لوگ باوجود نیک اور شائستہ عمل کرنے کے ہر وقت خائف و ترسان رہتے ہین اور شقی لوگ باوجود برائیون کے نڈر اور بیخوفی کی حالت مین زندگی بسر کرتے ہین۔

اگر کوئی شخص صحابۂ رضوان اللہ علیہم کے حالات بنظر غور دیکہے تو اوسے صاف واضح ہو جائے کہ باوجودیکہ وہ اعمال نیک کی بجا آوری مین انتہا درجہ کے کوشان تہے مگر ساتہ ہی حد سے زیادہ خوف بہی رکہتے تہے اور ہم لوگ باوصف اسکے کہ اعمال مین پلے درجہ کی تقصیر اور نہ صرف تقصیر بلکہ تفریط سے کام لیتے ہین اور نہایت بیخوف و بیباکانہ زندگی بسر کرتے ہین۔ حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول فرمایا کرتے تہے۔ مین دوست رکہتا ہون کہ کسی ایماندار بندے کے پہلو مین دفنایا جاؤن (مسند احمد) آپ بارہا اپنی زبان پکڑکے فرمایا کرتے تہے کہ اس کمبخت نے مجہے ہلاکت کے گڑہے مین ڈال دیا۔ آپ کثیر البکا تہے۔ اور لوگون سے فرمایا کہتے تہے کہ تم بہت رویا کرو اگر تمہین رونا نہ آئے تو بتکلف رویا کرو۔ آپ جب نماز پڑہنے کہڑے ہوتے تو خدا کے خوف سے آپکی یہ کیفیت ہو جاتی کہ گویا ایک لکڑی کہڑی ہے جسے ذرا حرکت و جنبش نہین۔ ایک دفعہ آپکے پاس ایک پرندہ لایا گیا جسے آپ بار بار الٹ پلٹ کر دیکہتے رہے پہر فرمایا کہ کوئی جانور شکار نہین کیا گیا اور کوئی درخت کاٹا نہین گیا مگر جبہی کہ اوس نے خدا کی تسبیح کو ضائع کیا یعنے جب کوئی جانور خدا کی تسبیح کو ضائع کر دیتا ہے تو اوسوقت شکار کیا جاتا ہے اسیطرح جب کوئی درخت تسبیح کرنا چہوڑ دیتا ہے تو کاٹ ڈالا جاتا ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو آپنے حضرت عائشہ سے فرمایا۔ بیٹا! مجہے مسلمانون کے مال مین سے یہ ایک چادر۔ یہ دودہ کا پیالہ۔ یہ ایک غلام ملا ہے چونکہ اب میرا دم واپسین ہے اسلیئے تم نہایت عجلت کے ساتہ میرے سامنے ان تینون چیزون کو عمر بن الخطاب کے سپرد کر دو کیونکہ ان مین میرا کوئی حق نہین ہے۔ اسکے بعد آپ نے

ایک نہایت حسرت ناک لہجہ مین فرمایا کہ کاش مین درخت ہوتا جسے آدمی کہا جاتے یا توڑ ڈالتے۔ حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا۔ کاش مین سبز گہاس ہوتا جسے چارپائے چرجاتے۔ حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ دوم کی یہ کیفیت تہی کہ آپنے ایکدن سورہ طور پڑہنے شروع کی اور پڑہتے پڑہتے جب اس آیت پر پہونچے اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ۔ تو آپ رو پڑے اور اس شدت سے روئے کہ زمین تر ہوگئی اور اسی صدمہ مین بیمار ہوگئے اور لوگ آپکی عیادت کے لیئے آمد ورفت کرنے لگے۔ اور جب آپ انتقال کرنے لگے تو اپنے لڑکے سے فرمایا تجہے خرابی ہو میرا رخسار زمین پر رکہدے ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ اس میری آخری عاجزی کی وجہ سے رحم فرمائے۔ ازان بعد آپکی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے وَیْلٌ لِّیْ اِنْ لَّمْ یَغْفِرِ اللّٰہُ لِیْ۔ یعنے اگر خدا مجھے نہ بخشے تو مجہپر سخت افسوس اور ہزار خرابی ہے تین دفعہ یہ لفظ فرمائے اور جان بحق تسلیم کی۔ حضرت عمر کا قاعدہ تہا کہ ہمیشہ پچہلی رات کو نماز تہجد مین مصروف رہا کرتے تہے اور جب نماز مین کسی آیت خوف پر گذرتے تو اس قدر روتے کہ گلا گہٹ جاتا اور اس صدمہ کی وجہ سے کئی کئی دن گہر سے باہر نہ نکلتے لوگ آپکی عیادت کے لیئے آتے اور بیمار خیال کرتے۔ آپکے چہرہ مبارک پر کثرت بکا سے دو سیاہ خط پڑگئے تہے غرض قاہی مین ابن عباسؓ آپکی خدمت مین عرض کیا کہ حضرت! آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سے شہرون کا مالک بنادیا ہے بے شمار فتوحات آپکو نصیب ہوئی ہین بے اندازہ مال غنیمت بیت المال مین جمع ہوگیا ہے اور آپنے بڑے بڑے نمایان کام کیئے ہین۔ فرمایا اے ابن عباس میری بڑی خوش قسمتی ہے اگر مین نجات پاجاؤن مجہے اس سے بڑہکر کوئی خوشی ہوگی اگر مجہے خدا کی عالی دربار سے نجات کا پروانہ ملجائے اور حکم ہو کہ نہ تو تیرے لیئے کوئی اجر و ثواب ہے نہ کوئی عذاب۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا یہ حال تہا کہ جب آپ کسی قبر کے پاس جانکلتے تو وہان کہڑے ہوکر اس قدر روتے کہ تمام ڈاڑہی شریف بہیگ جاتی۔ آپ فرمایا کرتے کہ اگر مین جنت دوزخ کے بیچ مین کہڑا کیا جاؤن اور ہنوز مجہے یہ معلوم نہ ہو کہ ان دونون مین سے مین داخل ہونیکا مجہے حکم کیا جائے گا تو مین قبل اسکے کہ مجہے اسکا علم ہوجلے ہوئی راکہ ہونا پسند کرون گا۔ رہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اون کا خشیۃ الٰہی سے رونا اور ہمیشہ خائف و ترسان رہنا سب پر عیان ہین۔ آپ دو چیزون سے بہت ہی خائف رہتے تہے طول امل سے اور اتباع ہوی سے اور فرمایا کرتے تہے۔ طول امل آخرت کو بہلا دینے والی چیز ہے اور نفسانی خواہش کا اتباع راہ حق سے روک لینے کا باعث ہوجاتا ہے۔

دنیا پیٹھ پھیرے چلی جاتی ہے اور آخرت سامنے چلی آتی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے فرزند ہیں تو لوگو! تم آخرت کے فرزند بنو ابناء دنیا کے سلسلہ سے نکل جاؤ کیونکہ آج کے دن عمل ہے حساب نہیں اور کل کے دن حساب ہوگا عمل کرنے کا ذرا موقع نہ ملیگا۔

حضرت ابوالدرداء جو ایک نہایت جلیل القدر اور مشہور صحابی تھے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے روز جس چیز سے میں اپنے نفس پر زیادہ خوف رکھتا ہوں یہ ہے کہ مجھے کہا جائے اے ابوالدرداء تو اپنے زمانہ کا عالم تھا لیکن یہ تو بتا کہ تونے اپنے علم کے مطابق کیسا عمل کیا آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ لوگو! اگر تمہیں ان چیزوں کا علم ہوجائے جنسے تم مرنے کے بعد ملاقات کرنے والے ہو تو تم باوجود سخت بھوک کے کھانا کھانا چھوڑ دو اور پانی پینے کا نام نہ لو اور سایہ دار گھروں میں کبھی داخل ہونا پسند نہ کرو۔ بلکہ سینوں کو پیٹتے ہوئے اور جانوں کو روتے ہوئے جنگلوں اور پہاڑ کی گھاٹیوں میں نکل بھاگو۔ اور میں تو بدل اسبات کو دوست رکھتا ہوں کہ کاش میں درخت ہوتا جو توڑ کر کھا لیا جاتا اور آدمی نہ ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رئیس المفسرین کی دونوں آنکھوں کے نیچے آنسوؤں کی کثرت سے پرانے تسمے جیسے دو نشان پڑ گئے تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ اے کاش میں درخت ہوتا کہ توڑ کر پھینک دیا جاتا میں اسبات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے پیدا نکیا جاتا جب کوئی شخص انکی خدمت کرنا چاہتا اور خرچ وغیرہ سے امداد کرنے کا ارادہ کرتا تو فرماتے ہیں اسکی حاجت نہیں کیونکہ ہمارے پاس بکریاں ہیں جنکا ہم دودھ دوہکر پیتے ہیں ایک خچر ہے جسپر ہم اپنا اسباب لادتے اور ضرورت کے وقت پانی کی مشکیں رکھکرے آتے ہیں اور ایک آزاد غلام جو ہماری خدمت میں مصروف رہتا ہے۔ ایک چادر ہے جو ہمارے جسم کو ڈھانک لیتی ہے۔ یہ چیزیں باوجود یکہ ضرورت کے لیئے رکھ چھوڑی ہیں لیکن پھر بھی مجھے ہر دم کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں انکی بابت مجھے حساب دینا نہ پڑے۔ ایکدن تمیم داری رضہ نے سورہ جاثیہ پڑھی اور جب اس آیت پر پہونچے أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ یعنے جو لوگ بدکرداریوں کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں کیا انہوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان ہی لوگوں جیسا کر دینگے جو ایمان لائے اور ایمان کے علاوہ انہوں نے نیک عمل بھی کیئے) تو اس آیت کا بار بار اعادہ کرتے اور زار زار روتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ حضرت ابوعبیدہ جنرل افواج اسلام فرمایا کرتے تھے

کہ کاش مین سوٹا تازہ دُنبہ ہوتا کہ میرا مالک مجھے ذبح کرکے کہالیتا اور میرا شوربہ کرکے پی جاتا۔
الغرض اگر صحابہ اور تابعین اور اون کے بعد سلف صالحین کی سوانح عمریون پر نظر ڈالی جائے گی تو اس قسم کے اس قدر حالات ملین گے جنکے لیئے صدہا اجزا بھی کفایت نکرسکین گے۔ چنانچہ امام بخاری نے صحیح بخاری مین اس مضمون کا ایک جداگانہ باب قرار دیا ہے کہ مومن کو اپنے عمل کے ضائع و رائگان ہونے کا خوف حالانکہ وہ جانتا نہو اور اسکے ذیل مین مختلف حدیثین بیان کی ہین۔ ابراہیم تیمی کا قول ہے کہ مین اپنے قول کو عمل پر اس خوف کی وجہ سے پیش نہین کرتا کہ مبادا مین اوس مین جہوٹا ہون۔ اور ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابیون کو پایا جو نفاق سے ڈرتے تہے اون مین سے کوئی یہ نہ کہتا تہا کہ میرا ایمان جبرئیل و میکائیل جیسا ہے۔
حسن سے حکایت کی جاتی ہے کہ مومن کے سوا اور کوئی شخص خوف نہین رکہتا اور منافق کے علاوہ کوئی نڈر اور بے باک نہین ہوتا۔ حضرت عمر بن الخطاب حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا کرتے تہے کہ مین تمہین خدا کی قسم دیتا ہون سچ بتاؤ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سامنے مجہے منافقون کے زمرہ مین تو شمار نہین کیا وہ جواب مین فرماتے کہ نہین لیکن مین تمہارے بعد اور کسیکو پاک نہ کہون گا۔ مین نے اپنے شیخ کو فرماتے سنا کہ حضرت حذیفہ کی اس سے یہ غرض نہ تھی کہ مین تمہارے علاوہ اور کسیکو نفاق سے بری نہین کہہ سکتا بلکہ اونکی مراد یہ تہی کہ مین تمہارے بعد اس دروازہ کو اور کسی پر کہولنا نہین چاہتا یعنے جو شخص مجہسے اسبارہ مین دریافت کرے گا اور کہیگا کہ کیا تمہارے سامنے رسول خدا نے مجہے منافقون کے زمرہ مین شمار کیا ہے تو مین بجز سکوت کے اور کوئی جواب نہ دون گا مین کہتا ہون کہ یہ قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اوس قول کے قریب قریب ہے جو آپنے اوس شخص کے جواب مین فرمایا جسنے آپ سے عرض کیا تہا کہ آپ دعا کیجیے کہ مین اون ستر ہزار لوگون کے زمرہ مین داخل ہو جاؤن جو بے حساب جنت مین داخل ہون گے۔ آپنے فرمایا کہ اس دعا کے ساتہ عکاشہ سبقت کرگیا حالانکہ آنحضرت کی یہ مراد نہ تہی کہ صرف عکاشہ ہی اسکا مستحق ہے اور صحابہ نہین بلکہ آپکی مراد یہ تہی کہ اگر مین اس سائل کے لیئے دعا کرون گا تو دوسرا شخص کہڑا ہوکر یہی کہنے لگے گا اور پہر اسکا دروازہ کہلجائیگا اور ممکن ہے کہ ایسے لوگ بہی کہڑے ہو جائین جو اون جنتیون کے زمرہ مین داخل ہونے کا مطلقاً استحقاق نہ رکہتے ہون

اس دروازہ کو بند کرنا اور اس سے باز رہنا اولی ہے۔ واللہ اعلم

فصل ۱۲

ہم اپنے سلسلۂ بیان سے بہت دور جا پڑے اور اب مقصد اصلی کی طرف رجوع کرتے ہیں یعنے اوس مرض اور خطرناک بیماری کا ذکر کرتے ہین کہ اگر بندہ کے ساتھ مداومت کرے تو اوسکی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کر ڈالے۔ سو واضح رہے کہ اس مین ذرا شک نہین کہ گناہ اور معاصی آدمی کے حق مین نہایت مضر اور خطرناک مرض ہین اور یہ بات سب لوگون کو تسلیم ہے کہ دلون مین گناہون کا ضرر بالکل ایسا ہی اثر کرتا ہے جیسے زہریلی اور سمی چیزون کا ضرر ابدان و اجسام مین اثر ڈالتا ہے ہان یہ بات ضرور ہے کہ اجسام اس ضرر مین مختلف ہوتے ہین کسی پر یہ ضرر کم محسوس ہوتا ہے کسی پر زیادہ دنیا و آخرت مین جہان سے جہان تک شرور و امراض حس و خیال مین نظر آتے ہین اونکا سبب گناہ و معاصی ہی سمجھے جاتے ہین اور اسکی مثالون سے دنیا بھری ہوئی ہے دیکھیے جس چیز کی نحوست و شامت سے ہمارے مان باپ حضرت آدم و حوا جنت کی لذت و نعمت اور خوشی و تازگی کے بھرے ہوئے گھر سے آلام و حزن اور مصائب و آفات کے گھر یعنے دنیا مین نکال دیے گئے وہ یہی گناہ ہے جسکی وجہ سے ابلیس آسمانی سلطنت سے نکال باہر کیا گیا لعنت و پھٹکار اوسکے گلے کا ہار ہوئی اوسکے ظاہر و باطن مسخ کیئے گئے اوسکی صورت سب سے بدتر اور بری صورت قرار دی گئی اوسکا باطن ظاہر سے اقبح اور شنیع تر ٹھیرا اوسکا قرب بعد سے رحمت لعنت سے خوبصورتی بدصورتی سے جنت شعلہ خیز آگ سے ایمان کفر سے خدائے حکیم و حمید کی محبت عداوت اور دشمنی سے تسبیح و تقدیس اور تہلیل کا نعرہ کفر و شرک کذب و فحش اور زور کے گونج سے ایمانی لباس کفر و فسق اور گناہ کے پوشاک سے بدل گئے وہی گناہ و معصیت ہے۔ شیطان باوجود اوس قدر و منزلت کے جو ملاء اعلی مین رکھتا تھا صدور گناہ کے بعد خدا کے نزدیک انتہا درجہ کا بعزت و ذلیل ہوا اور خداوندی دربار مین حد سے زیادہ بے وقعت ٹھیرا اوسپر خدا کا غضب بھڑک اوٹھا جسکی وجہ سے وہ اسفل السافلین مین پھینک دیا گیا اوسپر آسمان و زمین کے بادشاہ کی ناراضی کی آگ شعلہ زن ہوئی جس نے اوسے ہلاک کر مارا چنانچہ ابلیس لعین بعد اوس سرداری اور عبادت الہی کے اب ہر فاسق و مجرم کا پیشوا و مقتدا بنایا گیا اور اوسنے اس پیشوائی کو اپنے نفس کے لیے پسند کیا۔ بار خدایا

ہم تیرے حکم کی مخالفت اور تیری منع کی ہوئی چیز میں مبتلا ہونے سے پناہ مانگتے ہیں۔
جس چیز کی نحوست نے تمام اہل زمین کو غرق کر دیا تھا یہان تک کہ پانی پہاڑون کی چوٹیون پر چڑہ گیا وہ یہی گناہ ہے جسکے سبب قوم عاد پر بے منفعت ہوا کے جھکڑ مسلط کر دیئے گئے جنہون کہ اوس نے عادیون کو مردہ کرکے زمین پر اسطرح ڈالدیا گویا کہ وہ کہجور کے کہوکہلے تنے ہین۔ وہ یہی گناہ ہے عادیون پر جو ہوا بہیجی گئی تہی اوسکا جس چیز پر گذر ہوتا تہا مثلاً اونکے عالیشان و پختہ عمارات لہلہاتی اور سرسبز کہیتیان فربہ اور چاق وچست جانور وغیرہ سبکو برابر ہلاک کرتی جاتی تہی یہان تک کہ سب تباہ و برباد ہو گئے اور اون کا ہیچ تک نرہا اور قیامت تک لوگون کے لیئے باعث عبرت ہو گئے۔
جس چیز نے قوم ثمود پر زلزلہ اور زلزلہ کے ساتہ آسمانی چیخ نازل کرائی جسکی وجہ سے اونکے دل کٹ کر پیٹون مین جا پڑے اور اول سے آخر تک سب پر فنا کا سکوت خیز اندہیرا چہا گیا وہ یہی گناہ ہے جس چیز کی وجہ سے قوم لوط کی بستیان جڑ سے اوکہاڑ کر آسمان کی طرف اوٹہائی گئین یہان تک کہ فرشتون نے اونکے کتون کے بہونکنے کی آوازین سُنین پہر وہان سے اولٹ کر زمین پر پٹخ دیا گیا اور بستیون کے اوپر کے حصون کو نیچے کا حصہ کر دیا گیا جسکی وجہ سے سبکے سب ہلاک ہو گئے پہر اونپر پتہرون کی گنہگرون کا برساؤ کیا گیا۔ اور یہ دو عقوبتین اونکے لیئے ایسی جمع کی گئین جو اونکے علاوہ کسی اور امت کے لیئے جمع نہین کی گئین جس مین اونکے بہائیون کے لیئے سخت عبرت ہے اور الٹی ہوئی بستیان ظالمون سے کچہ دور ہی نہین۔ غرضکہ یہ سب خرابیان اور آفتین صرف گناہ کی بدولت اونہین حاصل ہوئین۔ یہی وہ گناہ ہے جسکی شامت سے قوم شعیب پر عذاب کا ابر سائبانون کی طرح بہیجا گیا اور جب وہ گنہگور گہٹا جیسا قوم کے سرون پر چہا گیا تو اوس مین سے شعلہ خیز آگ کا مینہ برسا یہی وہ گناہ ہے جسکی نحوست سے فرعون اور اوسکی سرکش قوم دریائے قلزم مین غرق کر دی گئی اور اونکی روحین فوراً جہنم کی طرف منتقل ہو گئین پس اجسام تو دریا کی امواج اور لہرون کی تہپیڑون مین معذب ہوئے اور روحین دوزخ کی آگ مین سوختہ ہوئین۔ یہی وہ گناہ ہے جس نے قارون کو اور نہ صرف قارون کو بلکہ اوسکے مال و اولاد اور گہر اسباب کو زمین مین دہنسا دیا۔ یہی وہ گناہ ہے جس نے عہد نوح کے بعد بہت سے قرنون کو طرح طرح کے عذاب سے ہلاک کر مارا اور اونہین بیخ و بنیاد سے اوکہاڑ پہینکا۔ یہی وہ گناہ ہے جس نے اصحاب یٰسین کو غارت کر دیا یعنے جب وہ مبتلائے گناہ ہوئے تو

زمینی بھونچال اور آسمانی چیخ سے ہلاک ہو گئے اور اول سے آخر تک بجھ بجھا کر رہ گئے۔ یہی وہ گناہ ہے جس نے بنی اسرائیل کے قلع وقمع کرنے کے لیئے ایک ایسی قوم اوٹھا کھڑی کی جو نہایت سخت گیر اور جنگ جو تھی وہ ان کے شہروں میں پھیل گئی۔ مردوں کو قتل کر ڈالا اور انکی بچوں اور عورتوں کو غلام لونڈی بنایا اونکے شہروں کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا اور مال واسباب جو ہاتھ لگا غارت کر لیگئے پھر دوبارہ بنی اسرائیل پر اونہیں لوگوں کو اوٹھا کھڑا کیا اور اونہوں نے جس چیز پر قدرت پائی تباہ کر کے چھوڑا اور جس پر قابو پایا توڑ پھوڑ کر اوسکا ستیاناس کر ڈالا۔ یہی وہ گناہ ہے جس نے انہی بنی اسرائیل پر قسم قسم کی عقوبتوں اور عذابوں میں مبتلا کیا کبھی قتل کیئے گئے۔ کبھی حریفوں کی لونڈی غلام بنیں کبھی اون کے شہر وبستیاں خراب وویران کی گئیں۔ گاہے بادشاہوں کے ظلم وستم کے تختۂ مشق بنے کا اونکی صورتیں مسخ کی گئیں اور بندر وسور بنگئے اور ان سب واقعات کے اخیر میں خدا تعالی نے اپنی عظمت وجلال کی قسم کھائی کہ قیامت کے روز تک اون پر ایسے لوگ مسلط رکھوں گا۔ جو اونہیں طرح طرح کے عذاب پہونچاتے رہیں گے چنانچہ ارشاد فرمایا لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ۔ امام احمد نے مسلم بن ولید سے اور اونہوں نے صفوان بن عمرو سے۔ اور اونہوں نے عبد الرحمن بن جبیر سے اور اونہوں نے اپنے والد جبیر سے روایت کی ہے کہ جب فاتح مسلمانوں نے قبرس کو فتح کیا اور وہاں کے باشندوں میں تفریق وجدائی ڈالدی گئی تو وہ لوگ آپس میں مل ملکر اس قدر روئے کہ زمین سے آسمان تک ایک شور برپا ہو گیا۔ میں نے ابو الدرداء کو دیکھا کہ وہ بیٹھے زار قطار رو رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ اے ابو الدرداء ایسے مبارک اور نیک وقت میں کہ خدا تعالی نے اسلام کو معزز فرمایا اور اہل اسلام کو عزت وبرتری دی۔ تمہارے رونے کی کیا وجہ ہے کہا اے جبیر مجھے اس بات پر رونا آتا ہے کہ جب لوگ خدا کے حکم کو ضائع کر دیتے ہیں تو وہ خدا تعالی کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ ذلیل قرار دیئے جاتے ہیں۔ دیکھو یہی اہل قبرس کیسے قاہر وجابر تھے انکا ملک کیسا وسیع اور زرخیز تھا لیکن جب اونہوں نے خداوندی حکم کو چھوڑ دیا تو تم دیکھ ہی رہے ہو کہ اون کا کیا حال ہوا۔ علی بن جعد کا بیان ہے کہ ہمیں شعبہ نے عمرو بن مرہ سے حدیث کی کہ میں نے ابو البختری کو کہتے سنا کہ مجھے اوس شخص نے خبر دی جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جبتک لوگ اپنے نفس کے ہاتھوں مجبور ومعذور نہیں ہو جاتے عام ہلاکت سے محفوظ رہتے ہیں۔

مسند امام احمد میں حدیث ام سلمہ سے آیا ہے کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب میری امت مین خدا کی نافرمانیان ظہور کرینگی تو خدا کے پاس سے اونپر عام اور شامل عذاب اوتر پڑے گا جو اپنی لپیٹ مین سب لوگون کو لے لیگا۔ مین نے عرض کیا اے رسول خدا کیا ایسے وقت مین نیک اور صالح لوگ بہی ہون گے اور وہ بھی اس عام ہلاکت مین مبتلا ہون گے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ام سلمہ ہان نیک لوگ بہی ہونگے اور اونہین بہی وہی عذاب پہونچے گا جو گناہ گارونکی ہلاکت کے لیئے نامزد ہوگا۔ لیکن پہر یہ لوگ خدا کی مغفرت و رضامندی کی مستحق ہون گے۔

مراسیل حسن مین آیا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ امت ہمیشہ خدا کی حمایت مین رہے گی اور اوسکی رحمت کے ہاتھ اسپر ہمیشہ پہیلے رہین گے۔ جبتک کہ اسکے قراء امراء زمانہ سے میل جول نہ رکہین گے اور صلحائے فجار سے علیٰحدہ رہین گے اور اونکی تعریف و توصیف سے زبان کو روکے رہین گے اور جبتک اہل خیر شریرون کے بارہ مین سستی نکرین گے کیونکہ جب ان باتون کے برعکس عمل ہوگا تو خدا کا ہاتہ اونپر سے اوٹھ جائیگا اور پہر اون پر وہ ظالم و جابر لوگ مسلط کر دیئے جائین گے جو اونہین ہمیشہ بڑی بڑی تکلیفین پہونچاتے رہین گے۔ ازان بعد خدا اون پر فقر و فاقہ کی مصیبت ڈالے گا۔ مسند مین حدیث ثوبان سے آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم و بے نصیب ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بہی فرمایا کہ عنقریب ایک وہ زمانہ آتا ہے کہ تمپر امتین ہر طرف سے اُمنڈ پڑینگی جیسے محتاج کہانے والے پیالے پر اُمنڈ آتے ہین۔ صحابہ کہتے ہین ہم نے عرض کیا اے رسول خدا کیا یہ اسوجہ سے ہوگا کہ ہم اوس روز قلیل ہون گے۔ فرمایا نہین بلکہ کثیر ہو گے لیکن تم بالکل ایسے ہی ہوگے جیسے سیل کے کوڑے کرکٹ تمہارے دشمنون کے دلون مین سے تمہارا رعب اور ہیبت چہن جائے گی اور بجائے اسکے تمہارے دلون مین وہن بیٹہہ جاہت کو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت وہن کسے کہتے فرمایا زندگی پر حرص اور اوسکی محبت اور موت سے نفرت و کراہت۔ مسند امام احمد مین حدیث انس سے آیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مین شب معراج مین آسمانون گیا تو میرا گذر ایک ایسی قوم پر ہوا جو تانبے اور فولاد کے ناخنون سے اپنے مونہہ اور سینے نوچ نوچکر زخمی کر رہی تہی مینے کہا جبرئیل یہ کون لوگ ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو دنیا مین لوگون کا کچا گوشت کہاتے اور اونکی

آبرو ریزی کیا کرتے ہین۔ جامع ترمذی مین حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پچھلے زمانہ مین ایک ایسی قوم نکلے گی کہ اونکی زبانین شکر سے زیادہ شیرین ہونگی لیکن دل بھیڑیون کے [illegible] جیسے ہونگے اونکی نسبت خدا تعالی فرمائیگا کہ کیا تم میری رحم وکرم پر مغرور ہو کیا تم مجھ پر جرأت کرتے ہو مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ ان پر ایک ایسا فتنہ اوٹھا کرونگا کہ ایک عقلمند [illegible] بردبار بھی حیران و پریشان ہوجائیگا۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی مسند مین حضرت علی سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس مین صرف اسلام کا نام ہی نام باقی رہجائیگا اور قرآن بطریق رسم پڑہا جائیگا اوس زمانہ مین اونکی مسجدین بظاہر خوب آباد ہونگی لیکن ہدایت سے خالی ہونگی اونکے علماء آسمان کے نیچے جسقدر شریر بستے ہین سب سے زیادہ شریر ہونگے اون ہی مین سے فتنے نکلین گے اور اون ہی مین گھس جائین گے۔ سماک بن حرب عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود کے واسطے سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی بستی مین سود کھلم کھلا لیا جانے لگتا اور ظاہر طور پر پہیل جاتا ہے تو خدا تعالی اوسکے ہلاک کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ مراسیل حسن مین یہ بہی روایت ہے کہ جب لوگ علم کو ظاہر کرین گے اور عمل کو ضائع و برباد کرین گے اور زبانون سے اظہار محبت کرینگے دلون مین بغض و عداوت رکھین گے آپس مین قطع رحم کرینگے تو اسوقت خدا تعالی اون پر لعنت کا مینہہ برسائیگا اور اونکے کانون کو بہرا اور آنکھون کو اندھا کردیگا۔ سنن ابن ماجہ مین حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ ہماری قوم کے جو لوگ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کرکے گئے مین اون مین دسوان شخص تہا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہم پر متوجہ ہوکر فرمانے لگے کہ لوگو! پانچ خصلتین ایسی ہین جنکی بابت مین خدا سے پناہ مانگتا ہون کہ وہ تم مین پائی جائین۔

(۱) یہ کہ جب کسی قوم مین بے حیائی اشاعت پاتی ہے اور لوگ اوسے کھلم کھلا عمل مین لانے لگتے ہین تو وہ اوسوقت اون طرح طرح کے طاعونون اور وبائی امراض مین مبتلا ہوجاتے ہین جنکا وجود اونکے گذشتہ آباء و اجداد مین نہ تہا (۲) یہ کہ جب کوئی قوم ناپ تول مین کمی بیشی کرتی ہے اور یہ مرض اون مین عام طور پر پہیل جاتا ہے تو وہ قحطون اور شدتون اور بادشاہ وقت کے جور و ظلم مین مبتلا ہوجاتی ہین (۳) یہ کہ جب کوئی قوم اپنے مالون کی زکوۃ دینے سے رک جاتی ہے تو اوسپر آسمانی

بارش بند ہوجاتی ہے اگر بہائیم زمین پر نہ ہوتے تو اون پر کبہی مینہ نہ برستا (۴) جو قوم عہد شکنی
اور غداری کو اپنا شعار بنالیتی ہے خدا تعالی اون کے ناجنس دشمنون کو اون پر قابو دیتا ہے اور وہ
جسطرح چاہتے اون سے انتقام لیتے ہین اونکی بستیون کو اُجاڑ دیتے اور مال و اسباب غارت
کر دیتے ہین (۵) یہ کہ جس قوم کے مقتدا اور پیشوا لوگ خدا کے اوتارے ہوئے احکام پر عمل کرنا چہوڑ دیتے
ہین تو خدا تعالی اون مین اختلاف پیدا کر دیتا ہے یہان تک کہ وہ آپس مین جنگ و جدال کر کے
مرجاتے ہین۔ مسند امام احمد اور سنن ابن ماجہ مین عمرو بن مرہ سے روایت ہے اور وہ سالم بن
ابی الجعد اور وہ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پیشتر کے لوگون مین جب کوئی شخص مرتکب گناہ ہوتا
تہا تو کوئی واعظ اوسکے پاس آکر اس فعل شنیع سے منع کرتا اور کہا کرتا تہا کہ اے شخص خدا سے ڈر
اور نافرمانی سے باز آ لیکن جب دوسرا روز ہوتا تہا تو یہ واعظ ہی اوسکا ہم پیالہ و ہم نوالہ ہوجاتا
تہا مرتکب گناہ کے ساتہ بے خوف وہراس مجالست کرتا اور اوسکے ساتہ کہانے پینے مین کوئی مضایقہ
نہین رکہتا تہا گویا کہ اسنے کل اوسے گناہ مین مبتلا دیکہا ہی نہ تہا جب خدا تعالی نے اون لوگونکی
یہ کیفیت دیکہی تو اون کے دلون پر مہر لگا دی اور اون مین ایکطرح کی پہوٹ ڈالدی پہر اوس
زمانہ کے نبی مثلاً حضرت داؤد حضرت مسیح کی زبان پر اونہین لعنت کی کیونکہ وہ مبتلائے عصیان تہے
اور قطع نظر اسکے شرعی حدود سے تجاوز کر گئے تہے مجہے اوس مقدس ذات کی قسم ہے جسکے ید قدرت مین
محمد کی جان ہے کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو اور جب اسکا موقع نہ ملے تو ہاتہون
مین تلوارین لیکر کہڑے ہوجاؤ اور اوسکا پورا پورا حق ادا کرو اگر ایسا نکروگے تو خدا تعالی تمہارے
دلون مین تفرق پیدا کر دے گا اور باہمی عداوت کا بیج ایک دوسرے کے دل مین بو دیگا پہر جسطرح
تم سے پیشتر کے لوگون پر لعنت کی گئی اوسیطرح خدا تم پر بہی لعنت کا مینہ برسائیگا۔ ابن ابی الدنیا
نے ابراہیم بن عمرو الصنعانی سے روایت کی ہے کہ خدا تعالی نے یوشع بن نون کو وحی کی کہ مین تیری
قوم کے چالیس ہزار نیک اور ساٹہ ہزار بد لوگون کو ہلاک کرنے والا ہون یوشع نے کمال زاری
و عجز سے عرض کیا خداوندا بیشک شریر و بدکردار لوگ اسکے مستحق ہین کہ تو اونہین یکبارگی غارت
کر دے لیکن نیکون کا کیا جرم ہے جسکی پاداش مین وہ ایسی بہاری سزا دیئے جاتے ہین ارشاد ہوا کہ

نیک لوگ میری بابت کبھی اون سے ناراض نہین ہوئے اور ہمیشہ اون کے ساتھ کھانے پینے مین کوئی مضایقہ نہین کیا اور ابو عمرو بن عبداللہ نے ابی عمران سے نقل کی ہے کہ خدا تعالی نے دو فرشتون کو ایک بستی کی طرف روانہ کیا کہ اوس مین جس شخص کو پاؤ فوراً ہلاک کردو۔ یہ فرشتے جب اوس بستی مین پہونچے تو ایک شخص کو دیکھا کہ مسجد مین کھڑا نماز پڑھ رہا ہے ان دونون نے جناب الٰہی مین عرض کیا کہ خداوندا جس بستی کی بربادی اور ہلاکت کا حکم حضور نے فرمایا ہے اوس مین ایک بندہ نماز پڑھ رہا ہے خدا تعالی نے فرمایا کہ تم سارے بستی کو جڑ پیڑ سمیت اوکھاڑ کر پھینکدو اور اورون کے ساتھ اوسے بھی ہلاک کردو کیونکہ اوسنے میری راہ مین کبھی اپنا منہ نہین بگاڑا اور اوسکے چہرہ پر تغیر کے آثار تک محسوس نہین ہوئے۔ حمیدی سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہین کہ سفیان بن سعید مسعر کے واسطے سے بیان کرتے ہین کہ ایک فرشتے کو خداوندی دربار سے حکم ہوا کہ فلان بستی زمین مین دھنسا دی جائے فرشتہ نے عرض کیا کہ الٰہی وہان ایک عابد بھی موجود ہے جو شب و روز مصروف عبادت رہتا ہے حکم ہوا کہ جب اوس بستی کو ہلاک کیا جائے تو اول اوسی عابد کو ہلاک کیا جائے کیونکہ اوسکا چہرہ میری راہ مین کبھی ایک ساعت کے لیئے متغیر نہین ہوا۔

ابن ابی الدنیا نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب داؤد سے خطا سرزد ہوئی تو اونہون نے خداوندی دربار مین عرض کیا کہ الٰہی مجھے بخشدے فرمایا کہ مین نے تجھے بخشدیا لیکن تیرے گناہ کی عار بنی اسرائیل پر لازم کردی۔ داؤد نے عرض کیا کہ خداوندا اسکی کیا وجہ حالانکہ تو منصف حاکم ہے اور کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم کرنا پسند نہین کرتا گناہ تو کیا مین نے اور اوسکی عار ہو میرے غیر پر اس مین کیا حکمت ہے خدا نے اونکی طرف وحی بھیجی کہ جب تجھسے گناہ سرزد ہوا تو بنی اسرائیل تجھپر انکار کرنے مین جلدی نہین کی اور فوراً تجھے متنبہ نہین کیا۔ ابن ابی الدنیا حضرت انس سے روایت کرتے ہین کہ وہ اور اونکے ساتھ ایک اور شخص حضرت عائشہ کے پاس گئے۔ دوسرے شخص نے کہا اے مسلمانون کی محترمہ ماں ہمین زلزلہ اور بھونچال کے بارہ مین کوئی حدیث سنایئے فرمایا کہ جب لوگ زنا کو مباح کرلیتے اور شراب نوشی مین غرق ہوجاتے اور مزامیر مین مصروف ہوجاتے ہین تو خدائے غیور اپنے آسمانون مین اظہار غیرت کرکے زمین کو ارشاد فرماتا ہے کہ اوزمین اپنے بسنے والونکو ہلا ڈال پھر اگر وہ اپنی بدکردارون سے توبہ کرین اور مجھسے ڈرین بہتر ورنہ مین آسمانون کو اونپر ڈھا دون گا۔ اسپر سائل بولا کہ اے ام المومنین یہ زلزلہ کیا لوگون کے لیئے باعث عذاب ہے فرمایا کلیتہً عذاب نہین بلکہ مسلمانون کیلیئے

موجب رحمت و نصیحت۔ اور کافرون کے واسطے نکال و عذاب اور ہلاکت کا باعث ہے۔ حضرت انس کہتے ہین کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی حدیث کو سنکر ایسا خوش نہین ہوا جیسا کہ اس حدیث کو سنکر خوش ہوا۔ ابن ابی الدنیا ایک اور حدیث مرسل باینمضمون روایت کرتے ہین کہ ایک دفعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین زمین کو بہونچال آیا آپنے اوسپر اپنا دست مبارک رکھکر فرمایا کہ اے زمین ٹہر جا اور ابہی مضطرب نہو کیونکہ تیرے اضطراب اور زلزلہ کا وقت ہنوز نہین آیا ہے۔ اسکے بعد آپنے صحابہ کی طرف ملتفت ہوکر فرمایا کہ تمہارا پروردگار تم سے عجز و نیاز کا اظہار اور توبہ کی درخواست کرتا ہے تو تم ایسا کرو پہر جب حضرت فاروق اعظم کا زمانۂ خلافت تہا تو زمین مین سخت زلزلہ پیدا ہوا آپنے لوگون کو جمع کرکے فرمایا کہ اے حاضرین یہ زلزلہ بے وجہ نہین آیا ہے ضرور تم مین کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے مجہے اوس مقدس ذات کی قسم جسکی ید قدرت مین میری جان ہے کہ اگر زمین نے دوسری مرتبہ اس قسم کا اضطراب کیا اور بہونچال آیا تو مین تمہارے ساتہ اس زمین مین کبہی سکونت نکرونگا۔

ابن ابی الدنیا حضرت عمر بن الخطاب کے مناقب کے باب مین فرماتے ہین کہ ایک دفعہ عمر فاروق کے عہد خلافت مین زمین کو بہونچال آیا آپ نے اوسپر ہاتہ مار کر کہا تجہے کیا ہو گیا تجہے کیا ہو گیا۔ ازان بعد فرمایا کہ اگر قیامت پاس آگئی ہے تو زمین اپنی خبرین سناتی ہے کیونکہ مین نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جب قیامت برپا ہونے لگے گی تو زمین مین ایک گز ایک بالشت بہر کا کوئی ایسا حصہ باقی نہین رہے گا کہ وہ آدمیون سے کلام نکرے گا۔ امام احمد صفیہؓ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت عمر بن الخطاب کے عہد مین ایکمرتبہ مدینہ مین سخت بہونچال آیا آپنے سب لوگون کو جمع کرکے فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے۔ مین یقیناً کہتا ہون کہ تم مین کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے بخدا اگر زمین کو پہر زلزلہ آیا تم مجہے اس مین ساکن نپاؤگے۔ کعب کا قول ہے کہ جب زمین پر نافرمانیان اور گناہ کیئے جاتے ہین تو اوس مین زلزلہ پیدا ہوتا ہے اور وہ خدا تعالی کے اس خوف سے کہ مبادا مجہے جہانک کر نہ دیکہہ لے تہرتہرا اوٹہتی ہے۔ خلیفہ عمر بن عبد العزیز نے اپنے تمام شہرون اور بستیون مین لکہہ بہیجا کہ یہ بہونچال و زلزلے جسے تم کبہی کبہی محسوس کرتے ہو ایک ایسی چیز ہے جس سے خدا تعالی اپنے بندونکو عتاب کرتا ہے۔ مین نے اپنے تمام شہرون اور پرگنون مین لکہہ بہیجا ہے کہ فلان فلان مہینے کے فلان فلان دنون مین لوگ گہرون سے باہر نکلین اور جسکے پاس جو چیز مہیا ہو راہ خدا مین خیرات کردے کیونکہ

خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی یعنی جو شخص کفر و شرک کی گندگی سے پاک صاف رہا اور اپنے پروردگار کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا وہ من مانی مراد کو پہونچ گیا۔ اور تم لوگ وہی کلمات کہا کرو جو حضرت آدم نے کہے تھے یعنے رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝ یعنے اے پروردگار ہم نے اپنے تئین آپ تباہ کیا اور اگر تو ہم کو معاف نہین فرمائیگا اور ہم پر رحم نہین کرے گا تو ہم بالکل تباہ و برباد ہو جائین گے۔ اور وہ بھی کہو جو یونس نے کہا تھا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ یعنے الٰہی! تیرے سوا کوئی قابل پرستش نہین تو پاک ہے بیشک مین ستمگارون سے تھا۔ مسند امام احمد مین ابن عمر سے روایت ہے کہ مین نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب لوگ دینار و درم کے ساتھ بخل کرنے لگینگے اور دغا و فریب اونکی عادت ثانیہ ہو جائے گی راہ خدا مین جہاد نکرین گے مواشی مین مصروف ہو جائین گے تو خدا تعالیٰ اون پر ایسی بلا نازل فرمائیگا جو اون سے دور نہو گی جبتک کہ وہ اپنے دین کی طرف رجوع نکرین گے یہ روایت ابو داؤد نے بھی اسناد حسن کے ساتھ روایت کی ہے۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر سے یہ بھی روایت کی ہے کہ ہم نے وہ زمانہ دیکھا ہے جس مین کوئی شخص اپنے دینار و درم مین کسیطرح کا اپنا کوئی حق نہ سمجھتا تھا اور اپنے بھائی مسلمان کو اپنے مال کا ویسا ہی مستحق دیکھتا تھا جیسا اپنے آپکو۔ لیکن ہمارے زمانہ مین کوئی شخص اپنے مال و دولت کو اپنے بھائی مسلمان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا اور مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب لوگ دینار و درم کے ساتھ بخل کرنے لگجائین گے اور مکر و دغا کو اپنا شعار ٹھہرائین گے جہاد فی سبیل اللہ کو چھوڑ کر مویشی کی حفاظت مین مشغول ہو جائین گے تو خدا تعالیٰ آسمان سے اون پر ایک ایسی بلا کا گولہ پھینکے گا کہ تاوقتیکہ وہ اپنے دین کی طرف رجوع نکرین گے کبھی کسیکے ٹالے نہ ٹلے گا۔

حسن کا بیان ہے کہ بخیلی اور خیانت و مکر بھی خدا کی طرف سے لوگون کے لیئے ایک نہایت سخت عذاب ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل مین سے جب ایک نبی نے بخت نصر کے ہاتھ سے بے انتہا ظلم دیکھے تو صاف لفظون مین کہدیا کہ یہ ہماری ہی کرتوت کا نتیجہ ہے کیونکہ جب اوس نے جناب الٰہی مین بخت نصر کے ظلمون کی شکایت کی کہ خداوندا تو نے ایسے شخص کو ہم پر غلبہ دیا جو تیرا حق نہین پہچانتا اور ہم پر ستم نہین کرتا تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہارے ہی فعلون کا ثمرہ اور کرتوتون کا نتیجہ ہے بخت نصر

دانیال سے پوچھا کہ مجھے تمہاری قوم پر کس چیز نے غلبہ دیا کہا تیری سنگین خطاؤں اور میری قوم کے ظلموں نے جو انہوں نے اپنی جانوں پر توڑے۔ ابن ابی الدنیا نے عمار بن یاسر اور حذیفہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ جب بندوں پر اپنی ناخوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہے یعنی اون کو بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا کرنا منظور ہوتا ہے تو اونکے کم سن بچوں کو موت دیتا عورتوں کو بانجھ کردیتا ہے اور پھر سب پہ اوسکا قہر ٹوٹ پڑتا ہے اور اون میں کوئی بھی قابل رحم نہیں ہوتا۔

مالک بن دینار کہتے ہیں میں نے حکمت میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں سب بادشاہوں کا بادشاہ ہوں اور بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں جو میری فرمانبرداری کرتا ہے تو میں بادشاہوں کو اوسپر مہربان بنا دیتا ہوں اور جو سرکشی و نافرمانی کرتا ہے تو انہی بادشاہوں کو اوسپر غضبناک کردیتا ہوں تو تم بادشاہوں کو برائی سے یاد نکرو۔ لیکن نافرمانیوں سے نادم ہو کر میری جناب میں توبہ کرو میں اونہیں تمپر مہربان کردونگا۔ مراسیل حسن میں ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اونکے حل و عقد کی لگام اونکے عقلا کے ہاتھ میں دیدیتا اور اونکی حاجتیں اونکے فیاض و سخی لوگوں کے ساتھ وابستہ کردیتا ہے اور جب کسی قوم سے برائی کرنا چاہتا ہے تو اونکے امور اونکے بے وقوفوں کو سونپ دیتا اور اونکی ضرورتیں بخیلوں کے ساتھ متعلق کردیتا ہے۔ امام احمد وغیرہ حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت یونس علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا تو آسمان میں ہے اور ہم زمین میں پھر ہم کیونکر پہچانیں کہ تو فلاں وقت ہم سے ناراض ہے اور فلاں موقع پر خوش۔ ارشاد ہوا کہ اے یونس جب میں تمہارے حاکم بہتر اور نیک لوگوں کو ٹھیراؤں تو معلوم کرلو کہ میں تم سے راضی ہوں اور جب شریر و بد لوگوں کو تمپر حکومت دوں تو سمجھ لو کہ میں تم سے ناراض ہوں۔ ابن ابی الدنیا فضیل بن عیاض سے نقل کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ایک نبی کو وحی بھیجی کہ جب کوئی شخص مجھے جان بوجھکر اور میری معرفت حاصل کرکے نافرمانی کرتا ہے تو میں اوسپر ایک ایسے شخص کو قدرت دیتا ہوں جو مجھے جانتا پہچانتا نہیں نیز ابن ابی الدنیا نے ابن عمر کی ایک مرفوع حدیث بایں مضمون ذکر کی ہے کہ جناب نبی کریم فرماتے ہیں مجھے اوس مقدس ذات کی قسم جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت برپا ہونے سے پیشتر خدا تعالیٰ ضرور جھوٹے امرا اور فاجر وزرا۔ خائن اعوان و انصار۔ ظالم و غدار عرفا۔ فاسق و بدکار قرا پیدا کرے گا۔ جنکی پیشانیاں تو راہبوں جیسی ہونگی مگر دل مردار سے زیادہ سڑے ہوئے ہوں گے۔

اون کی خواہشین مختلف اور آرزو مین متفاوت ہونگی خدا تعالی اون مین ایسے فتنے اور فساد پیدا کریگا جو سیاہ غبار ہوکر ہر طرف سے اون پر چھا جائیگا۔ مجھے اوس مقدس ذات کی قسم جسکی ید قدرت مین محمدؐ کی جان ہے کہ اسلام تدریجاً گھٹتا جائیگا اور گھٹتے گھٹتے یہانتک نوبت پہونچیگی کہ کسی کی زبان سے اللہ اللہ بھی نہ نکلیگا تو تم نیک باتون کا حکم کرتے رہو برائی سے لوگون کو بچاتے رہو ورنہ خدا تمپر اون لوگون کو مسلط کردیگا جو تم مین نہایت شریر و بدذات ہونگے اور وہ تمہین طرح طرح کا عذاب پہنچاتے رہینگے پہر اگر تمہارے نیک اور بہترین لوگ دعا کرینگے تو اون کی دعا مقبول نہوگی۔ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین نہایت سرگرم رہو اور کبھی اس منصب کو استعفا ندو ورنہ خدا تعالی تم پر ایسے لوگ اٹھا کہڑا کریگا جو تمہارے چہوٹون پر رحم کرینگے نہ بڑون کی توقیر کرینگے۔

معجم طبرانی وغیرہ مین سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قوم ناپ تول مین کمی بیشی کرتی ہے خدا تعالی اون سے آسمانی بارش روک دیتا ہے اور جب کسی قوم مین زنا ظاہر ہوتا ہے تو اون پر مرگ عام مسلط کردیجاتی ہے۔ جب کوئی قوم علی الاعلان سود کا لین دین کرتی ہے تو خدا اون پر جنون کو مسلط کردیتا ہے یعنے اونکی عقلین بالکل سلب کرلی جاتی ہین اور جس قوم مین قتل ناحق رواج پاجاتا ہے یعنے بغیر حق شرعی باہم ایک دوسرے کو قتل کرنے لگتے ہین تو اللہ تعالی اون کے دشمن کو اونپر قابو دیدیتا ہے۔ اور جب کسی بستی مین قوم لوط کا ناجائز و قبیح فعل اشاعت پاجاتا ہے یعنے لواطت اور لونڈے بازی پھیل جاتی ہے تو خدا اونہین زمین مین دہنسا دیتا ہے اور جو قوم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیتی ہے تو نہ تو اونکے اعمال ہی آسمان پر جاتے ہین نہ اونکی دعائین ہی سنی جاتی ہین

مسند امام احمد مین حدیث عائشہ رض سے مروی ہے کہ ایکدن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس حال مین تشریف لائے کہ آپکا سانس نہین سماتا تہا اور دم چڑھا جاتا تہا۔ مین آپکے چہرہ مبارک کو دیکہکر فوراً سمجھ گئی کہ حضور کو کسی نہایت ہی ناگوار چیز نے اس رنج و ملال اور گھبراہٹ مین ڈالا ہے۔ چنانچہ حضرت نے گھر مین کسی سے کوئی بات نہین کی اور وضو کرکے مسجد مین تشریف لے گئے مین بھی اندر سے باہر نکلکر حجرہ کے دروازہ سے لگ کر کھڑی ہوگئی۔ آپ ممبر پر جلوہ آرا ہوئے اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو خدا تعالی فرماتا ہے

تم جہان تک بن پڑے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیئے جاؤ اگر تم اپنے تئین اس اہم اور نہایت ضروری کام سے معزول کر دو گے تو خوب سمجھ لو کہ اگر اوسوقت تم مجھسے دعا مانگو گے تو مین تمہاری دعا ہرگز قبول نکرونگا مدد کے طالب ہوگے تو تمہاری کبھی مدد نکرون گا کوئی چیز مانگو گے تو قیامت تک ندون گا۔ عمری الزاہد کا قول ہے خدا کا غصہ اور اوسکی نارضامندی جو تو اپنے بارے مین دیکھ رہا ہے یہ تیری ہی غفلت اور خدا سے موٗنھ موڑنے کا نتیجہ ہے تو اوسکے احکام سے تجاوز کر گیا اور اون لوگون کے خوف و دہشت سے جو اپنے نفس کو بھی مضرت و منفعت پہونچانے کی قدرت نہین رکھتے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دیا۔ یہ بھی اونہی کا قول ہے کہ جو شخص مخلوق کے خوف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چھوڑ دے گا اوس سے طاعت و فرمانبرداری چھین لیجائے گی اور اس قدر ذلت و حقارت مین مبتلا ہو گا کہ اگر اپنی اولاد یا لونڈی غلام کو کسی کام کے کرنے کا حکم کرے گا تو وہ اوسکے حق کو نظرانداز کر کے اوسکا حکم بجا نہ لائین گے۔ مسند امام احمد مین حدیث قیس بن حازم مین آیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ لوگو! تم یہ آیت یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ پڑھتے ہو لیکن اوسپر عمل نہین کرتے۔ اور اوسکے غیر محل مین رکھتے ہو۔ مین نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب لوگونکی یہ کیفیت ہو جائے گی کہ بُری باتون کو رائج ہوتا دیکھین گے اور اونکے مٹانے مین کوشش نکرین گے تو خدا تعالیٰ عنقریب اونہین ایسے عذاب مین گرفتار کرے گا جو سبکو عام و شامل ہوگا۔ اوزاعی یحییٰ بن کثیر اور وہ ابوسلمہ سے اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی گناہ چھپ کر کیا جاتا ہے تو وہ بجز اوس کے جو مرتکب گناہ ہوا ہے اور کسیکو مضرت نہین پہنچاتا لیکن جب کھلم کھلا اور عام طور پر کیا جاتا ہے اور پھر کوئی اوسکے مٹانے کی یا موڑنے کی بھی کوشش نہین کرتا تو اوسکی مضرت سب لوگون کو پہونچتی ہے۔

مسند امام احمد مین حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ عنقریب بستیان اور شہر باوجود معمور آباد ہونے کے خراب و ویران ہو جائینگے۔ دریافت کیا گیا کہ حضرت! شہر و بستیان آباد و معمور ہونیکے بعد کسطرح اوجڑ ہونگی فرمایا جب زمان فجار و بدکار ابرار و نیکوکارون پر غلبہ پائین گے اور منافق لوگ قبیلہ کے سردار ٹہیرینگے تو ایسا ضرور ہو کر رہے گا۔ اوزاعی حسان بن عطیہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بدترین اور شریر لوگ بہترین اور نیکون پر غالب ہو جائینگے

یہان تک کہ مومن اون مین ویسا ہی مخفی و پوشیدہ رہے گا جیسا کہ آج منافق ہم مین مخفی اور پوشیدہ ہے۔
ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس کی ایک حدیث باین مضمون روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جس مین مومن کا دل اوسیطرح گہل جائیگا جس طرح نمک پانی مین گہل جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے رسول خدا اسکی کیا وجہ ہوگی فرمایا منکرات شرعی کا رواج ہوگا اور وہ اسکے مٹانے کی طاقت نرکھے گا۔ امام احمد حدیث جریر سے روایت کرتے ہین کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم مین خدا کی نافرمانیون کے مرتکب ہونے والے لوگ ہوتے ہین اور دوسرے لوگ جو مرتکب گناہ نہین ہوتے اون سے عزت وغلبہ مین زیادہ اور تعداد مین اکثر ہوتے ہین اور باوجود اسکے معاصی کے مٹانے مین کوشش نہین کرتے تو خداتعالی سبکو ایک سرے سے مبتلائے عذاب کردیتا ہے۔ صحیح بخاری مین اُسامہ بن زید سے روایت ہے کہ مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے روز ایک شخص لایا جائیگا اور خدا کی منصف عدالت سے اوسے دوزخ کی آگ مین ڈال دیئے جانے کا حکم ہوگا۔ دوزخ مین گرتے ہی اوسکی انتڑیان باہر نکل پڑینگی اور وہ اونہین لے کر ویسے ہی گہومے گا جیسے گدہا چکی کے پاٹ کو لیکر گردش کیا کرتا ہے دوزخی اوسکے پاس اکہٹے ہوکر کہینگے کہ اے شخص تیرا کیا حال ہے کیا تو وہی واعظ ہے جو ہمین دنیا مین نیک کامون کا حکم کیا کرتا اور بری باتون سے منع کیا کرتا تہا یہ کہیگا بےشک مین وہی شخص ہون لیکن اصل بات یہ ہے کہ مین تمکو توچہی باتون کا حکم کرتا تہا مگر خود اونہین عمل مین نہ لاتا تہا بری باتون سے منع کرتا تہا اور خود اون کا مرتکب ہوتا تہا۔ امام احمد مالک بن دینار سے نقل کرتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک بڑا زبردست عالم اور دانشمند تہا جسکے مکان کو ہروقت مرد وعورتین گہیرے رہتے اور وعظ وتلقین حاصل کرنے کے لیئے جمع رہتے تہے یہ اونہین ہمیشہ وعظ کیا کرتا اور ایام اللہ یاد دلایا کرتا تہا ایکدن ایسا اتفاق ہوا کہ اس نے اپنے ایک لڑکے کو عورتون سے کچہ اشارہ کرتے ہوئے دیکہ لیا اور تیزی کے لہجہ مین اوسکی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اے بیٹا ایسی ناروا باتون سے باز رہ۔ بیٹا! ان باتون کو چہوڑ دے اس کہنے کے ساتہ ہی واعظ تخت سے نیچے گر پڑا اور اوسکا حرام مغز ہڈیون سے جدا ہوگیا اوسکی عورت کا حمل گر پڑا اور اوسکے ساری اولاد قتل کرڈالی گئی۔ پہر اوس زمانہ کے نبی پر خدا نے وحی کی کہ فلانے عالم کو خبر دیدو کہ خدا فرماتا ہے کہ مین تیری نسل مین کوئی صدیق پیدا نکرون گا اور یہ اوسکی سزا ہے کہ تو نے اپنے

فرزند کی صلاح وتنبیہ کے بارہ مین صرف اسی بات پر اکتفا کیا کہ بیٹا ایسی نازیبا باتین چھوڑ دے۔
امام احمد حدیث عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم حقیر اور بے وقعت گناہون سے بچتے رہو کیونکہ جب یہی چھوٹے چھوٹے اور حقیر گناہ کسی شخص مین جمع ہوجاتے ہین تو اوسے ہلاک کر کے چھوڑتے ہین۔ زان بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اون حقیر گناہون کی ایک مثال بیان فرمائی اور ارشاد کیا کہ اسکی ایسی مثال ہے کہ ایک قوم کسی جنگل مین اوتری اور اونکی خادم کہانا پکانے کی تیاریان کرنے لگے ایک شخص چلا گیا اور جنگل سے تہوڑ لیسی لکڑیان چُن لایا دوسرا گیا اور وہ بہی مقدار قلیل لکڑیان لے آیا یہان تک کہ سب نے ملکر لکڑیون کا ایک انبار لگا دیا اور سب مین آگ دیدی اب سب نے ملکر جو چیز اوس مین ڈالی وہ پک کر طیار ہوگئی اسیطرح چھوٹے چھوٹے گناہ جمع ہوتے ہوتے ایک پہاڑ کے برابر ہوجاتے اور آدمی کو ہلاک کر ڈالتے ہین۔ صحیح بخاری مین حضرت انس سے روایت ہے آپ فرمایا کرتے تہے کہ لوگو! جن کامون کو تم آج کر رہے ہو اور وہ تمہاری نظرون مین بال سے زیادہ باریک ہین بخدا ہم انہی کامون کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین ہلاک کرنیوالے گناہ شمار کیا کرتے تہے۔ بخاری مسلم مین عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گذشتہ لوگون مین ایک عورت صرف اس بناپر مبتلائی عذاب ہوئی کہ ایک بلّی گہر مین باندہ رکہی تہی یہان تک کہ جب وہ مرگئی تو دوزخ مین ڈالی گئی اوسکا جرم صرف اس قدر تہا کہ نہ تو خود بلّی کو کہلاتی پلاتی تہی نہ قید سے رہائی دیتی تہی کہ وہ زمین مین پہر چل کر حشرات الارض سے اپنا پیٹ بہر لیتی۔
ابونعیم کی حلیہ مین روایت ہے کہ ایکدن حضرت حذیفہ سے کسینے دریافت کیا کہ بنی اسرائیل نے اپنا دین چہوڑ دیا تہا فرمایا نہین لیکن اونکی یہ کیفیت ہوگئی تہی کہ جب کسی بات کا حکم کیے جاتے تہے تو اوس عمل کرنا چہوڑ دیتے تہے اور جب کسی کام سے منع کیے جاتے تہے تو اوسے دوڑ کر کرتے تہے حتے کہ وہ اپنے دین سے ویسے ہی نکل گئے جیسے کوئی شخص اپنے قمیص سے الگ نکل آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض سلف نے کہا ہے کہ معاصی کفر کا پیامبر ہے جسطرح بوسہ لینا جماع کا قاصد ہے اور راگ زنا کا قاصد نظر عشق کا ہیک مرض موت کا پیامبر ہے۔ حلیہ مین ابن عباس سے یہ بہی مروی ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ اے گنہگار تو گناہ کے فتنہ اور اوسکے انجام بد سے نڈر و بے خوف مت رہ۔ تیرا گناہ کی تلاش مین مصروف رہنا اوس گناہ سے بہت بڑا ہے جسے تو عمل مین لارہا ہے اور تیرا اسوقت کا

ہنسنا حالانکہ تو اس بات کو نہین جانتا کہ خدا تیرے ساتہ کیسا برتاؤ کرنے والا ہے۔ گناہ کرنے سے بہت بڑا ہے اور گناہ پر کامیاب ہونیکے بعد تیرا خوش ہونا گناہ کرنے سے بہت بڑا ہے اور جب گناہ تجہسے فوت ہوجائے اوسپر تیرا رنجیدہ اور کبیدہ خاطر ہونا گناہ سے بہت بڑا ہے اور تیرا اوس ہوا سے خوف کرنا جو اپنی حرکت سے تیرے دروازہ کےکہولنے کی کوشش کرتی ہے حالانکہ تو اوسوقت گناہ مین مبتلا ہے اور خدا جو تجہے ہر جگہ دیکھ رہا ہے اوس سے تیری دلمین کسیطرح کا اضطراب نہونا۔ گناہ سے بہت بڑا ہے تجہپر افسوس ہے کیا تو نہین جانتا کہ ایوب علیہ السلام کا کیا گناہ تہا جسپر خدا نے اونہین جسمانی بلا مین مبتلا کیا اور اون کے مال و اولاد کو غارت کردیا سُن اور گوش ہوش سے سن کہ اون کا صرف اتنا ہی گناہ تہا کہ ایک مسکین نے اون سے ظالم کی فریاد کی کہ وہ اوس سے ظالم کا ظلم دفع کرین اونہون نے نہ تو اوسکی فریاد رسی کی نہ ظالم کو ظلم سے منع کیا خدا تعالی نے اونہین طرح طرح کے آفات و بلا مین مبتلا کیا۔ امام احمد کہتے ہین کہ ولید کا بیان ہے کہ مین نے اوزاعی سے سنا کہ اونہون نے بلال بن سعد کو فرماتے سنا کہ تو گناہ کی حقارت اور اوسکے چہوٹے ہونے پر نظر نکر بلکہ اوس شخص کی طرف نظر کر جسکا تو گناہ کرتا ہے۔ فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ گناہ جس قدر تیرے نزدیک حقیر و صغیر ہوگا اوسی قدر خدا کے نزدیک عظیم و کبیر ہوگا۔ اور جتنا تیرے نزدیک عظیم و کبیر ہوگا اوتنا ہی خدا کے نزدیک حقیر و صغیر ہوگا خدا تعالی نے موسی علیہ السلام پر وحی کی کہ اے موسی میری مخلوق مین جو سب سے پہلے مرا وہ ابلیس ہے اور یہ اسواسطے کہ سب سے اول اوس نے میری نافرمانی کی اور جو شخص میری نافرمانی کرتا ہے مین اوسے مردون مین شمار کرتا ہون۔ جامع ترمذی ابو صالح کی حدیث مین حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جب گناہ کرتا ہے تو اوسکے دل مین ایک سیاہ نقطہ پیدا ہوجاتا ہے لیکن جب توبہ کرتا اور گناہ سے بیزار۔ اور خدا سے بخشش کی درخواست کرتا ہے تو اوسکا دل صاف و شفاف ہوجاتا ہے اور اگر گناہ پر گناہ کرتا ہے تو سیاہی پہیلتی جاتی ہے یہانتک کہ ساری دل پر چہا جاتی ہے اور یہی معنی ہین اوس زنگ کے جسکی طرف خدا تعالی نے اس آیت مین اشارہ کیا ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ اس روایت کو نقل کرکے ترمذی کہتے ہین یہ حدیث صحیح ہے۔ حضرت حذیفہؓ کا قول ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اوسکے دل مین ایک سیاہ نقطہ پیدا ہوجاتا ہے اور بڑہتے بڑہتے سارا دل ایسا ہوجاتا ہے جیسے خاکستر

رنگ کی بکری - امام احمد کہتے ہین کہ مجھے چند واسطون سے حضرت عبداللہ بن مسعود کی یہ حدیث پہونچی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اما بعد - اے قریش کی جماعت تم اس خلافت وحکومت کے اوسوقت تک مستحق واہل رہوگے جبتک خدا کی نافرمانی نکروگے اور اگر تم اوسکے نافرمانیون مین مبتلا ہوگے تو پھر وہ تمپر ایک ایسے شخص کو اوٹھا کھڑا کرے گا جو تم کو ایسا چھیل ڈالیگا جیسیا (ایک چھڑی کی طرف اشارہ کرکے جو آپکے دست مبارک مین تھی) یہ لکڑی چھیلی جاتی ہے - اسکے بعد اپنی لکڑی کو چھیل ڈالا جو اندر سے سفید اور چمکتی ہوئی نکل آئی - امام احمد وہب سے روایت کرتے ہین کہ خدا تعالی نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اے اسرائیلیو! جو شخص میری فرمانبرداری کرتا ہے - مین اوس سے راضی ہوجاتا ہون اور جس سے مین راضی ہوتا ہون اوسے برکت عنایت کرتا ہون اور میری برکت کی کوئی حد ونہایت نہین ہے اور جب کوئی شخص میری نافرمانی کرتا ہے اس سے ناراض ہوجاتا ہون اور مین ناراض ہوتا ہون تو اوسپر لعنت وپھٹکار کا مینہہ برساتا ہون اور میری لعنت کا اثر اوسکی ساتوین نسل تک پہونچتا ہے - وکیع کہتے ہین مجھے زکریا نے عامر سے حدیث کی کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے معاویہ بن ابی سفیان کی طرف باین مضمون ایک خط لکھا - اما بعد یاد رکھنا چاہیے کہ جب کوئی شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو اس سے پہلے جو لوگ اوسے نیکی اور بھلائی کے ساتھ یاد کرتے تھے اب وہی لوگ اوسکی برائیان بیان کرنے لگتے ہین - ابونعیم سالم بن جعد اور وہ حضرت ابودردا سے روایت کرتے ہین کہ آدمی کو ہمیشہ اسبات سے خوف کرنا چاہیئے کہ کہین ایماندارون کے دل اوسے لعنت نہ کرنے لگین اور اوسے اسکا شعور نہو پھر ابودردا نے کہا - اے سالم تو جانتا ہے کہ مین نے یہ بات کیون کہی ہے سالم کہتے ہین مین نے کہا نہین فرمایا جب بندہ خدا کی نافرمانیون مین مبتلا ہوتا ہے تو وہ مسلمانون کے دلون مین اوسکی طرف سے بغض وعداوت ڈالدیتا ہے اور اسے اوسکی خبر تک بھی نہین ہوتی -

عبداللہ بن احمد کتاب زہد مین اپنے والد سے اور وہ محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہین کہ جب لوگون نے محمد بن سیرین کو شہر سے جلاوطن کیا اور اسپر اونہین حد سے زیادہ صدمہ ہوا تو فرمایا مین اس غم ورنج کی وجہ خوب جانتا ہون - اصل یہ ہے کہ چالیس برس کا عرصہ ہوا جو مجھہ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا تھا اوسکی پاداش مین اس غم کی سزا مجھے دی گئی ہے -

یہان ایک نہایت ہی دقیق وباریک نکتہ محتاج بیان ہے جس مین بہت سے لوگ گناہ کے بارہ مین

غلطی کھا جاتے ہین اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ گناہ کے مرتکب ہوتے ہین وہ فی الوقت اوسکی تاثیر محسوس نہین کرتے اور جب گناہ کی تاثیر ایک زمانہ تک متاخر رہتی ہے تو گناہ گار اوسے بالکل نسیًا منسیا کر دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی گمان کر بیٹھتا ہے کہ اب اوسکا ضرر مجھپر عائد نہین ہوسکتا اور یہ مضمون اوس کے ذہن نشین ہوجاتا ہے۔ ؎ اِذَا لَمْ یُغْبِرْ حَائِطٌ مِّنْ وُقُوْعِہٖ۔ فَلَیْسَ لَہٗ بَعْدَ الْوُقُوْعِ غُبَارٌ۔ یعنے جب دیوار ڈہتے وقت ہی غبار نہین اوڑاتی تو ڈہنے کے بعد کیا غبار اوڑا سکتی ہے۔ سبحان اللہ یہ ایک ایسا زہریلا خیال اور بلا انگیز گمان ہے جس نے بہت سی مخلوق کو ہلاکت کے گڑہے مین جا جہونکا اور بہت سے خوشیون اور نعمتون کو خاک مین ملا دیا۔ بہت سے مصیبتون اور بلاؤن کے لشکر سر پر اوتار دیئے۔ اس دہوکے اور شیطانی دام مین اکثر علما اور فضلا ہی گرفتار نظر آتے ہین جُہّال وعوام بیچارے کس گنتی مین ہین۔ کیا وہ مغرور اسباب کو نہین جانتے کہ گناہ اندر ہی اندر اپنا اثر کرتا چلا جاتا ہے جسکا زہریلا اثر ایک دن ضرور ظاہر ہوگا جیسے تیر چپکے چپکے گہاؤ ڈالتا رہتا ہے اور بہرا ہوا زخم آہستہ آہستہ ہڈی تک اوترتا چلا جاتا ہے اور ایکدن اپنا پورا اثر ظاہر کر دیتا ہے۔ امام احمد نے حضرت ابودردا سے روایت کی ہے کہ لوگو! خدا کی بندگی مین مصروف رہو اور اوسکی اسطرح عبادت کرو گویا تم اوسے دیکھ رہے ہو اور اپنے جانون کو مردون کے زمرہ مین شمار کرو اور خوب جان لو کہ تہوڑی سی چیز جو تمہاری ضرورتون کو کفایت کرے اوس بہت سی چیز سے بہتر ہے جو لہو ولعب مین مشغول کرے اور یہ بھی معلوم کرو کہ بھلائی پرانی نہین ہوتی اور برائی اور گناہ بُہلایا نہین جاتا۔ ایک بڑے عابد وزاہد نے ایک لڑکے کو دیکھا اور اس کی خوبصورتیون اور ملاحتون مین بغور نظر کی۔ اسپر کوئی شخص اوسکے خواب مین آکر کہنے لگا کہ تو چالیس سال کےبعد اس جرم کی سزا پائیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ سزاے جرم بہت جلد ملتی ہے اور کبھی مرتکب جرم سے موخر نہین ہوتی۔ سلیمان تیمی کا قول ہے کہ آدمی خفیہ حالت مین مرتکب گناہ ہوتا ہے لیکن جب صبح کرتا ہے تو اوس کے چہرے سے آثار ذلت نمایان ہوتے ہین۔

یحیی بن معاذ کا بیان ہے کہ مین اوس عقلمند ذی ہوش سے تعجب کرتا ہون جو اپنی دعا مین تو یون کہتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَاءَ۔ خداوندا تو میرے دشمنون کو مجھپر نہ ہنسائیو لیکن پہر وہ اپنے نفس پر ہر دشمن کو ہنساتا ہے۔ لوگون نے دریافت کیا کہ یہ کیونکر کہا کہ جو شخص خدا کی نافرمانیان

کرتا ہے کل قیامت کے روز تمام دشمن اُس پر ہنسینگے۔ ذی النون کا قول ہے کہ جو شخص پوشیدگی مین خدا تعالی کی خیانت کرتا ہے وہ اوسکا علی رؤس الاشہاد پردہ فاش کرتا ہے۔

فصل ۱۴

واضح ہو کہ معاصی کے لئے بہت سے ایسے آثار قبیحہ اور علامات مذمومہ ہین جو دل اور بدن کو دنیا و آخرت مین نہایت مضرت ناک ثابت ہوتے ہین جنہین خدا کے علاوہ اور کوئی نہین جانتا۔ منجملہ اونکے ایک علم نافع سے محروم و بے نصیب رہنا ہے۔ کیونکہ علم ایک ایسا نور ہے جسے خدا عالم کے دلمین ڈالتا ہے اور اوسکے باطن کو منور و روشن کردیتا ہے اور معصیت خداوندی اس نور کو بجھا دیتی ہے۔ جب امام شافعی علیہ الرحمۃ امام مالک کے آگے پڑھنے بیٹھے اور قرارت حدیث شروع کی تو اونہین امام شافعی کے اعلی درجہ کی فطانت اور تیزی ذہن اور کمال فہم اور ذکاء پر نہ صرف تعجب بلکہ تعجب کے ساتھ سخت حیرت ہوئی اور نہایت جوش مسرت کے لہجہ مین بولے کہ شافعی مین دیکھتا ہون کہ خدا نے تمہارے دل مین ایک عجیب و غریب چمکیلا نور ڈالدیا ہے تو تم اوسے معصیت کی ظلمت خیز تاریکی سے مت بجھانا۔ ایکدن امام شافعی نے اپنے اُستاد وکیع سے کہا کہ میرا حافظہ نہایت خراب ہے اسکا کوئی علاج بتائیے اونہون نے فرمایا کہ اس کا علاج معاصی کو چھوڑ دینا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎ شَکَوْتُ اِلٰی وَکِیْعٍ سُوْءَ حِفْظِیْ ؏ فَاَرْشَدَنِیْ اِلٰی تَرْکِ الْمَعَاصِیْ ؏ وَقَالَ اعْلَمْ بِاَنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ ؏ وَفَضْلُ اللّٰہِ لَا یُؤْتَاہُ عَاصِیْ ؏ یعنے مین نے وکیع سے اپنے خرابی حافظہ کی شکایت کی تو اونہون نے مجھے ترک معاصی کی ہدایت کی اور فرمایا کہ علم فضل ہے اور فضل خدا نافرمان کو نہین دیا جاتا۔

منجملہ اون کے ایک رزق سے محرومی ہے چنانچہ مسند امام احمد مین ہے کہ بندہ ارتکاب گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم رہتا ہے اور یہ بات سابق مین قدرے تفصیل کے ساتھ گذر چکی ہے کہ جسطرح تقوی اور خشیت خداوندی رزق کو اپنے عجیب جذبات سے کھینچ لیتی ہے اوسیطرح ترک تقوی فقر کو کھینچ لیتا ہے تو ترک معاصی سے بڑھکر کوئی چیز رزق آلہی کے کھینچ لینے مین اثر نہین رکھتی۔

منجملہ اونکے ایک وحشت ہے جسے گناہ گار اپنے اور خدا کے درمیان پاتا ہے اور اسوقت اسکی یہ کیفیت ہوجاتی ہے کہ کسی بات اور کسی نعمت مین اوسے مزہ ہی نہین آتا اور اس وحشت کے

مقابلہ مین کوئی چیز اوس سے اچھی معلوم نہین ہوتی۔ اگرچہ دنیا بہر کی لذتین اوس کے پاس جمع کردی جائین تبہی وہ اس وحشت کی تلافی نہین کرسکتین اور یہ ایک ایسا امر ہے جسے بجز اوس شخص کے جسکے قلب مین چراغ حیات جلتا ہے اور کوئی محسوس نہین کرسکتا اور مردہ جسم زخم لگانے سے بہی دردناک نہین ہوتا۔ پس اگر جاہل اس وحشت سے بچنے اور الگ رہنے کے لیئے گناہون کو ترک نکرے اوسپر افسوس ہے لیکن عاقل کو سزاوار ہے کہ اس وحشت کو اپنے لیئے ہرگز گوارا نہ کرے۔ ایک شخص نے کسی عارف سے اوس وحشت کی شکایت کی جسے وہ اپنے نفس مین پاتا تہا۔ عارف نے جواب دیا ؎

اِذَا کُنْتَ قَدْ اَوْحَشَتْكَ الذُّنُوْبُ ۔ فَدَعْهَا اِذَا شِئْتَ وَاسْتَأْنِسِ یعنے جب وحشت کی گھٹاٹوپ اندہیری چہا جائے تو گناہون کو ترک کردے اور انسبت حاصل کر۔ اور قلب کے حق مین گناہ پر گناہ کی وحشت سے زیادہ اور کوئی چیز مضرت ناک نہین ہے۔

منجملہ اون کے ایک وہ وحشت ہے جو گناہ گار کو اپنے اور لوگون کے درمیان حاصل ہوتی ہے خاصکر اہل خیر کے حلقہ کی نسبت وہ اپنے اور اونکے مابین اسدرجہ وحشت پاتا ہے جو بیان سے باہر ہے طرفہ یہ ہے کہ یہ وحشت جس قدر قوی اور مستحکم ہوتی جاتی ہے اوسی قدر وہ اون سے اور اونکی مبارک مجلسون سے دور ہوتا جاتا اور اون کی برکات سے محروم ہوتا جاتا ہے اور جتنی گروہ رحمان سے اوسے دوری ہوتی ہے اوتنی ہی گروہ شیطان سے قرب حاصل ہوتا ہے۔ پہر یہ وحشت قوی ہوتے ہوتے یہان تک استحکام کے ساتہ جڑ پکڑ لیتی ہے کہ اوسکے اور اوسکے جورو بچون اور عزیز واقارب مین وحشت پڑجاتی ہے اور وہ سب سے علحدگی اختیار کرکے نہایت وحشتناک ہوجاتا ہے بعض سلف کا قول ہے کہ جب مین خداوندی معصیت مین مبتلا ہوتا ہون تو اوسکا اثر اپنے جانور اور عورت تک مین دیکہتا ہون۔

منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ اوسپر اوسکے کام مشکل پڑجاتے ہین اور وہ جس کام کی طرف متوجہ ہوتا ہے اوسے مشکل اور نہایت دشوار پاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جسطرح خدا تعالی اوس شخص کے کامون مین آسانی کردیتا ہے جو خدا سے ڈرتا اور تقوی کو اپنا شعار بنالیتا ہے اسیطرح اوس گناہ گار کے کامون مین مشکل ڈالدیتا ہے جو تقوی کو چہوڑ دیتا ہے۔ تعجب اور سخت تعجب کی بات ہے کہ جب بندہ خیر وصلاح کے تمام دروازے مسدود پاتا اور اپنے سارے کامون کو مشکل و دشوار دیکہتا

اور اوسے یہ معلوم نہین ہوتا کہ مجھے کون سے دروازہ سے اس مشکل کو دفع کرنا چاہیئے تو وہ پھر گناہ پر دلیری کرتا ہے۔ **منجملہ** اون کے ایک تاریکی اور اندھیری ہے جیسے گنہگار اپنے دل مین حقیقتہً اسی طرح ہی محسوس کرتا ہے جیسے اندھیری رات کے اندھیرے مین کسی سیاہ چیز کو محسوس کرتا ہے اور ظلمت معصیت اوس کے دل سے بالکل وہی تعلق رکھتی ہے جیسے ظلمت حسیہ آنکھ سے متعلق ہوتی ہے کیونکہ طاعت حقیقت مین ایک نور ہے اور معصیت تاریکی۔ اور جس قدر ظلمت ترقی کرتی جاتی اور قوت و استحکامی پکڑتی جاتی ہے گنہگار کی حیرت اور پریشانی بڑھتی چلی جاتی ہے یہان تک کہ وہ طرح طرح کی بدعتون اور گمراہیون اور خطرناک امور مین قدم ڈالتا چلا جاتا ہے اور خبر بھی نہین ہوتی جیسے ایک اندھا آدمی اندھیری رات مین گھر سے باہر نکلتا اور تنہا رستہ طے کرنے لگتا ہے اور اوسے یہ معلوم نہین ہوتا کہ مین کنوئین مین گرتا ہون یا کھائی مین۔ غرضکہ یہ تاریکی یہانتک ترقی پذیر ہوتی ہے کہ بہت تھوڑے عرصہ مین آنکھ مین ظاہر ہونے لگتی ہے اور پھر وہ قوت حاصل کرتی ہے کہ اوسکے چہرہ پر چڑھ ہی چلی آتی ہے اور اوسکا موںھہ کالا پڑ جاتا ہے جسے ہر شخص دیکھتا اور عبرت حاصل کرتا ہے۔ عبد اللہ بن عباس نے کیا ہی خوب فرمایا کہ نیکی کے اثر سے آدمی کے چہرہ مین روشنی اور ترو تازگی دل مین نور۔ روزی مین فراخی و وسعت جسم مین قوت مخلوق کے دلون مین محبت و الفت پیدا ہو جاتی ہے اور بدی کے اثر سے چہرہ مین سیاہی۔ قبر اور دل مین اندھیرا۔ بدن مین سستی و ضعف۔ روزی مین کمی مخلوق کے دلون مین بغض و عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ **منجملہ** اون کے ایک یہ ہے کہ خدا کی نافرمانیان گنہگار کے دل۔ اور بدن کو سست کر دیتی ہین۔ دل کی سستی و کمزوری تو ظاہر ہے حاجت بیان نہین اور یہ ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ آدمی کی سیاہ کاریان اوسکے دل کو ہمیشہ ضعیف کرتی رہتی ہین یہان تک کہ اوسکی حیات بالکلیہ زائل کر دیتی ہین اور بدن کی سستی یہ ہے کہ ایماندار کی قوت دل سے متعلق ہوتی ہے اور جس قدر اوسکا دل قوی ہوتا اور بدن مین قوت کے آثار نمایان ہوتے جاتے ہین بخلاف اس کے فاجر کو ہم دیکھتے ہین کہ گو وہ قوی البدن ہوتا ہے اور اوسکی تنومندی دیکھنے والون کو حیرت مین ڈالتی ہے لیکن ضرورت و حاجت کے موقع مین وہ نہایت کمزور و ضعیف ثابت ہوتا ہے اور اوسکی قوت ایسے مقام پر جہان اوس کے خرچ کرنے کا وہ زیادہ محتاج ہوتا ہے بخل کر جاتی ہے۔ دیکھو اہل فارس و روم کس قدر جسیم و تنومند تھے لیکن جب وہ اپنی قوت کے ظاہر کرنے اور اوس سے کام لینے

کی طرف محتاج ہوئے تو اوس نے اون کا ذرا بھی ساتھ نہین دیا اور مسلمانون نے اپنے بدنی اور قلبی قوتون سے کس طرح زیر وزبر کر ڈالا اور ایسا مقہور و عاجز کیا جسکی نظیر آج دنیا کے صفحہ پر بہت کم نظر آتی ہے۔ **منجملہ** اون کے ایک یہ ہے کہ خدا کی نافرمانی گنہ گار کی عمر گھٹاتی اور اوسکی برکت مٹا دیتی ہے کیونکہ نیکی سے جسطرح عمر بڑہتی ہے اوسیطرح فسق و فجور سے گہٹتی ہے لیکن اس موقع پر علما نے قدرے اختلاف کیا ہے۔ بعضے کہتے ہین کہ گنہ گار کی عمر کے گہٹنے کے یہ معنی ہین کہ اوسکی عمر کی برکت جاتی رہتی ہے بلکہ مٹ جاتی ہے۔ اور یہی قول حق اور قرین قیاس بہی ہے کیونکہ جہان معاصی کی اور تاثیرین مشاہد و محسوس ہوتی ہین۔ وہان ایک تاثیر یہ بہی ہے اور ایک گروہ اسطرف گیا ہے کہ نہین عمر کی برکت نہین گہٹتی بلکہ حقیقت مین عمر ہی گھٹتی ہے جیساکہ اوس کی روزی مین محسوس نقصان واقع ہوتا کیونکہ خدا تعالی نے روزی مین برکت پیدا کرنے کے لیئے بہت سے اسباب مقرر کیئے ہین جنسے اوسمین کثرت اور بڑہوتری ہوتی ہے۔ علی ہذا القیاس زندگی مین برکت پیدا کرنے کے لیئے بہی چند اسباب ٹہیرائے ہین جنسے اوس مین ترقی و تکثیر ہوتی ہے۔ یہ گروہ اسباب کا بہی قائل ہے کہ جسطرح اسباب کی وجہ سے عمر کا گہٹنا جائز اور معقول ہے اوسیطرح اسباب کی وجہ سے اوس مین زیادتی کا ہونا بھی منع نہین ہے۔ یہ تسلیم ہے کہ روزی۔ موت۔ سعادت۔ شقاوت۔ تندرستی۔ بیماری۔ تمول۔ محتاجی۔ سب خدا کی مشیت و قضا کے ساتہ وابستہ ہین لیکن اس کے ساتہ ہی یہ بہی ماننا پڑتا ہے کہ اوس نے ان چیزون کے لیئے بہت سے ایسے اسباب پیدا کر دیئے ہین جو ان کے لیئے موجب اور مقتضی ہین اور جب یہ ہے تو خدائے بزرگ و برتر مذکورۂ بالا چیزون مین اسباب کے موجود ہوتے جیسا چاہیئے تصرف کرے اور جسطرح اوسکی مرضی و مشیت ہو اپنی قدرت کو نافذ فرمائے۔ بعضے لوگ کہتے ہین کہ عمر گہٹنے مین معاصی کی تاثیر کے یہ معنے ہین کہ گناہونکی وجہ سے اوس کی حقیقت حیات یعنے حیات قلب فوت ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالی نے کافر کو میت غیر زندہ کہا ہے چنانچہ فرمایا اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ اور جب یہ ہے تو زندگی اور حیات حقیقت مین دل ہی کی حیات ہے اور انسان کی عمر اوسکی مدت حیات کا نام ہے۔ پس جبتک اوسکا دل خدا کے ساتہ زندہ ہے وہ خود زندہ ہے اور اوسکی حیات باقی ہے اور جن ساعتون مین انسان کے دل کو حیات حاصل ہے اون ہی ساعتون مین اسکی زندگی موجود ہے۔ پس اگر ان ساعتون مین آدمی خدا کی

فرمان برداری مین مصروف رہیگا تقویٰ وطہارت کو عمل مین لائےگا خیرات مبرات کو اوڑھنا بچھونا بنائے رہیگا تو اوس مین ذرا شک نہین کہ ان اوقات مین جو اوسکی عمر وحیات کی حقیقی اوقات ہین اور انکے سوا اوس کے لیئے کوئی اور عمر ہو نہین سکتی اوسکی یہ بھلائیان اور نیکیان بڑہتی رہین گی اور یہی معنی ہین ترقی عمر کے۔ الغرض جب بندہ خدا سے مونھ موڑ کر گناہون مین مشغول ہوتا ہے تو اوس کی حقیقی زندگی کے ایام ضائع وبرباد ہوجاتے ہین جنپر اوسے کل قیامت کے روز سخت حسرت وافسوس ہوگا اور علی رؤس الاشہاد ایک نہایت ہی حسرتناک لہجہ مین کہیگا یا لَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ۔ یعنے اے کاش مین اپنی اس آخرت کی زندگی کے لیئے پہلے سے اعمال نیک کا کچھ زاد بنا کر بھیجتا۔ اب آدمی دو حال سے خالی نہین یا تو اوسے باوجود استغراق گناہ کے دینی ودنیوی مصلحتون پر اطلاع ہوگی یا نہین اگر اوسے ان مصالح پر اطلاع نہین ہے تو یون سمجھ لینا چاہیئے کہ اوسنے اپنی تمام عمر ضائع وبرباد کرڈالی اور اوسکی حیات باطل ورائگان گئی اور باوجود گناہون مین مصروف ہونے کے دنیاوی و اُخروی مصالح کا بھی خیال ہے تو یون سمجھنا چاہیئے کہ موجودہ موانع کی وجہ سے اوسپر یہ رستہ طے کرنا بہت مشکل ہے اور چونکہ وہ اسباب خیر کی مخالف اور متضاد باتون مین مشغول ہے اس لیئے خیرات ومبرات کے اسباب اوسے حاصل کرنے نہایت دشوار ومتعسر ہین اور یہی معنی ہین اوسکی حقیقی عمر کے گھٹنے کے۔ خلاصہ یہ کہ انسانی زندگی اوسکی مدت حیات کا نام ہے اور اس حیات کا اوسے اوسوقت تک حاصل ہونا ناممکن ہے۔ جبتک خدا کی طرف پوری توجہ نہو اوسکی محبت وذکر سے مسرور ومتلذذ نہ ہو اوسکی مرضیات وخوشنودیون کا پورے طور پر جویان نہ ہو

فصل ۱۵

منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ معصیت کا ایک بیج گنہ گار کی کھیتی مین اپنی جیسی بہت سی معصیتین اوگا دیتا ہے اور ایک گناہ سے دوسرا۔ دوسرے سے تیسرا پیدا ہوتا چلا جاتا ہے یہان تک بندہ کو اون سے مفارقت کرنا اور اونکی مستحکم ومضبوط بیڑیون سے ہاتھ پاؤن تڑانا سخت مشکل پڑجاتا ہے۔ جیسا کہ بعض سلف کا بیان ہے کہ گناہ کی سزا ایک تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص برائی کا مرتکب ہوتا ہے تو اوسکے پیچھے دوسری بڑی برائی فوراً الگی چلی آتی ہے اور نیکی کا ظاہری ثمرہ یہ ہے کہ ایک نیکی عمل مین لاتے ہی دوسری نیکی اوسکے بعد مین خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے کیونکہ بندہ جب کوئی نیک کام

کرتا ہے تو اوس کے پہلو مین سے دوسری نیکی بولتی ہے کہ بندۂ خدا مجھے بھی عمل مین لے آیا اور جب وہ اسے بھی بجا لاتا ہے تو تیسری نیکی اسیطرح کہتی ہے یہان تک کہ دور تک یہی سلسلہ چلا جاتا ہے نیکیان بڑھتی جاتی ہین اور نفع دوگنا ہوتا جاتا ہے اور یہی حال برائیون کا ہے یہان تک کہ طاعتین اور معصیتین انسان کی طبیعت ثانیہ اور صفات لازمہ اور ملکات ثابتہ اور ہیات راسخہ ہوجاتی ہین یعنے دونون فعل اوس سے بلا تکلف عادۃً صادر ہونے لگتے ہین اور رفتہ رفتہ طبیعت مین وہ رسوخ پیدا ہوجاتا ہے کہ جسطرح جبلی عادت کا چھوڑنا مشکل ہوتا ہے اسیطرح انکا ترک کرنا شاق و گران ہوتا ہے۔ اگر محسن اور نیکوکار سے ایک طاعت ترک ہوجاتی ہے تو اوسپر اوسکا نفس تنگ ہوجاتا اور ایک جہان اوسکی نظرون مین تیرہ و تاریک نظر آتا ہے زمین باوجود وسعت و فراخی کے اوسپر تنگ ہوجاتی ہے اور آسمان سے آفات کے لشکر ٹوٹ پڑتے ہین وہ اپنے آپکو ایک مچھلی جیسا پاتا ہے کہ جب تک پانی سے علٰحدہ رہتی ہے مضطرب و بے قرار رہتی ہے اور جب پانی مین چلی جاتی ہے تو اوسے سکون و اطمینان نصیب ہوتا اور خنکی و ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔ اسیطرح اگر کوئی مجرم اور گنہ گار گناہ کرنا چھوڑ دیتا اور طاعت پر متوجہ ہوتا ہے تو اوسکا نفس تنگی کرتا اور سینہ بھنچ جاتا ہے اور جبتک پھر اوسی گناہ کو عمل مین نہین لے آتا تمام رستے بند پاتا ہے۔ اکثر فساق و فجار کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بغیر کسی لذت پانے اور بدون اوسکی طرف خواہش و داعیہ پیدا ہونے کے معصیت کے گڑھے مین گر پڑتے ہین اور اسکی صرف یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ گناہون سے جدا رہنے کی سبب سخت تکلیف اوٹھاتے ہین جیسا شیخ القوم حسن منہانی نے ایک مقام پر اسکی تصریح کی ہے فرماتے ہین ؎ وَكَأْسٍ شَرِبْتُ عَلَى لَذَّةٍ ۔ وَأُخْرَى تَدَاوَيْتُ مِنْهَا بِهَا ۔ یعنے شراب کا پہلا ساغر تو مین لذت کے لیے چڑھا گیا اور دوسرے ساغر سے مین نے اوس کا علاج کیا۔ ایک اور مصلح قوم فرماتا ہے ؎ وَكَانَتْ دَوَائِي وَهِيَ دَائِي بِعَيْنِهِ ۔ كَمَا يَتَدَاوَى شَارِبُ الْخَمْرِ بِالْخَمْرِ یعنے شراب کا پیالہ میرے مرض کی دوا تھی لیکن حقیقت مین جب غور سے دیکھا گیا تو بجنسہ مرض کی پوٹ تھی چنانچہ شراب کے پینے والے شراب ہی سے اپنے مرض کا علاج کرتے ہین۔ غرضکہ خدا کے نیک بندے ہمیشہ طاعت مین مصروف رہتے اور اوس سے محبت و الفت کرتے رہتے ہین اور بندۂ گناہون پر سدا ترجیح دیتے ہین یہان تک کہ خداتعالٰی اپنی رحمت و تفضل سے اون کے پاس فرشتے بھیجتا جو اونہین ہر وقت بھلائی اور طاعت خداوندی کی

اُکساتے رہنے اور ترغیب دیتے رہتے ہین جب وہ فرش پر سوجاتے ہین یا کسی مجلس ہین بیٹھتے ہین تو یہ فرشتے اونہین خواب گاہ سے اُٹھاتے اور مجلس سے علیحدہ کر کے طاعت الٰہی مین مصروف کرتے ہین۔ بخلاف انکے خدا کے گنہ گار بندے ہمیشہ معاصی کو دوست رکھتے اور اون سے اُنسیت والفت برتتے ہین۔ یہان تک کہ خدا تعالی اون پر شیاطین کو مسلط کر دیتا ہے جو اونہین برائیون اور ناجائز کامون کے عمل مین لانے کی ترغیب دیتے اور ظلم وستم برپا کرنے پر اُبھارتے اُکساتے رہتے ہین پس پہلا گروہ طاعت کے لشکر کو تقویت پہنچاتا اور اوسکی مدد کر کے مستحکم وقوی بناتا ہے اور فرشتے اُس کے بہت کچہ اعوان وانصار بنجاتے ہین اور دوسرا گروہ معصیت کے لشکر کو قوت پہنچاتا ہے اور شیاطین اس کے مددگار ہوجاتے ہین۔

فصل ۱۶

منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ خدا کی نافرمانیان آدمی کے دل کو نہایت ضعیف کر دیتے ہین جس کی وجہ سے وہ اپنے ارادہ پر کامیاب نہین ہو سکتا اسوقت اوسکا ارادۂ معصیت تدریجاً قوی ہوتا اور ارادہ توبہ آہستہ ضعیف وکمزور ہوجاتا ہے یہان تک کہ اوسکے دل سے توبہ کا عزم بالکلیہ نکل جاتا ہے اور وہ کبھی بھولے سے بھی اسطرف رجوع نہین کرتا (اور یہ کیفیت بندہ کے حق مین نہایت ہی خطرناک اور خون رولانے والی ہے) ایسے شخص کے بدن کے نصف حصہ کا ہی اگر دم نکلجاتا ہے تب بھی خدا کی طرف رجوع نہین لاتا۔ اور یہ نہین جانتا کہ توبہ اور استغفار کیا چیز ہے۔ جھوٹے لپاڑیے لوگ اکثر زبان سے توبہ کیا کرتے ہین لیکن اون کے دلون مین معصیت کی محبت قائم ودائم رہتی ہے اور اونکی طبیعتین گناہون پر مصر رہتے ہین اون مین اسبات کا عزم بالجزم کوٹ کوٹ کر بھر دیا جاتا ہے کہ جب گناہون کے عمل مین لانے کی قدرت پائین فوراً اُن مین کود پڑین۔ اور اکثر گناہگارون کی یہی کیفیت دیکھی گئی ہے۔ یہ ایک ایسا زہریلا اور قاتل مرض ہے جو تمام امراض سے زیادہ خطرناک اور ہلاکت کے بہت قریب ہے۔

فصل ۱۷

منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ گنہگار کے دل سے گناہ کی بُرائی بالکل نکلجاتی ہے اور وہ اوسے ایک معمولی اور عادتی بات سمجھنے لگتا ہے۔ یہان تک کہ اگر لوگون کو اپنی بدکرداری پر مطلع پاتا

اور جانتا ہے کہ لوگ مجھے گناہ کرتے دیکھتے اور میرے بارہ مین جا بجا چرچا کرتے ہین تو بھی وہ اسبات کو برا نہین جانتا اور اوسکا بدکردار نفس کبھی اسپر انکار نہین کرتا بلکہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کا تہتک ارباب فسوق کے نزدیک غایت درجہ کی خوشی کا باعث ہوتا ہے اور اسی بیحیائی اور پردہ دری کو وہ پوری لذت سمجھتے ہین یہان تک ایکدوسرے پر معصیت کو فخراً ظاہر کرتا اور جو شخص اسکے حال سے واقف نہین ہوتا یہ اوس سے بیان کرتا ہے کہ اے فلانے مین نے فلان عورت سے زنا کیا فلان کان سے شراب پی فلان سوداگر کی کوٹھی مین نقب لگائی۔ اور اس قسم کے آدمی اون مجرمون کے زمرہ مین داخل ہین جنکے گناہ کبھی معاف نہین کیئے جاتے اور اون کے لیئے غالبًا توبہ کی راہین بند اور اونکے دروازے [illegible] ہوتے ہین جیسا کہ جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کُلُّ اُمَّتِی مُعَافًا اِلَّا الْمُجَاهِرِیْنَ الخ یعنی میری تمام امت کے گناہ کر معاف کردیئے جائینگے لیکن جو لوگ گناہ کرکے اور پھر اون کا اظہار کرینگے وہ معفو نہونگے۔ منجملہ اون کے ایک یہی اظہار ہے کہ خدا تعالیٰ کسی بندہ کی پردہ پوشی کرے اور وہ اپنے نفس کی فضیحت کے درپے ہوکر لوگون سے کہتا پھرے کہ اے فلانے مین نے فلان فلان گناہ کیئے پس وہ اپنے نفس کا تہتک کرتا ہے حالانکہ خدا نے رات بھر اوسکی پردہ پوشی کی۔ **منجملہ** اون کے ایک یہ ہے کہ عاصی ہین سے ہر ایک معصیت اون گذشتہ امتون مین سے ایک نہ ایک امت کی میراث ہے جنہین خدا تعالیٰ نے اوس معصیت کی شامت و نحوست سے ہلاک کرمارا مثلاً لواطت قوم لوط کی میراث ہے جسکی وجہ سے خدا نے اوسے غارت کیا اپنا حق لیتے وقت بیشی اور دوسرون کو دیتے وقت کمی کرنا قوم شعیب کی میراث ہے جسکی وجہ سے وہ تباہ و برباد ہوگئی زمین مین فساد و فتنہ پھیلانا قوم فرعون کی میراث ہے۔ نخوت و تکبر قوم ہود کی میراث ہے تو اب جو شخص کسی معصیت مین مبتلا ہوگا وہ ضرور گذشتہ امتون مین سے کسی نہ کسی امت کے لباس سے اپنے بدن کو سجائے گا اور یہ ظاہر بات ہے کہ وہ سب کے سب دشمنان خدا تھے۔

عبد اللہ بن احمد کتاب الزہد مین اپنے والد مالک بن دینار سے روایت کرتے ہین کہ خدا نے انبیاء بنی اسرائیل مین سے ایک نبی پر وحی کی کہ تم اپنی قوم سے کہدو کہ میری دشمنون کے گھرون مین داخل نہو اور میرے دشمنون کا لباس نہ پہنو اور میرے دشمنون کے گھوڑون پر سوار نہو میرے دشمنون جیسے کھانے نکھاؤ۔ اگر تم ایسا کروگے تو جیسے وہ میرے دشمن تھے تم بھی ویسے ہی میرے

دشمن ٹھیروگے۔ مسند امام احمد مین حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین قیامت کے آگے تلوار دیکر بھیجا گیا ہون جسمین اپنے کندھے سے اوسوقت تک اوتار ونگا جسوقت تک خدائے وحدہ لاشریک کی پرستش نہ کیجائے اور خدانے میرا رزق میرے نیزہ کے سایہ مین مقرر کیا ہے اور ذلت وحقارت اون لوگون پر مسلط کی ہے جو میرے حکم کی مخالفت کرتے ہین اور جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اوسی مین شمار کیا جائیگا

فصل ۱۸

منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ معصیت ذلت وحقارت کا سبب ہے یعنے گنہ گار بندہ خدا کے آگے نہایت بے قدر و ذلیل ہوتا اور اوسکی آنکھون سے گرجاتا ہے۔ حسن بصری کا قول ہے کہ گنہ گار بندے خدا کے آگے نہایت ذلیل ہین اسی وجہ سے مبتلائے معصیت ہوئے کیونکہ اگر اونکی خداوندی درگاہ مین کچھ بھی عزت ہوتی تو خدا اونہین عصمت کی توفیق عنایت کرتا اور جب بندہ خدا کی نظر عنایت سے گرجاتا ہے تو پھر اوسے کوئی عزت نہین دیتا جیسا کہ خود خدا تعالی قرآن مجید کے ایک موقع پر فرماتا ہے کہ وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ یعنے جسے خدا تعالی ذلیل کرتا ہے اوسے کوئی عزت نہین دلسکتا۔ حاجتمند اور اہل ضرورت اگرچہ خدا کے نافرمانون کی اپنی ضرورت کے وقت ظاہر مین اونکی عظمت کرتے یا اونکے شر وفساد سے بے خوف رہنے کی غرض سے وقعت کرتے ہین لیکن اون کے دلون مین ذرا وقعت نہین ہوتی اور اونہین نہایت حقیر و ذلیل جانتے ہین۔ منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ مرتکب گناہ ہوتا اور آخر کار اوسکی یہان تک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ وہ گناہ کو نہایت خفیف و آسان کام سمجھنے لگتا اور گناہ اوسکے دل مین بہت ہی چھوٹا اور حقیر معلوم ہونے لگتا ہے اور یہی علامت ہے غارت و برباد ہونے کی کیونکہ گناہ جس قدر بندہ کی نظر مین حقیر و صغیر ہوتا ہے اوسیقدر خدا کے نزدیک بڑا اور موجب ہلاکت ہوتا ہے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری مین حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ مومن سے جب کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہے تو وہ اس گناہ سے ایسا خائف و ترسان ہوتا ہے کہ گویا پہاڑ کی جڑ مین کھڑا ہے اور وہ عنقریب اسپر ڈھے پڑنے والا ہے اور فاجر اپنے گناہ کی ذرا پروا نہین کرتا اور اوسے ایسا دیکھتا ہے کہ مکھی ناک پر بیٹھی اور ذرا اشارہ کرنے سے اوڑ گئی۔

فصل ۱۹

منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ گنہ گار کے گناہ کی نحوست نہ صرف اوسی کی طرف عود کرتی ہے بلکہ بے گناہ لوگون اور جانورون کی طرف بھی عود کرتی ہے۔ پس خود وہ اور اوس کے علاوہ اور بے گناہ معصیت و ظلم کی شامت سے جانور تک خاک سیاہ ہو جاتے ہین۔ حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہین کہ حُباری (ایک پرندہ جانور ہے جسے شوات کہتے ہین) اپنے گھونسلے مین ظالم کے نحوست ظلم سے جان دیدیتی ہے۔ حضرت مجاہدؒ کا قول ہے کہ جب بارش بند ہو جاتی اور قحط پڑ جاتا ہے تو چار پائے گنہ گار بنی آدم پر لعنت کرتے ہین اور اپنی زبان مین باہم کہتے ہین کہ آج یہ روز سیاہ بنی آدم کے گناہ کی نحوست سے پیش آیا۔ عکرمہ کہتے ہین کہ چار پائے اور حشرات الارض۔ یہان تک کہ کھنکھجورے اور بچھو کہتے ہین کہ بنی آدم کے گناہون سے ہمپر بارش بند کردی ورنہ یہ سختی و شدت ظہور مین نہ آتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ گنہ گار کو نہ صرف اوسکے گناہ ہی کی سزا ملتی ہے بلکہ اُسپر بیگناہون کی پھٹکار و لعنت کا بھی بوجھ رہتا ہے

فصل ۲۰

منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ معصیت ذلت وخواری کو واجب کرتی ہے کیونکہ ہر طرح کی عزت و وقعت خدا تعالی کی فرمانبرداری مین ہے جیساکہ وہ خود فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا یعنے جو شخص عزت کا طالب ہے اوس سے کہدیا جائے کہ ساری عزت خدا کے لیے ہے وہ جس سے خوش ہوتا اوسے عزت دیتا ہے۔ آیۃ کا مطلب یہ ہے کہ جب تمام عزت خدا ہی کے واسطے ثابت ہے تو اوسکی فرمانبرداری اور طاعت کے وسیلہ سے اوس سے طلب کی جائے کیونکہ خدائی عزت اسکی طاعت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ بعض سلف درگاہ خداوندی مین یون دعا کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنِي بِطَاعَتِكَ وَلَا تُذِلَّنِي بِمَعْصِيَتِكَ یعنے بار خدایا مجھے اپنی طاعت سے عزت دے اور اپنی معصیت سے ذلیل نکر۔ حسن بصری کا قول ہے کہ گنہ گارون کی بارگاہون سے اگرچہ گھوڑون کی ٹاپون کی آوازین اور عمدہ خچرون کے ہنہنانے کی صدائین کان مین پہونچین لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ معصیت کی ذلت اون کے دلون سے کبھی مفارقت نہین کرتی۔ خدا نے اپنے نافرمانون کی ذلت وخواری کا ناطق حکم لگا دیا ہے۔ عبد اللہ بن مبارک کیا ہی خوب فرماتے ہین ؎ رَأَيْتُ الذُّنُوبَ تُمِيتُ الْقُلُوبَ ۔ وَقَدْ يُورِثُ الذُّلَّ اِدْمَانُهَا ۔ وَتَرْكُ الذُّنُوبِ حَيَاةُ الْقُلُوبِ ۔ وَخَيْرٌ لِنَفْسِكَ عِصْيَانُهَا ۔ وَهَلْ اَفْسَدَ الدِّيْنَ

إِلَّا الْمُلُوكُ وَأَحْبَارُ سُوءٍ وَرُهْبَانُهَا یعنے مین نے گناہون کو دیکہا اور تجربہ کیا کہ وہ دلون کو مردہ کردیتے اور اون پر ہمیشہ کی ذلت وخواری کو وارد کرتے ہین گناہون کا چہوڑدینا حقیقت مین دلونکی زندگی کا باعث ہے اور تیرے نفس کے لئے یہی بہتر ہے کہ گناہون کو ترک کردے دین کو بادشاہون اور بدکار احبار ورہبان نے تباہ کرڈالا

فصل ۲۱

منجملہ اونکے ایک یہ ہے کہ معاصی سے عقل بگڑ جاتی ہے کیونکہ عقل کے لئے ایک نور ہے اور معصیت نور عقل کو بجہا دیتی ہے اور جب عقل کا نور بجہ جاتا ہے تو وہ ضعیف وناقص رہجاتی ہے اور یہی معنی ہین عقل کے بگڑ جانے کے بعض سلف کا قول ہے کہ جب کوئی شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے تو یہ ناممکن ہے کہ اوس کے پاس عقل ہو یعنے گناہ مین وہی مبتلا ہوتا ہے جسکی عقل غائب ہوجاتی ہے اور یہ بالکل ظاہر ہے وجہ یہ کہ اگر عقل حاضر ہوتی تو اوسے ارتکاب معاصی سے ضرور مانع آتی۔ اور جب گناہ گار بقبضہ خدا کے قبضہ اور اوسکے قہر کے نیچے ہر وقت دبا ہوا ہے اور وہ اوسکے حال سے ہروقت مطلع ہے اوسکے فرشتے ہروقت اوسے دیکہتے اور اوسکے ساتہ حاضر رہتے ہین۔ ادہر واعظ قرآن منع کررہا ہے اور ادہر واعظ ایمان گناہ سے باز رکہنے کا سبق دے رہا ہے ایک جانب واعظ موت خوف دلاتا ہے دوسری طرف واعظ نار سمجہا رہا ہے تو اوسکی اس غفلت اور غفلت کے وقت مبتلائے گناہ رہنے پر سخت افسوس ہے۔ جس شخص کی دین ودنیا کی بہلائی معصیت کے سبب سے فوت ہوجائے تو گو اوسے بے انتہا تمول و عیش حاصل ہو مگر حقیقت مین ذرا سرور ولذت حاصل نہین ہوتا اور کبہی کسی بات مین فرحت نہین آتا تو باوجود ان بے شمار ذلتون اور انگشت خواریون کے صاحب عقل سلیم کا ہرگز کام نہین کہ گناہ پر پیش قدمی کرے

فصل ۲۲

منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ جب گناہ پے درپے اور متواتر کیئے جاتے ہین تو گنہ گار کے دل پر خدا کی طرف سے مہر لگ جاتی ہے اور وہ غافلون مین شمار کیا جاتا ہے۔ بعض سلف نے خدا کے اس قول كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ کے تحت مین کہا ہے کہ دلون پر زنگ لگنے کے یہ معنے ہین کہ وہ قابل نہین رہتے اور اسکی وجہ یہ ہوگی ہے کہ جب گناہ پر گناہ کیئے جاتے ہین تو اونکی سیاہی تمام دل پر چہاجاتی ہے

اور حسن کہتے ہین کہ گناہ پر گناہ کرنا زنگ ہے یہان تک کہ دل اوندھا ہو جاتا ہے ایک اور فاضل کا قول ہے کہ جب گناہ اور معاصی بکثرت جمع ہو جاتے ہین تو سارے دل پر محیط ہو جاتے ہین اور اسکی اصل یہ ہے کہ دل معصیت کی وجہ سے زنگ آلود ہو جاتا ہے اور جس قدر گناہ کی زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ زنگ کو غلبہ ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ غلاف سا اوسپر چھا جاتا ہے۔ ازان بعد پھر اوس مین زیادتی اور غلبہ شروع ہوتا ہے حتے کہ دل موٹی جھلی اور پردہ مین چھپ جاتا ہے اور اسی کو طبع اور قفل اور ختم کہتے ہین۔ پھر اگر یہ حالت ہدایت اور بصیرت کے بعد پیدا ہوتی ہے تو دل بالکل اوندھا ہو جاتا یعنے اوسکے اوپر حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جاتا ہے اور اسوقت یہ شخص اپنے دشمن کو دوست رکھتا ہے کہ وہ جہان چاہتا ہے اسے متوجہ کرتا ہے۔

فصل ۲۳

منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ گناہ بندہ کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کے تحت مین داخل کر دیتے ہین کیونکہ آپنے معاصی اور انکے علاوہ ان جرمون پر لعنت کی ہے جو ان سے زیادہ سخت اور سنگین ہین اور جب یہ شخص مرتکب معاصی بطریق اولی لعنت کے نیچے داخل ہو گا دیکھیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نیل سے گودنے والی اور گودوانے والی عورت اور بال ملانے والی اور جس کے بالون مین بال ملائے گئے ہون اور چہرہ وغیرہ پر سے بال چننے والی اور چنوانے والی اور دانتون کو خوبصورت بنانیوالی اور بنوانیوالی عورتون پر لعنت کی ہے۔ سود کے کھانے والے اور کھلانے والے اور اوسکے لکھنے والے اور گواہ پر لعنت کی ہے۔ مطلقہ عورت سے حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا ہے۔ پیغمبر صاحب نے دونون پر لعنت کی ہے چوٹے کو لعنت کی ہے۔ شراب کے پینے والے پلانے والے نچوڑنے والے اور نچڑوانے والے بیچنے والے خریدنے والے اوسکی قیمت کھانے والے اوٹھانے والے اور جسکی طرف اٹھائی گئی ہو سب پر لعنت کی ہے۔ زمین کی علامات ونشانات جو مسافرون کے لیے نصب کیے جاتے ہین اون کا متغیر کر دینے والا ملعون ہے جیسے اوسکے مان باپ نے لعنت کی ہو۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسپر لعنت کی ہے۔ جو شخص کسی جاندار اور ذی روح کو نشانہ بناکر اوسپر تیر چلائے اوسے حضرت نے ملعون کہا ہے۔ مردون مین سے ہیجڑا اور مخنث اور عورتون مین سے مردونکی مشابہت اختیار کرنے والیون کو آپنے لعنت کی ہے۔ جو شخص غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے اوسپر لعنت کی ہے۔ جو شخص

دین مین کوئی نئی بات نکالے یا بدعتی کو پناہ دے اوس پر لعنت کی ہے۔ مصوروں پر لعنت کی ہے۔ لونڈے بازون پر لعنت کی ہے۔ مان باپ کو سبّ و شتم سے یاد کرنے والی اولاد پر لعنت کی ہے نابینا شخص کو راہ سے بہکا دینے والے پر لعنت کی ہے۔ چارپائے سے جماع کرنیوالے پر لعنت کی ہے۔ جانور کے چہرہ پر داغ ڈالنے والے پر لعنت کی ہے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور اوس سے مکر و حیلہ کرنیوالے پر لعنت قبرونکی زیارت کرنے والی عورتون اور اون پر مسجد بنانے والون اور وہان چراغ جلانے والون پر لعنت کی ہے جو شخص جورو خاوند مین فساد ڈلوائے یا غلام و لونڈی کو اوس کے آقا سے باغی بنانے کی کوشش کرے اوس پر حضرت نے لعنت کی ہے۔ جو شخص عورت سے پیچھے کی جانب جماع کرے اوس پر لعنت کی ہے۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کے بچھونے سے الگ ہو کر رات گزارتی ہے اوس پر شام سے صبح تک فرشتے لعنت کرتے ہین۔ جو شخص اپنے تئین اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے پیغمبر خدا نے اوس پر لعنت کی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف ہتیار سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اوس پر لعنت کا مینہ برساتے ہین۔ صحابیون کے برا کہنے والون پر لعنت کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو شخص زمین مین فتنہ و فساد برپا کرتا ہے یا قطع رحمی کرتا ہے۔ یا خدا اور اوسکے رسول کو تکلیف و ایذا پہونچاتا ہے اوس پر خدا لعنت کرتا ہے۔ خدا کے اوتارے ہوئے دلائل و ہدایات کے چھپانے والون پر خدا نے لعنت کی ہے۔ پاکدامن اور غافل ایماندار عورتون کو فحش و زنا کی تہمت لگانے والون پر خدا نے لعنت کی ہے اور کافرون کی راہ کو مسلمانون کے طریقہ سے زیادہ راہ یاب بتانے والون پر خدا نے لعنت کی ہے جو مرد ہو کر عورتون کا لباس پہنے اور عورت ہو کر مرد کے کپڑے پہنے ان پر آنحضرت نے لعنت کی ہے۔ رشوت دینے والے اور لینے والے کو اور جو بیچ مین واسطہ ہے سب کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ علاوہ اسکے اور بہت سی ایسی چیزین ہین جنپر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے پس اگر مرتکب معاصی اون لوگون کے زمرہ مین داخل ہونا نہین چاہتا جنپر خدا اور اوسکا رسول اور فرشتے لعنت کرتے ہین تو یہ بیان اوسے گناہون سے چھوڑانے مین بہت بڑا اثر پیدا کرے گا۔

فصل ۲۴

منجملہ اون کے ایک یہ ہے کہ نافرمان آدمی جناب رسول عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتونکی دعا سے محروم و بے نصیب رہتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کریم کو حکم فرمایا ہے کہ مومن مرد اور

عورتون کے لیئے بخشش مانگو اور اون کے واسطے دعائے مغفرت کرو اور فرشتون کی نسبت یون ارشاد ہوا کہ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ یعنے جو فرشتے عرش کو اوٹہائے ہوئے ہین اور جو عرش کے گرداگرد (تعینات) ہین (ہمہ وقت) اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتہ اوسکی تسبیح وتقدیس کرتے رہتے اور اوسپر ایمان رکہتے اور ایمان والون کے لیئے مغفرت کی دعائین مانگا کرتے ہین کہ اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم سب چیزون پر حاوی ہے تو جو لوگ تیری جناب مین توبہ کرتے اور تیرے دین کے رستہ پر چلتے ہین اون کو بخشش دے اور نیز اون کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور اے ہمارے پروردگار اونہین بہشت کے ہمیشہ رہنے کے باغون مین بہی لیجا داخل کر جنکا تو نے اون سے وعدہ فرمایا ہے اور اون کے باپ دادون اور اونکی بیبیون اور اونکی اولاد مین سے جو جو نیک ہون اون کو بہی بیشک توہی زبردست اور حکمت والا ہے اور ان قیامت کے دن ہر طرح کی خرابیون سے محفوظ رکہیو اور جسکو تو اوسدن خرابیون سے محفوظ رکہے گا تو اوسپر تو نے اپنا بڑا ہی فضل کیا اور توبہت بڑی کامیابی ہے۔

پس فرشتون کی یہ دعا اون ایماندارون کے حق مین ہے جو ہمیشہ توبہ کرتے رہتے اور رسول خدا کی سنت۔ اللہ تعالی کی کتاب پر چلتے اور ان دو چیزون کے علاوہ اور کسیکو اپنا رہبر وہدایت نما نہین سمجہتے۔ اور جب یہ ہے تو اس دعا کی قبولیت کی وہی امید وطمع کرسکتا ہے جو اُن صفات کے ساتہ موصوف ہو جنکی وجہ سے اوسکے لیئے دعا کی جاتی ہے اور جن مین وہ صفتین موجود نہ ہون اوسے اوسکی امید کرنا فضول اور نہایت بے سود ہے۔

فصل ۲۵

معاصی کی سزاؤن مین وہ ادنی سزائین ہین جنہین امام بخاری نے صحیح بخاری مین سمرہ بن جندب کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابیون سے اکثر فرمایا کرتے تہے کہ

کیا تم میں سے کسی نے آج کوئی خواب دیکھا ہے اسپر جو شخص خواب دیکھتا تہا وہ آپ سے بیان کر دیتا تہا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صبح کو آپنے ہم سے فرمایا کہ مین نے آج شب کو خواب مین دیکہا کہ دو مرد میرے پاس آئے اور مجہے اوٹہا کہڑا کیا اور کہا چلیئے چلیئے مین اون کے ساتہ چل کہڑا ہوا حتےکہ ہم تینون آدمی ایک ایسی جگہ پہونچے جہان ایک شخص چت لیٹا ہوا تہا اور دوسرا شخص اوسکے سر پر پہتر لیئے کہڑا تہا۔ یہ شخص بار بار پہتر سے اوسکا سر کچلتا ہے جب اوسے پہتر مارتا ہے تو پہتر کے ساتہ اوسکا سر ڈہلک جاتا ہے پہر یہ شخص پہتر اوٹہانے چلا جاتا ہے لیکن ہنوز پلٹ کر نہین آتا کہ اوسکا سر جڑ جاتا اور جیسا کا ویسا درست و صحیح ہو جاتا ہے یہ شخص پہر اوسی طرح پہتر مارتا ہے اور اوسکا سر پہر یون ہی ڈہلک جاتا ہے اسپر مین نے متعجب ہو کر اون دونون شخصون سے جو میرے ساتہ تہے کہا سبحان اللہ یہ دونون شخص کون ہین انہون نے جواب دیا کہ آگے چلیئے چنانچہ ہم آگے بڑہے اور ایک ایسے شخص پر سے گذرے جو اوندہا لیٹا ہوا تہا اور دوسرا مرد ہاتہ مین لوہے کا آنکڑا لیئے کہڑا تہا یہ شخص اوس لیٹے ہوئے شخص کے پاس آتا اور آنکڑا ایک طرف کل پہڑے مین ڈالکر اوسے گدی تک برابر چیر ڈالتا ہے پہر ناک کے نتہنے اور آنکہ کے حلقے مین ڈالکر اسیطرح گدی تک چیر ڈالتا ہے اور جب اسطرف سے فارغ ہوتا ہے تو دوسری طرف آنکڑا ڈالکر اوسیطرح چیر ڈالتا اور جبتک اس دوسرے کل پہڑے کو چیرتا ہے پہلا کل پہڑا بالکل جڑتا ہے اور جیسا پہلے تہا بعینہ ویسا ہو جاتا ہے۔ یہ شخص پہر ایسا ہی کرتا ہے جیسے پہلے کیا تہا اسپر بہی مین نے اون دونون شخصون سے کہا سبحان اللہ یہ کون لوگ ہین اونہون نے کہا آگے بڑہیے چلے چلیئے ایک گڑہے پر پہونچے جو تنور جیسا تہا اوسکے اندر سے کچہ بے معنی آوازین آتی تہین ہم نے جو اوس مین جہانکا تو دیکہتے ہین کہ اوس مین بہت سے ننگے مرد و عورتین آگ مین بہن رہے ہین جب آگ بہڑکتی ہے اور شعلہ باہر نکلتا ہے تو اندر کے لوگ اونچے ہو آتے ہین اور جب بجہنے کو ہوتا ہے تو نیچے ہو جاتے ہین مین نے یہ دیکہکر اون دونون مردون سے کہا یہ کون لوگ ہین اونہون نے کہا آپ آگے چلیئے۔ ہم آگے بڑہے یہان تک کہ ایک نہر پر پہونچے جو خون جیسے پانی سے لبریز تہی نہر مین ایک شخص غوطہ کہا رہا تہا اور اوسکے کنارہ پر ایک مرد کہڑا تہا جسکے پاس پہترون کا ڈہیر لگا ہوا تہا۔ نہر مین غوطہ کہانے والا شخص تیرتا اور غوطہ کہاتا ہوا جب اوس شخص کے پاس آتا ہے جسکے پاس پہترون کا ڈہیر لگا ہوا ہے اور پانی سے موںہہ باہر نکالتا ہے تو یہ شخص اوسکے موںہہ پر ایک پہتر مارتا ہے اور وہ غوطے کہاتا ہوا اپنے اوسی

مقام پر پہونچ جاتا ہے جہان پہلے تہا اس کے بعد پہر وہ اس شخص کی طرف رجوع کرتا ہے جسطرح پہلے رجوع کی تھی اور یہ اوسی طرح اوسکے موںھ پر پتہر مارتا ہے جسطرح پہلے مارا تہا مین نے اون دونون شخصون سے کہا کہ یہ کون شخص ہے اونہون نے کہا آپ آگے چلیئے چنانچہ ہم آگے بڑہے اور ایک ایسے کریہ المنظر اور بدصورت شخص کے پاس پہونچے جو سب سے زیادہ ڈراونی صورت رکہتا تہا یہان آگ کا ڈہیر لگا ہوا تہا۔ یہ شخص آگ بہڑکا رہا تہا اور اوسکے اردگرد جہوم رہا تہا مین نے اپنے ساتہیون سے دریافت کیا کہ یہ کریہ المنظر کون شخص ہے اونہون نے کہا آپ آگے چلیئے ہم وہان سے بہی چل کہڑے ہوئے یہان تک کہ ایک نہایت سرسبز و شاداب باغ پر گذر ہوا جس مین ہر طرح کی تازگی اور بہیج کی روشنی پہیلی ہوئی تہی باغ کے عین وسط مین ایک لانبے قد کا آدمی بیٹہا ہوا تہا جسکا سر آسمان سے باتین کر رہا تہا اوسکے اردگرد بہت سے بچے بیٹھے ہین جنہین مین نے کبہی دیکہا تہا مین نے اپنے ساتہیون سے پوچہا کہ یہ سپر مرد کون ہے اور یہ بچے کیسے ہین اونہون نے کہا آپ آگے چلیئے۔ ہم تینون آدمی آگے بڑہے اور ایک ایسے عظیم الشان درخت کے پاس پہونچے کہ جسنے اوس سے بڑا اور خوبصورت و دلفریب درخت کبہی نہین دیکہا تہا میرے ساتہیون نے کہا کہ آپ اسپر چڑہیئے چنانچہ ہم تینون آدمی اوس درخت پر چڑہے اور وہان سے ایک ایسے شہر مین داخل ہوئے جسکے در و دیوار مین ایک چاندی اور ایک سونے کی اینٹ سے بنائی گئی تہین ہم اوس شہر کے دروازے پر آئے اور پاسبان سے دروازہ کہولوایا اوس نے فوراً دروازہ کہول دیا اور ہم شہر مین داخل ہوگئے وہان ہمنے ایسے آدمی دیکہے جنکی بدن کا نصف حصہ تو ایسا حسین و خوبصورت تہا کہ دیکہنے والے نے کبہی ایسا دیکہا نہوگا اور دوسرا نصف حصہ ایسا بدصورت تہا کہ دیکہنے والے نے کبہی ایسا بدصورت دیکہا نہوگا میرے ساتہیون نے ان لوگون سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر مین کود پڑو یہ نہر نہایت چوڑی چکلی تہی اور اوسکا پانی بالکل دودہ جیسا تہا چنانچہ یہ لوگ گئے اور جاتے ہی نہر مین گر پڑے تہوڑی دیر کے سب نہر سے نکلکر ہمارے پاس آئے ہم نے اب جو دیکہا تو اونکی وہ بدصورتی بالکل جاتی رہی اور سر سے پاؤن تک نور کے پتلے نظر آنے لگے اسپر میرے ساتہیون نے کہا کہ حضرت یہ جنت عدن ہے اور یہی آپکی منزل ہے مین نے جو آنکھ اوٹہا کر اوپر کی جانب دیکہا تو سفید بدلی جیسا ایک بڑا محل نظر پڑا اسپر انہون نے کہا یہ آپ کا مقام ہے مین نے کہا خدا تم دونون کو برکت عطا فرمائے مجہے ذرا کی ذرا اس محل مین جانے دو تاکہ مین اس مین داخل ہوکر اندر کی کیفیت دریافت کرون

اونہون نے کہا کہ اس وقت تو آپ کو اندر جانے کی اجازت نہین ہے۔ ہان عنقریب ایک زمانہ آتا ہے جس مین آپ یہان تشریف فرما ہون گے اسپر مین نے اون سے کہا کہ مین نے جو اس رات مین عجیب وغریب واقعات دیکھے ہین ابتدا سے انتہا تک کی تفسیر بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ وہ کون کون لوگ ہین میرے ساتھیون نے جواب دیا کہ ہان اب ہم اونکی تمام کیفیت آپ سے بیان کرینگے۔ سُنیئے۔ پہلا شخص جسکا سر پتھر سے کچلا جاتا تہا یہ وہ شخص تہا جس نے قرآن پڑھا اور اوس سے غافل ہوگیا اوسکا پڑھنا چھوڑ دیا اور فرض نماز پڑھنے سے پہلے سو گیا اور اسکے بعد جو آپکا گذرا وس شخص پر ہوا جسکے گلپھڑے اور نتھنے اور آنکھین گدّی تک چیری جاتی تہین وہ ایک شخص تہا جو صبح کو اپنے گہر سے نکلتا اور جھوٹی باتین لوگون سے لگاتا تہا اور لوگ اوس سے سیکھہ کر اور ون کو پہنچاتے تہے یہان تک کہ سارے جہان مین جھوٹ مشہور ہوجاتا تہا اور آگ کے تنور مین جو آپنے ننگے مرد وعورتون کو جلتے بھنتے دیکھا تو وہ زانی مرد اور زانیہ عورتین تہین اور جس شخص کو آپنے خون کی نہر مین غوطے کہاتے دیکھا اور یہ بہی ملاحظہ کیا کہ ایک شخص اوسکے مونھہ پر پتھر مار رہا ہے وہ بیاج خورہ تہا اور وہ کریہ المنظر اور بدصورت جو آگ کے پاس بیٹہا تہا اور آگ بہڑکا کر اوسکے اردگرد گھوم رہا تہا وہ دوزخ کا داروغہ مالک نام تہا اور باغ مین جو لانبے قد کا آدمی آپنے دیکہا تہا وہ ابراہیم علیہ السلام تہے اور اونکے اردگرد جو بچے کہیل رہے تہے وہ بچے وہ تہے جو فطرت پر مرے ہین (برقانی کی روایت مین یون ہے کہ جو بچے فطرت پر پیدا ہوتے ہین اسپر بعض مسلمانون نے کہا اے رسول خدا اور مشرکون کی اولاد؟ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرکونکی اولاد کی بہی یہی کیفیت ہے) اور جس قوم کے بدن کے نصف حصہ کو آپنے خوبصورت اور دوسرے نصف حصہ کو بدصورت دیکہا یہ وہ لوگ ہین جنہون نے اپنے نیک اور شائستہ عملون مین برے اعمال بہی ملا دیئے ہین خدا نے اون سے درگذر کیا اور اون کی برائیون کو معاف کردیا۔

فصل ۲۶

معاصی اور گناہون کے آثار مین سے ایک یہ ہے کہ اُن سے زمین مین طرح طرح کے فساد پیدا ہوجاتے ہین پانی خراب ہوجاتا ہے ہوا بگڑ جاتی ہے کہیتی مین نقصان پہونچتا ہے پہلون مین کمی ترقی ہے مکانون مین نحوست گھس جاتی ہے چنانچہ خداتعالی فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ

وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝
یعنے خود لوگون ہی کی کرتوتون سے کیا خشکی مین اور کیا تری مین یعنے ہر جگہ مین ہر طرح کی خرابیان ظاہر ہو چکی ہین اور اسکا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ لوگ جیسے جیسے عمل کر رہے ہین خدا اونہین اون کے بعض اعمال کا مزا چکہاتے تاکہ وہ ایسی حرکات سے باز آئین۔ مجاہد کا قول ہے کہ جب کسی خطہ کا حکمران ظالم ہوتا اور ظلم وفساد کی آگ بہڑکاتا ہے تو اسکی وجہ سے بارش بند ہو جاتی ہے اور اسکا بدیہی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کہیتی تباہ و غارت ہو جاتی ہے۔ جانور مرکہپ کر ڈہیر ہو جاتے ہین اور چارون طرف فساد پہیلجاتا ہے حالانکہ خدا فساد کو دوست نہین رکہتا۔ یہان تک ہو نچکر حضرت مجاہد نے اپنے دعوے کے مدلل کرنے کے لئے یہ آیت پڑہی ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ پہر فرمایا قسم خدا کی اس بحر سے تمہاری یہ محدود دریا مراد نہین ہین بلکہ جو بستی جاری پانی پر آباد ہوتی ہے وہ بہی بحر مین داخل ہے۔ حضرت عکرمہ نے آیہ ظہر الفساد فی البر والبحر پڑہکر فرمایا کہ مین یہ نہین کہتا کہ اس بحر سے تمہارے یہ دریا مراد ہین بلکہ جس قدر بستیان پانی پر ہین سب کو بحر کہتا ہون۔
قتادہ کہتے ہین کہ بر سے اہل عمود مراد ہین اور بحر سے گاؤن والے اور کہیتی باڑی والے مراد ہین۔
مین کہتا ہون کہ خدا تعالی نے شیرین پانی کا نام دریا (بحر) رکہا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۝ یعنے وہ الہ مطلق ہے جس نے دو دریاؤن کو آپس مین ملایا ایک کا پانی میٹہا مزے دار اور ایک کا کہاری کڑوا۔ اور دنیا مین کوئی شیرین دریا ایسا نہین ہے جسکا پانی ساکن اور ٹہیرا ہوا ہو بلکہ اوسکی نہرین ہمیشہ بہتی رہتی ہین البتہ کہاری اور شور دریا ساکن و برقرار رہتا ہے اور جب یہ ہے تو جس قدر بستیان بہتے پانی پر آباد ہین سب ان ہی پانیون کے نام سے مشہور و معروف ہونگی۔ ابن زید آیہ ظہر الفساد فی البر والبحر کی تفسیر مین کہتے ہین کہ گناہ کی خرابیان تری اور خشکی مین پہیل گئی ہین۔
مین کہتا ہون ابن زید کی یہ مراد ہے کہ گناہ اوس خرابی اور فساد کا سبب ہے جو زمین مین ظاہر ہوا ہے اور اگر اون کا یہ مطلب ہے کہ فساد جو زمین مین ظاہر ہوا وہی بعینہ گناہ مین تو جملہ لیذیقہم بعض الذی عملوا۔ مین لام عاقبۃ اور تعلیل کا لام ہو گا پس اگر پہلی شق کا لحاظ کیا جائے گا تو فساد سے وہ نقص اور شر اور آلام ورنج مراد ہونگے جنہین خدا تعالی زمین مین

بندون کے گناہون کی وجہ سے پیدا کرتا ہے کیونکہ بندے جس قدر گناہ کرتے جاتے ہین نئے نئے جرم ایجاد کرتے جاتے ہین خدا تعالیٰ بھی اونکے لیئے نئی نئی سزائین مقرر کرتا جاتا ہے چنانچہ بعض سلف کا بیان ہے کہ لوگو جب تم نئے گناہ زمین پر شائع کردوگے تو خدا تعالیٰ بھی اپنے غلبہ و قہر سے تمہارے لیئے نئی نئی سزائین ایجاد کرے گا لیکن ظاہر یہی بات ہے کہ فساد سے مراد گناہ اور موجبات گناہ ہون کیونکہ جملہ لیذیقہم بعض الذی عملوا اسی پر دلالت کرتا ہے۔ الغرض جب ہم اپنی بدکرداریون اور گناہون سے زمین خداوندی کو ناپاک کرتے ہین تو خدا تعالیٰ ہمارے تھوڑے گناہ کی سزا ہمین دیتا ہے اور اگر ہمارے تمام اعمال کی سزا دے تو روئے زمین پر کوئی چلنے والا باقی نہ رہے۔

خدا کی نافرمانیان جو زمین مین ہوتی ہین اونکی تاثیر سے زمین مین خسف واقع ہوتا ہے قحط اور زلزلے آتے ہین اور زمین کی برکتین گھٹ جاتی ہین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک مین تشریف لیئے جاتے ہین تو آپ کا گذر قوم ثمود کی بستیون پر ہوا آپنے صحابہ کو منع کردیا کہ اون کے گھرون مین داخل نہ ہونا مگر روتے ہوئے اور یہ بھی فرمایا کہ قوم ثمود کی بستیون کا پانی نہ پینا نہ اونکے کنوؤن سے پانی نکالنا یہان تک کہ جن لوگون نے وہان کے پانی سے اپنے اونٹون کے لیئے آٹے گوندھے تھے وہ بھی آپنے پھکوا دیئے اور فرمایا کہ اس پانی مین قوم ثمود کی نافرمانی کی نحوست ملی ہوئی ہے۔ یہان سے صاف ظاہر ہوگیا کہ بندونکی شامت اعمال سے پانی مین خرابی پیدا ہو جاتی ہے اسیطرح پھلون کی کمی مین شامت اعمال کی تاثیر محسوس ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہین کہ جس سرزمین پر زیادہ گناہ ہوتے ہین وہان ہمیشہ پھلون پر آفتین نازل ہوتی رہتی ہین۔ امام احمد نے حدیث مذکورہ بالا کے ضمن مین بیان کیا ہے کہ مین نے بنی امیہ کے بعض خزانون مین گیہون کی ایک تھیلی دیکھی ہے جسکا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر تھا جس تھیلی مین گیہون تھے اوس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ گیہون زمین عدل مین اوگے تھے۔ غرضکہ خدا تعالیٰ بندون کے گناہون کی شامت سے بہت سی بلائین اور آفتین نازل کرتا ہے جون جون وہ گناہون مین مستغرق ہوتے جاتے ہین ووں ووں خدا کی طرف سے نئی نئی آفتین ٹوٹتی جاتی ہین۔ خاص مجھسے شیوخ صحرا کی ایک معتبر جماعت نے ذکر کیا کہ ہم نے اپنی آنکھون سے ان پھلون سے بہت بڑے پھل دیکھے ہین جواب موجود ہین ہمارے دیکھتے دیکھتے ان مین اس قدر کمی پیدا ہوگئی جسے ہم بیان نہین کرسکتے۔ علاوہ ازین اور بہت سی اسی قسم کی

آفتین روزمرہ پہونچتی رہتی ہین مگر لوگ محسوس نہین کرسکتے اور دن بدن بلائین اور ترقی ہین جنکا اونہین علم نہین ہوتا۔ اسیطرح گناہونکی تاثیر پیدایش اور صورتون مین بہی ظاہر ہے چنانچہ جامع ترمذی مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا اور اون کا قد اونچائی مین ساٹھ ہاتہہ کا تہا اسکے بعد خلق ہمیشہ گہٹتی رہی یہانتک کہ یہ نوبت پہونچی جسے تم اب دیکھ رہے ہو لیکن جب خدا تعالیٰ زمین کو ستمگارون اور فجار و فساق اور خائنون سے پاک صاف کرنا چاہے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلبیت مین سے اپنا ایک بندہ اوٹہا کہڑا کرے گا تو اوسوقت تمام زمین کو عدل وانصاف سے اوسیطرح بہردے گا جسطرح کہ وہ اس سے پیشتر جور وظلم سے لبریز تہی۔ مسیح علیہ السلام آسمان سے اوتر کر یہود و نصاریٰ کو قتل کرڈالین گے اور جس دین کو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہ بہیجا ہے وہ بالکل سیدھا صاف ہو جائیگا زمین اپنی برکتین ظاہر کریگی اور جیسی پہلے تہی اوسیطرف عود کرے گی یہانتک کہ لوگونکی ایک کافی جماعت ایک انار سے شکم سیر ہو جائے گی اور اوسکے چہلکے کے سایہ مین آسائش وآرام لیگی انگور کا ایک خوشہ ایک اونٹ کا بوجہ ہو جائے گا اور ایک دودہیل جانور کا دودہ لوگونکی ایک جماعت کو کافی ہو جائیگا اور اسکی وجہ یہ ہوگی کہ جب زمین گناہون کی نجاست سے پاک صاف ہو جائے گی تو خدا کی طرف سے اوسکی برکت کے وہ آثار ظاہر ہو جائین گے جنکو بنی آدم کے کفر و گناہون کی نحوست نے مٹا دیا تہا اور اس مین ذرا شک نہین کہ جو عذاب خدا تعالیٰ نے گذشتہ امتون کے ہلاک کرنے کے لیئے زمین پر نازل فرمائے . . . . اونکے بقیہ آثار زمین مین جاری وساری ہوگئے اب بنی آدم اوپر کثرت سے گناہ کرتے ہین تو وہ آثار پہر عود کر آتے ہین پہر گناہ گارون کو بڑے گناہ کی بڑی سزا اور خفیف جنایۃ کی خفیف سزا ملتی ہے اور اسیطرح خدا تعالیٰ عالم برزخ اور دارجزا مین اپنی مخلوق کے مابین حکم فرمائیگا انسان کو شیطان کی مقارنت سے ہمیشہ بچنا چاہیئے کیونکہ جب وہ کسی بندے سے نزدیک ہوتا ہے تو ہر طرح سے اوسپر غالب و مستولی ہو جاتا ہے اور اسوقت اوسکی عمر اوسکے عمل اوسکے قول اوسکے رزق سے برکت چہین لیجاتی ہے بخلاف اسکے جب کسی شخص کی اطاعت و فرمانبرداری کا اثر زمین مین پہیلجاتا ہے تو ہر محل سے برکت چہین کر اوسمقام پر جمع کردی جاتی ہے جہان اس کی طاعت کا ظہور ہوا تہا۔

منزل ومسکن مین گناہونکی شامت کا اثر یہ ہے کہ گناہگار کا ٹہکانہ دوزخ ہے جہان کسی قسم کی راحت

اور رحمت و برکت نہ ہوگی۔

فصل ۲۷

خدا کی نافرمانیوں اور معاصی کی سزاؤن مین سے ایک یہ سزا ہے کہ گناہ انسان کے دل مین سے غیرت کی آگ بجھا دیتے مین جو انسانی زندگی اور اوسکی صلاح و درستی کے لیئے بالکل ویسی ہی ہے جیسے بدن کے لیئے حرارت عزیزیہ وجہ یہ کہ غیرت کی حرارت و آگ اون صفات مذمومہ اور خباثت اور رذالت کو دل سے ہی نکال دیتی ہے جیسے سُنار کی کٹھالی سونے چاندے کی میل کچیل کو نکال باہر کرتی ہے اور لوہار کی بھٹی لوہے کی خباثت دور کردیتی ہے پس سب لوگون مین اشرف اعلی اور قدر وہمت مین افضل و بزرگ وہ شخص ہے جو اپنے نفس کے حق مین اور اپنے رشتہ کینے اور خاص لوگون کے بارے مین اور عوام الناس کی نسبت غیرت مین بہت زیادہ اور سخت ہو یہی وجہ ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے مین تمام مخلوق سے زیادہ غیرت مند تھے اور خدا تعالیٰ آپسے بھی بہت زیادہ غیور ہے۔ چنانچہ صحیحین مین آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو مین اوس سے زیادہ اور خدا مجھسے زیادہ غیور ہے۔ بخاری مین یہ بھی آیا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کے خطبہ مین فرمایا کہ اے امت محمد خدا سے زیادہ غیور اور کوئی شخص نہین ہے جب وہ اپنے کسی غلام یا لونڈی کو زنا مین مبتلا دیکھتا ہے تو اوسکی غیرت کی رگ نہایت جوش زن ہوتی ہے صحیح بخاری مین یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا سے زیادہ غیور اور کوئی نہین اسیوجہ سے اوسنے ظاہر و باطن فواحش کو حرام ٹہیرایا اور خدا سے بڑھکر معذرت کو دوست رکھنے والا بھی کوئی نہین اوسنے پیغمبرون کو بہشت کی خوشخبری سنانے اور دوزخ کے المناک عذابون سے ڈرانے کے لیئے بھیجا۔ علی ہذا القیاس خدا سے بڑھکر مدح و ثنا کو دوست رکھنے والا اور کوئی نہین یہی سبب ہے کہ اوس نے اپنی ذات مقدس کی خود تعریف کی۔ دیکھیئے اس حدیث مین غیرت (جسکی بنا کراہت قبائح پر ہے یعنے غیرت مند آدمی قبیح اور ناشائستہ باتون کو ہمیشہ ناپسند و مکروہ جانتا اور اسے اون سے بغض و عداوت اور دلی نفرت پیدا ہو جاتی ہے) اور محبت عذر (جو کمال عدل و احسان اور رحمت و مہربانی کا موجب ہے) دونون باتین جمع کردی گئی ہین اور یہ امر صاف طور پر واضح کردیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ باوجود شدت غیرت کے اسباب کو نہایت دوست رکھتا ہے کہ بندے اپنے قصورون کی معذرت اوسکی جناب مین نہایت خلوص

کے ساتھ پیش کرین اگر ایسا ہوتا ہے تو وہ گنہگاروں کی معذرت قبول فرما لیتا ہے اسیطرح وہ اپنے بندوں سے اون چیزون کے مرتکب ہونے کے وقت جن سے اوسے نہایت غیرت ہوتی ہے مواخذہ لینے اور سزا دینے مین جلدی نہین کرتا اور جب تک اونپر اتمام حجت نہین کر لیتا اور اون کے عذرات اونہین نہین سمجھا دیتا اوسوقت تک ہلاک و برباد نہین کرتا اسیواسطے وہ اپنے پیغمبرون کو بھیجتا اور کتابین نازل فرماتا پیغمبر اونہین اونکی بدانجامی سے ڈراتے اور کتابین حجت تمام کرتی ہین اور یہی مجد و احسان کی غایت اور کمال کی نہایت ہے۔ کیونکہ مخلوق مین سے جن کی غیرت بڑہی ہوئی ہوتی ہے اونکی شدت غیرت انکے مجرمون سے انتقام لینے پر بہت جلدی انگیخته کرتی ہے اور جو لوگ اونکی طرف معذرت کرتے ہین اون کا بغیر عذر قبول کیئے اور جنہین عذر کی مہلت نہین ملتی اونپر بغیر حجت تمام کیئے جہٹ سے پکڑتے اور فوراً اونکے جرمون کی سزا دیتے ہین بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نفس الامر مین مجرمون کا عذر معقول اور قابل پذیرائی ہوتا ہے لیکن اونکی شدت غیرت اس قدر مہلت نہین دیتی کہ وہ ان کی معذرت کا پاس کرین اور عذر سنکر قبول کرین۔ علی ہذا القیاس مخلوق مین بہت سے لوگ ایسے بہی ہین جو لوگون کے بیجا ہر قسم کے عذر قبول کر لیتے ہین اور اونکی قلت غیرت اونہین اس قسم کی عذر قبول کرنے پر اوبہارتی اوکساتی ہے۔ یہان تک کہ عذر کی رستے نہایت وسیع اور فراخ ہو جاتے ہین وہ جو مفید و نتیجه بخش باتین قبول عذر مین دیکہتے ہین وہ اوسکے خلاف مین نہین دیکہتے حتی کہ بہت سے مجرم قابل سزا عذر کی وجہ سے چہوٹ جاتے ہین لیکن یاد رکہنا چاہیئے کہ یہ دونون صورتین مطلقاً افراط و تفریط سے لبریز اور تعریف و مدح سے خالی ہین البتہ ان دونون کا توسط اور بین بین قابل تعریف ہے جیساکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض غیرت تو ایسی ہے جسے خدا دوست رکہتا ہے اور بعض غیرت ایسی ہی ہے جسے وہ دوست نہین رکہتا بلکہ مبغوض و مکروہ رکہتا ہے جس غیرت کو خدا ناپسند رکہتا ہے یہ وہ غیرت ہے جس مین کسی طرح کا شک نہو یعنے مجرم کا گناہ صاف عیان ہو اور اوس سے خدا کی محارم کا تہتک ہوتا ہو۔ ممدوح اور قابل تعریف وہ غیرت ہے جو عذر کے ساتھ مقرون ہو یعنے غیرت کی محل مین غیرت سے کام لیا جائے اور عذر کے موضع مین قبول عذر کو اوڑہنا بچہونا بنایا جائے پس جو شخص ان دونون باتون کے ساتھ موصوف ہے وہ حقیقت مین ممدوح اور تعریف کے قابل ہے۔

اور چونکہ خدا تعالی جامع صفات کمال ہے اور تمام مدحیه و کمالیه اوصاف اوسکی ذات مقدس مین

بوجہ اتم موجود ہین اس لیئے وہ ہر شخص کی نسبت مدح وثنا کا زیادہ مستحق ہے اور کوئی متنفس اوسکی مدح وثنا سے جیسا کہ اوسے لائق ہے عہدہ برآ نہین ہوسکتا بلکہ وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ اوس نے اپنے نفس ذات مقدس کی تعریف وثنا کی ہے اور اپنی ذات مبارک کو سراہا ہے۔ پس غیور آدمی خدا کے اوصاف مین سے کسی وصف پر عمل کر کے اوسکے موافق ہو جاتا ہے اور جو شخص صفات الٰہیہ مین سے کسی صفت مین خدا کی موافقت کریگا تو یہ صفت اوسکا ہاتھ پکڑ کے خداوندی دربار مین پہونچا دیگی اور اوسے اوسکی رب کے حضوری مین لیجا داخل کریگی رحمت خداوندی سے اوسے قریب ونزدیک کر دیگی اور اوسکا محبوب ودوست بنا دیگی پس خدا تعالی جسطرح خود رحیم ہے اوسیطرح باہم رحم کرنے والون اور مہربانی سے پیش آنیوالے لوگون کو دوست رکہتا ہے۔ وہ کریم ہے اور بخشش کرنے والون کو دوست رکہتا ہے خود علیم ہے علماء کو دوست رکہتا ہے قوی ہے اور قوی ایماندار کو دوست رکہتا ہے اوسکے نزدیک قوی مومن ضعیف مومن سے زیادہ محبوب ولپسندیدہ ہے وہ شرم والا ہے اور اہل حیا کو دوست رکہتا ہے۔ جمیل ہے اہل جمال کو دوست رکہتا ہے۔ وتر ہے اور اہل وتر کو دوست رکہتا ہے۔ فرض کیجیئے کہ اگر گناہون اور معصیتون کی بجز اسکے اور کوئی سزا ہی نہو کہ ان صفتون کے مقابلہ مین گنہگار کو انکی مخالف صفتین لازم وواجب ہو جاتی ہین اور خدا کی نافرمانیان اوسے ان صفات کے حاصل کرنے سے باز رکہتی ہین تو یہی سزا کیا تہوڑی ہے بلکہ سچ پوچھیئے تو ان صفات سے محروم وبے نصیب رہنا بہت بڑی شقاوت ہے اور یہی ایک بات بے شمار گناہون کی سزا کے لیئے کافی ہوسکتی ہے۔ دیکھیئے دل کا خطرہ کیسی کچہ حقیر وبے وقعت چیز ہے جسپر شارع کی طرف سے بہی معافی کا وعدہ ہے لیکن یہی خطرہ تہوڑے عرصہ انقلاب مین وسوسہ اور وسوسہ ارادہ اور ارادہ عزیمت ہو جاتا ہے پہر یہ عزیمت فعل اور فعل صفت لازمہ ہو جاتی ہے جو انسان کی طبیعت ثانیہ اور عادت راسخہ اور ملکہ ثابتہ ہو کر اوسے دین ودنیا سے گیا گذرا کر دیتی ہے اور جب آدمی کی یہ نوبت پہونچ جاتی ہے تو اوسکا معاصی سے نکلنا اس قدر مشکل اور متعذر ہو جاتا ہے جیسے اون صفات سے خارج ہونا مشکل ہوتا ہے جو اسکے ذات کے ساتہ قائم ہو گئے ہین خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جب گناہون سے تعلق وارتباط زیادہ ہو جاتا ہے تو اوسکے دل سے غیرت وحمیت نکلجاتی ہے اور وہ اپنی اور اپنے اہل واولاد اور عام لوگون کی ننگ وناموس کی فدا پروا نہین کرتا قطع نظر اسکے ایسے شخص کے دل مین اسدرجہ ضعف وکمزوری پیدا ہو جاتی ہے کہ

اب وہ قبیح اور نا شائستہ بات کو قبیح نہیں جانتا۔ اگر کوئی ناجائز بات خود اوس سے سرزد ہوتی ہے تب بھی اوسے بُری نہین لگتی۔ دوسرے سے ظہور مین آتی ہے تو بھی معیوب معلوم نہین ہوتی اور جب آدمی اس حد تک پہونچ جائے تو یون خیال کرلینا چاہیئے کہ اب وہ ہلاکت کے دروازے مین داخل ہو گیا۔

پھر ایسے شخص سے یہ کبھی امید نہین کیجاسکتی کہ وہ صرف گناہون کے بُرے جاننے ہی پر اکتفا کرے گا اور اس سے آگے تجاوز نکرے گا بلکہ عنقریب ظلم و فواحش کو نیک اور عمدہ کام جاننے لگے گا اور نہ صرف آپ ہی جاننے لگیگا بلکہ غیر شخص کو اوسے مزین و آراستہ کرکے دکہلائے گا اور عام طور پر لوگون کو دعوت دے گا گناہونکی رغبت دلائیگا اور اسباب مین سخت کوشش کریگا کہ کسیطرح اوسے یہ بات حاصل ہوجائے یہی وجہ ہے کہ دیوث آدمی خدا کی تمام مخلوق مین اخبث اور نجس و ناپاک ہے اوسپر جنت حرام ہے اور وہ اوسکی لذیذ و مبارک نعمتون سے محروم و بے نصیب ہے۔ اسیطرح جو شخص اپنے غیر کے لیئے ظلم و بغی حلال کرتا اور ان دونون جہانسوز باتون کو اوسے آراستہ و پیراستہ کرکے دکہاتا ہے اوسپر بھی جنت حرام ہے تو اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ آدمی کو اس حد تک کس چیز نے پہونچایا اور اس بد انجامی اور نا عاقبت اندیشی پر کس نے برانگیختہ کیا؟ اوسی قلت غیرت نے اوسی بے شرمی و بے حمیتی نے جو تقریر بالا گویا اس دعوے کی دلیل ہے کہ اصل دین غیرت کا نام ہے اور یہ کلیہ بالکل درست ہے کہ جس مین غیرت نہین اوسکا دین نہین۔ غیرت دل کو زندگی بخشتی اور اوسے چاق و چست بناتی ہے اور دلکی زندگی و توانائی سے اعضا و جوارح مین زندگی اور عمدہ تازگی پیدا ہوجاتی ہے پس اسوقت آدمی کی غیرت ہر قسم کی برائی اور فواحش کو دور کردیتی ہے اور بے غیرتی دل کو مار ڈالتی ہے اور دل کے مرنے سے تمام اعضا مرجاتے ہین تو اسوقت آدمی کے پاس کوئی ایسی قوت اور آلہ باقی نہین رہتا جس سے معاصی و فواحش کے لشکر کو شکست دے سکے۔ غیرت دل کے حق مین بالکل ویسی ہی ہے جیسے مرض کے حق مین قوت کہ جبتک جسم مین قوت باقی رہتی ہے وہ مرض کا برابر مقابلہ کرتی اور اوسے دفع کرتی رہتی ہے لیکن جب قوت گہٹ جاتی ہے یا بالکل جاتی رہتی ہے تو مرض ایک قابل مقام پالیتا ہے اور چونکہ کوئی دافع نہین پاتا اسلیئے پنجے گڑو کر قابض ہوجاتا ہے اور مریض زیست سے مایوس ہوکر بہت تہوڑے عرصہ مین جان دیدیتا ہے۔

فصل ۲۸

معاصی کی سزاؤن مین سے ایک سزا یہ ہے کہ اونکی وجہ سے حیا وشرم جو حقیقت مین حیات قلبی کا مادہ اور جڑ ہے جاتی رہتی ہے۔ حیا تمام نیکیون اور بھلائیون کی جڑ ہے اسکا ضائع ہونا دراصل تمام نیکیون اور بھلائیون کا ضائع ہونا ہے۔ صحیح بخاری مین آیا ہے کہ جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا سب کی سب بہتر ہے آپنے یہ بھی فرمایا کہ نبوت اولی کے کلام سے جو لوگون نے باتین پائین اون مین سے ایک بات یہ ہے کہ جب تجھے حیا وشرم نرہے نہ خدا سے نہ خلق سے تو جو تیرے دلمین آئے کرگذر۔ مطلب یہ کہ حیا وشرم تمام پیغمبرون کے مذہب و دین مین ایک نہایت پسندیدہ خصلت ہے اسکا حکم کبھی موقوف نہین ہوا یعنے گو بعض بعض احکامون مین تغیر و تبدل ہوا اور بعض احکام منسوخ قرار دئیے گئے لیکن حیا ایک ایسی چیز ہے جو تمام انبیا کی شرائع مین معمول بہ قرار پائی انسانی طبیعتین برے کامون کی طرف بہت جلد دوڑتی ہین اور آدمی کا شتر بے مہار نفس بدکاری کی طرف بالطبع مائل ہے لیکن شرم ایک ایسا موثر اور مجرب تازیانہ ہے جس سے آدمی بدکاریون سے رک جاتا ہے پس اگر آدمی مین شرم نہین تو آدمی نہین بلکہ جانور ہے۔ اور حدیث مذکورہ کی تفسیر مین دو روایتین منقول ہین ایک یہ کہ مضمون حدیث بطریق تہدید و وعید واقع ہوا ہے اور اس جملہ کہ جب تجھے حیا وشرم نرہے جو تیرے دلمین آئے کرگذر کے یہ معنے ہین کہ جب کسی مین شرم و حیا نہین رہتی تو جو ناشائستہ اور قبیح باتین کرنا چاہتا ہے بیباک ہوکر کرتا ہے کیونکہ ناجائز باتون سے روکنے اور ترک کرنے پر حیا ہی برانگیختہ کرتی ہی اور جب حیا ہی نرہی جو اوسے قبائح سے بازرکہتی ہی تو وہ آدمی گناہون کی دلدل اور معاصی کی تیرہ و تاریک بھنور مین گرپڑے گا۔ یہ تفسیر تو ابو عبیدہ سے منقول ہے۔ حدیث کے دوسرے معنے یہ ہین کہ کہ جب تو کسی کام مین خدا سے شرم نہین کرتا تو مخلوق کی شرم سے اوسے ترک نکر بلکہ نہایت آزادی کے ساتہ بجالا کیونکہ ترک کرنا تو اوس کام کو لائق ہے جس مین خدا سے شرم آتی ہو۔ یہ تفسیر امام احمد کی ہے جو ابن ہانی کی روایت سے منقول ہے۔ ان دونون تفسیرون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی تفسیر پر حدیث مذکورہ تہدید و وعید پر محمول ہے جیساکہ اسپر خدا تعالیٰ کا قول اعملوا ما شئتم شاہد ہے اور دوسری تفسیر سے اذن و اباحت ثابت ہوتی ہے۔ اگر کہا جائے کہ کیا کوئی ایسی سبیل ہے جس سے حدیث مذکورہ دونون معنون پر محمول ہو سکتی ہو تو مین کہون گا کہ نہین بلکہ جو لوگ الفاظ مشترکہ کو اونکے تمام معانی پر محمول کرنا جائز بتاتے ہین اونکے قول پر بھی اس حدیث کو مذکورہ دونون

تفسیرون پر محمول نہین کر سکتے کیونکہ اباحت و تہدید مین منافات ہے۔ ہان اتنی بات ضرور ہے کہ ان دونون تفسیرون مین سے ایک تفسیر کا اعتبار دوسرے اعتبار کو واجب کرتا ہے۔ المختصر گناہ بندہ کی حیا کو نہایت ہی ضعیف و کمزور کردیتے ہین یہان تک کہ اکثر اوقات وہ حیا سے بالکل دست بردار ہو جاتا ہے اور شرم اوس مین نام تک کو باقی نہین رہتی اور اسوقت اوسکی یہان تک نوبت پہونچ جاتی ہے کہ اوسپر لوگون کا اوسے مبتلائے معصیت دیکھنا اور بری حالت مین اونکا اوس گناہ گار پر مطلع ہونا بالکل موثر نہین ہوتا اوسپر اس مین ذرا بھی انقلاب واقع نہین ہوتا بلکہ ایک طرح کی بیبا کانہ جرأت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اکثر اوقات اپنے حال کی لوگون کو خبر دیتا اور جو برائیان عمل مین لاتا ہے اون کا تذکرہ فخرًا بیان کرتا ہے اور اس جرأت و بے باکی کی وجہ یہی ہے کہ اوس مین حیا نام تک کو باقی نہین رہی کیونکہ اگر کچھ بھی پاس حیا ہوتا تو ایسے بیجا جسارت ظہور مین نہ آتی اور جب بندہ کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے تو اب اوسکی اصلاح طبیعت کی امید رکھنا محض بے سود ہے۔

حیا رحیات یعنی زندگی سے مشتق ہے اور مینہ کو حیا اسیلئے کہتے ہین کہ زمین کی زندگی نباتات کی زندگی انسان و حیوان کی زندگی اوسپر موقوف و منحصر ہوتی ہے اور دنیا و آخرت کی زندگی کو بھی زندگی کہنے کی یہی وجہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص مین حیا نہین وہ دنیا مین مردہ اور آخرت مین شقی ہے۔ پھر گناہون اور قلت حیا اور عدم غیرت مین دونون طرف سے تلازم ہے اور ان دونون مین ایک دوسرے کو بالذات مستدعی ہے اور اوسے جلد جلد طلب کرتا ہے۔ جو شخص گناہ کرنے وقت خدا سے شرم کرتا ہے خدا تعالی اوسے قیامت کے روز عذاب کرتے اور گناہ کی سزا دیتے شرمائے گا اور جو شخص مبتلائے معصیت ہونے کے وقت خدا سے حیا نہین کرتا خدا اوسے سزا دیتے وقت حیا نہ کرے گا۔

فصل ۲۹

معاصی کی سزاؤن مین سے ایک سزا یہ بھی ہے کہ وہ گنہ گار کے دل مین خدائے جل جلالہ کی تعظیم و تکریم ضعیف کر دیتی ہین اور بندہ کے دل مین اوسکا وقار نہایت کمزور ہو جاتا ہے پھر دل کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ چاہا کیا چاہا انکار کردیا اگر اوسکے دل مین خدا کی عظمت و وقار ہوتا تو اوسکی نافرمانیون اور گناہون پر کبھی جرأت نہین کرتا اور اس مقام پر مغرورون کو ایک دھوکا ہوتا ہے وہ کہتے ہین کہ ہمین معاصی پر حسن الرجا اور خدائی عفو و درگذر کی امیدنے برانگیختہ کیا ہے نہ یہ کہ ہماری دلون مین

اوس کی عظمت و توقیر ضعیف ہوگئی ہے حالانکہ یہ نفس کی سخت مغالطہ دہی ہے کیونکہ جس آدمی کے دل
مین خدا تعالیٰ کا عظمت و جلال اور اوسکے محارم کی تعظیم و توقیر ہوتی ہے تو وہ ہر وقت ہر آن اوسکی
نا فرمانی اور عدول حکمی سے مجتنب رہتا ہے اور خدا کی وقعت و بزرگی اوسکے اور گناہون کے
درمیان حائل ہوجاتی ہے اور جو لوگ خدا کی عدول حکمیون اور نافرمانیون پر جرأت و دلیری
کرتے ہین وہ خدا کی قدر و وقعت کماحقہ نہین کرتے اور جسپر خدا کا امر و نہی نہایت خفیف و سبک
ہو وہ کیونکر اوسکی قدر کماحقہ کر سکتا یا اوسکی تعظیم و توقیر یا اوسکی عظمت و بڑائی کر سکتا
یا اوسکے وقار و جلال کی نگہداشت کا دعوی کر سکتا ہے یہ محال عقلی اور ظاہر البطلان بات ہے
گنہ گار کو ایک یہی سزا کافی ہے کہ اوسکا دل خدائے جل جلالہ کی تعظیم و توقیر اور اوسکی حرمات
کی عظمت سے مضمحل و ضعیف ہوگیا ہے جسکی وجہ سے اوسکا حق اسپر نہایت خفیف و سبک گذرتا ہے
گناہ کی ایک سزا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ گنہگار کی ہیبت مخلوق کے دلون سے اوٹھا لیتا ہے اور وہ اونکی
نظرون مین ویسا ہی ذلیل و بے وقعت ہوجاتا ہے اور خلق اوسے خفت کی نگاہون سے دیکھتی
ہے جیساکہ اوسپر خدا کا کوئی حکم وزن نہین رکھتا اور وہ اوسے خفیف و بے وقعت سمجھتا ہے
پس بندہ جس قدر خدا کی محبت دل مین رکھیگا اوسیقدر لوگ بھی اوس سے محبت کرین گے اور
جس قدر وہ خدا سے خوف کرے گا اوسیقدر لوگ بھی اوس سے ڈرین گے جتنی وہ خدا کی تعظیم
اور اوسکی حرمات کی توقیر کریگا اوتنی ہی لوگ بھی اوسکی حرمات کی تعظیم کرین گے اور یہ ہو نہین
سکتا کہ بندہ خدا تعالیٰ کی حرمات کا تہتک کرے اور امید اسبات کی رکھے کہ لوگ اوسکی حرمات
کا تہتک نکرین گے اوسپر خدا کے حقوق خفیف و بے وقعت ہون اور خدا لوگونکی نظرون مین اوسے
خفیف نہ کرے وہ تو خدا کی نافرمانیان کرکے اوسکی کوئی بزرگداشت اور وقعت نکرے اور خلق
اوسکی تعظیم و تکریم سے پیش آئے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید مین جہان گناہونکی سزاؤن کا ذکر
کیا ہے وہان اسطرف بھی اشارہ کیا ہے کہ ہم نے گناہ گارون کو اونکی کرتوتون کی وجہ سے نہایت
ذلیل و خوار کردیا۔ اور گناہون کی وجہ سے اونکے دلون پر پردے ڈال دیئے اور اون پر مہر لگا دی
ہے۔ اور جسطرح وہ ہمین بھول گئے ہین اوسیطرح ہم نے بھی او نہین بھلا دیا ہے۔ اور جسطرح
اونہون نے ہمارے دین کی توہین کی ہے ہم اونکی توہین کے درپے ہین۔ اور جسطرح انہون نے

ہمارے حکم کو ضائع کیا ہے ہم نے اونہیں ضائع کر دیا اسی لئے خدا تعالی اوس آیت مین جہان تمام مخلوقات کے سجدہ کرنے کا مذکور ہے بیان فرمایا ہے وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ط۔ یعنے جب اونہیں خدا کو سجدہ کرنے سے ذلت و عار آتی ہے اوسے بے وقعت وخفیف سمجھکر سجدہ نہیں کرتے تو خدا نے اونہیں یہانتک ذلیل و بے وقعت کر دیا کہ اس ذلت دبے وقری کے بعد کوئی اونہیں عزت نہیں دے سکتا اور ایسا کون شخص ہے کہ جسے خدا ذلیل کرے وہ اوسے عزت و توقیر دے یا جسے وہ عزت دے اوسے ذلیل و حقیر کرے۔

فصل ۲۸

خدا کی نافرمانیون کی ایک سزا اور اون کا دنیاوی نتیجہ یہ بہی ہے کہ رفتہ رفتہ خدا اپنے گنہگار بندے کو بہول جاتا ا خدا اسے اسکی حالت پر چہوڑکر خود درمیان سے الگ ہوکے اسے اسکے نفس اور اسکے شیطان کی کشمکش مین مبتلا کر دیتا ہے آدمی اس درجہ کو پہونچکر ایک ایسی ہلاکت کے بہنور مین پہنس جاتا ہے جس سے نجات کی کوئی امید نہیں کیجا سکتی جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنے مسلمانو! خدا کے غضب سے ڈرتے رہو اور ہر شخص اسبات پر نظر کرتا رہے کہ کل قیامت کے لیئے اسنے کیا بہیجا ہے اور خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ جو کچہہ بہی تم کرتے ہو خدا کو اسکی سب خبر ہے اور اون لوگون جیسے نہ ہو جنہون نے خدا کو بہلا دیا تو خدا نے انکی ایسی مت ماردی کہ اپنے آپ کو بہی بہول گئے یہی لوگ توبڑے نافرمان ہین۔ دیکھئے اس آیت مین خدا نے اپنے سے ڈرنے سے حکم دیا ہے اور اسبات سے صاف منع کر دیا ہے کہ اسکے مسلمان بندے ان لوگونکی مت بہت اختیار نکرین جو ترک تقویٰ کرکے اوسے بہول گئے ور ساتہ ہی اسبات کی بہی خبر دی کہ اُسنے انکے ترک تقویٰ کی یہ سزا دی کہ انکے نفسون کو بہلا دیا یعنے انکی ایسی مت ماردی کہ اپنے نفسون کو بہی بہول گئے۔ خدا کا بندون کو بہلا دینے کا یہ مطلب ہے کہ وہ اُنہیں اُنکے نفس کی مصلحتون اور اوس علاج سے غافل کر دیتا ہے جو اُنہیں عذاب خدا سے نجات دلا سکتا اور حیات ابدیہ اور اسکے کمال لذت و سرور کا باعث ہو سکتا ہے اور یہ خدا کا بندے کو بہولجانا اسبات کی سزا ہے کہ وہ خدا کی عظمت و خوف اور اسکے حکم پر قائم و دائم رہنے کے عہد کو بہول گیا یہی وجہ ہے کہ تم گنہگار اور نافرمان

شخص کو دیکھتے ہو کہ وہ ہمیشہ اپنے نفس کی مصلحتون سے غافل اور اُنکو ضائع و برباد کرنے والا ہوتا ہے
خدا تعالی اسکے دل کو اپنی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور وہ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے پڑا رہتا ہے
اور اسکی دنیا داری حد سے بڑھ جاتی ہے یعنے اسکی دنیاوی و اُخروی مصلحتین سب کی سب ضائع ہو جاتی
ہین اور وہ اپنی سعادت ابدیہ مین تقصیر کرکے دنیا کی ادنی لذت پر استدلالی کرکے مارے خوشی کے
پھولا نہین سماتا حالانکہ دنیا کی بڑی سے بڑی لذت گرمی کے بادل اور بیہودہ خیال جیسی ہے اِنما احلام نوم
او کظل زائل ؛ ان اللبیب بمثلها لایخدع ؛ یعنے لذات دنیا کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے
سونے والے کا خواب یا جیسے زوال پذیر سایہ اور جب یہ ہے تو عقلمند آدمی ان جیسی چیزون سے
دہوکا نہین کہاتا۔ آدمی کا اپنے نفس کو بہلا دینا اور اُسے مہمل و بیکار چھوڑ دینا اور اسکے اُس حظ
اور حصے کو جو خدا کی طرف سے اوسے ملا ہے ضائع و برباد کر دینا اور اوسے کہوٹی قیمت اور خسارے
کے ساتھ بیچنا درحقیقت تمام سزاؤن مین ایک بہت بڑی سزا ہے کیونکہ اُس شخص نے اُس چیز
کو ضائع کر دیا جس سے یہ کبھی مستغنی اور بے پروا نہین ہو سکتا اور جسکا کوئی معاوضہ اور بدلہ نہین
ہو سکتا جیسا کہ آتش زبان شاعر نے کہا ہے ؎ من کل شیٔ اذا ضیعتہ عوض ؛ ولیس فی اللہ ان
ضیعتہ من عوض ؛ یعنے جس چیز کو تو ضائع کر دے اوسکا عوض ممکن ہے اور خدا کو اگر ضائع کیا تو
اسکا کوئی عوض نہین ہو سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالی اپنے ماسواے ہر چیز کا عوض ہو سکتا ہے
اور کوئی چیز اوسکا معاوضہ نہین ہو سکتی وہ ہر چیز سے بے پروا ہے اور کوئی چیز اوس سے مستغنی نہین
ہو سکتی وہ ہر چیز کو منع کر سکتا ہے اور کوئی چیز اوسکو منع نہین کر سکتی وہ ہر چیز سے پناہ دیتا ہے
اور کوئی چیز اوس سے پناہ مین نہین رہ سکتی اور جب یہ ہے تو بندہ اوسکی اطاعت و فرمانبرداری
سے طرفۃ العین مین کیونکر بے پروا ہو سکتا ہے اور اسکی یاد کو بہلا سکتا اور اسکے حکم کو ضائع کر سکتا
ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ وہ خود اپنے نفس کو بہول کر اوسے ٹوٹے مین ڈال دے گا اور اُسپر بڑا ہی
ظلم کرے گا خدا اپنے بندے پر کبھی ظلم نہین کرتا مگر وہی اپنی جان پر ستم توڑتا ہے وہ اپنے بندے
کو کبھی نقصان نہین پہونچاتا لیکن وہی اپنی بدکرداریون اور شرارتون کی وجہ سے اپنا نقصان کرتا ہے

فصل ۲۱

نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک یہ بھی ہے کہ وہ بندے کو دائرۂ احسان سے نکال دیتی اور اُسے

نیکوکاروں کے ثواب سے محروم رکھتی ہیں کیونکہ احسان جب آدمی کے دل مین رچ جاتا ہے تو اسے ہرطرح کی معاصی اور نافرمانیوں سے روک دیتا ہے وجہ یہ کہ جب کوئی شخص خلوص کے ساتھ عبادت خداوندی مین مصروف ہوتا ہے تو گویا وہ خدا کا مشاہدہ کرتا ہے اور یہ کیفیت اسی وقت پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ خدا کا ذکر اسکی محبت اوسکا خوف اوس سے امید آدمی کے دل پر اسدرجہ غالب ہو کہ گویا وہ اوسے ہروقت آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور یہی کیفیت اس بندے اور نافرمانیون کے ارادے مین حائل ہوکر اوسے ہر قسم کی ناشائستہ باتون سے روکتی رہتی ہے بخلاف اس کے جب کوئی شخص دائرہ احسان سے نکلجاتا ہے تو اس سے خالص رفیقون کی صحبت اور اونکے مبارک عیش اور تمام نعمتون کی برکت فوت ہوجاتی ہے۔ اسپر بھی اگر خدا تعالی اُسکے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اوسے عامۃ المومنین کے دائرہ مین ثابت قدم رکھتا ہے لیکن جب وہ شخص اپنی ازلی بدبختی کی وجہ سے اس دائرہ مین رہکر خدا کی بڑی بڑی نافرمانیون مین مبتلا ہوتا ہے تو وہ اسے دائرہ ایمان سے نکال باہر کرتی ہین جیسا کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زانی زنا کرتے وقت شرابی شراب پیتے وقت چور چوری کرتے وقت اُچکا کسی کی چیز کے اُچکتے وقت جبکہ وہ اُچکے لیئے چلا جاتا اور آدمیونکی نظرین اسکی طرف اُٹھی کی اُٹھی رہجاتی ہین دائرہ ایمان مین نہین رہتا بلکہ خارج ہوجاتا ہے تو لوگان گناہون سے اپنے آپکو بچاؤ اور ان قبیح حرکات کے سرزد ہونے کے بعد فوراً توبہ کرو۔

فصل ۳۲

اور جس شخص سے ایماندار رفیقون کی برکت صحبت فوت ہو اور وہ دائرہ ایمان سے خارج ہو تو اوس سے خدا کا وہ حسن دفاع جسکا اس آیت مین ذکر ہے فوت ہو جاتا ہے ان اللہ یدافع عن الذین امنوا یعنے خدا تعالی مسلمانون سے اونکے دشمنون کو ہٹاتا رہتا ہے اور اسکے علاوہ اوس سے ہر وہ خیر فوت ہوجاتی ہے جسے خدا نے اپنی کتاب مین ایمان پر مترتب و متفرع کیا ہے اور وہ تقریباً سو خصلتین ہین جن مین کی ہر ہر خصلت دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ **ازانجملہ** اونکے ایک اجر عظیم ہے جیسا کہ ارشاد ہو سوف یوتیہ اللہ المومنین اجرا عظیما یعنے اللہ تعالی مسلمانون کو آخرت مین بڑے درجے دیگا **ازانجملہ** انکے ایک مسلمانون سے دنیا و آخرت کی شرور کو دفع کرنا ہے چنانچہ فرمایا ان اللہ

یدافع عن الذین امنوا یعنے خدا مسلمانون سے انکی دشمنون کے شر ہٹاتا رہتا ہے از انجملہ اونکے حاملین
عرش فرشتون کا ان کے لیے بخشش و مغفرت کی دعایئن مانگنا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ
الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
یعنے جو فرشتے عرش الٰہی کو اوٹھائے ہوئے ہین اور جو اوسکے گرداگرد تعینات ہین ہمہ وقت اپنے پروردگار
کی تعریف کے ساتھ اوسکی تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہین اور اسپر ایمان رکھتے اور ایمان والون کے
لیئے مغفرت کی دعایئن مانگا کرتے ہین از انجملہ انکے خدا کا مسلمانون کو دوست رکھنا ہے اور
جسے خدا دوست رکھتا ہے وہ کبھی ذلیل نہین ہوا کرتا جیسا کہ فرماتا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا
یعنے خدا ایمانداروں کا کارساز و مددگار ہے۔ از انجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ خدا نے اپنے فرشتونکو
ایمانداروں کے ثابت قدم رکھنے کا حکم دیا جیسا کہ فرمایا اذ یوحی ربک الی الملئکۃ انی معکم فثبتوا الذین
امنوا۔ یعنے اسے پیغمبر وہ وقت کہ جب تمہارا پروردگار فرشتون کو حکم دے رہا تھا کہ ہم تمہارے
ساتھ ہین تو تم مسلمانون کو جمائے رکھو از انجملہ ایک یہ ہے کہ خدا کی جناب مین اُنکے درجے بہت
اونچے ہین اور انہین عزت کی روزی اور مغفرت خداوندی نصیب ہوگی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔
لھم درجت عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم یعنے انکے لیئے اُنکے پروردگار کے ہان درجے ہین اور گناہون کی
معافی اور عزت وآبرو کی روزی از انجملہ ایک یہ ہے کہ انکے لیئے عزت و غلبہ ہے چنانچہ ارشاد
ہوا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین یعنے عزت تو خدا کے لیئے ہے اور اسکے رسول اور مسلمانون کو واسطے
از انجملہ ایک یہ ہے کہ مسلمانون کے ساتھ خدا کی معیت ہے جیسا کہ فرمایا وان اللہ لمع المؤمنین
یعنے خدا مسلمانون کے ساتھ ہے از انجملہ دنیا و آخرت دونون مین انکے لیئے رفعت و عظمت ہے
چنانچہ ارشاد ہوتا ہے یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ
یعنے تم مین سے جو لوگ پورا پورا ایمان لائے ہین اور جنکو علم مجلس دیا گیا ہے اور وہ داب مجلس ملحوظ
بھی رکھتے ہین خدا اُن کے درجے بلند کرے گا از انجملہ ایک یہ ہے کہ انہین خدا نے اپنی رحمت کے
دوہرے دوہرے حصے دیئے ہین اور آخرت مین ایک ایسا چمکیلا نور عنایت کرے گا جسکی روشنی
مین پلصراط کی تنگ و تاریک راہ طے کرینگے اور انکے تمام گناہ معاف کیئے جایئن گے۔
از انجملہ ایک یہ ہے کہ خدا انہین دوست رکھتا ہے اور اسی دوستی اور قبولیت کا اثر

فرشتون اور انبیا اور نیک بخت بندون تک پہونچاتا ہے کہ وہ بھی انہیں دوست رکھتے ہیں۔

از انجملہ انہیں قیامت کے دن خوف سے امن دینا جسدن چارون طرف بڑی شدت کا خوف پھیلا ہوا ہوگا جیسا کہ ارشاد فرمایا فَمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنے جو لوگ خدا پر ایمان رکھتے اور نیک عمل بھی کرتے ہین انپر نہ تو کسی قسم کا خوف ہی طاری ہوگا نہ کسی طرح کا رنج وغم ہی ہوگا **از انجملہ** یہ کہ وہ ایسی معزز و ممتاز لوگ ہین جنپر خدا نے اپنے بہت سے انعام فرمائے اور ہمین حکم فرمایا کہ ہم انکی راہ و روش کا سوال ہر رات دن مین سترہ مرتبہ خدا سے کرین

از انجملہ یہ کہ قرآن مجید ان کے لیئے ہدایت و شفا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ؕ یعنے اے پیغمبر تم اُن لوگون سے کہو کہ جو لوگ ایمان رکھتے ہین اون کے لیئے تو یہ قرآن سرتا پا ہدایت اور امراض روحانی یعنے شرک و بداخلاقی کی شفا ہے اور جو ایمان نہین رکھتے انکے کانون کے حق مین گرانی اور آنکھون کے حق مین نابینائی ہے گویا یہ لوگ بڑی دور کی جگہ سے پکارے جاتے ہین کہ انکو کچھ سنائی نہین دیتا **خلاصہ** یہ کہ ایمان ایک ایسا زبردست سبب ہے جو ہر طرح کی بھلائی اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور بھلائی خواہ دنیاوی ہو یا اُخروی دونون کا اصلی سبب ایمان ہے اور جب یہ ہے کہ بندے کو ایک ایسی چیز کا مرتکب ہونا جو اوسے دائرہ ایمان سے خارج کردے اور اوس مین اسکے ایمان مین حائل ہو جائے کس طرح آسان ہو جاتا ہے لیکن ابھی تک یہ غنیمت ہے کہ عامۃ المسلمین کے دائرہ سے خارج نہین ہوتا۔ ہان اگر ان گناہون پر ہمیشگی کرے اور اصرار سے پیش آئے تو اسبات کا بڑا اندیشہ ہے کہ اسکے دلپر زنگ بیٹھ جائے اور وہ اسے بالکلیہ اسلام سے خارج کردے یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین کو گناہون سے انتہا درجہ کا خوف رہتا تھا جیسا کہ بعض کا مقولہ ہے کہ انتم تخافون الذنوب وانا اخاف الکفر ۔ یعنے تم گناہون سے ڈرتے ہو اور مین کفر سے خوف کرتا ہون۔

فصل ۳۳

خدا کی نافرمانیون کی سزا اون مین ایک سزا یہ بھی ہے کہ دل کو جو خدا اور دار آخرت کی طرف توجہ و سیر ہوتی ہے اُس مین نافرمانیون کی وجہ سے ضعف اور سستی پیدا ہو جاتی ہے اور نہ صرف ضعف ہی

بلکہ بسا اوقات خدا کی نافرمانیاں دل کو اس طرف توجہ اور سیر الی اللہ سے روک دیتی۔
اور بالکلیہ منع کر دیتی۔ یہاں تک کہ ایک قدم اس طرف کو کھسکنے نہیں دیتیں کیونکہ گناہ
واصل کو محجوب سائر کو منقطع اور طالب کو منکوس کر دیتے ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ دل کو اصلی
قوت کی وجہ سے سیر الی اللہ نصیب ہوتی ہے لیکن جب وہ گناہوں کے سبب سے مریض ہو جاتا
ہے تو یہ قوت جو اوسے سیر الی اللہ کی جانب برانگیختہ کرتی تھی سست اور ضعیف پڑ جاتی ہے پھر
جب یہ قوت بتمامہ زائل ہو جاتی ہے تو اوسے خدا سے ایسا انقطاع حاصل ہو جاتا ہے جسکا تدارک بعید
ہی نہیں بلکہ غالباً ناممکن ہو جاتا ہے **خلاصہ** یہ کہ گناہ ایک ایسی زہریلی بوٹی ہے جو دل کو فوراً
مار ڈالتی ہے یا مارتی نہیں تو نہایت خطرناک مرض میں مبتلا کر دیتی یا اوسکی قوت کھو دیتی ہے
اور ضعف قوت کا یہ ضروری اور لازمی نتیجہ ہے کہ وہ اُن آٹھ چیزوں کی طرف بالیقین منتہی ہوتا ہے
جنسے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات پناہ مانگا کرتے تھے اور وہ ہم وحزن عجز وکسل
جبن وبخل ضلع دین اور غلبہ رجال ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا
کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُ مِنَ الْعِجْزِ وَالْکَسْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ
الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ ان آٹھ چیزوں میں جوڑا جوڑا یعنی دو دو چیزوں کو بھی لیا جائیگا
ایک دوسرے کی ہم نشین ثابت ہوگی مثلاً ہم اور حزن یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے ہم نشین ہیں
کیونکہ جو ناپسند اور مکروہ بات دل پر وارد ہوتی ہے دو شق سے خالی نہیں ہوتی یا تو اسکے وقوع کی
توقع زمانہ آئندہ میں ہوتی ہے اسکو ہم کہتے ہیں یا گذشتہ زمانہ میں وقوع میں آچکی ہے اسے حزن
کہتے ہیں۔ اسیطرح عجز اور کسل باہم قریب قریب ہیں کیونکہ آدمی کا خیر و فلاح کے اسباب سے پیچھے
رہجانا اگر اسکی عدم قدرت کی وجہ سے ہے تو اسے عجز ہیں اور اگر عدم ارادہ کے سبب سے ہے تو اسکا
نام کسل ہے علی ہذا القیاس جبن اور بخل بھی قریب قریب ہیں وجہ یہ کہ اگر آدمی سے اوسکے بدن کی
وجہ سے نفع معدوم ہوا ہے تو اسے جبن کہتے ہیں اور اگر مال کے سبب سے ہوا ہے تو بخل۔ اسی طرح
غلبہ دین اور قہر الرجال کو باہم ایک دوسرے کا قرین سمجھو کیونکہ غیر شخص کو غلبہ اگر حق کی وجہ سے
ثابت ہو تو وہ غلبہ دین ہے اور باطل سے ہو تو قہر الرجال ہے۔ الغرض خدا کی نافرمانیاں اور گناہ
ان آٹھ چیزوں کے کھینچ لینے میں بڑے قوی اسباب ہیں جیسا کہ مشقت و بلا اور حصول بدبختی

اور سوء قضا اور شماتت اعدا کے کھینچنے کے قوی اسباب ہین۔ علاوہ ازین یہی گناہ خدا کی نعمتون کے زائل کرنے اور عافیت کے بدل جانے اور دفعۃً مبتلائے عذاب ہونے اور غضب الٰہی مین آجانے کے قوی اسباب ہین

فصل ۴۴

گناہون کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ وہ نعمتون کو مٹا دیتے اور عذاب الٰہی کے اُتر آنے کے موجب ہوتے ہین بندے سے گناہی کے سبب سے نعمت زائل ہوتی اور گناہ ہی کی وجہ سے اوس پر عذاب خداوندی اُتر آتا ہے جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ گناہ کی وجہ سے بلا نازل ہوتی اور توبہ کے سبب سے ٹل جاتی ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَآ أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ یعنے لوگو! تمپر جو مصیبت پڑتی ہے تو تمہارے اپنی ہی کرتوت سے اور خدا تمہارے بہت سے قصورون سے درگذر کرتا ہے اور فرماتا ہے ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ یعنے یہ سزا فرعونیون کو اسوجہ سے دی گئی کہ جو نعمت خدا نے کسی قوم کو دی ہو جبتک وہ لوگ آپ ہی اپنی صلاحیت کو نہ بدلین خدا کی عادت نہین کہ اس مین کچھہ رد و بدل کرے اس آیت مین خدا تعالیٰ نے اسبات کی خبر دی ہے کہ وہ اپنی اوس نعمت کو جس سے اسنے کسیکو سرفراز فرمایا ہے جبتک وہی شخص آپ اپنی صلاحیت کو نہین بدلتا خدا تعالیٰ اس مین کچھہ رد و بدل نہین کیا کرتا لیکن جب وہ خدا کی طاعت و فرمانبرداری کو اسکی نافرمانی سے شکر کو ناشکری سے اسکی رضامندی کے اسباب کو ناخوشی کے اسباب سے بدل لیتا ہے تو خدا بھی اسکے مساویانہ تلافی کرتا اور برابر سرابر سزا دینے کے لیئے اسکی حالت کو بدل دیتا ہے اور یون تو اپنے بندون پر ذرا بھی ظلم کرنیکا روادار نہین ہوتا۔ تو جب بندے طاعت کو نافرمانی سے بدلتے ہین خدا عافیت سے عقوبت اور عزت سے ذلت کو بدل دیتا ہے جیسا کہ اسنے قرآن مجید کے دوسرے موقع پر فرمایا إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِ مِن وَالٍ یعنے جو نعمت خدا کی طرف سے کسی قوم کو حاصل ہو جب وہ قوم اپنی ذاتی صلاحیت کو نہ بدلے خدا اس نعمت مین کسیطرح کا تغیر و تبدل نہین کیا کرتا اور جب خدا کسی قوم پر اون کے عملون کی پاداش مین کوئی مصیبت ڈالنی چاہے تو وہ کسی کے ٹالے ٹل نہین سکتی اور خدا کے سوا ان لوگون کا کوئی حامی و مددگار بھی نہین کھڑا ہوتا۔ بعض آثار الٰہیہ یعنے احادیث قدسیہ مین آیا ہے کہ خدا نے

فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ جب میرے بندوں میں سے کوئی اُس طریقہ پر ہوتا ہے جسے میں پسند رکھتا ہوں پھر وہ اس طریقہ سے منحرف ہو کر اس روش کی طرف انتقال کرجاتا ہے جسے میں ناپسند رکھتا ہوں تو میں بھی اسکے محبوب اور پسندیدہ طریقہ کو ایسی چیز کی طرف پلٹ دیتا ہوں جسے وہ ناپسند کرتا ہے اور جب وہ میرے ناپسند طریقہ پر ہوتا پھر ایسے طریقہ کی طرف انتقال کرتا ہے جسے میں عزیز رکھتا ہوں تو میں بھی اُسے ایسی چیز کی طرف پلٹ دیتا ہوں جسے وہ عزیز رکھتا ہے کسی نے کیا ہی اچھا کہا ہے

اذا کنت فی نعمۃ فارعہا ؛ فان الذنوب تزیل النعم ؛ وحطہا بطاعۃ رب العباد ؛ فرب العباد سریع النقم ؛ وایاک والظلم مہما استطعت ؛ فظلم العباد شدید الوخم ؛ وسافر بقلبک بین الوری لتبصر اثار من قد ظلم ؛ فتلک مساکنہم بعدہم ؛ شہود علیہم ولا تتہم ؛ وما کان شئی علیہم اضر ؛ من الظلم وہو الذی قد قصم ؛ فکم ترکوا من جنان ومن ؛ قصور واخری علیہم اطم ؛ صلوا بالجحیم فات النعیم ؛ وکان الذی نالہم کالحلم ؛ یعنے جب تو نعمت کی حالت میں ہو تو اسکی کما حقہ نگہداشت کر۔ اور گناہ کا مرتکب نہو کیونکہ گناہ نعمتوں کو مٹا دیتے ہیں اُس نعمت سے خدا کی فرمانبرداری کے ساتھ محفوظ ہو اور عذاب الٰہی سے ڈرتا رہ وجہ یہ کہ اسکا عذاب بہت جلد اتر پڑتا ہے جہاں تک بن پڑے ظلم بچنا چاہیئے کس لیئے کہ بندگان خدا پر ظلم کرنا بہت ہی بُری بات ہے اگر تو مخلوق میں دل کے ساتھ سفر کرے گا تو تجھے ظالموں اور ستمگاروں کے آثار نظر پڑیں گے کہ انکے مکانات اُنکے مرے پیچھے خالی پڑے ہیں اور انکی بدکاریوں کی کافی طور پر شہادت دیتے ہیں انکے اس بربادی کے لیئے ظلم سے زیادہ کوئی چیز مضر نہتی اور ظلم ہی ایک ایسی چیز ہتی جسنے انکا نہ وبالا کردیا وہ بڑے بڑے باغات اور عظیم الشان محلات اور بلند مکانات چھوڑ کر دوزخ میں جا داخل ہوئے اور انکی نعمتیں اسطرح جاتی رہیں کہ گویا خواب دیکھ رہے تھے۔

فصل ۳۵

خدا کی نافرمانیوں کی ایک سزا یہ بہی ہے کہ وہ گنہگار کے دل میں رعب اور خوف ڈال دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ گنہگار ہمیشہ ترسندہ اور رعب زدہ دکہائی دیتا ہے اور اسکا بڑا سبب یہ ہے کہ طاعت و فرمانبرداری خدا کا ایک ایسا عظیم الشان اور مستحکم قلعہ ہے کہ جو شخص اس میں داخل ہوتا ہے وہ تمام دنیاوی و اخروی عذابوں سے امن میں آجاتا ہے اور جو اس سے نکل بہاگتا ہے اُسے چاروں طرف سے خوف

و اندیشے گھیر لیتے ہیں تو جو شخص طاعت الٰہی میں مصروف رہتا ہے اوسکے حق میں تمام خطرناک اندیشے امن وامان سے بدل جاتے ہیں اور جو اوسکی نافرمانی میں مبتلا ہوتا ہے اسکے امن کی جگہ بھی خوفناک مقام بنجاتا ہے یہی سبب ہے کہ تم گنہ گار کو ہمیشہ ایسا پاؤگے کہ گویا اسکا دل پرند جانور کے دو بازوؤں کے درمیان میں ہے کہ ذرا ہوا نے دروازہ کو جنبش دی اور اُسنے جان لیا کہ کوئی مجھے پکڑنے آیا اور جہان کسی کے قدم کی آہٹ سنی فوراً ڈر گیا کہ کوئی اوسکا شکار کرنا چاہتا ہے۔ ہر زور کی آواز کو سمجھتا ہے کہ اسی کو للکارا اور ہر مکروہ اور ناپسند چیز کو خیال کرتا ہے کہ اسکی جان لینے آئی تو جو آدمی خدا سے خائف رہتا ہے خدا اُسے ہر چیز سے امن میں رکھتا ہے اور جو اس سے نہیں ڈرتا خدا اُسے ہر چیز سے خوفناک رکھتا ہے کسینے کیا خوب کہا ہے ؎ بدا قضا اللہ بین الخلق مذ خلقوا ان المخاوف والاجرام فی قرن؛ یعنے ابتداء آفرینش سے مخلوق میں خدا کا یہ حکم ظاہر ہے کہ خوفناک اندیشے اور گناہ دونوں توام ہیں۔ خدا کی نافرمانیوں کی ایک سزا یہ بھی ہے کہ گناہوں سے ایک بہت بڑی وحشت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور گنہ گار اپنے نفس کو ہمیشہ اسوجہ سے متوحش پاتا ہے کہ اس میں اور اوسکے پروردگار میں اس میں اور خلق میں اس میں اور اسکے نفس میں عجیب طرح کی وحشت پیدا ہو جاتی ہے اور جون جون گناہوں کی کثرت ہوتی جاتی ہے وحشت سخت و شدید ہوتی جاتی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جو لوگ سدا خائف و متوحش رہتے ہیں انکی زندگی نہایت تلخ اور بے مزہ زندگی ہوتی ہے اور جو آدمی مستانس اور اُنس کے ساتھ وابستہ رہتے ہیں اونکی زندگانی بڑی مبارک اور بڑے مزے کی زندگانی ہوتی ہے تو اگر عقلمند آدمی نظر غور سے دیکھیگا اور معصیت کی لذت اور ان خوف و وحشتوں میں اچھی طرح سے موازنہ کریگا تو اُسے اپنی بد انجامی اور عظیم الشان غبن کا حال یقیناً کھلجائیگا اور صاف معلوم ہوگا کہ حقیقت میں میں نے طاعت کا انس و امن اور اسکی حلاوت کو بیچکر معصیت کی وحشت اور خوف و اندیشہ کو مول لیا ہے ؎ اذا کنت قد اوحشتک الذنوب؛ فدعها اذا شئت واستانس؛ یعنے جب گناہ تجھے متوحش کردین تو اونہیں چھوڑ دے اور اُنس اختیار کر۔ اور اس میں بھید یہ ہے کہ طاعت خدا تعالیٰ کے قرب کو واجب کرتی ہے اور قرب جیسا جیسا زیادہ ہوتا جائے گا انس قوی ہوتا جائے گا بخلاف اسکے معصیت خدا وندی کہ وہ بُعد کو واجب کرتی ہے اور جون جون بعد زیادہ ہوتا جائیگا وحشت

بڑھتی جائیگی یہی وجہ ہے کہ آدمی اپنے اور اپنے دشمن کے درمیان اس بُعد کی وجہ سے وحشت پاتا ہے جو ان دونوں مین واقع ہوتا ہے اگرچہ ایک دوسرے کے قریب اور نزدیک ہی کیون نہ ہو اور اپنے اور اپنے دوست کے مابین قرب و انس دیکھتا ہے گو وہ انس سے دور اور بعید ہی کیون نہون۔ پھر اس وحشت کا بڑا سبب حجاب ہے اور جتنا حجاب بڑھتا جاتا ہے اُتنی ہی وحشت زیادہ ہوتی جاتی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ غفلت موجب وحشت ہے اور معصیت کی وحشت اس سے زیادہ شدید و سخت ہے اور شرک وکفر کی وحشت اس وحشت سے بھی زیادہ سخت ہے یہی سبب ہے کہ جو شخص مذکورہ بالا چیزون مین سے جس چیز کا بھی مرتکب ہوگا تو بقدر اسکے ارتکاب کے وحشت اسپر سوار ہوگی اور جستہ جستہ اس کے چہرہ اور دل پر غالب آجائیگی جسکی وجہ سے وہ نہایت متوحش اور وحشتناک نظر آئیگا۔

فصل ۳۶

خدا کی نافرمانیون کی سزاؤن مین سے ایک سزا یہ بھی ہے کہ وہ گنہگار کے دل کو صحت سے مرض اور استقامت سے انحراف کی طرف بدل دیتے ہین اور وہ ہمیشہ مریض اور معلول رہتا ہے کہ غذاؤن سے جنپر زندگی اور صلاح کا مدار ہے کبھی فائدہ نہین اُٹھاسکتا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ گناہون کی تاثیر دلون مین بالکل ویسی ہی ہوتی ہے جیسے امراض کی تاثیر ابدان مین بلکہ گناہ دلون کے ایسے امراض ہین جنکی دوا بجز نافرمانیون کے ترک کرنے کے اور کچھ ہو ہی نہین سکتی۔ اہل دل اور رجوع الی اللہ کرنیوالون کا اسپر اتفاق ہوچکا ہے کہ دل جبتک اپنے مولی کی طرف واصل نہین ہوجاتے انکی تمنائین اور آرزوئین اُن کو نہین دیجاتین اور وہ اپنے مولی کی طرف اُسی وقت واصل ہوسکتے ہین جبکہ بالکل صحیح سالم ہون اور انکی صحت وسلامتی اسیوقت متصور ہوسکتی ہے جبکہ اُنکا مرض اور روگ بالکل مٹ جائے اور نفس انکے مرض کی دوا بنجائے اور یہ بات خواہش نفس کی مخالفت سے حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ خواہش نفس ہی دلونکی بیماری اور اسکی مخالفت انکی شفا ہے پھر اگر یہ مرض مستحکم اور دیرپا ہوجاتا ہے تو گنہگار کو قتل کرڈالتا ہے یا قتل نہ بھی کیا تو قریب القتل کردیتا ہے اور یہ جو خدا نے فرمایا ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۔ ڈ یعنے جو شخص اپنے پروردگار کے حضور مین جوابدہی کے لئے کھڑے ہونے سے ڈرا۔ اپنے نفس کو اسکی خواہشون سے روکتا رہا تو اسکا ٹھکانہ بس بہشت ہے توجسطرح نفسانی خواہشون کے روکنے والے کا آخری

ٹھکانہ جنت ہے اسی طرح اس دار دنیا مین بہی اس کے دل کا ٹہکانہ جنت عاجلہ ہے جسکے باشندونکی
نعمتین نعیمی نعمتون کے کچہ بہی مشابہ نہین بلکہ ان دونون نعمتون مین بالکل ویسا ہی تفاوت ہے جیسا
کہ دنیا وعقبیٰ کی نعمتون مین اور یہ ایک ایسا امر ہے جسکا مصداق وہی شخص ہوسکتا ہے جسکے دل مین
رجوع الی اللہ اور ترک لذات نفسانی کی محبت رچ گئی ہو اور اسباب کا کبہی خیال بہی نکرنا چاہیئے
کہ آیہ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ صرف اخروی جنت ودوزخ ہی پر محصور وموقوف
ہے بلکہ یہان بہی دار دنیا اور دار برزخ اور دار قرار ان تینون گہرون مین جنت ودوزخ لوگون کے
واسطے موجود ہے یعنے بعضے لوگ یہین جنت اور اوسکی نعمتون کا مشاہدہ کرکے آرام پاتے ہین اور بعض لوگ
دوزخ اور اسکی تکالیف ومصیبتون کو جہیلتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ دل کی راحت وآسائش سے کوئی نعمت
اچہی اور اسکی تکلیف ومصیبت سے کوئی مصیبت سخت اور تعب خیز نہین ہوسکتی اور واقع مین اگر
سلسلۂ خیال کو ذرا بہی دوڑایا جائے تو صاف معلوم ہوجائے گا کہ دائمی خوف اور ہمیشہ کے رنج و
حزن اور تنگی سینہ اور خدا اور دار آخرت سے مونہہ موڑکر غیر خدا سے تعلق پیدا کرلے اور خدا سے
بالکلیہ قطع وبرید حاصل کرلینے اور اوسکے علاوہ کسی اور سے تعلق ومحبت کا سلسلہ قائم کرنے کا ایک
ایسا سخت اور شدید عذاب ہے جسکے کوئی حد وانتہا نہین تو جو شخص خدا جیسے معتمد اور کارساز
کو چہوڑکر کسی اور سے محبت پیدا کرتا ہے خدا اوسکو اسی دار دنیا مین ٹہرا ٹہرا عذاب دیتا ہے۔
مثلاً ایسا شخص جبتک کہ اوسکی محبوب اور پسندیدہ چیز حاصل نہین ہوتی اسکی تحصیل کی کوشش
مین طرح طرح کی تکلیفین جہیلتا اور جس قدر مشکلین اور دقتین پیش آتی ہین انکی برداشت کرتا
ہے اور جب وہ حاصل ہوجاتی ہے تو پہر اوسکے چہن جانے اور فوت ہوجانے یا کم ہوجانیکے خوف سے
سخت بےچینیون کے جانخراش عذاب مین مبتلا ہوتا ہے اور جب وہ چندہی روز مین چہن جاتی ہے
تو اسکے ہاتہ سے نکلجانے کا جو سوہان روح عذاب بہگتتا ہے وہ بیان مین نہین آسکتا۔ غرضکہ
یہ تین قسم کی متواتر اور پے درپے عذاب اوسے اسی دار دنیا مین جہیلنے پڑتے ہین۔ رہا دار برزخ۔
اسکے عذابون کی کوئی انتہا نہین محبوب چیز کی جدائی اور جدائی بہی ہمیشہ کے لیئے جسکے عود کرآنے
کی کبہی امید ہی نہین ہوسکتی یہ ایک جداگانہ عذاب ہوتا ہے۔ اس عظیم الشان اور بےمثل نعمت
سکے فوت ہوجانے کا دائمی رنج والم جسکو اسنے اسکی الفت اور ضد مین مشغول ہوکر فوت کردیا

یہ ایک علیحدہ عذاب ہوتا ہے خدا سے محجوب رہنے کا الگ عذاب ہوتا ہے ندامت و حسرت جو دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے اسکے رنج وغم کی مصیبت جدا ہوتی ہے۔ غرضکہ قیامت تک طرح طرح کے سخت عذابوں میں مبتلا رہتا ہے اور یہ الم و حسرت رنج وغم گنہگاروں کے نفوس میں وہی اثر پیدا کرتا ہے جو سانپ بچھو اور زمین کے کیڑے مکوڑوں کا اجسام میں اثر ظاہر ہوتا ہے بلکہ غور سے دیکھا جائے تو ان کا اثر انکے اثر سے بہت گھٹا ہوا ہے کیونکہ الم وحسرت اور رنج وغم کا اثر نفوس میں اس وقت تک دائم و قائم رہیگا کہ خدا ونکے جسموں میں روح کا اعادہ کرکے انہیں دوبارہ جلا اُٹھائیگا قیامت برپا ہوگی تو وہ ایک ایسے عذاب کی طرف منتقل کیئے جائینگے جو انتہا درجہ کا سخت اور تلخ ہوگا۔ پس جب یہ ہے تو گنہگار لوگ ان نفسانی خواہشوں کے روکنے والوں کی نعمتوں کا کیونکر مقابلہ کرسکتے ہیں جنکے دل اپنے پروردگار کی یاد میں طرب و فرحت اور انس سے رقص کرتے اور اسکے اشتیاق ملاقات میں سدا بے چین و مضطرب رہتے ہیں اسکی محبت میں راحت پاتے اور اسکے ذکر سے طمینان حاصل کرتے ہیں یہانتک کہ اُن میں سے بعض بعض کی زبان پر سکرات موت کے وقت واطرباہ کا ورد جاری ہوتا اور بعضے اپنی اس حالت پر خوش ہوکر کہتے ہیں کہ اگر جنتیوں کو ہم جیسی نعمتیں نصیب ہوں تو بڑے ہی مبارک عیش پر کامیاب ہوں اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ مساکین اہل دنیا۔ دنیا سے نکل گئے اور انہوں نے نہ تو اسکے لذیذ عیش کا ذائقہ چکھا نہ اس چیز کا مزا چکھا جو اس سے عمدہ اور بہتر تھی۔ بعضے کہتے ہیں کہ اگر دنیا کے نامور تاجدار اور انکے ناز پروردہ جانشین ہماری اس حالت کو معلوم کرلیتے جس میں ہم زندگی بسر کرتے ہیں تو وہ اسے تلواروں کے زور سے ہم چھین لیتے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں بھی ایک جنت ہے جو شخص اسمیں داخل نہیں ہوا اسے اخروی جنت میں قدم بھی رکھنا نصیب نہوگا۔ تو اسے اپنی بیش قیمت اور گرانبہا جنس کو کھوٹے اور بے رواج قیمت سے بیچنے والے اور اسے معاملہ بازار میں پورا پورا غبن اُٹھا کر اسے غبن نہ جاننے والے اگر تجھے اپنے اسباب کی اصلی قدر و قیمت کی خبر نہیں ہے تو دین کے صرافوں اور کھرا کھوٹا پہچاننے والوں سے دریافت کر۔ تعجب ورنہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت ہے کہ باوجودیکہ تیرے پاس ایسی بے بہا چیز ہے جسکا خریدار خدا ہے جسکی قیمت جنت ہے جسکے دلال (جنکے ہاتھ پر عقد بیع جاری ہوتی اور جو خریدار کی طرف سے قیمت دلانے کے ضامن مقرر ہوئے) جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں

مگر تو نے اُسے ذلت و بے قدری کے ساتہ نا قابل شخص کے ہاتہ فروخت کردیا ۵ اذا کان ہذا فعل عبد بنفسہ ۔ فمن ذالہ من بعد ذالک یکرم ۔ یعنے جب بندے کا یہ فعل خود اُسیکی کرتوت سے ہے تو اسکے بعد کوئی شخص اسے عزت نہین دے سکتا۔ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ

فصل ۳۷

خدا کی نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک بڑی سزا یہ ہے کہ گناہون سے دل کی بصیرت بالکل جاتی رہتی ہے اور وہ محض اندھا ہوجاتا ہے اوسکا نور مٹ جاتا اور روشنی زائل ہوجاتی ہے علمی راہین بند ہوجاتین اور ہدایت کے اسباب و ذرائع گم ہوجاتے ہین یہی وجہ ہے کہ امام مالک رح جب امام شافعی رح سے ملے اور اُنہون نے بزرگ امام شافعی کے چہرے سے فضل و بزرگی کے آثار نکھرتے دیکھے تو فرمایا مین دیکھتا ہون کہ خدا نے تمہارے دلپر نور کا پرتو ڈال رکھا ہے تو تم اُسے ظلمت معصیت سے نہ بجہانا۔ الغرض جب آدمی گناہ کرتا ہے تو ادہر تو دل کا نور ضعیف و مضمحل ہوتا رہتا ہے اور ادہر معصیت کی تاریکی قوی ہوتی رہتی ہے یہان تک کہ دل بالکل تاریکی مین ہوجاتا اور بہت سے مہلک اور خطرناک گڑہون مین گر پڑتا ہے اسوقت دل کی مثال بالکل اُس اندہے جیسی ہوتی ہے جو تاریک رات مین ایسی راہ مین نکل کہڑا ہو جو طرح طرح کے ہولناک اور تعجب خیز مقامون سے لبریز ہے تو ظاہر ہے کہ اُسے کن کن دشواریون اور فتنون کا سامنا کرنا پڑے گا اور صحت و سلامتی سے کس قدر دور رہے گا پہر یہ اندہیریان رفتہ رفتہ قوی ہوتی جاتی اور دل سے ہوتی ہوئین اعضاء ظاہری کی طرف بہتی ہین چنانچہ اوسکی قوت و تزوید کے لحاظ سے چہرہ پر کلونس چہا جاتی ہے اور سارا منہہ کالا پڑجاتا ہے اور جب ایسا شخص موت کے تلخ گہونٹ پیکر دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو وہ اندہیریان عالم برزخ مین ظہور کر کے قبر کو تاریکیون سے بہر ہین جیسا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبرین اہل قبر کو ظلمت سے بہر دیتی ہین اور اللہ اُنہین مجہپر درود پڑہنے کی وجہ سے منور کردیتا ہے۔ پہر جب حشر اجساد اور دوبارہ جی اُٹہنے کا دن ہوگا تو اونکے چہرون پر ظاہر طور سے تاریکی چڑہ آئے گی جسے ہر شخص دیکھ سکیگا حتے کہ انکے چہرے کوئلے جیسے سیاہ پڑجائین گے اور یہ ایک ایسی سزا ہے جسکا دنیا کی تمام اگلی پچہلی لذات کے ساتہ موازنہ نہین ہوسکتا اور جب یہ ہے تو تعجب ہے کہ بندہ اس قلیل اور فانی لذات کو جو خواب کی ایک ساعت سے زیادہ وقعت نہین رکھتین کسطرح اس دوامی سزا سے برابر تول سکتا ہے

فصل ۳۸

خدا کی نافرمانیون کی ایک سزا یہ ہے کہ گناہ نفس کو صغیر وحقیر کر دیتا اور اُسے پامال کر کے خاک مین ملا دیتا ہے حتیٰ کہ نفس ہر چیز سے ذلیل وحقیر ہو جاتا ہے جیساکہ خدا کی اطاعت وفرمانبرداری اُسے بڑہاتا پاک کرتا ذی قدر ومرتبہ بناتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا یعنے جس نے نفس کا تزکیہ کیا وہ مراد کو پہونچا اور جس نے اوسے پامال کر ڈالا اسنے سخت نقصان اُٹہایا مفسرین کے نزدیک اس آیت کے یہ معنی ہین کہ جس نے نفس کو خداوندی طاعت مین بڑا کیا اور اتباع شریعت مین اعلیٰ درجہ پر پہونچایا اور خوظاہر کیا اسنے فلاح پائی اور جس نے اُسے پوشیدہ رکہا اور خدا کی معصیت سے ذلیل وحقیر کیا اوسنے اپنا نقصان کیا کیونکہ تدسیہ کے لغوی معنی خفا کے ہین جیساکہ خدا تعالیٰ دوسری جگہ فرماتا ہے يدسه فی التراب غرضکہ گنہگار معصیت الٰہی مین اپنے نفس کو بالکل پامال کر دیتا اور اسکے مرتبہ ومنزلت کو چھپاتا اور اسکی بدکرداریون اور بُری کرتوتون کو چھپاتا پہرتا ہے تو وہ اپنے نفس کے نزدیک بھی اندہا ہوتا اور خدا اور مخلوق کے نزدیک بہی اندہا ہوتا ہے بخلاف اسکے طاعت ونیکی نفس کو بڑہاتی اوسے عزت دیتی اور یہان تک بلند درجے کو پہونچاتی ہے کہ وہ ہر چیز سے اشرف ہر چیز سے قدروقیمت مین بہتر ہر چیز سے پاک صاف ہر چیز سے اعلیٰ ہوجاتا ہے اور باوجود اسکے وہ خدا کے لیئے ہر چیز سے زیادہ ذلیل حقیر ہر چیز سے زیادہ صغیر وکم وقعت ہے اور جب اس ذلت وحقارت کے ہوتے اوسے یہ عزوشرف حاصل ہوا تو صاف واضح ہوگیا کہ نفس کی ذلت وحقارت جیسے خدا کی معصیت مین ہوتی ہے ویسی کسی اور چیز مین نہین ہوتی اور اسکا شرف وبزرگی جیسے خدا کی فرمانبرداری مین ہے ایسا کسی چیز مین نہین

فصل ۳۹

خدا کی نافرمانیون کی ایک سزا یہ ہے کہ گنہگار ہمیشہ اپنے شیطان کے دام مین اسیر رہتا اور اپنی شہوات کے قید خانے اور خواہشون کے طوق وزنجیر مین گرفتار رہتا ہے اور اسیر اسیر سجون مقید کا عام اطلاق کیا جاتا ہے اور یہ بدیہی بات ہے کہ کوئی قیدی اُس قیدی سے زیادہ بدحال نہین ہوتا جو اپنے تمام دشمنوں سے بڑہکر دشمن کی قید مین گرفتار ہو اور کوئی قید خانہ خواہش کے قید خانہ سے زیادہ تنگ وتاریک نہین ہوتا نکوئی قید شہوت کی قید سے صعب اور دردناک ہوتی ہے اور جب یہ قید

مقید و مسجون قلب خدا اور دار آخرت کی طرف کیونکر چل سکتا اور راہ خیر مین قدم دہر سکتا ہے۔ جب دل اسطرح سے مقید اور پابزنجیر ہوتا ہے تو ہر چار طرف سے اوسے آفتین پالیتی ہین۔ دل کی مثال بالکل پرند جانور جیسی ہے کہ جس قدر وہ زمین سے اونچا ہوتا ہے اوسی قدر آفات سے دور رہتا ہے اور جتنا نیچے ہوتا ہے اُتنی ہی آفتین اسے وحشت مین ڈالتی ہین۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ شیطان انسان کے حق مین پہاڑنے والا بھیڑیا ہے تو جسطرح بے وارثی بکری بھیڑیون کے غول مین قریب الہلاکت اور مایوس النجات ہوتی ہے۔ اسیطرح بندے پر جب خدا کی طرف سے کوئی محافظ و نگہبان نہین ہوتا تو اُسکا بھیڑیا اُسے ضرور پہاڑ ڈالے گا۔ اور خدا کی طرف سے اسکا نگہبان تقوی کی وجہ سے مقرر ہوتا ہے کیونکہ تقوی ہی ایک ایسی چیز ہے جو بندے اور اُسکے بھیڑیے کے درمیان مین ایک مستحکم قلعہ اور مضبوط حد قائم ہے اور جیسا کہ وہ دنیاوی و اخروی عذابون سے بچاؤ کا سبب ہے ویسا ہی شیطان سے حفاظت کا باعث ہے۔ بکری جب چرواہے سے قریب تر ہوتی ہے تو وہ بھیڑیے کے صدمے سے بہت بخوف و سالم رہتی ہے اور جب اُس سے دور ہوتی ہے تو قریب الہلاکت ہوتی ہے تو زیادہ محفوظ وہی بکری رہتی ہے جو چرواہے کے قریب ہوتی ہے اور بھیڑیا اس بکری کا لقمہ کرتا ہے جو ریوڑ سے دور اور چرواہے سے بعید ہوتی ہے اور ان تمام باتونکی اصل یہ ہے کہ دل جس قدر خدا سے دور ہوتا ہے اُتنا ہی وہ آفات کا بہت جلد نشانہ بنتا ہے اور جتنا خدا سے قریب ہوتا ہے آفات سے دور رہتا ہے پھر اللہ سے دوری کے بہت سے مرتبے ہین جنمین سے بعض بعض سے زیادہ شدید ہوتے ہین مثلاً ایک غفلت ہے جو آدمی کو خدا سے دور کرتی ہے لیکن معصیت کی دوری غفلت کی سے بہت بڑی ہے۔ اسیطرح بدعت کی دوری معصیت کی دوری سے نفاق و شرک کی دوری ان تمام دوریون سے اعظم ہے

فصل ۴۴

خدا کی نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک سزا یہ ہے کہ گنہگار کی جاہ و منزلت اور عزت و کرامت خدا اور نیز مخلوق کی آنکھون مین بالکل نہین رہتی اور وہ نہایت بے وقعت و ذلیل ہوجاتا ہے کیونکہ خدا کے نزدیک تمام مخلوق مین زیادہ باوقعت اور صاحب عزت وہی شخص ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور مرتبہ کے لحاظ سے خدا کا زیادہ مقرب اور بہت ہی مطیع و فرمانبردار ہو اور یہ ظاہر بات ہے کہ بقدر بندہ کی فرمانبرداری کے خدا کی جناب مین اُسکا منزلت و رتبہ ہوتا ہے یعنے بندہ جس قدر

اسکی اطاعت مین لسکرم ہوتا ہے جناب الٰہی مین زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن جب اُسکی نافرمانی کا مرتکب ہوتا اور اوسکے حکم کی مخالفت کرتا ہے تو خدا کی نظرون سے گرجاتا ہے اور اسکا ظاہری نتیجہ یہ مرتب ہوتا ہے کہ بندون کے دلون سے بھی خدا اوسکی وقعت وعزت کو نکال دیتا ہے اور جب مخلوق کے نزدیک اسکی کوئی عزت باقی نہین رہتی تو وہ اسکے ساتھ ذلیلون اور بے قدرون کا سا برتاوا کرتے ہین اس سے گنہگار کی زندگی نہایت بُری حالت مین بسر ہوتی ہے اور گمنامی بے قدری و ذلیل حالت مین رہتا ہے نہ اسکی حرمت محفوظ رکھی جاتی ہے نہ اوسے فرحت وخوشی میسر ہوتی ہے کیونکہ آدمی کا گمنامی کے دائرہ مین زندگی بسر کرنا لوگون کی نظرون مین بے وقعت ذلیل رہنا ہر قسم کے رنج وغم اور حزن والم کا جمع کرنا ہے اور جب یہ ہے تو ظاہر بات ہے کہ ایسے شخص کو کبھی فرحت وسرور نصیب نہین ہوسکتا ہے اگر معصیت ونافرمانی کی چند روزہ لذت کا ان آلام ومصائب سے موازنہ کیا جائے تو آسمان زمین کا تفاوت معلوم ہو۔

یہ امر قابل نوٹ ہے کہ بندہ کے حق مین خدا کی سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ اسکے ذکر خیر کا آوازہ دونون جہان مین بلند کرے اور اسکی قدر وقعت کا چرچا عام طور پر پھیلا دے یہی وجہ ہے کہ اسنے اپنے پیغمبرون اور نبیون کو ذکر خیر کی شہرت کی ایک ایسی خصوصیت عنایت فرمائی ہے جو اُنکے علاوہ کسی اور کو عنایت نہین فرمائی چنانچہ قرآن مجید کے ایک موقع پر یون ارشاد فرمایا ہے وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ یعنے اور اے پیغمبر تم ہمارے بندون ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو بھی یاد کرو کہ وہ ہاتھون اور آنکھون والے تھے ہم نے انکو ایک خاص بات یعنے ذکر جمیل کی خصوصیت عنایت کی وہ اس دار دنیا مین بھی اسکے ساتھ یاد کیئے جاتے ہین اور آخرت مین بھی یاد کیئے جائینگے غرضکہ دنیاوی ذکر خیر خدا کی ایک ایسی عظیم الشان اور جلیل القدر نعمت ہے جسکے مقابلہ مین تمام نعمتون نے قول ہار دیا ہے اور یہی مطلب لسان صدق کا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے اپنے لیئے مانگا جیسا کہ ارشاد فرمایا وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ یعنے خدا وندا آئیوالی نسلون مین میرا ذکر خیر جاری رکھ خدا تعالیٰ نے انکی اس دعا کو جامہ قبولیت پہنا کر فرمایا وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا یعنے ہم نے ابراہیم اور انکے فرزند اسحاق پوتے یعقوب کو اپنی رحمت کا

بڑا حصہ عنایت کیا اوران کے لیئے اعلی درجہ کا ذکرخیر دنیا مین باقی رکھا۔ اسیطرح اپنے نبی آخرالزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین فرمایا کہ ورفعنا لک ذکرک یعنے ہم نے تمہارے ذکرخیر کا آوازہ بلند کردیا ہے توجولوگ پیغمبرون کے سچے متبع ہین انکو بھی بطریق میراث اس ذکرجمیل مین سے حصہ ملتاہے اورجولوگ انکی مخالفت کرتے ہین تواس مخالفت اورمعصیت کی وجہ سے انہین گمنامی کا دائرہ محیط ہوتا اور ذلت وبدنامی کا غبار چارون طرف چڑھ آتا ہے۔

فصل ۱۴

خدا کی نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک یہ بھی سزا ہے کہ گناہ گنہگار سے مدح وشرف کے القاب چھین کر ذلت وحقارت کے اسمار اس سے چسپان کردیتے ہین مثلاً مومن۔ نیکوکار متقی مطیع۔ خدا کی طرف رجوع لانے والا۔ دوست پرہیزگار مصلح عابد خائف آواب۔ طیب وغیرہ جو اسکے شریف ومدحیہ القاب ہین اُس سے چھینکر فاجر عاصی مخالف بدکار مفسد خبیث مبغوض خدا زانی سارق قاتل کاذب خاین لوطی غدار قاطع الرحم وغیرہ ناپاک وحقیر اسمار اسکے ساتھ چسپان کردیتے ہین پس یہ بُرے اور ناپاک اسمار ہین جنسے گنہگار شخص پکارا جاتا ہے اور ایمان لائے پیچھے ناپاک نامون کا استعمال ہونا بہت ہی بُرا ہے جو خدا تعالی کے غضب کے موجب اور دوزخ مین داخل ہونے کے باعث اور زندگی کے تلخ وذلیل ہونے کے بڑے سبب ہین بخلاف اسکے اوپر کے شریف ومدحیہ القاب خدا کی خوشنودی اور دخول جنت کے موجب ہین اور اسبات پر صاف طور سے دلالت کرتے ہین کہ انکا مسمی تمام بنی نوع پر شرف رکھتا ہے۔ پھر اگر خدا کی نافرمانی کی سزا مین صرف ان ہی اسمار اور انکے موجبات کا استحقاق ہی کافی سمجھا جائے توبھی عقل بالضرور ان سے باز رہنے کا حکم کریگی اور خدا کی فرمانبرداری کے ثواب مین فقط ان ہی القاب اور انکے موجبات پر کامیابی تصور کی جائے توبھی عقل ضرور ان کا حکم فرمائے گی لیکن اصل بات یہ ہے کہ جو چیز خدا کسیکو دے ڈالتا ہے کوئی شخص اُسے اس سے دور نہین کرسکتا اور جو چیز خدا کسی کو دنیا مین نہین چاہتا اوسے کوئی دے نہین سکتا جسے وہ اپنا مقرب بنانا چاہتا ہے کوئی اُسے دور نہین کرسکتا اور جسے وہ خود دور کردیتا ہے کوئی اوسے مقرب نہین بناسکتا وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۞

فصل ۴۲

خدا کی نافرمانیوں کی سزاؤں میں ایک سزا یہ بھی ہے کہ گناہ بالخصوصیت نقصان عقل میں موثر ہوتے اور عقل کو خراب کردیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب تم ایسے دو عقلمندوں کو دیکھو گے جن میں ایک مطیع اور دوسرا عاصی ہے مطیع عقل کی عاصی کی عقل سے ضرور تیز پاؤ گے اور اسکی عقل کو اکمل فکر کو صحیح رائے کو درست اور ہر امر میں قرین صواب دیکھو گے اسی واسطے خدا تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم میں عقلمندوں ہی کو مخاطب فرمایا۔ چنانچہ جا بجا ارشاد ہوا ہے فَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ اور فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ اور وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ وغیرہ وغیرہ۔ اور وہ شخص کیونکر عاقل ہو سکتا ہے جو ایسے شخص کی نافرمانی کرتا ہے جسکی مٹھی میں ہر وقت اپنے تئیں دیکھتا جسکے گھر میں بستا ہے اور یہ جانتا بھی ہے کہ وہ مجھے ہر وقت دیکھ رہا ہے اور میں ہمہ وقت اسکے سامنے ہوں مجھ میں اور اس میں کسی طرح کا حجاب اور کسی قسم کی آڑ نہیں ہے۔ باوجود اسکے پھر اسکی نافرمانی میں مصروف رہتا ہے۔ بھلا ایسے شخص کو کون عقلمند کہہ سکتا ہے جو اپنے مربی اپنے خالق کی نعمت کو چھوڑ کر اسکی ناخوشنودی طلب کرتا ہو۔ ہر وقت اسکے غضب کی استدعا کرتا ہو اسکی لعنت اور اسکی بارگاہ سے دوری چاہتا ہو اسکے دروازہ سے نکالا جانا اپنے سے اعراض کرنا اسکی خذلان کو پسند کرتا ہو اور اسباب کا خواہاں ہو کہ خدا اسے اسکے نفس و دشمن کی کشمکش میں چھوڑ کر الگ ہو جائے اسے اپنی نظروں سے گرا کر عام لوگوں میں ذلیل و حقیر کردے اسے اپنی محبت اور رضامندی کی راحت سے اپنے قرب کی لازوال نعمت سے اپنے جواب کی نعمت پر کامیاب ہونے سے اپنے دیدار کے شرف سے بالکل محروم و بےنصیب کردے ایسے شخص کو کون عقلمند کہہ سکتا ہے جو ان مذکورہ نعمتوں کو جو خدا کے فرمانبرداروں کا حصہ میں چھوڑ کر ان مصیبتوں کو خریدتا ہے اور یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ ایک ایسی حقیر لذت کو جو دم بھر میں یا دن بھر میں یا بہت سے ایک زمانہ میں فنا ہو جانے والے اور پریشان خوابوں کی طرح ہیچ ثابت ہونیوالی ہے ابدی اور غیر فانی نعمت اور ہمیشہ کی کامیابی پر ترجیح دیکر اختیار کرے یہ عقل کچھ عقل نہیں اور یہ ہوشیاری کسی کام کی نہیں سچ پوچھیے تو عقل دین و دنیا کی سعادت اور ابدی حیات کا نیک اور سیدھا بنانے والی چیز کا نام ہے۔ یہ عقل جسکی وجہ سے گنہگار

حجت تمام ہوگی اور الزام قائم کیا جائے گا اگر گنہگار مین نہ ہوتی تو وہ مجنونون اور دیوانون کی فہرست مین شمار کیا جاتا بلکہ بعض اوقات مجنون ہی کیا بلحاظ دنیا اور کیا بلحاظ آخرت اس عقلمند گنہگار سے بہتر ہوتے ہین - یہ تو اُس نقصان عقل کا ذکر تہا جو عالم معاد کے ساتہ تعلق رکہتا ہے - رہا وہ نقصان عقل جو اس زندگی مین معاش سے متعلق ہے اس کا بیان آ ہے کہ اس نقصان مین مطیع وعاصی کے دونون گروہ شریک ہین - اگر اس نقصان مین اشتراک ہوتا تو ضرور ہمارے گروہ کے فرمانبردارون کو ہم مین سے عاصیون کا نقصان عقل ظاہر ہو جاتا - مگر چونکہ آفت اور جنون عام ہے اس لیئے ظاہر طور پر گنہگارون کا نقصان عقل محسوس نہین ہوتا لیکن حقیقت مین وہ صریح نقصان عقل مین مبتلا ہین کیونکہ اگر انکی عقلین صحیح اور درست ہوتین تو انہین معلوم ہو جاتا کہ لذت وفرحت اور مبارک عیش وسرور کے حاصل کرنیکا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ بندہ خدا کی خوشنودی ورضامندی کو تمام نعمتون اور عیشون سے اعلی درجہ کی نعمت سمجہے اور اسکی ناخوشی وغضب مین نعمت وفرحت کو بھی بڑا سخت وسنگین عذاب جانے کیونکہ اصل مین خدا ہی کی رضامندی مین آنکہون کی ٹہنڈک نفوس کی خوشی وراحت - دلونکی زندگی ارواح کی لذت عیش کا مزا - زندگی کی کامرانی منحصر ہے اور یہ ایسی بیش قیمت نعمت ہے کہ اگر اسکا ایک ذرہ دنیا کی تمام نعمتون کے مقابلہ مین وزن کیا جائے تو یہ اوسکے ہم پلہ نہین ہو سکتین بلکہ اگر کسی دل کو اس مین سے بہت تہوڑا حصہ ہی حاصل ہو جائے تو وہ اسکے معاوضہ مین دنیا وما فیہا سے ہرگز راضی نہو اور باوجود اسکے وہ اپنی اس دنیاوی حصہ مین اُن لوگون سے بہت زیادہ راحت وتنعم مین زندگی بسر کرتا ہے جو نعمتون سے مالا مال ہین اس قلیل حصے اور تہوڑے سے اُسکا عیش ویسا مکدر نہین ہوتا جیسا ان لوگون کا ہموم واحزان سے مکدر ہوتا ہے جو ہمیشہ نعمتون مین ڈوبے رہتے ہین بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خدا کے فرمانبردار کو ان دونون نعمتون پر کامیابی حاصل ہوتی ہے اور وہ ان دو نعمتون کے علاوہ دو اور نعمتون کا منتظر رہتا ہے جو ان دونون سے عظیم الشان اور جلیل القدر ہوتی ہین پہر اگر اس اثنا مین اُسے آلام وآفات پہونچ جائین تو اُس کو اس حال کو ویسا ہی سمجہنا چاہیئے جیسا کہ خدا تعالی نے اپنے کلام قدیم مین ارشاد فرمایا ہے

اِنۡ تَكُوۡنُوۡا تَاۡلَمُوۡنَ فَاِنَّهُمۡ يَاۡلَمُوۡنَ كَمَا تَاۡلَمُوۡنَ وَتَرۡجُوۡنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرۡجُوۡنَ ط یعنے اگر تم دردمند ہو تو کچھ مضائقہ نہین وہ بھی تم جیسے دردمند ہین اور تم خدا سے وہ امید رکھتے ہو جسکی انہین امید نہین۔ حاشا و کلا اس شخص سے زیادہ کوئی ناقص العقل اور کم فہم نہین جو دودھ کو مینگنی اور مشک کو گوبر کے عوض فروخت کرے اور نبیون صدیقون شہیدون صالحون کی رفاقت کو جنہپر خدا نے اپنا انعام خاص فرمایا ہے اون لوگون کی رفاقت سے بدلے جنپر خدا کا غضب ٹوٹ پڑا اور لعنت کا طوق ملا اور انکے لیئے دوزخ تیار کی گئی۔

فصل ۳۴

خدا کی نافرمانیون اور گناہون کی سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ اُن سے بندے اور خدا کے درمیان اجنبیت قطعیت پیدا ہو جاتی ہے اور جب اجنبیت اور بیگانگی پیدا ہو جاتی ہے تو بندہ سے تمام خیر و فلاح کے اسباب منقطع ہو جاتے اور اسباب شر ہر طرف سے اُسے آگھیرتے ہین اور جب یہ (یعنے ایسے شخص کے لیئے) جس سے فلاح و خیر کے تمام اسباب منقطع ہو جایئن اور اُسمین اور اوسکے مولا و کارساز مین قطعیت و بیگانگی واقع ہو جائے جس سے اوسے چشم زدن کے لیئے بھی بے پروائی میسر نہین ہو سکتی۔ اور جسکا کوئی بدلہ اور معاوضہ نہین ہو سکتا اور نیز دنیا جہان کے اسباب سزا اوسے آگھیرتے ہین پھر اسپر طرہ یہ کہ اس مین اور اُسکے سخت ترین دشمن مین دوستی و محبت کا سلسلہ قائم ہو جائے اور وہ اپنے قدیمی دشمن کو دل سے دوست رکھنے لگے اسکا حقیقی کارساز اُس سے کنارہ کشی اختیار کرے) کون ہی فلاح اور کونسی امید اور کون سے عیش کی توقع کی جا سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس انقطاع اور طرح طرح کے آفات و آلام مین جو مصائب اوسپر ٹوٹتے ہین اسکی تفصیل سے کوئی متنفس واقف نہین ہو سکتا۔ بعض سلف کا قول ہے کہ مین گنہ گار بندے کو خدا اور شیطان کے درمیان مین پڑا دیکھتا ہون اگر خدا اُس سے اعراض کرتا ہے تو شیطان اُسے اپنی پناہ مین لیکر اسکا دوست بنجاتا ہے اور خدا والی و کارساز بنتا ہے تو اوسپر شیطان کا قابو نہین چلتا خدا تعالی فرماتا ہے وَاِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِيۡسَ كَانَ مِنَ الۡجِنِّ فَفَسَقَ عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوۡنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗۤ اَوۡلِيَآءَ مِنۡ دُوۡنِىۡ وَهُمۡ لَـكُمۡ عَدُوٌّ بِئۡسَ لِلظّٰلِمِيۡنَ بَدَلًا ۞ یعنے جب ہم نے فرشتون کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے علاوہ سبھی نے تو سجدہ کیا۔

ابلیس چونکہ جنات کی قسم مین سے تہا اس لیئے اپنے پروردگار کے حکم سے بہاگا تو لوگو! کیا ہم کو چہوڑ کر ابلیس اور اوسکی نسل کو اپنا دوست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے قدیمی دشمن ہین ظالمون نے جو خدا کے بدلے شیطان کو اختیار کیا ہے اُن کے حق مین یہ بدلا بہت ہی بڑا ہوا۔ آئیہ مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا اپنے بندون کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ مین نے تمہارے باپ آدم کی عالم ملکوت مین عزت افزائی کی اور اسکی قدر و بزرگی کا آوازہ بلند کرنے کے لیئے اپنے تمام فرشتون کو حکم دیا کہ آدم کی تکریم و تعظیم کے اظہار کے لیئے اسے سجدہ کرو۔ چنانچہ انہون نے میری اطاعت قبول کی مگر میرے دشمن اور آدم کے دشمن نے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور میرے حکم سے سرتابی کرکے میری اطاعت سے نکل بہاگا تو اب یہ بات تمہین کسطرح بہلی لگتی ہے کہ مجہے چہوڑ کر اُسکی اور اُسکی نسل کی دوستی اختیار کرتے ہو میری نافرمانی مین اسکی اطاعت اور میری خلاف مرضی مین اوس سے محبت رکہتے ہو حالانکہ وہ تمہارا سخت دشمن ہے اور باوجود مین نے تمہین اس سے دشمنی و عداوت رکہنے کا حکم دیا ہے مگر پہر بہی تم اپنے اور میرے دشمن سے محبت و دوستی کا سلسلہ مضبوط و مستحکم کیئے جاتے ہو اور یہ تمہین معلوم ہے کہ جو شخص بادشاہ کے دشمنون سے دوستی رکہتا ہے وہ اور اسکے تمام دشمن بادشاہ کی نزدیک برابر ہوتے ہین۔ کیونکہ محبت و طاعت کی تکمیل صرف اسپر موقوف ہے کہ جسکی تم اطاعت کرتے ہو اسکے تمام دشمنون سے دلی عداوت سے اور دوستون سے قلبی اتحاد و دوستی رکہو لیکن جب بادشاہ کے دشمنون سے دوستی رکہو اور پہر اسبات کا دعوی کرو کہ ہم بادشاہ کو دوست رکہتے ہین تو یہ دعوی نہ صرف غلط بلکہ سخت محال ہے اور اگر بادشاہ کا دشمن تمہارا دشمن نہ ہوتا تو بہی کوئی بات تہی لیکن جب وہ تمہارا بہی دشمن ہے اور قدیمی دشمن ہے اور تم مین اُس مین بہیڑیئے اور بکرے کی دشمنی سے بہی زیادہ عداوت ہے تو تمہارا اس سے دوستی کرنا نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت انگیز ہے۔ عاقل تو کبہی اسبات کو پسند کرنے کا ہی نہین کہ وہ اپنے اور اپنے ولی و کارساز اور مالک کے دشمن سے دوستی پیدا کرے جسکے سوا اوسکا کوئی اور کارساز ہی ہو نہ مددگار۔ الغرض خدا تعالی نے اس آیت مین وہم لکم عدو فرماکر اس دوستی کی قباحت و شناعت پر تنبیہ کی ہے جیساکہ اسکی قباحت پر جملہ ففسق عن امر ربہ مین تنبیہ فرمائی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا خدا سے اور نیز ہم سے دشمنی رکہنا

ایک ایسا اہم اور عظیم الشان سبب ہے جو ہمیں اسبات پر آمادہ کرتا ہے کہ اس ملعون نابکار سے ہمیشہ عداوت وبغض رکھیں اور اسپر بھی اگر ہم نے خدا کو چھوڑ کر شیطان سے دوستی اختیار کی تو یہ بہت ہی بُری دوستی اور بہت ہی بڑا استبدال ہے اور بئس للظالمین بدلا کا پورا پورا مصداق بنتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس آیت مین جو بنی آدم کو خطاب کیا گیا ہے اسکے تحت مین ایک عجیب ولطیف طور پر ایک قسم کا عتاب مضمر ہے اور وہ یہ کہ اے بنی آدم مین نے شیطان کو صرف اس وجہ سے اپنا دشمن بنا لیا کہا وسنے اور فرشتون کی ہمراہی مین تمہارے باپ آدم کو سجدہ نہین کیا تو گویا یہ دشمنی تمہاری وجہ سے پیدا ہوئی۔ مگر سخت افسوس ہے کہ اس دشمنی کا یہ انجام ہوا کہ تم نے اپنے اور اسکے درمیان مین مصالحت وموالات کا سلسلہ مستحکم کرلیا۔

فصل ۴۴

خدا کی نافرمانیون کی ایک مہلک اور خطرناک سزا یہ ہے کہ گنہگار کی عمر ورزق کی برکت مٹ جاتی اور اور علم وعمل طاعت وفرمانبرداری کی برکت دنیا سے نیست ونابود ہوجاتی ہے اور کچھ ان ہی چیزون کی برکت نہین بلکہ دین ودنیا کی تمام برکتین جاتی رہتی ہین۔ یہی وجہ ہے کہ تم خدا کے نافرمان کو دین ودنیا اور عمر ورزق کی برکتون مین سب سے اقل اور کم درجہ پاؤگے کیونکہ زمینی برکتین مخلوق ہی کی نافرمانیون اور گناہون کی نجاست سے مٹ جاتی ہین جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ

یعنے اگر ان بستیون کے رہنے والے خدا پر ایمان لاتے اور پرہیزگاری کا طریقہ اختیار کرتے تو ہم آسمان وزمین کی برکتون کے دروازے ان پر کھول دیتے ہین۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ یعنے اگر لوگ سیدھے رستہ پر قائم رہتے تو ہم اونکو پانی کی ریل پیل سے سیراب کرتے تاکہ اسکے کی نعمت مین انکی شکرگزاری کا امتحان کرین۔ اسی طرح ایک حدیث مین یہ مضمون آیا ہے کہ بندہ اون گناہون کی وجہ سے جو اس سے سرزد ہوتے ہین رزق سے محروم وبے نصیب رہتا ہے۔ ایک حدیث مین یہ بھی آیا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔ میرے دل مین روح القدس نے اسبات کا نقش جما دیا ہے کہ جبتک ہر نفس اپنا رزق پورا پورا نہ حاصل کرلیگا اسے موت نہ آئیگی تو تو گو!

خدا سے ڈرو اور طلب رزق مین نیک طریقہ اختیار کرو کیونکہ جو برکت و نعمت خدا کے پاس ہے وہ بجز اسکے اطاعت و فرمانبرداری کے حاصل نہین ہوسکتی اور خدا نے راحت و فرحت کو اپنی رضامندی و یقین مین اور رنج وغم کو اپنی ناخوشی اور شک مین مضمر کیا ہے۔ امام احمد والاثر جو انہون نے کتاب الزہد مین ذکر کیا ہے پیشتر گذر چکا ہے کہ خدا فرماتا ہے مین اللہ ہون جب مین کسی سے خوش ہوتا ہون تو اوسے برکتون سے مالامال کر دیتا ہون اور میری برکتون کی کوئی حد و انتہا نہین ہے اور جب کسی سے ناخوش ہوتا ہون تو اوسپر اپنی لعنت کا مینہہ برساتا ہون اور اس لعنت کا اثر اسکی ساتوین پشت تک باقی رہتا ہے واضح ہو کہ رزق و عمل کی وسعت سے یہ مراد نہین ہے کہ وہ شمار مین بہت اور کثیر ہون اور نہ عمر کی درازی سے یہ مقصود ہے کہ وہ بہت برسون اور مہینون تک زندہ رہے بلکہ رزق و عمر کی وسعت ہونے کے یہ معنی ہین کہ اُن مین برکت کا اثر نمایان ہو۔ اور یہ بات پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ بندہ کی عمر سے مراد اسکی مدت حیات ہے اور اس شخص کی زندگی کچھ زندگی نہین جو خدا سے منہہ موڑ کر اسکے غیر کی طرف مشغول ہو جائے بلکہ اسکی ایسی زندگی سے بہائم اور چارپایون کی زندگی بدرجہا بہتر ہے کس لیئے کہ انسانی زندگی صرف دل و روح کی زندگی کا نام ہے اور دل کی خالق کی معرفت اوسکی محبت و مودت اوسکی تنہا عبادت ہر حال مین اسکی طرف رجوع و انابت اسکے ذکر سے اطمینان اوسکے قرب سے انس حاصل کرنے پر موقوف ہے تو جس شخص نے اس زندگی کو گم کر دیا وہ تمام بہلائیون اور نیکیون کو کہو بیٹہا جسکا دنیا مین کوئی معاوضہ کوئی تلافی نہین ہوسکتی اگرچہ وہ اوسکی تلافی کرنے کی انتہا سے زیادہ کوشش کرے بلکہ سچ پوچہیے تو ساری دنیا اس سرے سے لیکر اس سرے تک اس زندگی کا معاوضہ نہین ہوسکتی کیونکہ بندہ سے جو چیز بہی فوت ہو جاتی ہے اوسکا معاوضہ ممکن ہوتا ہے لیکن جب خدا اس سے فوت ہو جاتا ہے تو اُسکا معاوضہ ناممکن ہی نہین بلکہ سخت محال ہوتا ہے اور کیون نہو فقیر بالذات غنی بالذات کا عاجز بالذات قادر بالذات کا مردہ اس زندہ کا جو ہمیشہ ایک حال پر باقی رہے گا اوسے کبہی موت نہ آئے گی۔ مخلوق۔ خالق کا وہ شخص جسکا کچھ وجود نہو جسکی کوئی ذاتی چیز نہو ایسے بااختیار مقتدر کا ہرگز معاوضہ نہین دے سکتا۔ جسکی غنا جسکی حیات جسکا کمال جسکا وجود جسکی رحمت اسکی ذات کے لوازمات مین سے ہو

جو شخص ایک ذرہ کا مالک نہو وہ اس کو کبھی معاوضہ نہین دے سکتا جسکے لئے آسمانون اور زمین کی بادشاہت مسلم ہو۔ اور خدا کی نافرمانی جو آدمی کے رزق و عمر کی برکت کو مٹا دیتی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ برکت اور اہل برکت پر شیطان اپنا پورا پورا قبضہ کرلیتا ہے اور اسکا غلبہ اُسکا تسلط گنہ گارون پر کما حقہ ہوجاتا ہے اور جس چیز مین شیطان کی شمولیت و شرکت ہوتی ہے اسکی برکت قطعًا اور یقینًا منسیت و نابود ہوجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے کہانے پینے کپڑا پہننے سواری پر سوار ہونے عورت سے ہمبستر ہونے کے وقت خدا کا نام یعنے بسم اللہ کہنا مشروع کردیا ہے کیونکہ جس چیز کو خدا کے نام سے شروع کیا جاتا ہے اس مین برکت کا اثر نمایان ہوتا ہے اور اسکے نام سے شیطان اور اُسکے حالی موالی بہاگ کہڑے ہوتے ہین پہر خودبخود اس مین وسعت و برکت محسوس ہوتی ہے بخلاف اسکے جس چیز پر خدا کا نام نہین لیا جاتا اُسکی برکت جاتی رہتی ہے وجہ یہ کہ خدا خود مبارک ہے تمام برکتین اسی کی طرف سے ظہور پذیر ہوتی ہین جو چیز اسکی طرف نسبت کیجاتی ہے مبارک کہلاتی ہے۔ اسی لحاظ سے کہا جاتا ہے کہ خدا کا کلام مبارک ہے اُسکا رسول مبارک ہے اسکا ایمان دار بندہ جو مخلوق کو فائدہ پہنچاتا ہے مبارک ہے اسکا محترم گہر یعنے بیت اللہ مبارک ہے۔ ملک شام برکت کی زمین ہے جو برکت کے وصف کے ساتہ قرآن مجید کی چھ آیتون مین مذکور ہوئی ہے اور جب یہ ہے تو صاف طور پر کہا جاتا ہے کہ بجز خدائے واحد اور اوس چیز کے جو اُسکی طرف منسوب کی جاتی ہے کوئی مبارک نہین۔ خدا کی طرف کسی چیز کے منسوب ہونے کے یہ معنے ہین کہ اسکی محبت و رلوبیت اور رضامندی کی طرف منسوب ہو ورنہ یون تو ساری دنیا اور اُسکی تمام چیزین خدا کی ربوبیت اُسکی ملکیت کی طرف منسوب ہین۔ **خلاصہ** یہ کہ جب خدا تعالی کسی شخص یا کسی قول و عمل کو اپنی پاک ذات سے دور کردیتا ہے تو اس مین خیر و برکت کا نام تک نہین رہتا اور ان مین سے جو چیز اسکے قریب ہوتی ہے تو مقدار قرب کے اعتبار سے اس مین خیر و برکت پائی جاتی ہے۔ برکت کی ضد لعنت ہے اور کسی چیز مین برکت نہونے کے یہ معنے ہین کہ وہ خدا کے نزدیک ملعون ہے تو جس زمین یا جس شخص یا جس عمل پر خدا نے لعنت کی ہوگی وہ ہر طرح کی خیر و برکت سے نہایت دور رہے گی۔ خدا نے اپنے دشمن ابلیس پر لعنت کی ہے اور اُسے اپنی درگاہ سے بہت دور کردیا ہے تو جو شخص اسکا طرفدار ہوگا

اُسے خدا کی لعنت کا اُس قدر حصہ ملیگا جس قدر وہ اس سے قریب اور متصل ہوگا یہین سے معلوم ہوگیا کہ عمر و رزق اور علم و عمل کی برکت مٹانے مین جتنی تاثیر معاصی کو ہے اُتنی کسی اور چیز کو نہین ہے۔ پس جونسی وقت مین تم خدا کی نافرمانی کروگے یا مال و بدن اور علم و عمل اور جاہ کی وجہ سے کسی جرم کے مرتکب ہوگے اسکا ضرر پھر پھر کر تم ہی پر پڑے گا اور تمہاری عمر مال قوت جاہ علم عمل سب ہیچ ثابت ہونگے مگر ہان وہ عمر و مال ٹھکانے لگین گے جنکے ذریعہ سے تمنے خدا کو خوش کیا ہوگا اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری کی ہوگی یہی سبب ہے کہ اگرچہ بعض لوگ اس دار دنیا مین سو سال بلکہ اس سے بھی زیادہ زندہ رہتے ہین مگر اُنکی عمر پوری بیس برس کی نہین ہوتی مثلاً بعض گنہگار اگرچہ سونے چاندی کے لبریز خزانے اور جمع کیئے ہوئے ڈہیر رکہتے ہین لیکن درحقیقت وہ ہزار درہم کے بھی مالک نہین ہوتے اور یہی حال جاہ و علم وغیرہ کا بھی سمجہہ لینا چاہیئے - ترمذی مین آیا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا خود بھی ملعون ہے اور جو چیز اس مین موجود ہے وہ بھی ملعون ہے مگر خدا کا ذکر اور اُسسے دوست رکھنے والے اور عالم اور علم سیکھنے والے ملعون نہین ہین - ایک اور اثر مین یون آیا ہے کہ دنیا وما فیہا ملعون ہے لیکن جو چیز خدا کے لیئے ہے وہ ملعون نہین بلکہ اس مین برکت خاص ہے

فصل ۵۴

خدا کی نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک بڑی سزا یہ ہے کہ گناہ نافرمانون کو نہایت ذلیل اور کم درجے کے لوگون مین جگہ دیتے ہین - بعد اسکے کہ اُن مین اعلیٰ درجے کے لوگون مین داخل ہونے کا مادہ موجود تھا اور اسکی توضیح یہ ہے کہ خدا نے اپنی مخلوق کو دو طرح پیدا کیا اعلیٰ اور ادنیٰ اعلیٰ درجہ کے لوگون کے لیئے ایک نہایت بلند مرتبہ یعنے مقام علیین قرارگاہ مقرر کیا اور ادنی درجے کے لوگونکے واسطے اسفل السافلین ٹھکانہ تجویز فرمایا اور ساتھ ہی جسطرح اپنے فرمانبردارون کو تمام مخلوق سے معزز و مکرم گنہگار نافرمانون کو ساری مخلوق سے زیادہ ذلیل و حقیر ٹہرایا اسیطرح اپنے مطیع بندون کا دنیا و آخرت دونون جہانون مین آوازہ بلند کیا اور ارفع و اعلیٰ مرتبہ عنایت فرمایا اور گنہگارون کو دنیا و آخرت مین اسفل و ادنیٰ درجہ دے کر پہلے گروہ کی عزت و فخر اور دوسرے کی ذلت و حقارت کے ساتھ تشہیر کی جیسا کہ مسند امام احمد مین حضرت عبد اللہ بن عمر جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

سے روایت کرتے ہین کہ خدا فرماتا ہے مینے ذلت وحقارت کا ناموزون سکہ اُن لوگونکی پیشانیون پر بٹھا دیا ہے جو میرے حکم کی مخالفت کرتے ہین۔ الغرض جب بندہ کسی معصیت مین مبتلا ہوتا ہے تو وہ اپنے اصلی مرتبے سے پستی کی طرف نزول کرتا ہے اور پستی کے تمام درجے یکے بعد دیگرے طے کرتا ہوا کمتر سے کمتر مخلوق کے درجہ مین پہنچ جاتا ہے جسے اسفل السافلین سے تعبیر کیا کرتے ہین اور جب وہ طاعت الٰہی مین مصروف ہوتا ہے تو اس سے اسکا درجہ بلند ہو جاتا ہے اور ارتفاع مین ترقی کرتے کرتے اعلیٰ علیین تک جا پہنچتا ہے لیکن کبھی کبھی بندے کو اپنی مدت حیات مین ایک درجہ سے صعود اور ایک وجہ سے نزول بھی ہوتا رہتا ہے سو اسوقت اگر صعود کو غلبہ ہوگا تو وہ اعلیٰ درجہ کے لوگون مین شمار کیا جائے گا اور نزول کو ترجیح ہوگی تو کمتر لوگون کے درجے مین معدود ہوگا کیونکہ اگر کوئی شخص سیڑہے کے سو ڈنڈون پر چڑہکر ایک ڈنڈا نیچے اُتر آیا تو وہ اس شخص کی برابر نہین ہوسکیگا جو سو ڈنڈے اُترکر ایک ڈنڈے پر چڑھا لیکن اسمقام پر نفوس کو ایک بڑی غلطی درپیش آتی ہے اور وہ یہ کہ بندہ کبھی ایسی گہری پستی کی طرف نزول کرتا ہے جسکی گہرائی اور بعد مشرق ومغرب اور آسمان وزمین کی مسافت سے بھی زیادہ ہوتی ہے پہر یہ شخص اگر اوپر کی جانب ہزار درجے بھی طے کر جائیگا اور اپنے عروج مین بے نظیر ترقی کرے گا تاہم وہ اس ایک نزول کا جبر نقصان نکر سکے گا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کلمہ کی وجہ سے جسے وہ اپنی زبان سے نکالتا ہے دوزخ کی گہرائی مین یہان تک گرتا چلا جائیگا کہ اگر اس مسافت کا اندازہ کیا جائے تو مشرق ومغرب کی درمیانی مسافت بھی اُسکے سامنے ہیچ ہوگی۔ اور جب یہ ہے تو اب کون سا ایسا صعود ہوسکتا ہے جو اس نزول کا مقابلہ کرسکے اور نزول ہے کہ ہر انسان کو لازم اور ضرور ہے۔ اسکا مختصر جواب یہ ہے کہ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہین جنہین غفلت کی طرف نزول ہوتا ہے تو ایسے لوگ جب اپنی غفلت سے چونک کر ہوشیار ہونگے تو ضرور اپنے قدیم درجے پر یا بلحاظ اپنی بیداری و ہوشیاری کے اوس اعلیٰ درجہ پر عود کر جائینگے اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہین جنکا نزول ایک ایسے مباح امر کی طرف ہوتا ہے جس سے طاعت الٰہی پر مدد لینے کی نیت نہین ہوتی یہ لوگ جب خدا کی نافرمان برداری وطاعت کی طرف رجوع ہونگے تو کبھی تو اپنے اصلی مرتبہ پر

جا پہونچتے ہین گے۔ کبھی اوس سے ورے کبھی اُس سے اوپر کیونکہ کبھی تو اسکی ہمت پہلے سے اعلی ہوتی ہے کبھی ضعیف وکمزور ہوتی ہے۔ گاہے ہمت سابقہ کے مساوی ہوتی ہے۔ اور بعض لوگ وہ ہوتے ہین جنکا رجوع گناہ کی طرف ہوتا ہے کبھی صغیرہ کی طرف اور گاہے کبیرہ کی جانب اور یہ گروہ اپنے اصلی مرتبہ تک پہنچنے مین توبۂ نصوح اور سچی انابت ورجوع کی محتاج ہین۔ پہر لوگون کا اختلاف ہے کہ کیا بندہ توبہ کے بعد اپنے اوسی درجہ کی طرف عود کرسکتا ہے جو اُسے گناہ کے مرتکب ہونے سے پیشتر حاصل تہا کیونکہ توبہ گناہ کے اثر کو جڑ بنیاد سے مٹا دیتی ہے اور گناہ کے وجود کو عدم کے پردہ مین چھپا دیتی ہے گویا کبھی اسکا ظہور ہوا ہی نہ تہا یا وہ اپنے اس مرتبہ کی طرف لوٹ نہین سکتا اس بنا پر کہ توبہ کی تاثیر صرف اسی قدر ہے کہ گناہ پر جو عذاب مترتب ہوتا ہے وہ گنہگار پر سے ٹلجاتا ہے اور جو درجہ اُس سے فوت ہوگیا اُس توبہ کے ذریعہ سے نہین پایا جاسکتا۔ جو لوگ اسبات کے قائل ہین کہ گنہگار توبہ کی وجہ سے اپنے اُس مرتبہ کو نہین پہنچ سکتا جس پر وہ گناہ کے مرتکب ہونے سے پیشتر تہا اونکی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ زمانۂ معصیت مین طاعت الٰہی مین مشغول ہونے کی وجہ سے اپنے تمام اعمال سابقہ کے ذریعے اوپر کے درجے پر چڑہنے اور ایک مرتفع اور اعلی درجہ حاصل کرنے کے لیئے مستعد اور سرگرم تہا اور جون جون اسکے اعمال سابقہ مین روز افزون ترقی ہوتی جاتی تہی وہ اعلی درجون پر کامیاب ہوتا جاتا تہا جیسے وہ شخص کہ ہر روز اپنے تمام مال اور سرمایہ سے جو اسکی ملکیت مین ہے تجارت کرتا رہتا ہے اور جون جون راس المال بڑہتا جاتا ہے۔ فائدہ دوچند سہ چند ہوتا جاتا ہے یہی حال بعینہ اس شخص کا بہی تہا کہ اپنے تمام اعمال سابقہ کی ترقی سے فائدہ اور ارتفاع حاصل کرتا تہا لیکن جب معصیت الٰہی مین گرفتار ہوا تو وہ فائدہ اور ارتفاع جاتا رہا اب جب از سر نو عمل کرے گا یا نزول کے بعد از سر نو صعود حاصل ہوگا۔ حالانکہ اس سے پیشتر بغیر نزول کے اسفل سے اعلی کی طرف صعود حاصل ہوسکتا تہا اور جب ان دونون صورتون کو غور سے دیکہا جائے گا تو ان مین آسمان و زمین کا تفاوت ظاہر ہوگا زیادہ تشریح کے لیئے ان دونون شخصون کی مثال یون سمجہنی چاہیئے کہ دو آدمی ایسی دو سیڑہیون پر چڑہتے ہین جنکی کوئی حد و انتہا نہین ہے اور یہ دونون شخص سیڑہیون کے ڈنڈے طے کرنے مین مساوی ہین مگر آگے چلکر ایک

شخص نیچے اُترا گو ایک ہی ڈنڈا ہی اور پھر چڑھنا شروع کیا تو ظاہر بات ہے کہ جو شخص نیچے نہیں اُترا اور اوپر ہی چڑھتا چلا گیا اُس مین اور اسمین کس قدر فرق ہے لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے ان دونون فرقون مین جو فیصلہ دیا ہے وہ حقیقت مین نہایت مقبول اور قابل تسلیم فیصلہ ہے وہ کہتے ہین اسبارہ مین تحقیق بات یہ ہے کہ تائبون کی کئی قسمین ہین بعض تائب تو ایسے ہین جو توبہ کے بعد اپنے پہلے مرتبہ سے اعلی مرتبہ کی طرف عود کر جاتے ہین اور بعض وہ ہین جو اپنے پہلے ہی مرتبہ کی طرف رجوع کرتے ہین اور بعض اوس تک بھی نہین پہنچ سکتے اور بعض اپنے سابق کے مرتبہ پر پہونچ جاتے ہین۔ مین کہتا ہون کہ یہ تفاوت مراتب توبہ کی قوت و کمال اور اس ذلت و خضوع رجوع الی اللہ اور خوف و اندیشہ الٰہی اور خدا کے ڈر سے رونے کے لحاظ سے ہے جو معصیت کی سبب سے بندے پر طاری ہوتے ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خدا کا خوف ان تمام باتون پر غالب آجاتا ہے اسوقت تائب اپنے سابق کے مرتبے سے بھی تجاوز کرکے بڑے اعلی درجہ پر پہنچ جاتا ہے اور توبہ کے بعد اسکی حالت بہت بہتر اور قابل اطمینان ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی معصیت بندہ کے حق مین رحمت بنجاتی ہے کیونکہ وہ عُجب و خود پرستی کا خطرناک مرض اُس سے دور کرتی اور اُسے اپنے نفس و اعمال پر بھروسہ کرنے کی مہلک بھنور سے نکال لیتی ہے اسی کی وجہ سے بندہ اپنا عجز و انکسار اور ذلت کا رخسارہ اپنے سید و مولا کی چوکھٹ پر رکھتا اُسکے قدر و رتبہ کو پہچانتا اپنی محتاجی اور ضرورت کے لیئے اپنے آقا و سردار کی حفاظت ضروری سمجھتا اسکی عفو و مغفرت کا طالب ہوتا ہے یہی معصیت اسکے دل سے طاعت کی شوکت و صولت نکال ڈالتی اور اسکی مشیخت تاب ناک اور مغرور و متکبر گردن کو توڑ مروڑ کر رکھدیتی ہے یہی معصیت اسے اپنے نفس کو غیر سے بہتر اعتقاد کرنے سے روکتی ہے۔ یہی معصیت بندے کو اس کے پروردگار کے آگے گنہگار اور خطاکارون کے موقف مین اس حال مین لیجا کھڑا کر دیتی ہے کہ وہ خدا کے سامنے سرنگون ندامت کے عرق مین غرق خائف و ترسان کھڑا رہتا اپنی طاعت کو حقیر اور گناہون کو بڑا جانتا ہے۔ اپنے نفس کے ناقص و مذموم ہونے کا اعتراف کرتا اور اپنے پروردگار کے منفرد بالکمال اور قابل حمد و شکر ہونے کا اقرار کرتا ہے۔

فصل ۴۶

ایسے شخص کو اگر تہوڑی سی نعمت بہی خدا کی طرف سے پہونچیگی تو وہ اسے اپنے حق مین بہت بڑی اور کثیر المنفعۃ نعمت سمجہیگا اور اپنے نفس کو اسکا اہل اور قابل نہ خیال کر کے اس سے بہت کمتر اعتقاد کریگا اور جب ہلکی سی ہلکی بلا بہی اسے پہونچیگی تو اپنے نفس کو اس سے بہت بڑی مصیبت کے قابل سمجہکر اُسے اسکا اہل جانیگا اور ساتہہی اسبات کا معتقد ہوگا کہ میرے مولانے مجہپر بڑا ہی احسان کیا کیونکہ اُسنے بقدر میرے جرم کے بلکہ اسکے نصف بلکہ اسکے ادنی جزو کے بہی سزا نہین دی ورنہ جس سزا کا مین مستحق تہا اُسے تو بڑے بڑے عالیشان پہاڑ بہی برداشت نہین کر سکتے چہ جائیکہ مین ضعیف اور عاجز بندہ۔ اور اصل مین بات بہی یہی ہے کس لئے کہ گناہ اگرچہ چہوٹا اور صغیر ہو اسکے مقابل ایک ایسا مقتدر اور عظیم الشان شخص ہے جسکی عظمت کا کوئی چیز مقابلہ نہین کر سکتی ایسا کبیر و جلیل ہے جس سے کوئی چیز بڑی اور بزرگ نہین ہو سکتی اور یہ بدیہی بات ہے کہ جو منعم اپنی طرح طرح کی چہوٹی بڑی تمام نعمتون سے بندون کو سرفراز فرماتا ہو۔ اسکا مقابلہ معصیت و نافرمانی کے ساتہ کرنا نہایت قبیح اور بدتر کام ہے دیکہیئے دنیا مین بہی با اقتدار اور صاحب عظمت و جبروت اور سردار لوگونکا انکی نافرمانی کے ساتہ مقابلہ کرنا ایک ایسا مذموم فعل ہے جسے ہر مومن و کافر قبیح جانتا ہے اور وہ شخص تمام لوگون مین ارذل و کمینہ سمجہا جاتا ہے جو رذیل اور ذلیل باتون سے انکا مقابلہ کرتا ہے اور جب دنیا کے باوقار اور ذی عزت لوگونکی نسبت نافرمانی کو نہایت برا اور ناشائستہ کام سمجہا جاتا ہے تو عظیم الشان بادشاہ کی نسبت کیونکر قبیح نہ سمجہا جائیگا جو آسمان و زمین سے بڑا آسمان و زمین کا بادشاہ آسمان و زمین کے باشندون کا معبود ہے۔ اگر اُسکی رحمت اُسکے غضب پر سبقت نہ لیگئی ہوتی اگر اُسکی مغفرت اُسکی سزا ہی پر غالب نہ ہوتی تو گنہگارون کو اس کرتوت کی وجہ سے کہ وہ اسکا ایسی چیز سے مقابلہ کرتے ہین جو اس سے مقابلہ کئے جانے کے لائق نہین ہے زمین کی بنیادین متزلزل ہو جاتین اور اگر اسکا حلم و مغفرت نہ ہوتا تو بندونکی معاصی کی نحوست سے آسمان و زمین اپنی جگہہ سے ٹلجاتے جیساکہ خود خدا تعالی فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ۔ یعنے اللہ آسمانون اور نیز زمین کو تہامے ہوئے ہے کہ کہین اپنی جگہہ سے

ٹل نہ جائین تو پھر اسکے سوا کوئی بھی ایسا نہین جو اُن کو تھام سکے بے شک وہ بڑا تحمل والا اور بندون کے گناہون کا بخشنے والا ہے۔ دیکھیئے اس آیت کا خاتمہ خدا کے اسماء مبارک مین سے ایسے دو اسم یعنے حلیم وغفور پر ہوا ہے جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ مجرمون کے حق مین بردبار اور گنہ گارون کے بارہ مین غفور نہ ہوتا تو آسمان وزمین برقرار نہ رہتے علی ہذا القیاس قرآن کے دوسرے موقع پر خدا تعالی نے اپنے بعض بندون کے کفر سے یون خبر دی ہے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا یعنے تم لوگ ایسی بڑی سخت بات اپنی طرف سے گھڑ کر لائے ہو جسکی وجہ سے عجب نہین کہ آسمان پھٹ پڑین اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑین اور یہ سب کو معلوم ہے کہ خدا تعالی نے حضرت آدم اور انکی بی بی حوا کو جو تمام بنی آدم کے والدین ہین صرف ایک گناہ کے مرتکب ہونے اور ایک ممنوع کام مین اسکی مخالفت کرنے کی وجہ جنت سے نکال باہر کیا اور ابلیس کی گردن مین صرف اسکے ایک گناہ کے مرتکب ہونے اور ایک حکم کی مخالفت کرنیکے سبب سے لعنت کا طوق ڈال دیا اور ملکوت سماء سے خارج کر دیا اور ہم احمق لوگ سه نصل الذنوب الی الذنوب ونرتجی * درک الجنان لذی النعیم الخ لد * ولقد علمنا اخرج الابوین من * ملکوہما الاعلی بذنب واحد * گناہون پر گناہ کرتے جاتے اور جنتیون کے اعلی درجون مین ہمیشہ ناز و نعمت کے ساتھ رہنے کی امید کرتے ہین اور اگرچہ ہم اسبات کو جانتے ہین کہ ہمارے والدین آدم وحوا علیہما السلام صرف ایک گناہ کی وجہ سے ملکوت اعلی سے نکالے گئے مگر تو بھی ہم شب و روز گناہوت مین مصروف رہکر جنت کے طالب ہوتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ بندہ کبھی توبہ کے بعد اس حالت سے بہتر ہوتا ہے جسپر وہ گناہ کے مرتکب ہونے سے پیشتر تھا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ گناہ اسکی ہمت کو ضعیف اور عزم کو شکست کر دیتے ہین جن سے اسکا دل بیمار ہو جاتا ہے اور پھر وہ توبہ کے بعد بھی اُسے پہلی صحت پر لوٹا نہین سکتا اور اسوقت وہ اپنے سابق کے درجہ پر کبھی نہین پہنچ سکتا کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دل کی بیماری جاتی رہتی ہے اور اسکی صحت ویسی عود کر آتی ہے جیسے پہلے تھی اسوقت بندہ اپنے اعمال سابقہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے اصلی درجے کو پہنچ جاتا ہے لیکن یہ سب باتین اُسی وقت تک ہوتی ہین کہ بندہ کا نزول صرف معصیت کی طرف ہوتا ہے۔ کیونکہ جب اسکا نزول کسی ایسے امر کی جانب ہوگا۔ جو اسکے اصل ایمان کو قادح ہو مثلاً شکوک

زیب نفاق تو ایسی شخص کی نسبت اسبات کی امید نہین کیجا سکتی کہ اُسے ترقی کے درجات پر عروج ہوگا مگر جبکہ وہ اپنے اسلام کی از سرِ نو تجدید کرے گا۔

فصل ۷۴

خدا کی نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک سزا یہ ہے کہ گناہ بندے پر اُن طرح طرح کی مخلوقات کو جری و غالب کر دیتے ہین جنکو گناہ سے پیشتر اُسپر جرأت کرنے کی قدرت نہین ہوتی تو جب بندہ مبتلائے معاصی ہوتا ہے شیاطین ایذا اور اغوا اور وسوسہ اور تخویف کیساتہ اوسپر جرأت کرتے اور جس چیز کی یاد رکہنے مین اسکی مصلحت و بہبودی تہی اسکے بہلادینے مین جس چیز کے بہول جانے مین مضرت متصور تہی اسکے یاد دلانے مین غلبہ کرتے ہین ۔ غرضکہ شیاطین گنہگار بندہ پر یہان تک غالب ہو جاتے ہین کہ اوسے خدا کی معصیتون اور نافرمانیون پر ہر وقت اُبہارتے اُکساتے رہتے ہین اور شیاطین جن کے علاوہ شیاطینِ انس بہی اُسکی غیبت و حضور مین اُن تکلیفون اور ایذاؤن کے پہونچانے مین کوئی کسر اُٹہا نہین رکہتے جو اُنکے امکان و قدرت مین ہوتی ہین حتےکہ اسکی جورو اسکی اولاد اسکی خادم اسکے پڑوسی بلکہ چار پائے تک اُسپر جرأت کرتے اور متسلط ہو جاتے ہین یہی وجہ ہے جو بعض سلف نے فرمایا ہے کہ جب مین خدا کی نافرمانی مین مبتلا ہوتا ہون تو اُس کا اثر اپنی جورو اور اپنے چارپائے تک مین احساس کرتا ہون اسیطرح حکام اور ارباب امر اس سزا کے ساتہ اُسپر جرأت کرتے ہین کہ اگر وہ منصفانہ عمل درآمد کرین تو جری شرعی حدود قائم کرین بہرشدہ شدہ یہان تک نوبت پہنچتی ہے کہ خود اُسکا نفس اُسپر غالب آجاتا ہے اور سختی شروع کر دیتا ہے حتےکہ اگر گنہگار آدمی اُسے کسی بہلائی اور بہبودی کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے تو وہ اسکی اطاعت قبول نہین کرتا اور گردن تسلیم خم کرنے سے انکار کرتا ہے بلکہ خود اُسے طوعاً و کرہاً کسی خطرناک اور مہلک امر کی طرف کشان کشان لیجاتا ہے اور اصلی وجہ یہ ہوتی ہے کہ خدا کی طاعت فرمانبرداری بندہ کے حق مین گویا ایک ایسا آہنی قلعہ ہوتا ہے جس مین داخل ہونے والے نہایت امن و امان سے رہتے ہین اور جب اُس سے مفارقت کرتے ہین تو راہزن وغیرہ اُنکے لوٹنے اور قتل کرنے پر جری ہو جاتے ہین ۔ یہ بہی یاد رکہنا چاہیئے کہ جس قدر گنہگار کو خدا کی نافرمانیون پر دلیری ہوگی اُسیقدر یہ آفتین بہی اُسپر دلیری کرینگی اور اُسوقت اُسکے پاس کوئی چیز بہی ایسی نہ ہوگی جس سے ان آفات کو

دفع کرنیکے وجہ یہ کہ خدا کا ذکر اُسکی اطاعت صدقات لوگون کو نیکی کا حکم کرنا نازیبا اور بیجا کامون سے روکنا جاہل کو سیدھے رستہ لگا دینا یہہ ایسی باتین ہتین جو بندے کے لیئے آفات سے بچاؤکے باعث ہتین اور اسکے حق مین اس دوا کے منزلہ مین ہتین جو مرض کو دفع کرتی اور اس سے مقابلہ کرکے آخرکار شکست دیتی ہے لیکن جب وہ تمام باتین اس سے فوت ہو گیئن تو اب آفات و مصائب کے لشکر کو کوئی ٹالنے والا اسکے پاس نہین رہا اور وہ اُسپر غالب آگئے جیساکہ مریض کی قوت باقی نرہنے سے مرض کی آفات اُسپر غالب آکر ہلاک کر دیتی ہین۔ خلاصہ یہ کہ بندے کے پاس کسی ایسے ہتیار کا ہونا ضرور ہے جو اُس سے آفات کے لشکر کو دور کرتا رہے کیونکہ نیکیون اور بُرائیون کے موجبات ہمیشہ باہم مدافعت کرتے رہتے ہین اور ان مین سے جو غالب آتا ہے اُسی کا حکم بحال رہتا ہے اگر نیکیون کی جانب غالب رہتی ہے تو یہ دفع کرنے کا بڑا قوی سبب ہوتی ہے جیساکہ آیہ ان اللہ یدافع عن الذین آمنوا مین اسکی توضیح ہو چکی ہے۔ اور چونکہ ایمان قول و فعل کا نام ہے اس لیئے جس قدر ایمان قوی ہوگا اوسی قدر اس مین قوتِ دفع بھی زیادہ ہوگی

فصل ۴۸

خدا کی نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک سزا یہ بھی ہے کہ وہ گنہگار بندہ کو عین اسوقت مین دغا دیتی اور اظہار خیانت کرتی مین جبکہ وہ اپنے نفس کی مدد کا بہت ہی محتاج ہوتا ہے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک آدمی خواہ وہ کسی رتبہ کا ہو اُن چیزون کی معرفت کا ہمیشہ محتاج رہتا ہے جو اسکی معاش و معاد مین اُسکے لیئے نفع رسان یا مضرت دہ ہوتی ہین یہی وجہ ہے کہ جو شخص اُن چیزون کا بالتفصیل عارف ہوتا ہے اوسے تمام لوگون سے بڑا عالم کہتے ہین اور جو شخص اپنے نفس اور اسکے ارادہ پر قوی ہوتا اور اسے اپنی نفع بخش چیزون مین لگا لیتا اور تکلیف دہ باتون سے روکتا ہے اسے سب لوگون سے زیادہ قوی۔ زیادہ دانا کہتے ہین اسی سبب سے لوگونکی ہمتون اور بڑے مرتبون اُنکی معرفتون مین تفاوت پایا جاتا ہے لیکن جسطرح وہ شخص تمام لوگون سے زیادہ احمق بیوقوف سمجھا جاتا ہے جو سعادت و شقاوت کے اسباب سے غافل و جاہل ہوتا ہے اسیطرح ان اسباب کے عارف اور ذرائع سعادت کو اسباب شقاوت پر اختیار کرنے والے سب سے بڑے دانا اور عالم گنے جاتے ہین معاصی کی خاصیت ہے کہ بندہ کو اس شریف علم کی تحصیل اور شرف والی

دائم حظ کو ذلیل آدنی منقطع فانی حصے پر اختیار کرنے مین دہوکا دیتی ہین جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گناہ اس علم کے کمال اور اُن چیزون مین مشغول ہونے سے بندہ کو روک دیتے ہین جو دین و دنیا مین اُس کے لیئے نفع بخش تھے پہر جب وہ کسی خطرناک موقع مین مبتلا ہو جاتا اور اس سے مخلصی پانے کے لیئے کسی تدبیر کا محتاج ہوتا ہے تو اسکا دل اسکا نفس اسکے تمام اعضا اسکی خیانت کرتے ہین اور اس وقت اُسکی کیفیت اس شخص جیسی ہو جاتی ہے جو کمر سے تلوار باندہے معرکہ جنگ مین گہرا ہے گہسان کی لڑائی ہو رہی ہے اور اسکی تلوار کا قراب پہکر ایسا چمٹ گیا ہے کہ جب یہ تلوار کہینچنا چاہتا ہے وہ کہنچتی نہین اتنے مین دشمن جو اُسکے خون کا پیاسا تہا سر پر آ دہمکا اسنے تلوار کے قبضہ پر ہاتہ رکہا اور ہرچند اسکے نکالنے مین کوشش کی مگر وہ نہ نکلی دفعۃً دشمن نے اسکے سر پر تلوار ماری اور فتح حاصل کی یہی حال گنہگار کے دل کا ہے کہ وہ گناہون کی کثرت سے زنگ آلود ہو جاتا اور مہلک مرض کی وجہ سے نہایت مضمحل ہو جاتا ہے اور جب دشمن سے جنگ کرتا اور اسکے دفع کرنے کا محتاج ہوتا ہے تو اپنے مین کچہ بہی قوت نہین پاتا گنہگار ہرچند کہ دشمن کے مقابل جنگ کرتا اور حملہ آور ہوتا اور اپنے دل سے اظہار جرأت کا خواستگار ہوتا ہے لیکن دل اُسے صاف جواب دے دیتا ہے اور چونکہ اعضا دل کے تابع ہوتے ہین تو جب انکے بادشاہ ہی کے پاس دشمن کے دفع کرنے کی قوت نہین ہے اُنکے پاس اتنی قوت کہان سے آسکتی ہے لامحالہ اس نازک وقت مین کوئی اسکا ساتہ دینے کی حامی نہین بہرتا۔ رہا نفس وہ خود شہوات اور معاصی کی گندگی سے نجس اور ضعیف ہوتا ہے مگر اس سے ہماری مراد نفس مطمئنہ ہے نہ کہ نفس امارہ۔ کیونکہ نفس امارہ تو اسوقت بے انتہا قوی ہو جاتا ہے اور جون جون یہ قوی ہوتا جاتا ہے نفس مطمئنہ ضعیف اور مضمحل ہوتا جاتا ہے یہان تک بجز نفس امارہ کے اور کسی کا جسم مین حکم و تصرف باقی نہین رہتا نفس مطمئنہ اسوقت ایسی موت مرتا ہے جسکے زندہ ہونے کی کبہی امید ہی نہین کی جاسکتی دنیا مین وہ مردہ رہتا ہے برزخ مین مردہ رہتا ہے آخرت مین گو زندگی پاتا ہے لیکن زندگی کسی کام کی نہین ہوتی بلکہ ابدالآباد تک مبتلائے رنج و غم اور گرفتار عذاب و بلا رہتا ہے۔ الغرض جب گنہگار بندہ کسی شدت یا رنج و بلا مین پڑتا ہے تو اُسکا دل اور زبان اور تمام اعضا اسکی مدد سے الگ ہو جاتے اور جو چیز اسکے حق مین مفید اور نافع تر ہوتی ہے اُس سے اُسے دہوکا دیتے ہین

دل خدا پر بہروسہ کرنے اسکی طرف رجوع ہونے اس کی یاد سے اطمینان وسکون حاصل کرنے اوسکی جناب مین عجز وانکسار اور تضرع وتواضع کرنے مین اوس کا ساتہ نہین دیتا زبان ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن مین اسکی مطیع ومنقاد نہین ہوتی اسکا ذکر لسانی قلبی کے ساتہ جمع نہین ہوتا نہ تو دل ہی زبان کے ساتہ موافقت کرتا ہے کہ اسکا اثر دل پر پڑ سکے نہ زبان ہی اس مین کوشش کرتی ہے کہ اپنے ذکر کا اثر دل پر ڈالے بلکہ ایسا شخص کبہی زبان سے ذکر کرتا ہی ہے تو اسکے اس ذکر کا وہی اثر ہوتا ہے جیسا غافل اور ساہی دل کے ساتہ ذکر کرنے والیکا - اور اگر گنہگار آدمی اپنے اعضا سے اطاعت پر اعانت وامداد کا طالب ہوتا ہے تو وہ بھی اسکے مطیع ومنقاد نہین ہوتے اور اس بلاؤن کے دفع کرنے مین پہلوتہی کرتے ہین یہ سارا اثر گناہون اور معصیتون کا ہوتا ہے اسکی مثال یون سمجھنی چاہیئے کہ ایک بادشاہ کے پاس بڑا جرار لشکر تہا جو دشمنون کے شر کو اُس سے دفع کرنے کیلیئے آراستہ کیا گیا تہا مگر بیوقوف اپنی جان کے دشمن بادشاہ نے اوس لشکر کو بیکار کر دیا اور اوسے ضایع وبرباد اور نہایت کمزور وضعیف بنا دیا لیکن جب دشمن نے ہجوم کیا تو اب اُسنے چاہا کہ اسے کمزوری اور بربادی کی حالت مین لشکر کے لوگ دشمن کو دفع کرنے مین اپنی پوری قوت خرچ کردین لشکری جو پہلے ہی سے اسکی طرف سے دل برداشتہ تہے اُسکے حکم سے پہلوتہی کر گئے اور دشمن نے پورا غلبہ پا لیا۔ پہر اس سے بہی زیادہ خوفناک زیادہ تلخ زیادہ سخت ایک اور موقع در پیش ہے اور وہ یہ کہ جب گنہگار کو خدا کے حضور مین حاضر ہونے اور دنیا سے انتقال کر جانے کا نازک وقت درپیش ہوتا ہے تو اُسے دل اور زبان دونون اسوقت دغا دے جاتے ہین اور اکثر اوقات اُسے شہادت کے کلمہ کے ساتہ گویا ہونا مشکل پڑجاتا ہے جیسا کہ اس قسم کے بہت سے لوگون مین اسبات کا مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جب جانکنی کے وقت انسے کلمہ پڑہنے کو کہا گیا تو انکی زبان نے مطلق یاری نہین دی حتی کہ بعض مرنے والون سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ کہو اسنے جواب دیا آہ آہ مین اسوقت اس کلمہ کے کہنے کی طاقت نہین رکہتا اور بعض سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ کہو اسنے یہ کہکر شاہ رخ غلبتک جان دیدی ایک شخص کو کلمہ شہادت کی تلقین کی تو اسنے یہ شعر پڑہ دیا ؎ یارب قائلۃ یوما وقد لغبت ؛ این الطریق الی حمام منجاب ؛ اور مر گیا ایک اور شخص سے جب حاضرین نے کلمہ توحید پڑہنے کو کہا تو اسنے راگ الاپنا شروع کر دیا اور تاتا تنتنا کہکر بولا کہ جس چیز کا تم مجہے حکم کرتے ہو وہ مجہ

وہ مجھے کبھی مفید نہ پڑیگی اور میں جس معصیت کا مرتکب ہوا ہون اوسے نہ چھوڑون گا یہ کہکر قضا کر گیا اور کلمہ مُنہہ سے نہ نکلا۔ ایک اور مرنے والے سے جب کلمہ پڑہنے کیو کہا گیا تو اوسنے جواب دیا کہ کیا یہ کلمہ کہنا مجھسے عذاب الٰہی دفع کردے گا حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ مین نے خدا کے لیئے کبھی نماز نہین پڑہی آخرالامر کلمہ نکہا اور فوت ہوگیا۔ اسیطرح ایک اور شخص سے کہا گیا کہ کلمہ پڑہ لے اُسنے کہا کہ جب مین اس کلمہ کے ساتہ گویا ہونا چاہتا ہون تو میری زبان اُس سے رُک جاتی ہے اور گویائی مین میری موافقت نہین کرتی۔ ایک ایسے شخص نے جسے مین نہایت ثقہ اور معتبر سمجھتا ہون مجھسے بیان کیا کہ مین ایک تیر گر کے پاس اُسکی جانکنی کے وقت موجود تہا وہ ید فلیس۔ ید فلیس کہتے کہتے مرگیا۔ نیز ایک تاجر نے مجھسے بیان کیا کہ میری ایک قرابتی کو سکرات موت کے آثار شروع ہوئے حاضرین نے اسے لاالٰہ الا اللہ کی تلقین کی لیکن وہ اس طرف بالکل متوجہ نہین ہوا اور یہی کہتے کہتے مر گیا کہ یہ قطعہ نہایت ارزان ہے یہ خریدی ہوئی چیز بہت عمدہ ہے۔ غرضکہ بے انتہا لوگون نے اس طرح کی بہت سے عبرتناک کارنامے سُنین اور آنکھون سے دیکھی ہین۔ مرنے والون کے جو حالات اُنسے مخفی نہین وہ انسے بہت بڑے اور عظیم الشان ہین۔ بہرحال یہ بات غور سے سُننے کے قابل ہے کہ جب آدمی پر ایسے وقت مین کہ اسکا ذہن حاضر قوت موجود کمال ادراک پاس ہے شیطان لعین قابو پالیتا اور جس جرم کا مرتکب کرانا چاہتا ہے اُسمین کامیاب ہوتا ہے یہان تک کہ اس کے دل کو یاد الٰہی سے غافل زبان کو اسکے حمد و ثنا اور شکر سے بیکار و معطل اعضا کو طاعت سے روک دیتا ہے تو اُس نازک وقت مین اُسکا کیا حال ہوگا جبکہ تمام قوٰی بیکار ہو کر جنبش تک نکر سکین گے دل اور نفس جانکنی کے دردناک عذاب مین مبتلا ہونگے شیطان اپنی ساری قوت و ہمت جمع کرکے اُن تمام چیزون کے ساتہ جنپر وہ قدرت رکہتا ہے اسپر بل پڑے گا تاکہ اپنے دلی مقصد پر کامیاب ہو کیونکہ اسکی تمام کوششون کا آخری نتیجہ اسیوقت پر موقوف ہے۔ اسوقت گنہ گار پر سب چیزون سے زیادہ قوی اسکا شیطان اور تمام کمزور اور ضعیفون سے زیادہ کمزور خود ہوتا ہے تو جس شخص کو تم اس گہاٹی سے صحیح سالم عبور کرتے ہوئے دیکہو تو سمجہ لو کہ وہ آیہ

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِينَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ

کا ضرور مصداق ہے۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اُنکو پکی بات یعنے کلمہ توحید کی برکت سے خدا دُنیا مین بہی ایمان پر ثابت قدم رکہتا ہے اور آخرت مین بہی ثابت قدم

رکھیگا یعنی سوال وجواب کرنے وقت انکو کسی طرح کی لغزش نہوگی اور اللہ نافرمان لوگون کو گمراہ کرتا ہے اور
اللہ جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے۔ پس جس شخص کے دل کو خدا اپنی یاد سے غافل کردے اور وہ اپنی خواہش
کے پیچھے پڑ جائے اور اسکی دنیا داری حد سے بڑھجائے وہ کیونکر حسن خاتمہ کی توفیق دیا جا سکتا ہے
واقعی بات یہ ہے کہ جو آدمی اپنے دل سے دور پڑ جاتا ہے وہ خدا سے دور پڑ جاتا ہے اور اسکی یاد سے غافل
محض ہو جاتا ہے اپنی خواہش کا غلام بنجاتا نفسانی شہوات مین مقید رہتا ہے اسکی زبان ذکر الٰہی
سے خشک اعضا طاعت خداوندی سے معطل وبیکار ہوکر معصیت الٰہی مین مصروف ہوجاتے ہین۔
ایسا شخص کبھی حسن خاتمہ کی توفیق نہین دیا جاتا حالانکہ خاتمہ کی دہشت نے متقیون کی پیٹھ توڑ دی
ہے اور گنہ گار ظالمون نے گویا قسمون کا فرمان حاصل کرلیا ہے جیسا کہ خدا تعالی اُن کے حال سے
خبر دیتا ہے کہ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ۔ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ
بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۔ یعنے کیا تم نے ہم سے قسمین لے رکھی ہین جو روز قیامت تک چلی جاینگی کہ تم جس چیز
کی فرمائش کروگے وہی تمہارے لیئے آخرت مین موجود کردیجائے گی۔ اے پیغمبر ان لوگون سے
پوچھو کہ ان مین سے کون اسکا ذمہ لیتا ہے کسی شاعر نے کیا ہے خوب کہا ہے ؎ يَا اٰمِنًا مِنْ قَبِيْحِ
الْفِعْلِ يَصْنَعُهٗ ۔ هَلْ اَتَاكَ تَوْقِيْعٌ اَمْ اَنْتَ تَمْلِكُهٗ ۔ جَمَعْتَ شَيْئَيْنِ اَمْنًا وَاتِّبَاعَ هَوًى ۔ هٰذَا وَاَحَدُهُمَا
فِي الْمَرْءِ يُهْلِكُهٗ ۔ وَالْمُحْسِنُوْنَ عَلٰى دَرْبِ الْمَخَاوِفِ قَدْ ۔ سَارُوْا وَذٰلِكَ دَرْبٌ لَسْتَ تَسْلُكُهٗ ۔
فَرَّطْتَ فِي الزَّرْعِ وَقْتَ الْبَذْرِ مِنْ سَفَهٍ ۔ فَكَيْفَ عِنْدَ حَصَادِ النَّاسِ تُدْرِكُهٗ ۔ هٰذَا وَاَعْجَبُ شَيْءٍ مِنْكَ
زُهْدُكَ فِي ۔ دَارِ الْبَقَاءِ بِعَيْشٍ سَوْفَ تَتْرُكُهٗ ۔ مَنِ السَّفِيْهُ اِذًا بِاللهِ اَنْتَ اَمِ الْمَغْبُوْنُ فِي الْبَيْعِ غَبْنًا
سَوْفَ تُدْرِكُهٗ ۔ یعنے اے ناشائستہ فعل کے ارتکاب سے بےخوف رہنے والی کیا تیرے پاس کوئی فرمان الٰہی
آچکا ہے یا تو اُسکا مالک ہے تونے بےخوفی اور اتباع خواہش یہ ایسی دو چیزین جمع کرلی ہین کہ یہ
یہ دونون یا ان مین سے ایک آدمی کو ہلاک کردیتی ہے۔ جو لوگ نیکوکار ہین وہ ہمیشہ خوف و دہشت
کے رستون مین چلتے ہین جس مین تو کبھی نہین چلا جب تونے کھیتی مین بیج ڈالتے وقت بیوقوفی سے
تقصیر کی تو لوگون کے اُسے کاٹنے کے وقت تو کیونکر پایگا اور اس سے زیادہ تعجب اور افسوس
کی بات یہ ہے کہ تو ایسی زندگی مین مصروف ہوکر جسے عنقریب چھوڑنے والا ہے دار البقا سے نفرت
کرتا ہے تو واقع مین بے وقوف ہی ہے یا بیع مین نقصان صریح اُٹھانے والا ہے جسے عنقریب دیکھے گا۔

فصل ۴۹

خدا کی نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک سزا یہ بھی ہے کہ گناہ دل کو اندھا کر دیتے ہین اور اگر اندھا نہ بھی کیا تو اسکی بصیرت و بینائی تو ضرور ہی ضعیف کر دیتے ہین اور اسکا تفصیلی بیان سابق مین گذر چکا ہے وہان ملاحظہ ہو۔ غرضکہ جب دل اندھا یا اوسکی بینائی کمزور پڑ جاتی ہے تو اُس سے معرفت ہدایت اور اپنے نفس و غیرہ مین تنفیذ حق کی قوت بقدر اپنی بصیرت اور قوت کے کمزور پڑ جانے کے فوت ہو جاتی ہے یعنے دل اپنے ضعف بینائی اور ضعف قوت کی وجہ سے نہ تو ہدایت معرفت پر قدرت رکھتا ہے نہ اپنے نفس مین جس بات کے جاری رکھنے کی قوت رکھتا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ انسان کے کمال کا مدار صرف دو اصلون پر موقوف ہوتا ہے ایک سچ کو جھوٹ سے حق کو باطل سے پہچاننے اور ممتاز کرنے پر دوسری پہلی شق کو دوسری شق پر اختیار کر لینے پر اور ان ہی دونون اصلون کی تفاوت مراتب کے لحاظ سے مخلوق کے مرتبے خدا کے نزدیک دنیا و آخرت دونون مین متفاوت ہوتے ہین یہی وہ دو اصلین ہین جنکی ساتھ خدا تعالی نے برگزیدہ اور مقدس انبیا کی تعریف کی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ط یعنے اسے پیغمبر ہمارے بندون ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کرو وہ ہاتھون اور آنکھون والے تھے۔ ہاتھون سے یہ مراد ہے کہ وہ تنفیذ حق مین بڑی قوت رکھتے تھے۔ اور ابصار کا یہ مطلب ہے کہ اُنہین دین مین حد سے زیادہ بصیرت حاصل تھی۔ خلاصہ یہ کہ خدا تعالی نے کمال ادراک حق اور کمال تنفید حق کی وجہ سے انکی تعریف فرمائی ہے۔ اب اس وصف مین چار طرح کے لوگ ہین ایک تو یہ حضرات جنکا آیت مین ذکر ہوا سو اس قسم کے لوگ تمام مخلوق سے اشرف اور خدا کے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ بزرگ و معزز ہین۔ دوسرے وہ لوگ جو انکے بالکل برعکس ہیں کہ انہین نہ تو دین مین بصیرت ہی ہوتی ہے نہ حق کے جاری کرنے کی قوت ہی ہوتی ہے اور ایسے لوگ مخلوق مین اکثر نظر آتے ہین جنکے دیکھنے سے آنکھون مین درد اور روحون کو بخار اور دلون کو طرح طرح کا روگ لگجاتا ہے انکی وجہ سے شہرون مین تنگی اور نرخون مین گرانی ہو جاتی ہے انکی صحبتون سے بجز ننگ و عار کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہین جنہین ہدایت مین بصیرت اور حق کی معرفت تو ہوتی ہے لیکن وہ خود اس قدر کمزور و ضعیف ہین کہ نہ تو حق کے جاری کرنے کی قوت ہی رکھتے ہین اور نہ اسکی طرف لوگون کو بلا ہی سکتے ہین۔ یہ حال مومن ضعیف مین محسوس ہوتا ہے اور مومن ایماندار قوی ہوتے

وہ ان دونوں باتوں پر بخوبی قدرت رکھتا ہے اور اسی وجہ سے وہ خدا کے نزدیک مومن ضعیف سے زیادہ بہتر اور زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ چوتھی قسم کے وہ لوگ ہیں جنہیں قوت وہمت اور عزیمت سب سب کچھ موجود ہے لیکن دین میں بصیرت بہت ہی کم اور ضعیف ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے دوستوں اور شیطان کے مددگاروں میں مشکل سے تمیز کرتے بلکہ اکثر اوقات نہیں کرتے اور انکا حال یہ ہوتا ہے کہ ہر کالی چیز کو کھجور اور ہر سفید چیز کو چربی خیال کرتے ہیں اور شدہ شدہ یہانتک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ ورم جسم کو فربہی اور نافع وسفید دوا کو ہلاہل زہر سمجھنے لگتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ اگرچہ دائرہ اسلام وایمان سے خارج نہیں ہیں مگر دینی امامت اور اسلامی خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتے اور اصل بات یہ ہے کہ دینی امامت کی لیاقت بجز پہلی قسم کے لوگوں کے اور کسی کو ہو ہی نہیں سکتی جیساکہ خدا تعالی نے فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ۔ یعنے ہم نے بنی اسرائیل میں دین کے پیشوا بنائے تھے کہ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کیا کرتے تھے اور یہ منصب امامت اُن کو اسوقت ملا جبکہ وہ کافرون کی ایذاؤں پر صبر کیئے بیٹھے رہتے اور اسکے علاوہ ہماری آیتوں کا یقین بھی رکھتے تھے۔ اس آیت میں خدا تعالے نے صاف طور پر بتادیا ہے کہ وہ لوگ دینی امامت کے معزز وممتاز منصب پر صبر ویقین کی وجہ سے پہونچے اور ان ہی لوگوں کو خدا نے اُن تمام افراد انسانی مستثنی کیا ہے جو دینی تجارت کے ٹوٹے میں پڑگئے ہیں چنانچہ اُسنے اپنے کلام پاک میں عصر کے وقت قسم کہا کر جو نقصان میں پڑنے والے اور نفع اُٹھانے والے تاجروں کی اخیر کوشش کا زمانہ ہے فرماتا ہے کہ مومنین صالحین کے علاوہ جس قدر لوگ ہیں سب گہاٹے میں پڑے ہوئے ہیں وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنے عصر کے وقت کی قسم کہ ساری ہی آدمی گہاٹے میں ہیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی کیئے اور ایک دوسرے کو دین حق کی پیروی کی ہدایت کرتے رہے اور نیز ایک دوسرے کو مصیبت میں صبر کرنے کی ہدایت کرتے رہے وہ البتہ گہاٹے میں نہیں ہیں۔ دیکھیئے یہاں خدا تعالی نے صرف معرفت حق اور اسپر صبر کرنے ہی کو بس نہیں سمجھا بلکہ باہم ایک دوسرے کی نصیحت اور حق کی طرف ہدایت کرنے اور اسکی جانب اُبھارنے اُکسانے کو شرط ٹھیرایا اور صاف فرمادیا کہ انکے علاوہ جس قدر لوگ ہیں

سب گمانے مین پڑے ہوئے ہین پس معلوم ہوگیا کہ معاصی اور گناہ دل کی بینائی کو اندھا کر دیتے ہین جس سے وہ حق بات کما حقہ ادراک نہین کر سکتا اور اسکی قوت و عزم ایسے ضعیف ہو جاتے ہین کہ پھر قوت نام تک باقی نہین رہتی یہان تک کہ اسکا ادراک بالکل برعکس ہوجاتا ہے جیسا کہ اسکی خصلت و عادت مین خلاف واقع ہوتا ہے جسکا نتیجہ لازما ہوتا ہے کہ وہ باطل کو حق اور حق کو باطل ۔ زیبا اور اچھے کامون کو ناشائستہ ناشائستہ کامون کو زیبا اور اچھے کام جانتا ہے اور وہ اس مین ترقی کرتے کرتے یہان تک پہنچ جاتا ہے کہ اپنے سیر اور مسافرت مین رجعت قہقری کرتا اور خدا اور دار آخرت کی طرف سفر کرتے کرتے ان نفوس مبطلہ کی دار الخلافہ کی طرف لوٹ آتا ہے جو دنیا کے چند روزہ زندگی پر راضی اور مطمئن ہوکر خدا اور اسکی آیات سے غفلت کرتے اور اسکی ملاقات کے ساز و سامان حاصل کرنے سے پہلو تہی کرتے ہین۔ اور یہ بات واضح ہے کہ اگر گناہون کی سزا صرف اسی قدر ہوتی تو بھی کافی تھی اور گناہون کے ترک اور ان سے دور رہنے کے لئے بس کر تی تھی۔

اسموقع پر ہمین مطیع و نافرمان دونون دلون کی اصلی حالتین دکھانی نہایت مناسب معلوم ہوتی ہین۔ یہ مسلم امر ہے کہ خدا کی اطاعت و فرمانبرداری دل کو منور و روشن کرتی اور اسے صیقل کر کے جلا اور حیرت انگیز آب تاب دیتی ہے اسوقت اسمین ایک ایسی صفائی اور شفافیت اور ساتھ ہی تقویت و پائداری پیدا ہو جاتی ہے جیسے صاف و شفاف آئینہ مین جلا اور صفائی سے رونق و زینت حاصل ہوتی ہے اور دل نور سے لبریز ہو جاتا ہے اسکی یہ کیفیت دیکھکر شیطان کے منھ مین پانی بھر آتا ہے اور وہ اس نور کے مٹانے مین اپنی تمام قوت خرچ کرتا ہے لیکن جب وہ اس نور کے اچک لینے کے قریب ہوتا ہے تو جیسے آسمان کی چوری سے باتین سننے والے شیطانون پر چمکتا ہوا شہاب پڑتا ہے ایسے ہی اس شیطان پر بھی اس نور کا زبردست کوڑا پڑتا ہے اور وہ اس تابان اور نورانی قلب سے ویسا ہی ڈرتا ہے جیسا بھیڑیا شیر نر سے چنانچہ جب شیطان اس صاحب نور کے مقابل ہوتا ہے تو وہ اسکو بے لاگ پچھاڑ دیتا ہے اور ایسا زیر کرتا ہے کہ پھر اسے اٹھنے اور سامنا کرنے کی طاقت نہین رہتی شیطان جب اس بےحواسی کے ساتھ گر پڑتا ہے تو تمام شیاطین اسکے پاس جمع ہوتے اور باہم ایک دوسرے سے کہتے ہین کہ ہمارے سردار کو کیا ہوگیا ان مین سے ایک شیطان کہتا ہے کہ ایک انسان کی اسکو نظر لگ گئی ہے اور اس کی طرف سے یہ نہ بھرنے والا زخم پہونچا ہے اسی مضمون کو ایک شاعر نے

ان نفظون مین ادا کیا ہے ؎ فیا نظرۃ من قلب حر منور ٭ یکاد لہا الشیطان بالنور یحرق ٭ یعنی منور قلب کی حرارت کی نظر جسکی روشنی سے شیطان جلجانے کے قریب ہو جاتا ہے کیا ہی اچھی نظر ہے۔ تو کیا یہ دل اُس دل کی برابر ہو سکتا ہے جسپر چارون طرف سے سیاہی و تاریکی چڑہی آتی ہو اور جسکی خواہشین مختلف ہوتی ہون شیطان نے اُسے اپنا وطن اور مسکن بنالیا ہو اور زندگی بہر اُسکا ہمنشین رہا ہو ہمیشہ یہ کہکر اُسے مغرور رکہا ہو کہ مین اس شخص کا کفارہ ہو گیا ہون جو دنیا و آخرت مین فوز و فلاح کو نہین پہنچتا اور یہ بھی کہتا ہو ؎ انا قرینک فی الدنیا و فی الحشر بعدہا ٭ وانت قرینی بکل مکان ٭ فان کنت فی دار الشقاء فاننی ٭ وانت جمیعا فی شقاء و ہوان ٭ یعنے مین دنیا اور اُسکے بعد حشر مین بہی تیرا ہمنشین ہون اور تو ہر جگہ میرا ہم نشین و ہمدم ہے اگر تو بدبختی اور بدنصیبی کے گہر مین ہوگا تو مین اور تو دونون بدبختی اور ذلت مین رہین گے۔ ایسے ہی لوگون کے بارے مین خدا نے یون فرمایا ہے وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ حَتّٰى إِذَا جَاءَنَا قَالَ يَا لَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ وَلَنْ يَنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ یعنے اور جو شخص خدائے رحمن کے ذکر سے اغماض کیا کرتا ہے ہم اُسپر ایک شیطان تعینات کر دیا کرتے ہین اور وہ اسکے ساتہ رہتا ہے اور باوجودیکہ شیاطین گنہگار بندون کو راہ خدا سے روکتے رہتے ہین تاہم گنہگار اپنے تئین خیال کرتے ہین کہ وہ راہ راست پر ہین یہانتک کہ جب گنہگار قیامت کے دن ہمارے حضور مین حاضر ہوگا تو وہ اپنے ساتھی شیطان کو دیکہکر کہیگا کہ اے کاش مجہہ مین اور تجہہ مین پورب اور پچہم کا فاصلہ رہا ہوتا تو شیطان بھی آدمی کا کیا ہی بُرا ساتھی ہے اور گنہگارو! جبکہ تم نے دنیا مین نافرمانیان کی ہین تو یہ بات تمہارے کچہ بہی بکار آمد نہ ہوگی کہ تم اور شیاطین ایک ساتہ عذاب مین ہو۔ اس آیت مین حق سبحانہ تعالی نے خبردی ہے کہ جو شخص اُسکے ذکر یعنے اُسکی کتاب سے اغماض کرتا رہا جو اسنے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور جسمین دینی و دنیوی برکتین رکہی ہین اور نیز اُس سے اعراض کرکے اندھا ہو گیا اور اُسکی بصیرت کلام خداوندی کے فہم و تدبر اور الٰہی مراد کی معرفت سے اندہی ہوگئی تو خدا اسکے اس اعراض اور اپنی کتاب سے اغماض کرنے کی سزا مین ایک شیطان اُسپر تعینات کردیتا ہے جو اُسکا ایسا ساتھی ہو جاتا ہے کہ نہ سفر مین

نہ حضر مین کبھی اس سے جدا نہین ہوتا اور شیطان اس کا کارساز اور مددگار ہوجاتا ہے تو کیا ہی بُرا کارساز اور کیا ہی بُرا مددگار ہے۔ ازان بعد خدا نے خبر دی کہ شیطان باوجودیکہ اپنے ہم نشین اور ہمدم کو راہ جنت اور اُس رستہ سے روک دیتا ہے جو اُسے مطلوب کی طرف پہنچاتی ہے مگر یہ گمراہ رستہ سے بھٹکا ہوا ہمیشہ اپنے تئین کو راہ ہدایت ہی پر خیال کرتا ہے یہانتک کہ جب یہ دونون ہمنشین قیامت کے میدان مین آئینگے تو ایک دوسرے سے کہیگا کہ اے کاش مجھہ مین اور تجھہ مین پورب پچھم کا فاصلہ رہا ہوتا تو تو دنیا مین بھی میرا بُرا ہی ہمنشین رہا کہ ہدایت اور حق بات کے آجانے کے بعد تو نے مجھے اُس سے بہکا دیا اور حق بات سے روککر مجھے گمراہ کر دیا حتے کہ مین برباد اور تباہ ہوگیا اور آج قیامت کے روز بھی تو بہت ہی بُرا ہمنشین ہے اور چونکہ مصیبت عام اور شامل ہوتی ہے یعنے جس مصیبت مین ایک شخص گرفتار ہوتا ہے اور دوسرا بھی اسمین مبتلا دیکھا جاتا ہے تو اس شخص کو گونہ تسلی اور تخفیف میسر ہوجاتی ہے لہٰذا اللہ تعالی نے گنہگار کو پچھلے جملہ مین اس سے بھی مایوس و ناامید کر دیا اور صاف فرمایا کہ عالم آخرت مین اگرچہ تمام گنہگار عذاب مین مشترک ہونگے مگر یہ بات نصیب نہ ہوگی اور ایک ہمنشین دوسرے ہم نشین کے عذاب مین شریک ہونے سے کوئی فرحت و راحت نہ پائیگا یہ دنیا ہی کی مصیبتون کا خاصہ ہے کہ جب بلا عام ہوتی ہے تو ایک دوسرے سے تسلی پاتا ہے جیسا کہ خنسا شاعرہ نے اپنے بھائی صخر کے بارے مین کہا ہے وَلَوْلَا کَثْرَةُ الْبَاکِینَ حَوْلِی ٭ عَلٰی اِخْوَانِہِم لَقَتَلْتُ نَفْسِی ٭ وما یبکون مثل اخی ولکن ٭ اعزی النفس عنہ بالتاسی ٭ الا یا صخر لا انساک حتی ٭ اُفَارِقَ عِیشتی دور مسی ٭ یعنے اگر میرے گرد اگرد اُن رونے والونکی کثرت نہ ہوتی جو اپنے بھائیون پر پُرنم آنکھون سے آنسوؤن کی ندیان بہا رہی ہین تو مین خودکشی کرلیتا اور اگرچہ وہ میرے جیسے نہین روتے مگر تاہم اے صخر مین تجھے اسوقت تک نہ بھولونگا کہ اپنی زندگی سے مفارقت کر جاؤن۔

فصل ۵۰

خدا کی نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک سزا یہ ہے کہ گناہ ایک ایسی مدد اور لشکر ہے جس سے گنہگار کے دشمن کی اُسپر مدد کیجاتی اور جب وہ معرکہ جنگ مین دشمن سے مقابلہ کرتا ہے تو وہ دشمن کو ہر طرح کی تقویت اور امداد دیتے ہین اسکی تفصیل یہ ہے کہ حق تعالی نے گنہگار آدمی کو

ایک ایسے دشمن کے پنجہ میں گرفتار کیا ہے جو اُس سے طرفۃ العین مفارقت نہیں کرسکتا ہے غفلت کی نیند
مین نہین سوتا اور وہ ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔ یہ اُس سے بے پرواہے اور وہ ہمیشہ اسکی تاک مین
لگا رہتا ہے خود وہ اور اسکی ذریات اسے وہان سے دیکھتے رہتے ہین کہ جدہر سے یہ اُنہین نہین دیکھتا ہے یہی
وجہ ہے کہ وہ ہمہ وقت اسکی دشمنی مین اپنی ساری کوشش خرچ کرتا رہتا ہے اور جہانتک بن پڑتا ہے
اسے مکر و فریب پہنچانے مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھتا بلکہ اسکے بنی نوع یعنے شیاطین الانس اور
نیز شیاطین جن سے اُسکے تباہ و برباد کرنے مین مدد کا خواستگار ہوتا ہے اسکے لئے مکر کی رسیان تانتا
اور غول بیابانی تعینات کرتا ہے اسکے گرداگرد جال بچھاتا اور چپکے بناتا ہے اپنے تمام اعوان و انصار
کو جمع کرکے کہتا ہے کہ اپنے اور اپنے باپ کے دشمن کو پکڑو دیکھو وہ کہین تمہارے جال سے نکل نہ جائے
اور ایسا نہو کہ وہ تو جنت اور اسکی نعمتون سے محظوظ ہو اور تم دوزخ اور اسکی مصیبتون مین گرفتار
رہو اوسے خدا کی رحمت پہونچے اور تم کو لعنت تمہین یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ اوسنے مجہپر اور نیز
تمپر بہت بڑی جرائت کی ہے میری تمہاری رسوائی اور لعنت اور رحمت خداوندی سے دوری
کا باعث یہی ہوا ہے تو اب تم کو بھی کوشش بلیغ کرنی چاہیئے کہ وہ بھی تمہارے ساتھ اس بلا مین
شریک رہے کیونکہ اسنے ہماری اُس شرکت کو قطع کردیا جو ہمین جنت مین نیکوکارون کے ساتھ
ہوتی۔ اور چونکہ خدا تعالی کو قدیم سے علم تہا کہ آدم اور اسکی اولاد کی اس دشمن سے آزمائش
کی جائے گی اور وہ اسکا لشکر اون پر مسلط ہوگا تو اسنے بنی آدم کی اپنے لشکرون اور فوجون
سے مدد کی تاکہ وہ انکی طرف سے مقابلہ کرین اور ساتہ ہی اُنکے دشمنون کو بہی لشکرون اور فوجون
سے مدد پہنچائی کہ وہ بنی آدم سے لڑائی برپا رکہین پہر دنیا مین آدمی کی مدت العمر تک جہاد کا بازار
قائم کرکے جو آخرت کے اعتبار سے ایک سانس کی مقدار رکہتی ہے مسلمانون سے انکی جانین اور
انکے مال اس وعدہ پر خرید لئے کہ ان کے بدلے اُنکو جنت دے گا یہ لوگ جان و مال کی پرواہ نکرکے اللہ
کے رستہ مین لڑینگے اور لڑینگے تو دشمنون کو مارینگے اور آپ بہی مارے جائینگے۔ اور ان بعد خدا نے
اپنے بندون کو خبر دی کہ یہ ہمارا پکا وعدہ ہے جو ہم نے اپنے اشرف کتب یعنے توریت و انجیل اور
قرآن مین اسکی تاکید کی ہے پہر یہ بہی جتادیا کہ خدا سے بڑہکر اپنے قول کا پورا اور کوئی نہین ہوسکتا
اور ساتہ ہی یہ بہی فرمادیا کہ مسلمانون کو اس بیش قیمت اور گرانبہا سودے سے خوش ہونا چاہئے

اور جب اس سودے کی قدر و قیمت پہچاننی منظور ہو تو وہ مشتری کو دیکھے کہ کون ہے اُس نقدی اور قیمت کی طرف نظر کرے جو اُس سودے پر خرچ کی گئی ہے۔ اس دلال کی طرف غور کرے جسکے ہاتھون یہ سودا ہوا ہے اور جب یہ تمام باتین معلوم ہو جائینگی تو خود واضح ہو جائیگا کہ اس سے بڑھکر اور کونسی کامیابی ہوگی اور اس تجارت سے زیادہ اور کونسی تجارت فائدہ مند ہوگی۔ اسکے بعد خدا نے قرآن مجید کے دوسرے مقام مین مسلمانون کو جہاد کی اور بھی تاکید کی اور فرمایا یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ یعنے مسلمانو! کہو تو مین تم کو ایسی سوداگری بتاؤن جو تم کو آخرت کے عذاب دردناک سے بچا لے وہ یہ ہے کہ خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ مین اپنے مال اور اپنی جانین لڑا دو یہ تمہارے حق مین بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو ایسا کروگے تو خدا تمہارے گناہ معاف کرے گا۔ اور تم کو بہشت کے ایسے باغون مین لیجا داخل کرے گا جنکے تلے نہرین پڑی بہ رہی ہین اور نیز عمدہ عمدہ مکانات مین جو ہمیشہ رہنے کے باغون مین ہونگے یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور ان نعمتون کے سوا ایک اور نعمت بھی ہے جسکو تم دل سے پسند کرتے ہو کہ خدا کی طرف سے تم کو مدد ملے گی اور تم عنقریب ملک فتح کروگے۔ اور اے پیغمبر مسلمانون کو اسکی خوشخبری سنا دو۔

الغرض خدا تعالی نے بنی آدم اور انکے دشمن شیطان دونون کے لیے لشکر ٹہرائے لیکن تاہم اُسنے اپنے فضل و کرم سے ایماندار بندے پر اُسکے دشمن کو تسلط نہین دیا جو اُسے تمام مخلوق سے زیادہ عزیز ہے وجہ یہ کہ جہاد اُسے بہت ہی محبوب ہے اور اہل جہاد اُسکے نزدیک تمام مخلوق سے درجون مین زیادہ اونچے اور وسیلے کے لحاظ سے سب سے زیادہ مقرب ہین لو جب یہ ہے تو اسنے اس لڑائی کا جھنڈا اپنی منتخب اور خلاصہ مخلوق کے لیئے کھڑا کیا اور وہ دل ہے جو خدا کی معرفت کا محل اسکی محبت و عبودیت کا دار الخلافہ ہے۔ نیز اُسکے لیئے اخلاص اُسپر توکل اُسکی طرف انابت و رجوع کا قرارگاہ ہے تو خدا نے اسیکو اس لڑائی کا متولی اور سردار مقرر کیا اور اُن فرشتون کے لشکرون سے

اس کی مدد کی جو کبھی اس سے مفارقت نہیں کرتے جیسا کہ ارشاد ہوا لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ یعنے آدمی کے لیئے بہت سے پاسبان مقرر ہین جو اسکے آگے اور پیچھے کی جانب سے یکے بعد دیگرے آ آکر خدا کے حکم سے اسکی حفاظت کرتے ہین جب ایک لشکر آتا دوسرا چلا جاتا ہے۔ غرضکہ اسیطرح پہرہ بدلتا رہتا ہے یہ فرشتے اُسے ثابت قدمی اور استحکامی پر آمادہ رکھتے بھلائی کا حکم کرتے اُسپر اُبھارتے اُکساتے رہتے خدا کی کرامت وبخشش کا وعدہ دیتے ہین اور صبر وسہار کی تعلیم کرتے رہتے ہین اور ساتھ ہی اسباب کی بھی فہمایش کرتے جاتے ہین کہ اس معرکہ جنگ مین ایک ساعت کے صبر کرنے سے ابدی راحت ملیگی اور تو ہمیشہ کی فوز و فلاح پر کامیاب ہوگا۔ پھر خدا نے اسی پر بس نہین کی بلکہ ایک اور لشکر یعنے اپنی وحی اور کلام کی فوج سے اسکی مدد کی اسکے پاس اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور اُنکی معرفت اپنی کتاب مقدس پہنچائی اس سے اُسکی قوت پر قوت مدد پر مدد سامان پر سامان بڑھ گئے اور اسکے ساتھ ہی عقل کو اُسکا وزیر اور مدبر معرفت کو اُسکا مشیر وناصح ایمان کو اُسکا مددگار ومؤید یقین کو اسکے لیئے جاسوس اور کاشف حقیقت مقرر فرمایا یہان تک کہ اُن وعدون کو جو خدا نے اپنے دوستون اور اپنے گروہ سے جہاد اعدا پر کیئے ہین گویا آنکھ سے دیکھنے لگتا ہے۔ عقل اسکے لشکر کی غور وپرداخت کرتی اور اُسے باضابطہ مرتب وآراستہ کرتی ہے معرفت امور حرب اور اسباب جنگ کی تدبیر کرتی اور جو مقامات ومواقع انکے مناسب ہوتے ہین وہان جگہ دیتی ہے۔ ایمان اُسے ثابت قدم رکھنے اور قوت پہنچانے اور صبر وسہار کی تلقین کرنے مین بڑی سرگرمی کے ساتھ کوشش کرتا ہے۔ یقین اُسے معرکہ جنگ مین قدم بڑھانے کی جرأت دلاتا اور صادق حملے کرنے پر اُبھارتا رہتا ہے پھر اس عظیم الشان جنگ اور گھمسان کی لڑائی مین قائم رہنے والے کو خدا کی طرف سے ظاہر وباطن کے قوی سے بھی کافی مدد ملتی ہے آنکھین اُسکے لیئے طلیعہ لشکر اور کان جاسوسی کا کام دیتے ہین زبان اسکی ترجمان اور ہاتھ پاؤن اعوان وانصار بنجاتے ہین اور پھر خدا تعالے اپنے فرشتون بالخصوص عرش مجید کے اٹھانے والون کو حکم دیتا ہے کہ وہ اُسکے لیئے مغفرت کی دعا کرین اور بُرائیون سے بچنے اور جنت مین داخل ہونے کا سوال کرین چنانچہ فرشتے ایسا کرتے ہین اور سب سے بڑی مدد یہ ہے کہ جو خدا اسکے دشمنون کو شکست دینے اور انکے شر کو دفع کرنے کا

متولی و کارساز بنجاتا اور اس مہم کو بنفسہ سر کرتا ہے جیسا کہ فرمایا اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنے یہ جہاد پر قائم رہنے والے لوگ خدائی گروہ ہے سنو جی خدائی گروہ ہی آخر کار رفلاح پائیگا ایک جگہ یون ارشاد ہوا اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ یعنے ان لوگون کی ہمارے ہان سے مدد ہوتی ہے اور بے شک ہمارا لشکر ضرور غالب آکر رہے گا۔ الغرض جب تمام سامان جنگ مہیا ہوگیا تو خدا تعالی نے اپنے بندون کو اس جہاد کی کیفیت تعلیم فرمائی اور جنگ کے سارے فراز و نشیب ذیل کے چار حکمون مین جمع کرکے ارشاد فرمایا یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنے مسلمانو! اُن تکلیفون کو جو جہاد مین تم کو پیش آئین برداشت کرو اور ایک دوسرے کو برداشت کی تعلیم دو اور سامان جنگ تیار رکھو اور خدا سے ڈرو تاکہ آخر کار تم اپنی مراد کو پہونچو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اس جہاد کی تکمیل بغیر ان چار امور کے ہوہی نہین سکتی وجہ یہ ہے کہ صبر کی تکمیل دشمن سے مقابلہ کیئے بغیر ناممکن ہے اور جب آدمی دشمن کے مقابلہ کے لیئے آمادہ ہوتا ہے تو اسے ایک اور امر کی حاجت پڑتی ہے جسے مرابطہ کہتے ہین یعنے قلب کی سرحد کی حفاظت اور اسکے شہرون کی رخنہ بندی مین مصروف ہونا تاکہ دشمن کسی راہ سے دارالسلطنت خاص مین آنے نہ پائے اور چونکہ قلب کی سرحد آنکھ کان زبان شکم ہاتھ پاؤن ہین۔ اسلیئے اس مجاہد کو ان رستون کی رخنہ بندیان کرنی ضرور ہین تاکہ ان رخنون سے دشمن داخل ہوکر قلب کے شہرون مین پھیلنے نہ پائے اور حسب قابو پائے اُسے تباہ و برباد نہ کرے اس لحاظ سے ان راہون کی رخنہ بندیان اور دل کی ملکون کی حراست ضروری بات ہے کیونکہ یہ راہین اگر بغیر حفاظت چھوڑ دی جائینگے تو دشمن اُن سے داخل ہوکر ملک پر قابض ہوجائے گا اور اس ملک کی حدود محروسہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہین جو تمام انبیا اور مرسلین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بعد بہترین خلق اور شیطان مردود کی طرف سے مجاہدون کے بہت بڑے محافظ اور پاسبان ہین اور چونکہ انہون نے جنگ احد کے روز اس گھاٹی کو چھوڑ دیا تھا جسکی حفاظت کا تاکیدی حکم کیئے گئے تھے لہذا دشمن وہین سے گھسکر مسلمانون پر پل پڑے اور اول اول اہل اسلام کی شکست ہوئی۔ غرضکہ صبر کی تکمیل کے لیئے ان تینون چیزون کا ہونا ضروری اور لازمی بات ہے اور ان تینون شاخون کی جڑ اور ستون جسکے ساتھ

پر قائم ہین تقویٰ یعنی خدا سے ڈرنا ہے اور جب یہ ہے تو صبر اور مصابرہ اور مرابطہ بغیر تقویٰ کے مفید نہین پڑتے مگر یہ یاد رہے کہ جسطرح صبر تقویٰ کا محتاج ہے تقویٰ بھی صبر سے مستغنی اور بے پروا نہین ہے بلکہ تقویٰ کا قیام و دوام صبر ہی پر موقوف ہے۔ تو جب یہ مقدمات تمہید مذکور ہو چکے تو اب ان دونون لشکرون کی صف آرائیون اور مٹھ بھیڑ ہونے کا خاکہ کھینچا جاتا۔ اور بتایا جاتا ہے کہ اُنکے باہمی اتفاقات وقت اُنہین کسطرح نوبت بہ نوبت پیش آتے ہین۔ جانبین سے دونون فوجین صف آرا ہین کہ بادشاہ کفار اپنی فوجون کو لیکر بڑی تیزی سے حملہ آور ہوا یہان آکر دیکھا تو دل کو اپنے مضبوط و مستحکم قلعہ مین تخت حکومت پر جلوہ آرا پایا اوسکا حکم اسکے اعوان و انصار مین جاری ہے اور وہ اسکے سب چارون طرف سے اسکی حفاظت اور پاسبانی مین مصروف ہین دشمنون سے جنگ کرکے کارنمایان ظاہر کر رہے ہین اور انہین ہر طرف سے دفع کرتے ہین بادشاہ کفار یہ انتظام اور بندوبست دیکھکر اپنے امرا و وزرا سے مشورہ کرتا ہے کہ تا وقتیکہ اسکے بعض امرا سے سازش نہ کی جائے گی اسپر فتح پانا ناممکن ہوگا۔ اب یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ اسکا امیر خاص اور مقرب افسر کون ہے۔ دریافت کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ نفس ہے اسپر اُسنے اپنے مددگارون سے کہا کہ تم نفس کی تمام خواہشات جمع کر دو اور اچھی طرح ٹٹولو کہ اسے کن کن چیزون سے زیادہ محبت ہے۔ جب تم یہ بات معلوم کر چکو تو اسکی دلپسند اور محبوب چیزون کو فراہم کرو اور اسکے دل مین صورت محبوب کے نقوش ایسے استحکامی کے ساتھ کندہ کرو کہ سوتے اور جاگتے کسی حالت مین انکی تصویر مٹ نہ سکے پھر جب دیکھو کہ وہ اس سے اطمینان حاصل کرتا اور سکون پذیر ہوتا ہے تو اب شہوت کے آنکڑے اوسکی طرف پھینکو اور بہت جلد اپنے جال مین گرفتار کر لو جب تمہارے پھندے مین آجائے گا قلب ست باقی ہو کر تمہارا رفیق بنجائے گا اُسوقت آنکھ اور کان اور زبان اور مونھ اور ہاتھ پاؤن کی سرحدون کے مالک ہو جاؤ گے اور ان ممالک محروسہ قابض ہو کر قلب سے بہت اچھی طرح مقابلہ کر سکو گے بلکہ جب ان رستون سے تم داخل ہو کر دل تک پہونچو گے تو اُسے مقتول اور مقتول نہین تو مقید یا سخت گھائل اور زخمی ضرور پاؤ گے لیکن سنو اور ضرورت سنو کہ تم ان گھاٹ کے مقامات اور گھاٹیون پر سے اپنا قبضہ نہ اُٹھانا اور کمتر سے کمتر فوجی دستہ کو بھی یہان سے نہ گذرنے دینا اگر ایسا کرو گے تو وہ ان گھاٹ کی چھاؤنی

داخل ہو کر قلب تک پہنچ جائیگا اور بہتین فوراً وہان سے نکال باہر کریگا اس لئے تم شروع ہی سے اسباب کی بہت احتیاط کرنا کہ جب دل کی اِن حدود پر غلبہ پاؤ تو اس فوجی دستہ کے کمزور وضعیف کرنے مین انتہا سے زیادہ کوشش کرو تاکہ وہ دل تک پہونچنے اور اُسے تمہاری خبر دینے ہی نہ پائے اور اگر بالفرض پہنچ بھی جائے تو اپنی کمزوری اور سستی کی وجہ سے اُسکا کچھ کام نہ نکال سکے۔ میری ایک ہدایت یہ بھی غور سے سُنلو کہ جب تم دشمن کے ان حدود پر غالب ہو جاؤ تو آنکھ کو جو مقابل کے لئے مددگار ہے نظر اعتبار سے بند کردو بلکہ آنکی نظر مین لہو ولعب اور فضول وبیہودہ مشاغل کو اچھا اور عمدہ کرکے دکہاؤ اور اگر چوری چھپے سے ہی اسکی نظر عبرت کو اُچک لے تو بھی تم نظر غفلت اور نظر شہوت کے ساتھ اسکے ڈھچر کو ڈھیلا کردو کیونکہ غفلت وشہوت کی نظر اُسکی طرف بہت ہی قریب ہے اور نفس سے زیادہ تعلق رکھتی اور نہایت خفیف وآسان گذرتی ہے۔ غرض تم کو چاہیئے کہ آنکھ پر اپنا پورا پورا قبضہ رکھو کیونکہ یہین سے تمہاری کامیابی کا آغاز ہونے والا ہے میرے ہزارہا سال کی تجربون نے مجھے اسبات کا یقین دلادیا ہے کہ بنی آدم کی ہلاکت کے لئے نظر سے زیادہ کوئی زہر مین بجھا ہوا تیر نہین ہے مین نے اسی نظر کے ذریعہ سے لکھوکہا بنی آدم کو ہلاکت کے گڑھے مین ڈال دیا ہے۔ مین نے بنی آدم کے دلون مین شہوت کا بیج بویا پہر اُسے تمنا وآرزوؤن کے پانی سے سینچا اور جب اُسنے نشو ونما پایا تو مین اُسے ہمیشہ وعدہ دیتا اور آرزو دلاتا رہا یہان تک کہ اسکے عزم کو نہایت قوی ومضبوط کردیا اور پہر اسکے مُنہ مین شہوت کی لگام ڈالکر فسق وفجور کے بازار کی طرف کہینچکر لیگیا اور اسکی عصمت کا خلعت اُتارکر ننگا کردیا تو تم اس گہات کی جگہ کو مہمل وبیکار نہ چھوڑو اور جہان تک بن پڑے اسکے تباہ کرنے مین کوشش کرو اُسپر اُس کا کام آسان کردو اور اس پیرایہ مین نصیحت کرو کہ یہ نظر تجھے تسبیح خالق ورازق کی طرف کشان کشان لےجائیگی اور اس سے تجھے تامل وفکر کا ملکہ حاصل ہوگا یہ حسین وخوب صورت تصویر صرف اسواسطے پیدا کی گئی ہے کہ دیکھنےوالا اس سے خدا کی قدرت پر استدلال کرسکے خدا نے تیری آنکھین بیکار نہین پیدا کی ہین اور نہ ان صورتون کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ تیری نظرون سے محجوب رہین۔ بس اگر تم نے صرف اس افسون کے ساتھ اس قلیل العلم اور فاسد العقل پر فتح پالی تو اب اُسکو اسطرف متوجہ کرو کہ یہ تمام حسین صورتین مظہر قدرت اور تجلی گاہ حق ہین

یعنی خدا تعالیٰ نے ان مین ظہور کیا ہے اور اُس کی تجلی خاص کا پرتو ان پر پڑا ہے یہان تک پہنچکر اُسے قول بالاتحاد کی طرف متوجہ کرو اگر وہ اس کو قبول نہ کرے تو حلول عام و خاص کے قول کی جانب اسکی توجہ پھیرو اور اس سے کم درجہ پر قناعت نکرو وہ یہان تک پہنچکر گروہ نصاریٰ مین داخل ہو جائیگا اب اُسے عفت و صیانت اور ترک لذات اور زہد خشک اور رہبانیت کا حکم کرو اور چارون طرف سے جہال کا تسکار کرکے اسکے پاس لاجمع کرو۔ تو جو شخص ایسا کرے گا وہی میرا اول درجہ کا جانشین اور میرے لشکر کا معزز افسر ہوگا بلکہ اس کے لشکر اور گروہ مین رہنے سے فخر کرون گا۔

فصل ۱۵

پھر تم کان کو جو بادشاہ قلب کا بڑا پاسبان اور محافظ ہے اپنے قبضہ مین کرلو ایسا نہ ہو کہ قلب کی طرف اُسے کوئی ایسی مدد پہنچے جو تمہارے کھیل کو بھنڈ کردے تو تم اس بارے مین انتہا سے زیادہ کوشش کرو کہ اس راہ سے جھوٹ اور باطل داخل ہو کیونکہ یہ نفس پر بہت ہی خفیف ہے اور اس مین اُسے بڑا مزہ آتا ہے تم اُسے شیرین الفاظ سنا کر مبہوت و متحیر کردو اور سحر آمیز کلمات سے شیشہ مین اُتار لو ان مین ان چیزون کی آمیزش کردو جو نفس کو بھلی اور پیاری لگتی ہین پہلے تم اسکی طرف ایک سحر آمیز کلمہ کا تیر پھینکو اس پر اگر وہ تمہاری بات پر کان لگائین تو اس جیسی بہت سی باتین اضافہ کرکے اپنے دام تزویر مین جکڑ لو اور جو چیز اُسکے اچھی معلوم ہو اسکا بار بار ذکر کرو دیکھو اسبات کی بہت احتیاط کرو کہ اس خزنہ سے کلام اللہ کی کوئی آیۃ یا احادیث رسول اللہ صلعم مین سے کوئی حدیث یا واعظون کی کوئی نصیحت آمیز بات داخل نہونے پائے اگر تم اوسپر غالب ہو جاؤ اور مذکورہ بالا بات مین سے کوئی چیز اس مین داخل بھی ہو جائے تو تم اوسمین اور اُسکی فہم و تدبیر مین حائل ہو جاؤ اور اسے اُن مین فکر و غور کرنے اور نصیحت پکڑنے سے باز رکھو کبھی تو اسطرح کہ جو چیز اس راہ سے داخل ہوئی ہے اسکے برخلاف چیز داخل کردو گا ہے یون کہ اسکی عظمت و اہمیت سے اوسے خوف دلاؤ اور ان لفظون کا نقوش اچھی طرح کندہ کردو کہ یہ صرف وسوسہ نفسی ہے ورنہ اسکی طرف تو کسیکو بھی رستہ نہین ملتا اور یہ ایک گرانبار بوجھ ہے جسکے تحمل کی کوئی شخص برداشت نہین کرسکتا کبھی اسکی تحقیر و تذلیل کا اظہار کرکے نفوس کو اس سے نفرت دلاؤ اور یہ فسون پڑھ کر پھونکو کہ آدمی کو اس چیز مین مشغول ہونا چاہیے جو لوگون کے نزدیک اعلیٰ درجہ کی ہو اور اسے عام لوگ عزیز و محبوب رکھتے ہون قطع نظر اسکے اس مین کوئی غرابت اور ندرت بھی ہو حق بات اس زمانہ مین مہجور و متروک ہے اور حق کا کہنے والا اپنے نفس کو

ظلم و تعدی کا تختۂ مشق بنا تا ہے غرضکہ لوگون مین جو فائدہ دائر ہے اُسی کو اختیار کرنا اولی اور احق ہے بادشاہ کفار کی یہ بات سنکر اسکے اعوان و انصار باطل اور ناحق باتون کو ایسے قالب مین ڈہال کر قلب کے محافظ یعنے کان پر پیش کرتے ہین جسے بلا تامل قبول کرتا اور قبول کرنا آسے بہت ہی آسان ہوجاتا ہے اور اچھی اور زیبا باتون کو ایسے قالب مین ڈھال کر ظاہر کرتے ہین جسسے وہ مکروہ و ناپسند جانتا اور گران سمجھتا ہے۔ اور اے مخاطب اگر تو اس بات کو واضح طور پر دیکھنا چاہتا ہے تو شیاطین الانس کی حرکات و افعال پر غور کر کہ وہ فضول و بیہودہ باتون کو اور لوگون کی لغزشین گرید گرید کر نکالنے کو اور ناقابل برداشت مصائب مین گرفتار ہونے کو اور لوگون کی لغزشین طرح طرح کے فتنے برپا کرنے کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قالب مین ڈہال کر دکہاتے ہین اور اتباع سنت اور خدا تعالی کے اُن اوصاف کو جنکے ساتہ اُسنے اپنا وصف بیان کیا ہے اور جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی توضیح فرمائی ہے تشبیہ اور تجسیم اور تکییف کے قالب مین ڈہال کر پیش کرتے ہین خدا کے علو یعنے تمام مخلوق پر اسکے ارفع و اعلی ہونے اور عرش پر جلوہ آرا ہونے اور مخلوقات سے علیحدہ ہونے کا نام تحیز اور آسمان دنیا کی طرف نزول فرما ہونے اور اسکے اس فرمانے کو کہ جو مجہسے مانگتا ہے مین اُسے دیتا ہون تحرک اور انتقال کے نام سے نامزد کرتے ہین۔ علی ہذا القیاس خدا تعالی نے جو اپنی مقدس و مبارک ذات کا ہاتہ اور پاؤن اور چہرے کے ساتہ وصف بیان کیا ہے انکا نام اعضاء و جوارح اور جو افعال انکے ساتہ قائم ہین اُن کا حوادث اور صفات کا نام اعراض رکہتے ہین زان بعد ان چیزون کی نفی کے لیئے جنکے ساتہ خدا تعالی نے اپنا وصف کیا ہے ان ہی امور کے ساتہ توصل اختیار کرتے ہین اور عقل کے اندہون ضعیف البصرون کو اس توہم مین ڈال دیتے ہین کہ جن صفات کے ساتہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناطق ہین وہ ان امور کو مستلزم ہین اور اس تنزیہ و تعظیم کے قالب مین تعطیل کو ظاہر کرتے ہین اور دنیا مین اکثر لوگ جو ضعیف العقل اور مفقود البصیرت ہین انکی کیفیت یہ ہے کہ اگر جب کبہی ایک مطلب لفظون مین ادا کیا جاتا ہے تو اُسے تسلیم کر لیتے ہین اور اگر وہی مطلب یعنے دوسری عبارت اور دوسرے الفاظ مین ادا کیا جاتا ہے تو اُسے جہٹ رد کر دیتے ہین۔ الغرض شیاطین جن اور نہ صرف شیاطین جن بلکہ شیاطین انس بہی ناحق اور نامشروع باتون کو

حقانیت کا روغن چڑھا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے اور احمقوں کو اپنے جال میں پھنسا کر تباہ کر دیتے ہیں جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا۔ یعنے اسیطرح ہم نے شریر آدمیوں اور جنوں کو پیغمبر کا صبر آزمانے کے لیئے ہر ایک نبی کا دشمن بنا دیا تھا جو کہ دھوکہ دینے کی غرض سے ایک کے کان میں ایک چکنی چپڑی باتیں پھونکتا رہتا تھا۔ اس آیت میں شیاطین جن والانس کے قول باطل کو زخرف سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ وہ قول باطل کو تا بمقدور زینت دیتا اور ملمع کر کے مغرور کے کان تک پہنچاتا ہے تو سننے والا دہوکا کھا جاتا اور مغرور ہو جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ شیطان کان کے رخنہ میں وہ چیز ڈالتا ہے جو آدمی کو سر تا سر نقصان پہنچاتی ہے اور اس چیز کو داخل ہونے سے روکتا ہے جو اسے نفع پہنچاتی ہے اور اگر اتفاقاً بغیر اختیار کوئی نفع بخش چیز اس رستہ سے گذر کر انسان کے دل تک پہنچ ہی جاتی ہے تو شیطان اسکے برباد کرنیکی کوشش میں مصروف ہوتا ہے۔

فصل ۵۲

شیطان اپنے ہالی موالی کی طرف متوجہ ہو کر یہ بھی کہتا ہے کہ تم زبان کے رخنہ پر جو بادشاہ قلب کی نہایت مستحکم سرحد ہے اترے ہوا اسپر ان باتوں کے جاری کرنے کی کوشش کرو جو اُسے ضرر تو دے اور کسی طرح کی منفعت نہ پہنچائے اور تا بہ امکان اُسے اسباب سے باز رکھو کہ ذکر الٰہی توبہ و استغفار کتاب اللہ کی تلاوت نیک بندوں کے نصیحتانہ کلمات غرضکہ جو چیز اسکے حق میں مفید اور نفع بخش ہو اُسپر جاری نہ ہو سکے اور نیز علم نافع کے ساتھ بھی تکلم نکر سکے اس رخنہ میں تمہارے لیئے دو عظیم الشان اثر ہیں ان میں سے جسپر بھی تمہیں کامیابی حاصل ہو جائیگی دوسرے سے خوف کی جگہ باقی نرہے گی ایک تو ناحق اور باطل بات کے ساتھ گویا ہونا۔ دوسرے حق الامر سے سکوت خاموشی اختیار کرنا یہ دونوں باتیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے ایک پر فتح پالوگے تو دوسری خود مفتوح ہو جائے گی کیونکہ جو شخص ناانصافی اور باطل کے ساتھ متکلم ہوتا ہے وہ حقیقت میں تمہارا بھائی اور تمہارے حق میں بڑا ہی نفع پہنچانے والا ثابت ہوتا ہے۔ کیا تم نے اس زمانہ کے ناصح اور مصلح قوم کا یہ قول نہیں سنا کہ المتکلم بالباطل شیطان ناطق و الساکت عن الحق شیطان اخرس۔

الحاصل تمہین اس رخنہ کی بہت حفاظت کرنی چاہیئے مبادا کہ وہ حق بات بول اُٹھے یا باطل کے کہنے سے رُک جائے۔ تم اسکے جھوٹ بولنے اور ناحق نامشروع باتون کی گویائی اسکے لیئے آراستہ کردو۔ اور ہر طریق سے اسکی نظرون مین اچہا کرکے دکہادو اور ساتہ ہی یہ دہشت و رعب بھی اسکے دل مین ڈال دو کہ اگر تو حق بات بولے گا تو ہلاکت مین پڑ جاوے گا۔ اے میرے لائق اور خدمتگذار فرزندو! تمہین یہ بھی معلوم رہے کہ زبان کا رخنہ وہ چیز ہے جسکی وجہ سے مین بنی آدم کو ہلاک کرون گا اور انہین اوندھا مونہ کے بل دوزخ مین ڈالون گا۔ مین نے اسی رخنہ سے بہتیرون کو مقتول اور اسیر و زخمی کر ڈالا ہے۔ مین تم کو تاکیدی نصیحت کرتا ہون اسے کان لگاکر سنو اور یاد رکہو زبان کے رخنہ سے بڑہکر اور کسی چیز مین تہاری فتح مندی نہین تم مین سے ایک کو اپنے انسی بہائی کی زبان پر کسی کلمہ کے ساتہ گویا ہونا چاہیئے اور دوسرا سننے والے کی زبان پر متعین رہے پہر اُس بات کو استحسان اور خوبی وعظمت اور غرابت و ندرت کا روغن چڑہا کر بیان کرے اور اپنے بہائی سے اوسکا اور مکرر کرر اعادہ کراتا رہے۔ اے میرے لائق فرزندو! تم انسان کے ہر طریق سے اعوان و مددگار ہو جاؤ ہر دروازہ سے انکے پاس داخل ہو اور ہر گہات کی جگہ اُن کے لیئے بیٹہو کیا تم نے میری اوس قسم کا مضمون نہین سنا جو مین نے اُن کے پروردگار کے ساتہ نہایت تاکید کے ساتہ کہائی تہی مین نے کہا تہا فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ یعنے جیسی تو نے میری راہ ماری ہے مین بہی تیرے سیدہے رستہ پر بنی آدم کی تاک مین بیٹہون تو سہی پہر اُن پر اکران کے آگے سے آؤن اور انکے پیچہے سے آؤن اور ان کی داہنی طرف سے آؤن اور انکی بائین طرف سے آؤن اور جس طرح بن پڑے ان کو بہکا کر رہون اور تو اکثر بنی آدم کو اپنا شکر گزار نہین پائے گا۔ میرے فرزندو! کیا تم مجہے نہین دیکہتے کہ مین بنی آدم کے لیئے اون کی تمام راہون مین بیٹہتا ہون اور جب وہ ایک راہ سے میرے جال مین نہین پہنستے تو مین دوسری راہ مین اپنی تزویر کا جال پہیلاتا ہون یہان تک کہ اپنی کل حاجت یا بعض حاجت پر کامیاب ہو جاتا ہون یہی وہ راہین ہین جنسے اس آیت کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے انہین انتہا سے زیادہ خوف دلایا اور وعظ کہا ہے چنانچہ فرمایا کہ لوگو! شیطان ابن آدم کے برباد کرنے کی غرض سے اسکی تمام راہون مین گہات لگاکر بیٹہتا ہے مثلاً

اول اول راہ اسلام مین بیٹھکر اوس شخص سے کہتا ہے جو دائرہ اسلام مین داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے کہ کیا تو اسلام مین داخل ہوتا ہے اور اپنا اور اپنے آباو اجداد کا قدیم دین چھوڑتا ہے ایسا نہ کر۔ کرے گا تو تیرے بزرگ و سپے جھوٹ جائینگے رشتہ کنبہ سے الگ ہو جائے گا۔ اگر یہ شخص اسکی مخالفت کرکے مسلمان ہو جاتا ہے تو اب شیطان اس کی ہجرت راہ مین بیٹھکر کہتا ہے کہ کیا تو اپنی زمین اپنے آسمان کو چھوڑ کر غیر زمین مین سفر کرتا ہے جہان تیرا نہ کوئی مونس و غم گسار ہے نہ راحت و رنج مین کوئی شریک ہو سکتا ہے آدمی اس مین بھی اُسکی مخالفت کرکے ہجرت کر جاتا ہے تو پھر وہ جہاد کے رستہ مین بیٹھکر کہتا ہے کہ کیا تو جہاد کرنے جاتا اور اپنی جان دینے کے لیئے جاتا ہے وہان جائیگا تو مار ڈالا جاسئے گا۔ تیرا مال تقسیم کر دیا جائیگا تیری بی بی دوسرے کے نکاح مین چلی جائے گی اگر یہ اس مین بھی اُسکی مخالفت کرتا ہے تو اوسی راہون مین بیٹھتا اور طرح طرح کے جال پھیلاتا ہے تو میرے فرزندو! جب تم نے یہ سُن لیا تو اب بنی آدم کو گمراہی مین مبتلا کرنے کے لیئے ہر طریق خیر مین بیٹھو اگر اُن مین سے کوئی خیرات و صدقات کرنے کا ارادہ کرے تو صدقہ کی راہ مین بیٹھکر یہ وسوسہ اسکے دل مین ڈالو کہ تو اپنا مال اس سائل کو دیکر فقیر و محتاج ہو جائے گا اور انجام کار اس فقیر کی طرح تو بھی لوگون کے سامنے ہاتھ پسار کر مانگتا پھرے گا۔ کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ اب نہین تو تھوڑے دنون مین تو اوس کے برابر ہو جائے۔ میرے فرزندو! کیا تم نے نہین سنا کہ مین نے اُس شخص کی زبان پر جس سے دوسرے آدمی نے سوال کیا تھا اور خیرات مانگی تھی یہ الفاظ جاری کرا دیئے تھے کہ یہان سے دور ہو یہ ہمارے مال مین جو ہم نے اپنی محنت و مشقت سے حاصل کیئے ہین اگر تمہین دیدینگے تو ہم کیا کہا ئینگے اور ایکدن تم ہی جیسے ہو جائینگے۔ تم اُسکے حج کی راہ مین بیٹھو اور موثر لفظون مین کہو کہ بھائی یہ رستہ نہایت ہی دشوار گذار اور خطرناک ہے اسکے وہ پیچ در پیچ اور صعب راہین ہین جسمین آدمی ہلاکت کا نشانہ بنتا اور اپنی جان و مال کو تلف کر ڈالتا ہے غرضکہ اسی طرح اسکے تمام نیک راہون مین بیٹھکر اُن سے نفرت دلاؤ انکی سختی و آفات کا ذکر کرکے اُسے باز رکھو اسکے بعد معاصی کی راہون مین بیٹھو اور جس قدر گناہ کی باتین ہین سب کو بنی آدم کی نظرون مین آراستہ و مزین کرکے دکھاؤ اور انکی نسبت انکی محبت و وقعت پیدا کردو اسپر کامیاب ہونے کے لیئے سب سے زیادہ عورتین مدد دینگی تو تم اُنکو اپنا بڑا مددگار بنالو اور انہی کے دروازون سے اونپر داخل ہو کیونکہ یہ تمہاری بہت ہی اچھی مددگار و پشت پناہ ہین۔ میرے وفادار لشکریو! جبتم

ان تمام رخنہ بندیوں سے فارغ ہوجاؤ تو ہاتھ پاؤں کی رخنہ بندیوں کی طرف توجہ کرو اور ہاتھوں کو اُن چیزوں کے پکڑنے سے پاؤں کو اُن راہوں کے چلنے سے باز رکھو جو تمہیں مضرت پہنچائیں اور یاد رکھو کہ ہاتھ پاؤں کی رخنہ بندیوں میں تمہاری سب سے بڑی مددگار نفس امارہ کی مصالحت ہے تو تم اُسکی مدد کرو اور اپنے کاموں میں اُس سے مدد لو اور جب وہ نفس مطمئنہ سے جنگ کرنیکو تیار ہو تو اسکی ساتھ ہو کر امداد میں کوشش کرو نفس مطمئنہ کی قوت و شوکت توڑ دینے اور اُسکے قوی کے باطل کرنے میں سرگرمی دکھاؤ اور اسپر تمہیں اُسیوقت فتحمندی میسر ہوگی جب اس سے اسکے مواد و اسباب کو قطع کر دوگے کیونکہ جب نفس مطمئنہ کے مواد منقطع ہو جائینگے اور نفس امارہ کے مواد قوی ہونگے تو اس کے تمام اعوان و انصار تمہارے مددگار بنجائینگے۔ اور جب یہ ہوگا تو تم بادشاہ قلب کو اسکے قلعہ سے نکال سکوگے اور اسکی حکومت و ملک سے اُسے معزول کر دوگے اور جب ایسا ہو جائے تو تم نفس کے قلعہ میں اُتر پڑو اور اُسے اپنا دوست بنالو اُسے تم اُن ہی چیزوں کا حکم کرو جو اسپر آسان ہوں اور تمہیں تم دوست رکھتے ہو اگرچہ نفس تمہاری مخالفت کسی بات میں جائز نرکھیگا بلکہ تم جس بات کا اشارہ کروگے اُسے دوڑ کر بجا لانے کو مستعد ہوگا لیکن تاہم وہ اُن باتوں میں تمہاری اطاعت سے ضرور سرتابی کریگا جنہیں تم ناپسند اور مکروہ رکھوگے۔ اسپر بھی اگر تمہیں قلب کی جانب اسکی سلطنت میں کسی قسم کی منازعت محسوس ہو اور اس سے امن و امان میں رہنا چاہو تو قلب و نفس کے مابین سلسلۂ ازدواج قائم کر دو یعنے نفس کو بیش قیمت زیورات اور لطیف و نفیس پوشاکوں سے آراستہ پیراستہ کر کے قلب کے سامنے پیش کرو اور اسے نہایت ہی حسین خوبصورت دُلہن کی تصویر بنا کر دکھاؤ اور ساتھ ہی طرب انگیز لہجہ میں کہو کر تو لڑائی کا بہت لطف اُٹھا چکا شمشیر کی کاری زخموں اور نیزوں کے گہرے گہرے کچوکوں کا خوب مزہ چکھ چکا اب اس نوخیز پریچہر عروس کے خوان وصل سے لطف صحبت اُٹھا اور وصال کا ذائقہ چکھ پھر اس صلح کی لذت اور اس جنگ کی تلخی کا موازنہ کر جنگ سے دست بردار ہو اور لڑائی کے ہتیار رکھدے یہ لڑائی کچھ ایک دن کی تو ہے نہیں کہ ابھی ختم ہو جائیگی بلکہ جیتے جی تک اسکا خاتمہ ہوتا نظر نہیں آتا۔ تیرے سارے قوی لڑتے لڑتے ضعیف ہوگئے ہیں اور آئندہ اور کمزور پڑجائینگے اس لیئے اب تجھے چند روز کے لیئے راحت و آسائش اختیار کرنی چاہیئے۔۔ اے میرے بہادر اور دل چلے فرزندو! تم دو بڑے لشکروں سے

امداد لو کہ اگر اُن مین سے ایک ہی تمہارے ساتہ ہوگا تو تم کبھی مغلوب نہو گے۔ ایک غفلت کے لشکر سے جب یہ لشکر تمہارے ساتھ ہو گا تو تم بنی آدم کے دلون کو خدا اور دار آخرت سے ہر طرح غافل کر دوگے۔ غرضکہ تمہاری تحصیل غرض مین غفلت سے بڑہکر اور کوئی چیز زیادہ معاون و مددگار نہین ہوسکتی وجہ یہ کہ جب دل خدا سے غافل ہو جائے گا تو تم اُسپر اور اسکے اعوان پر فوراً فتح پاجاؤگے دوسرے شہوت کے لشکر سے کہ اسے بنی آدم کے دلون مین مزین و آراستہ کرکے دکہاؤ اور آنکہون مین حسین وخوبصورت ظاہر کردو۔ اگر تم ان دونون عظیم الشان لشکرون کو ساتہ لیکر بنی آدم پر حملہ کروگے تو یقیناً تمہاری فتحمندی کے جہنڈے اُٹہہ کہڑے ہون گے۔ تم اول شہوت سے غفلت پر اور غفلت سے شہوت پر مدد لو اور ان دونون کو غافلون کے دلون سے نزدیک کردو پہر ان دونون سے اُن لوگون پر مدد چاہو جو ذاکر و ہوشیار اور بیدار و محتاط ہین اور اسوقت قطعاً تمہاری فتح ہوگی وجہ یہ کہ ایک شخص کا پانچ شخصون پر غالب آنا ناممکن الوقوع نہین تو بعید از قیاس ضرور ہے دو غافلون کے ساتہ دو شیطان ہین وہ دو دو چار ہوئے اور ایک اُس ذاکر و ہوشیار آدمی کا شیطان یہ سب ملکر پانچ ہوئے اور جب تم کسی ایسے گروہ کو دیکہو جو ذکر الٰہی اور مذاکرہ دینی سے تمہین ضرر پہونچانے پر متفق ہو اور تم انکے پریشان کرنے پر قابو نہ پاسکو تو اُن ہی کی جنس یعنے بطال اور بیہودہ انسانونکی مدد لو ان کو اس کے نزدیک جمع کردو اور انکے ہجوم کی وجہ سے اس گروہ کے اوقات مین تشویش ڈال دو۔ خلاصہ یہ کہ تم ہر طرح کے ساز وسامان سے تیار رہو اور ہر بنی آدم کے پاس اُسی دروازہ سے داخل ہو جس کی طرف اوسکی شہوت مائل ہے اور اسکے لیئے وہی چیز مہیا کرو جس سے اسکی دلبستگی اور غرض اصلی متعلق ہے سب سے اول اوسے شہوت و غفلت مین مبتلا کرو اور ان کی تحصیل پر اسکی مدد کرو اور چونکہ خدا نے بنی آدم کو حکم فرمایا ہے کہ وہ مصائب و آفات کی برداشت کرین اور تمہارے مقابلہ مین صبر و سہارے سے کام لین اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرین تمہارے داخل ہونے کی راہین اور رخنے بند کرین اور اپنے ممالک محروسہ اور تمہاری سرحد کی حفاظت مین مصروف رہین تو تم بہی انکی مصیبتون پر صبر کرو انکے دفع کرنے کے سامان تیار رکہو انکی رخنہ بندیون کے فتح کرنے مین سرگرمی کے ساتہ کوشش کرو انکی ملکی حدود مین اپنے جہنڈے اونچے کرو خاصکر شہوت و غضب کے وقت کیونکہ ان دونون موقعون سے بڑہکر کسی اور موقع پر

تم بنی آدم کو شکار نہین کر سکتے لیکن یہ بات یاد رکھو کہ بنی آدم مین بعضے تو ایسے ہوتے ہین جن پر سلطانِ شہوت غالب ہوتا اور سلطانِ غضب ضعیف و مغلوب ہوتا ہے اسوقت تم اسکے لئے شہوت کا جال تان دو اور غیظ و غضب کا دام اٹھا لو اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین جنپر سلطان غضب غالب ہوتا ہے ایسون کے لئے راہ شہوت کھول دینا کافی ہوگا کیونکہ جو شخص غصہ کے وقت اپنے نفس کا مالک نہوگا وہ شہوت کے وقت بدرجہ اولی اپنے نفس پر قابو نرکھے گا اسوقت تمہاری بہتر سے بہتر اور عمدہ سے عمدہ تدبیر یہ ہوگی کہ اسکے غضب و شہوت مین آمیزش کا سلسلہ قائم کردو اور ایک کو دوسرے سے پیوند دیدو پھر اسی غیظ و غضب کے دروازہ سے شہوت کی طرف اور شہوت کے رستہ سے غضب کی جانب بلاؤ اور اسباب کو کان دھر کر سنو کہ بنی آدم کے حق مین ان دونون ہتیارون سے بڑہکر اور کوئی ایسا ہتیار نہین جو تمہارا زخم اُن پر لگا سکے مین نے ان کے ماباپ کو شہوت کے وسیلہ سے جنت سے نکال باہر کیا اور غضب کے ذریعہ سے اُن کی اولاد مین دشمنی ڈال دی اسکے سبب سے مین نے اُن کے ارحام قطع کر دیئے اور خاطر خواہ خونریزی پہیلائی یہی ایک ایسی چیز ہے جسکی وجہ سے بہائی بہائی کو قتل کرتا اور ایک دوسرے کی جان بڑی بے رحمی اور سفاکی کے ساتہ لیتا ہے۔ یہ بہی یاد رکھو کہ غفلت بنی آدم کے دل مین آگ کی ایک چنگاری ہے اور شہوت آگ کا شعلہ ہے جو اُسکے دل سے بہڑک اُٹھتا ہے لیکن یہ آگ پانی کے چھینٹون اور نماز اور ذکر اور تکبیر سے بجھہ جاتی ہے تو اسبات کا لحاظ رکھو کہ جب بنی آدم غیظ و غضب یا شہوت مین مبتلا ہو تو جہان تک بن پڑے اوسے وضو اور نماز کے قریب تک نہ جانے دو کیونکہ ان سے اُسکے شہوت و غضب کی آگ بجھہ جائے گی جیساکہ اُن کے پیغمبر صاحب نے انہین اسکی خبر دی ہے اور فرمایا ہے کہ غضب بنی آدم کے دل مین آگ کی ایک چنگاری ہے یہی وجہ ہے۔ کہ غصہ کے وقت تم دیکھتے ہو کہ اسکی آنکہین سرخ ہو جاتین گلے کی رگین پہول جاتی ہین تو جب یہ کیفیت محسوس ہو تو اُسے وضو کرنا چاہیئے۔ اور پیغمبر صاحب نے انسے یہ بہی فرمایا ہے کہ آگ کے بہڑکتے ہوئے شعلون کو پانی کے چھینٹے بجھا دیتے ہین۔ علاوہ ازین خدا نے انہین تاکیدی حکم فرمایا ہے کہ وہ تمہارے ضرر سے بچنے کے لئے صبر و نماز سے مدد لین تو تم سب سے پہلے اُن مین اور صبر و نماز مین حائل ہو جاؤ اور ان چیزون کو بنی آدم کے ذہن سے اُتار دو اور ساتہ ہی شہوت و غضب کو اُنپر غالب کر دو۔ بنی آدم کو مغلوب کرنے مین تمہارے سب سے عمدہ اور کاری و ضرر دہ ہتیار غفلت اور خواہش نفسانی کا اتباع ہے اور تمہین ضرر پہنچانے کے لئے

اُن کے بڑے ہتیار اور محفوظ قلعے خدا کا ذکر اور خواہش نفسانی کی مخالفت ہے تو جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اپنے نفسانی خواہشون کی مخالفت کرتا اور نفس کے کہنے پر نہین چلتا تو اسکے سائے سے بہاگو۔ اور ایسے شخص کے پاس تک بھی جاکر نہ پھٹکو۔

خلاصہ یہ کہ گناہ ایسے اسباب و ہتیار ہین جنسے بندۂ گنہگار اپنے دشمنون کو خود مدد دیتا اور انہین اپنے نفس پر قابو دیدیتے ہو کہ وہ اسیکے ہتیارون سے اس سے لڑتے اور ہلاک کرتے ہین۔ جاہل آدمی جانتا ہے کہ مین ان سے اپنے نفس کو قوی بناتا ہون حالانکہ وہ روز بروز اُسے کمزور کرتا جاتا ہے اور یہ انتہا درجہ کی جہالت ہے جیساکہ کہا گیا ہے کہ جاہل کی طرف جو چیز دشمنون سے پہونچتی ہے وہ انجام کار اُسکے ضرر کا باعث ہوتی ہے اور یہ نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت کی بات ہے کہ حقیقت مین تو گنہگار آدمی اپنے نفس کے ذلیل کرنے مین کوشش کرتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ مین اُسے عزت و توقیر کے مرتبہ پر پہنچاتا ہون وہ اسکے حظوظ اور اصلی شرافت سے محروم کرنے مین سعی کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ مین محفوظ کرنے مین کوشش کرتا ہون۔ اُسکی تحقیر و تذلیل مین سرگرم رہتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ مین اسکی صلاحیت اور بلند مرتبہ پر پہنچانے اور معظم کرنے مین کوشش کرتا ہون۔ یہی وجہ ہے کہ بعض سلف اپنے خطبہ مین فرمایا کرتے تھے کہ بہت سے آدمی ایسے ہین جو حقیقت مین تو اپنے نفس کو ذلیل کرتے ہین مگر وہ خیال کرتے ہین کہ ہم اُسے عزیز بنانے کی کوشش کرتے ہین۔ اسے حقیر کرتے ہین لیکن خیال کرتا ہے کہ ہم اُسے عزت دیتے ہین۔ اُسے ضائع و برباد کر ڈالتے ہین مگر خیال یہ کرتے ہین کہ ہم اسکے حقوق کی پورے طور پر نگرانی کرتے ہین اور آدمی کو اسی قدر جہالت بس کرتی ہے کہ اپنے نفس کو ضرر پہنچانے مین اپنی ہی کرتوت کی وجہ سے دشمن کے ہاتہ مین وہ ہتیار دیدے جو اسے کہین سے بہم نہ پہنچ سکتے ہون

فصل ۵۳

خدا کی نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک بڑی سزا یہ بھی ہے کہ گناہ آدمی کی ایسی ہمت مار دیتے ہین کہ وہ اپنے نفس کو بہول جاتا ہے اور جب وہ اپنے نفس کو بہول جاتا ہے تو اُسے بالکل مہمل و معطل کر کے اس مین بگاڑ پیدا کرتا۔ اور انجام کار ہلاک و برباد کر ڈالتا ہے۔ اگر سوال کیا جائے کہ آدمی اپنے نفس کو کیونکر بہول سکتا ہے اور جب وہ نفس کو بہول گیا تو پہر اُسے کون چیز یاد دلا سکتی ہے اور نفس کے بہلا دینے کے معنے کیا ہین۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ نفس کے بہول جانے کا ثبوت جہلنیان کی

تمام قسموں سے بڑھکر ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت مین ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ یعنے مسلمانو! تم اُن لوگون جیسے نہ ہو جنہون نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے اُن کی ایسی مت ماردی کہ اپنے نفسون کو بھی بھول گئے یہی لوگ تو بڑے نافرمان ہین۔ غرضکہ جب انہون نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے بھی اُن کی ایسی مت کردی کہ وہ اپنے نفسون کو بھول گئے اور ایک جگہ یون فرمایا گیا ہے نسوا الله فنسیهم یعنے انہون نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے اُن کو بھلا دیا۔ خلاصہ یہ کہ خدا نے آدمی کے اس نسیان کی دو سزائین مقرر فرمائی ہین۔ ایک یہ کہ وہ اسکو بھول جاتا ہے دوسرے یہ کہ وہ اس کی ایسی مت مار دیتا ہے کہ اپنے نفس کو بھلا دیتا ہے۔ خدا بندے کو بھول جاتا ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ وہ اسے چھوڑ دیتا اور اپنی نظر عنایت اس پر سے اُٹھا لیتا اور اُسے ضائع وبرباد کرنا چاہتا ہے اسوقت ہلاکت وبربادی اُس ایسی ہی قریب ہوتی ہے جیسے ہاتھ موتھ سے۔ آدمی اپنے نفس کو بھول جاتا ہے اسکے یہ معنی ہین کہ نفس کے جو اعلی درجے کے حظوظ اور اسکی سعادت اور فلاح اور تکمیل اور اصلاح کے اسباب تھے آدمی ان سب کو یکلخت بھول جاتا ہے یہان تک کہ ان چیزون کا خطرہ تک اسکے دل پر نہین گزرتا اور وہ کبھی بھولے سے بھی انہین یاد نہین کرتا نہ کبھی اپنی ہمت ہی انکی طرف متوجہ کرتا ہے کہ ان کی تحصیل مین اُسے رغبت پیدا ہو اور نیز اپنے نفس کے عیوب ونقص اور آفات سے اسدرجہ غافل ہو جاتا ہے کہ انکی اصلاح وازالہ تک کا خطرہ دلپر نہین گزرتا اسیطرح نفس کے امراض اور قلب کے آلام سے بھی غفلت مین رہتا ہے حتی کہ انکے علاج کا خطرہ تک اسکے دلپر نہین گذرتا اور نہ اُن مرضون اور علتون کے ازالہ مین کوشش کرنے کا خیال ہوتا ہے جو عنقریب اپنے موذی اور زہریلے اثر سے نفس ودل کو ہلاک کر دینے والے ہین تو ایسا شخص ایک مریض گھائل ہے اور اسکا مرض ہے کہ اُسے کشان کشان ہلاکت کی طرف لئے چلا جاتا ہے مگر حیرت یہ ہے کہ اُسے اپنے مرض کا شعور تک نہین ہوتا نہ اسکے علاج کا خطرہ اُس کے دلپر گزرتا ہے اور یہ عام وخاص لوگون کے لئے سزا کا ایک بہت بڑا تازیانہ ہے کیونکہ حقیقت مین نفس کو معطل وبیکار چھوڑنے اسے ضائع وبرباد کر دینے اسکی مصالح اسکے امراض اسکے دواؤن سے غفلت کرنے اسکی سعادت وفلاح کے اسباب اسکے حیات ابدیہ کے ذرائع چھوڑ دینے یہ سب ایسی سزائین ہین جن سے بڑھکر کوئی اور سزا نہین ہو سکتی۔ اور جو شخص اس موقع کو تامل وتفکر کی نظر سے دیکھیگا اُسے واضح ہو جائیگا کہ سب نہین تو اکثر مخلوق نے حقیقۃً اپنے نفوس کو بھلا رکھا اور انہین بالکل تباہ وبرباد کر دیا ہے اور نیز اُن کے وہ حظوظ

جو خدا کی طرف سے اُنہین حاصل تھے ضائع کر دیئے اور انہین کھوٹی قیمت کی عوض بیچکر بڑا خسارہ اُٹھایا ہے لیکن یہ خسارہ موت کے وقت اُنہین ظاہر ہوگا اور ہارجیت یعنے قیامت کے روز اس کا تمام تر ظہور ہوگا اُسدن آدمی کو کھلے طور پر ظاہر ہوجائے گا کہ مین نے جو اپنے نفس کے لیئے دار دنیا مین عقد بیع کیا تہا اور آخرت کے واسطے تجارت کی تہی اُس مین سخت غبن اور نقصان اُٹھایا۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ ہر ایک شخص اس دار دنیا مین آخرت کے لیئے ضرور تجارت کرتا ہے تو کوئی اس تجارت مین فائدہ اُٹھاتا ہے اور کوئی نقصان مگر سب سے بڑہکر نقصان اُٹھانے والے وہ لوگ ہین جو اعتقاد تو یہ رکھتے ہین کہ ہم اپنی تجارت سے متمتع ہوتے ہین لیکن حقیقت مین وہ دنیاوی زندگی اور دنیاوی حظوظ و لذات کو آخرت کے حظوظ و لذات کی عوض خریدتے اور اپنی دنیاوی زندگی ہی مین اپنے حصے کے مزے اُڑا چکتے اور خاطر خواہ فائدہ اُٹہا کر اسی دنیا کی زندگی سے خوش ہوتے اور خطر عاقبت سے فارغ ہوکر باطمینان تمام زندگی بسر کرتے ہین اور انکی ساری کوشش اسی کے حاصل کرنے مین مصروف ہوتی ہے تو وہ بیع وشرا کے معاملات مین مصروف ہوتے اور تجارت کرتے وقت موجودہ نفع کو آئندہ فائدہ کی عوض نقد کو اُدھار کے بدلے حاضر کو غائب کے معاوضہ مین بیچڈالتے ہین اور کہتے ہین کہ احتیاط و ہوشیاری اسی کا نام ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ جب یہ کلیہ قاعدہ مقرر ہوچکا ہے کہ جس چیز کو دیکھو اُسے لیلو اور جسے سُنو اُسے چھوڑ دو تو مین اُس چیز کو جو اس دار دنیا مین موجود اور مشاہد اور نقد و وقت حاصل ہے اُس نفع کی عوض جو دار اُخری مین غائب اور اُدھار ہے کیونکر بیچ سکتا ہون اس وقت ایسے لوگون کا ایمان ضعیف اور داعی شہوت قوی ہوجاتی اور موجودہ محبت اور بنی نوع کی تشبہ زیادہ مرغوب طبائع ہوتی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اکثر مخلوق اس ٹوٹے کی تجارت مین مبتلا ہوجاتی خدا تعالی نے اس قسم کی تجارت کرنے والون کے حق مین فرمایا ہے اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَۃِ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ یعنے جن لوگون نے آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی مول لی تو نہ اُن سے عذاب ہی ہلکا کیا جائیگا اور نہ کہین سے اُن کو مدد ہی پہنچیگی۔ اور یہ بھی فرمایا فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُھُمْ وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ یعنے نہ تو اُنکی تجارت ہی سود مند ہوئی اور نہ راہ راست ہی پر قائم رہے۔ الغرض جب ہارجیت یعنے قیامت کا روز ہوگا تو اس تجارت کا غبن اُنہین بخوبی ظاہر ہوگا اور اُسوقت انکے دل حسرتون کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائینگے البتہ اس بازار مین تجارت سے متمتع وہی لوگ ہونگے جنہون نے فانی کو

باقی کے بدلے خسیس کو نفیس کی عوض حقیر کو شریف کے مقابل بیچ ڈالا اور صاف طور پر کہدیا کہ اس دنیا کی
مقدار اول سے آخر تک ہے ہی کیا جو ہم اسکے بدلے دار آخرت اور خدا کے اُن حظوظ کو بیچ ڈالیں جو
اُسکی طرف سے ہمیں عنایت ہوئے ہیں اور واقع میں بات ہے بھی یہی کیونکہ عقلمند آدمی دنیا کی اس تھوڑی
سی زندگی کو جو حقیقت میں ایک پریشان نیند اور بہت جلد زائل ہو جانے والے خواب جیسی ہے اور جسے دار القرار
سے کچھ بھی نسبت نہیں ہے آخرت پر کبھی ترجیح نہیں دے سکتا۔ خدا کے گنہگار بندے مرے پیچھے زندہ
کرکے اُٹھائے جائیں گے تو وہ دنیا کی زندگی نہایت بے مقدار اور تھوڑی سمجھیں گے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا
ہے وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ یعنے جسدن ہم گنہگاروں
کو زمین سے اُٹھا کھڑا کریں گے تو وہ کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں گویا دن کی ایک ساعت ہی رہے اور میدان
حشر میں باہم ایک دوسرے کو پہچانیں گے بھی۔ دوسری جگہ فرمایا يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا
فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرَاهَا إِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَاهَا إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَخْشَاهَا كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا
لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۝ یعنے اے پیغمبر لوگ تم سے قیامت کے بارہ میں پوچھتے ہیں کہ
اُس کا کہیں تھل بیڑا بھی ہے سوائے پیغمبر تم اُس کا وقت بتانے کی طرف سے کہاں اسکے بکھیڑے میں
پڑے اُس کے وقت کی تعیین آخر کار تمہارے پروردگار ہی پر جا کر ٹھیرتی ہے رہے تم سو جو شخص
قیامت سے ڈرنا چاہتا ہے تم اسکو آگاہ کر دینے والے ہو اور بس لوگ جس دن قیامت کو دیکھیں گے
تو اُن کو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا وہ دنیا میں بس دن کے آخر پہر ٹھیرے یا اول پہر۔ اسیطرح
ایک اور جگہ یوں فرمایا كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ
یعنے جسدن قیامت کو دیکھ لیں گے جسکا وعدہ اُن سے کیا جاتا ہے تو اُن کو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا
دنیا میں بہت رہے ہوں گے تو سارے دن میں سے ایک گھڑی بھر۔ لوگوں کو حکم خدا پہنچا دیتا تھا
سو پہنچا دیا گیا اور قرآن کے ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا۔ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا
لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
یعنے خدا دوزخیوں سے پوچھے گا کہ بھلا تم زمین پر گنتی کے کتنے برس رہے ہوگے وہ کہیں گے برس کیسے
ہم بہت رہے ہوں گے تو ایکدن یا ایکدن سے بھی کم ٹھیک وقت یاد نہیں جو دن اور مہینے گنتے رہے ہوں
اُن سے پوچھ دیکھئے۔ اسپر خدا فرمائیگا کہ بے شک تم روئے زمین پر تھوڑی دیر رہے مگر اے کاش

تم بھی بات جیتے جی سمجھے ہوتے اور ایک جگہ یون فرمایا وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا یعنے جسدن صور پھونکا جائیگا اور ہم اُسدن گنہ گارون کو اپنے حضور مین جمع کرین گے اور اُنکی آنکھین مارے خوف کے نیلی نیلی بے نور ہو جائین گی آپس مین چپکے چپکے کہتے ہون گے کہ دنیا مین تم لوگ بہت ہٹیرے ہوگے تو بس دس دن جیسی باتین یہ لوگ اُسدن کرین گے ہم اُن سے بخوبی واقف ہین کہ جو ان مین سب سے زیادہ رو براہ ہوگا وہ کہے گا نہین جی تم دنیا مین بہت ہٹیرے ہوگے تو بس ایکدن

الغرض قیامت کے دن کے مقابلہ مین دنیا کی یہ حقیقت ہے جو آیات مذکورۂ بالا مین بیان ہوئی تو جب گنہگار لوگ قیامت کے روز معلوم کرین گے کہ ہم دنیا مین بہت ہی تھوڑے دیر رہے اور اب اُس دار دنیا کے علاوہ ہمارے لئے ایک اور ہمیشگی اور بقا کا گھر ہے جہان ہمین ہمیشہ ہمیشہ رہنا پڑے گا تو وہ دیکھ لینگے کہ ہم نےجو دار البقا کی عوض دار الفنا کو مول لیا تو اس تجارت مین بہت کچھ غبن اور نقصان اُٹھایا۔ اور جب یہ ہے تو بھائیو! ہوشیارون اور عقلمندون کی سی تجارت کرو اور اُن بے وقوف جاہل لوگون کی تجارت پر مغرور نہ ہو جنھین ہار جیت کے دن اپنی تجارت کا فائدہ اور جو چیز اُنہون نے مول لی ہے اسکی مقدار بُری صورت مین ظاہر ہوگی۔ دنیا مین ہر ایک شخص اسی بیع وشرا اور تجارت کے لیئے بھیجا گیا ہے اور تمام لوگ جب صبح کرتے ہین تو اپنے نفس کو معرض بیع مین لیجاتے ہین تو کوئی تو اُسے آزادی کا تمغہ دلاتا ہے اور کوئی ہلاکت کے بھنور مین پھنساتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے جو مسلمانون کو اس تجارت کی تعلیم دی ہے وہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے اور اسی پر آدمی کی دینی ودنیاوی فوز وفلاح موقوف ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؛

یعنے اللہ نے مسلمانون سے اُنکی جانین اور اُنکے مال اس وعدے پر خرید لیئے ہین کہ اُن کے بدلے ان کو جنت دے گا۔ یہ لوگ جان ومال کی پرواہ نہ کرکے اللہ کے راستے مین لڑتے اور لڑتے ہین تو دشمنون کو مارتے اور آپ بھی مارے جاتے ہین یہ خدا کا پکا وعدہ ہے جسکا پورا کرنا اُسنے اپنے ذمے لازم کرلیا ہے اور

یہ وعدہ تورات اور انجیل اور قرآن سب مین لکہا ہوا موجود ہے اور خدا سے بڑہکر اپنے قول کا پورا اور کون ہوسکتا ہے۔ تو مسلمانو! اپنے اس سودے سے جو تم نے خدا کے ساتہ کیا ہے خوشیان مناؤ اور یہ معاملہ جو تم نے خدا کے ساتہ کیا ہے اس مین تمہاری بڑی ہی کامیابی ہے۔ اس آیت مین خدا تعالی نے یہ بات بتلائی ہے کہ راہ خدا مین لڑنا اور لڑکر مارا جانا اس تجارت کے سرمایہ کی پہلی نقدی ہے تو اے مفلسو تم اس تجارت مین بڑی سرگرمی اور مستعدی کے ساتہ مصروف ہو اور اگر یہ نقدی تمہین دیتے بن نہین پڑتی تو اسکے لیئے ایک اور نقدی ہے جسکا ذکر ذیل کی دو آیتون مین آتا ہے سو اگر تم اس تجارت کے اہل ہو تو اُس نقدی کو تجارت مین مشغول کر چلو اور وہ یہ ہے التَّائِبُونَ الْعَابِدُونَ الْحَامِدُونَ السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّاجِدُونَ الْآمِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنكَرِ وَالْحَافِظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ یعنے وہ لوگ توبہ کرنے والے عبادت گذار خدا کی حمد و ثنا کرنے والے خدا کی راہ مین سفر کرنے والے رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے لوگون کو نیک کام کی صلاح دینے والے اور بُرے کام سے منع کرنیوالے اور خدا نے جو حدین باندہ دی ہین اُن کے نگاہ رکہنے والے ہین اور اے پیغمبر ایسے لوگون کو خوشخبری سنا دو۔ اور فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ یعنے اے پیغمبر مسلمانون سے کہو کہ مسلمانو! کہو تو مین تم کو ایک ایسی سوداگری بتاؤن جو تم کو آخرت کے عذاب دردناک سے نجات دے وہ یہ ہے کہ خدا اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ مین اپنے مال اور جانین لڑا دو۔ یہ تمہارے حق مین بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔ خلاصہ یہ کہ گناہ ایک ایسی چیز ہے جو آدمی کو اُس کا وہ حصہ جو اس سود مند اور مفید تجارت پر مترتب ہوتا ہے بہلا کر اُسے ایسی سوداگری مین مشغول کر دیتا ہے جسکا انجام خسارت اور نقصان ہوتا ہے اور عبرت کے لیئے یہی ایک سزا بس کرتی ہے۔

فصل ۵۴

نافرمانیون کی سزاؤن مین ایک سزا یہ بہی ہے کہ گناہون کی وجہ سے موجودہ نعمتین مٹ جاتی اور جن نعمتون کے حصول کی بندہ کو آئندہ توقع ہوتی ہے اُس سے منقطع ہو جاتی ہین گویا آدمی کے گناہ موجود نعمتون کے زائل کرنے اور آئندہ نعمتون کے روکنے کے بڑے قوی اسباب ہین۔ بخلاف اسکے خدا کی طاعت و فرمانبرداری ایک ایسی مبارک اور نیک انجام چیز ہے جسکی وجہ سے موجودہ نعمتین محفوظ

رہتی اور مفقود نعمتیں کشان کشان چلی آتی ہیں کیونکہ یہ بات تجربہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ آدمی خدا کی نعمتوں کے مالک صرف اُسکی اطاعت و فرمانبرداری کی وجہ سے ہو سکتے ہیں۔ خدا نے ہر چیز کے لیئے ایک آفت اور ایک سبب مقرر کیا ہے کہ سبب تو اس چیز کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور آفت اُسے ضائع و برباد کر دیتی ہے تو اس نے نعمتوں کے اسباب اپنی طاعت اور انکی آفات اپنی معصیت قرار دی یہی وجہ ہے کہ طاعت خداوندی کی وجہ سے نعمتیں محفوظ رہتی اور معصیت الٰہی سے نیست و نابود ہو جاتی ہیں تو جب خدا کسی بندے کے ساتھ اپنی نعمتیں دائم و قائم رکھنا چاہتا ہے تو اسکے جی میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ وہ نعمتوں کی کماحقہ رعایت کرے یعنے نعمتوں کی حالت میں خدا کی زیادہ بندگی کرے اور جب کبھی کی زوال نعمت مقصود ہوتی ہے تو اُسے یہاں تک رسوا کرتا ہے کہ وہ نعمتوں کی حالت میں دل کھول کر خدا کی نافرمانی میں مبتلا ہوتا ہے لیکن تعجب اور نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت کا مقام ہے کہ آدمی باوجودیکہ رات دن اسباب کا مشاہدہ کرتا اور گذشتہ لوگوں کی متواتر خبریں سنتا رہتا ہے کہ انسے خدا کی نعمتیں صرف انکے معاصی اور نافرمانیوں کی وجہ سے چھن گیئں مگر وہ ہمیشہ مبتلائے معصیت خداوندی رہتا ہے۔ گویا تمام نافرمانوں سے اپنے تئیں مستثنیٰ یا مخصوص جانتا ہے حالانکہ یہ ایک ایسی عالمگیر بلا ہے جس سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہو سکتا مگر اسے اُسکا جہل مرکب کہنا چاہیئے کہ وہ یہ منصوبہ گانٹھتا ہے کہ اس مصیبت کا سامنا اوروں ہی کو کرنا پڑے گا اور میں ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔ یہ آفت تمام مخلوق پر پڑے گی لیکن میں اس سے امن میں رہوں گا اس جہل سے خدا کی پناہ۔ سچ ہے کہ اس جہل سے بڑھکر اور کوئی جہل ہو نہیں سکتا اور اس ظلم سے زیادہ نفس کے حق میں کوئی اور ظلم نظر نہیں آتا۔

فصل ۵۵

خدا کی نافرمانیوں کی سزاؤں میں ایک سزا یہ بھی ہے کہ گناہوں کی وجہ سے آدمی سے وہ فرشتہ علیحدگی اور دوری اختیار کر لیتا ہے جو خدا کی طرف سے اسکی حفاظت و نگرانی کے لیئے مقرر کیا گیا ہے اور جو اسکا دلی دوست اور تمام مخلوق سے اسکا زیادہ خیر خواہ اور سب سے زیادہ نفع پہنچانیوالا ہے اور جسکے ساتھ رہنے میں اسکے دینی و دنیاوی سعادت ہے اور جب یہ فرشتہ گنہگار بندہ سے علیحدگی اختیار کرتا ہے تو شیطان جو اسکا قدیم دشمن اور تمام مخلوق سے بڑھکر اُسے دھوکے میں ڈالنے والا اور سب سے زیادہ ضرر و

تکلیف پہنچانیوالا ہے نزدیک ہوتا ہے۔ آدمی حسب خدا کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے تو یہ محافظ فرشتہ بقدر نافرمانی اس سے دوری اختیار کرتا ہے حتےکہ ایک دفعہ کے جھوٹ بولنے سے بہت دور چلا جاتا ہے چنانچہ بعض آثار میں آیا ہے کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اُس کے مونھ کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے توجب ایک مرتبہ کے جھوٹ بولنے سے فرشتہ اس قدر دور چلا جاتا ہے توجو گناہ جھوٹ سے بڑے اور سا فحش ہونگے اُن کی وجہ سے اُتنی ہی مسافت بعیدہ پر چلا جانے کا جتنے یہ گناہ بڑے ہونگے بعض سلف کا قول ہے کہ جب آدمی ذکر الٰہی فراموش کرتا ہے تو زمین خدا کی جناب مین اسکی طرف سے فریاد کرتی اور فرشتے اُسے چھوڑکر اپنے پروردگار کے پاس بھاگ جاتے اور اسکے گناہ کی شکایت کرتے ہین۔ بعض سلف نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن آدم صبح کرتا ہے تو ایک فرشتہ اور ایک شیطان اسکی طرف جھپٹتا ہے۔ اگر یہ شخص خدا کے ذکر یعنے تکبیر وتہلیل اور حمد وثنا مین مصروف ہوتا ہے تو فرشتہ شیطان کو مار بھگاتا ہے اور ہر طرح سے خود اسکا حامی ومددگار ہو جاتا ہے اور اگر وہ صبح سویرے ذکر الٰہی سے کنارہ کشی کرکے کسی اور کام مین مصروف ہوتا ہے تو فرشتہ چلا جاتا اور شیطان اسکا متولی اور نگران حال رہتا ہے۔ الغرض خدا کا مقرر کیا ہوا فرشتہ ہمیشہ آدمی کے قریب رہتا ہے یہان تک کہ ہر طرح کا غلبہ اور حکومت اور خداوندی طاعت کی توفیق اسے میسر ہو جاتی ہے اور جب یہ ہوتا ہے تو بہت سے فرشتے اسکی زندگی مین بالخصوص موت کے نازک وقت اور مرے پیچھے اُٹھائے جانے کے وقت اسکی حمایت ونگرانی مین رہتے ہین جیساکہ خدا تعالی نے قرآن مجید کے ایک مقام مین فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ

یعنے جن لوگون نے اقرار کیا کہ خدا ہی ہمارا پروردگار ہے پھر اسی عقیدے پر جمے رہے مرتے وقت اُن پر رحمت کے فرشتے نازل ہونگے اور اُنسے کہینگے کہ آئندہ کیلئے نہ تو کسی طرح کا اندیشہ کرو اور نہ گذشتہ کے لیئے کسی طرح کا رنج اور بہشت جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اب اُس کی خوشیان مناؤ۔ دنیا کی زندگی مین بھی ہم بحکم خدا تمہارے حامی ومددگار تھے اور آخرت مین بھی ہون گے۔ توجب یہ فرشتے اُسکے حامی ومددگار بنجاتے ہین تو خدا کا وہ مقرر کیا ہوا فرشتہ جو اُسکے اعمالنامے کی نگرانی کرتا ہے اُسکا دلی دوست بنجاتا ہے اور تمام مخلوق سے زیادہ خیر خواہ سب سے زیادہ نفع پہنچانے والا سب سے بڑھکر اُسکے سات

نیکی کرنیوالا ثابت ہوتا ہے بڑے سے بڑے خطرناک موقع پر اُس کے قدم جمائے رکہتا اُسے مفید اور نیک کامون کی تعلیم دیتا رہتا اس کے دل کو قوی و مضبوط بناتا اور ہمیشہ اُسکی تائید وامداد مین کوششین کرتا رہتا ہے جیسا کہ خدا تعالی ارشاد فرماتا ہے اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا یعنے اے پیغمبر خدا فرشتون کی طرف وحی بہیجتا ہے کہ مین تمہارے ساتہ ہون تو تم ایمان والون کے قدم جمائے رکہو۔ خلاصہ یہ کہ جب نیکوکار مومن کے مرنے کا وقت آتا ہے تو یہ فرشتہ بڑی تسلی اور دلجوئی کے لہجہ مین کہتا ہے کہ تو کسیطرح کا رنج وخوف نہ کر اور اُس چیز سے خوش ہو جو آئندہ تیری خوش حالی کی باعث ہوگی اور نیز اُسے قول ثابت یعنے کلمہ توحید کی برکت سے اُس نازک اور خطرناک وقت مین ثابت قدم رکہتا ہے جبکہ آدمی دنیاوی زندگی مین خاصکر موت اور قبر کے سوال وجواب کے وقت انتہا درجہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اس تقریر سے واضح ہوگیا کہ آدمی کے لئے فرشتہ کی صحبت سے بڑہکر کوئی چیز زیادہ مفید اور نافع نہین ہوسکتی کیونکہ وہ جاگتے مین سوتے مین زندگی مین موت کے نازک وقت مین قبر مین غرضکہ تمام موقعون مین اسکا حامی ومددگار رہتا اور وحشت وتنہائی کی حالت مین اُسکا مونس خلوت مین اُسکا مصاحب۔ بستر مین اسکا محدث ہوتا ہے۔ وہ اس کے دشمن سے محاربہ ومقاتلہ کرتا اسکی ایذا مین اُس سے دور کرتا اسے اُسپر فتحیاب کراتا ہے۔ اِن باتون کے علاوہ اُسے ہمیشہ نیکی کا وعدہ دیتا اور جنت کی خوشخبری سناتا اور حق بات کی تصدیق کرنے پر اُبہارتا اُکساتا رہتا ہے جیسا کہ ایک مرفوع وموقوف اثر مین وارد ہوا ہے کہ للملک بقلب ابن آدم لمۃ وللشیطان لمۃ فلمۃ الملک ایعاد بالخیر وتصدیق بالوعد ولمۃ الشیطان ایعاد بالشر وتکذیب بالحق یعنے ابن آدم کے دلپر ایک کچوکا فرشتے کا پڑتا ہے اور ایک کچوکا شیطان کا۔ فرشتے کا کچوکا یہ ہے کہ وہ اسے بہلائی کا وعدہ دیتا اور وعدہ کی تصدیق پر اُبہارتا ہے اور شیطان کا کچوکا یہ ہے کہ وہ اُسے بڑے بڑے وسوسون مین مبتلا کرتا اور تکذیب حق پر اُکساتا ہے۔ اور جب فرشتہ آدمی سے بہت ہی قریب ہو جاتا اور دونون مین قرب واتصال بشدت ہو جاتا ہے تو فرشتہ اسکی زبان پر قول حق ڈال دیتا اور گویا خود اس کی زبان سے کلام کرنے لگتا ہے بخلاف اسکے جب آدمی اور فرشتے مین دوری پڑجاتی اور شیطان کو اسکی قربت میسر ہو جاتی ہے تو وہ اسکی زبان پر فحش اور قول زور ڈالتا اور خود اس کی زبان سے بولنے لگتا ہے۔ اور اسکی نوبت یہان تک پہنچتی ہے کہ سننے والون کو

صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کی زبان سے فرشتہ باتین کر رہا ہے اور اسکی زبان سے شیطان بول رہا ہے۔
حدیث مین آیا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ) کی زبان پر آلہی تسلی اور آسمانی سکینہ بولتا ہے۔ سلف صالحین مین سے جب کوئی کسی نیک مرد کی زبان سے پسندیدہ اور نیک بات سنتا تہا تو کہتا تہا یہ بات اسکی زبان پر فرشتے نے ڈالی ہے بخلاف اسکے جب کوئی اُلٹی ناشائستہ بات سنتا تو کہتا کہ اسکی زبان پر اس فحش ناپسندیدہ بات کو شیطان نے ڈال دیا ہے۔ غرضکہ فرشتہ نیکوکار آدمی کے دل پر حق بات اور زبان پر کلمہ خیر ڈالتا رہتا ہے اور شیطان بدکار آدمی کے دل پر باطل بات ڈالتا اور لغو و فضول قول اسکی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ معاصی کی ادنی سزا یہ ہے کہ وہ آدمی کے ایسے دوست اور حامی و مددگار کو اُس سے دور کر دیتی ہین جس کے قرب و مجاورت اور دوستی مین اسکی دینی و دنیاوی سعادت مضمر ہوتی ہے اور ایسے دشمن کو اُس سے قریب کر دیتی ہین جس کی قرب و دوستی مین اسکی شقاوت و بدبختی اور ابدی ہلاکت متصور ہے۔ خدا کا مقرر کیا ہوا فرشتہ باایمان نیکوکار شخص کی حمایت و نصرت مین یہانتک مصروف رہتا ہے کہ جب کوئی جاہل بے وقوف اُسے سب و طعن کرتا ہے تو وہ گالی دینے والے کو اسکی جانب سے ترکی بہ ترکی جواب دیتا اور اُسکی ایذاؤن کو اُس سے دفع کرتا رہتا ہے جیساکہ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو شخص جہگڑ پڑے اور ایک دوسرے کو گالیان دینے لگا۔ گالیان دینے والا بُرا بہلا کہتا چلا جاتا تہا اور سُننے والا بڑی خاموشی اور سکوت کے ساتہ سُنتا چلا جاتا تہا یہانتک کہ اسنے بہی اُکتا کر اسکا جواب دینا شروع کیا۔ پیغمبر صاحب فوراً اس مجلس سے اُٹہہ کہڑے ہوئے اس شخص نے عرض کیا کہ اے رسول خدا یہ کیا بات ہے کہ جب تک مین اپنے مقابل کی طعن آمیز باتین سنتا رہا آپ بیٹھے رہے اور جب مین نے اُنکا جواب دینا شروع کیا تو آپ برہمی کے ساتہ اُٹہکر تشریف لیجانے لگے فرمایا کہ جب تک تو خاموشی کے ساتہ اپنے مخالف کی باتین سنتا رہا فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا رہا مگر جب تو نے جواب دینا شروع کیا تو شیطان بیچ مین آدہمکا اور مین اس مجلس مین ٹہہر نہ سکا۔ حدیث مین آیا ہے کہ جب مسلمان بندہ اپنے مسلمان بہائی کے لئے اُسکے پیٹہہ پیچہے دعا کرتا ہے تو فرشتہ اسکی دعا پر آمین کہتا ہے۔ اور ساتہ ہی یہ بہی کہتا ہے کہ تجہے بہی اسی جیسا بارگاہ خداوندی سے مرحمت ہو اسی طرح جب وہ الحمد شریف پڑہکر فارغ ہوتا ہے تو فرشتہ اسکی دعا پر آمین کا نعرہ بلند کرتا ہے اور جب موحد بندہ جو راہ خدا کا متبع اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہوتا ہے بتلاتا ہے

گناہ ہوتا ہے تو حاملین عرش فرشتے اور جو فرشتے عرش کے اردگرد رہتے ہیں اسکے لیئے بخشش کی دعا مانگتے ہیں۔ اور جب ایماندار بندہ باوضو سوتا ہے تو فرشتہ اسکے بچھونے پر رات گذارتا اور صبح تک اسکے لیئے استغفار کرتا رہتا ہے۔ الغرض ایماندار آدمی کا فرشتہ اسکی طرف سے دشمنوں کی ایذا میں دفع کرتا اور مخالفوں سے لڑتا رہتا اور دشمنوں کے مقابلہ میں اسکے قدم جمائے رکھتا اور شجاع و دلیر بناتا رہتا ہے اور جب یہ ہے تو آدمی کو کسی طرح سزاوار نہیں کہ اپنے ہمسایہ کو بھول جائے اور اسے تکلیف پہنچائے اُسے اپنی صحبت سے علیحدہ کرنے میں کوشش کرے۔ خدا کا مقرر کیا ہوا فرشتہ حقیقت میں مسلمان آدمی کا مہمان اور اُسکا پڑوسی ہے اور مہمان کا اکرام و وقر کرنا اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا لزوم ایمان اور موجبات اسلام میں سے ہے اور جب آدمیوں کے مہمانوں سے یہ سلوک برتنا اسلامی دستور ہے تو خدا کے بھیجے ہوئے مہمانوں کے ساتھ جو اکرم الاضیاف اور بہترین ہمسایہ ہیں بدرجہ اولی اس قاعدہ کا جاری کرنا ضرور ہے۔ لیکن جب آدمی اپنی طرح طرح کی سیاہ کاریوں اور قسم قسم کے ظلم و فواحش سے فرشتے کو تکلیف دیتا ہے تو وہ جناب الٰہی میں اس کے لیئے بددعا کرتا اور کہتا ہے کہ خدا تجھکو بہتر جزا نہ دے جیساکہ جسوقت آدمی طاعت و احسان کے ساتھ اسکا اکرام کرتا ہے تو وہ خوش ہوکر جناب الٰہی میں دعا کرتا اور کہتا ہے کہ خدا تجھے بہترین جزا عنایت فرمائے۔ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے فرمایا کہ لوگو! تمہارے ساتھ خدا کی طرف سے وہ معزز اشخاص ہیں جو تم سے کسی حال میں مفارقت نہیں کرتے تو تم اُن سے حیا کرو اور جہاں تک بن پڑے انکی تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھو کیونکہ ان کی تعظیم کرنا گویا خدا ہی کی تعظیم کرنا ہے اور جو شخص خدائے کریم و عظیم سے حیا نہیں کرتا اور اس کی تکریم و توقیر سے پہلوتہی کرتا ہے وہ طرح طرح کے مصائب و آفات میں گرفتار ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کے ایک موقع پر اسی بات کی طرف تنبیہ کی ہے اور فرمایا ہے وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ یعنے لوگو! تم پر ہمارے چوکیدار تعینات ہیں یعنے کراماً کاتبین فرشتے کہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو انکو معلوم رہتا ہے۔ ان لفظوں کا خلاصہ یہ ہے کہ تم ان چوکیداروں سے حیا کرو اور ان کے اکرام و تعظیم میں کوشش کروتا کہ وہ تمہارے حیا اور توقیر و تعظیم کے نمونے دیکھکر خوش ہوں اور جناب الٰہی میں تمہارے گناہوں کی سفارش کریں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جن چیزوں سے بنی آدم ایذا پاتے ہیں اُن سے فرشتے بھی تکلیف پاتے ہیں تو جب بنی آدم اپنے سامنے

تجبر و معاصی دیکھتے ہوئے تکلیف پاتے ہین اگرچہ کبھی کبھی وہ خود بہی بمقتضائی بشریت مبتلائی معاصی ہوتے ہین تو کراماً کاتبین فرشتے جو گناہون کی آلایش سے محض معصوم ہین کیونکر گناہ دیکھتے ہوئے تکلیف نہ پائینگے

فصل ۵۶

خدا کی نافرمانیون کی ایک سزا یہ بہی ہے کہ گناہ آدمی کے لیئے دین و دنیا مین اسکے ہلاکت کے سامان موجود و مہیا کردیتے ہین اور انجام کار وہ ہلاکت کے گڑہے مین پڑکر ہمیشہ کے لیئے دین و دنیا سے گیا گذرا ہوجاتا ہے۔ وجہ یہ کہ گناہ دل کے حق مین ایسے مہلک اور زہریلے مرض ہین کہ جب وہ اچھی طرح مستحکم ہوجاتے ہین تو دل کو قتل ہی کرکے چھوڑتے ہین۔ اور یہ بات آئے دن کے تجربے سے اچھی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جسطرح بدنی صحت کے لیئے ذیل کے تین امور کا موجود ہونا ضرور ہے اُسی طرح دل کا صحیح و سالم رہنا بغیر اُنکے ناممکن و محال ہے۔ ایک غذا جو جسم کی قوت محفوظ رکہنے کا بڑا سبب ہے۔ دوسرے استفراغ جو بدن سے مواد فاسد اور اخلاط ردیہ کے نکال پہینکنے کا قوی ذریعہ ہے اور بدنی صحت کا بڑا حصہ اسی پر موقوف ہے کیونکہ جسوقت اخلاط ردیہ غلبہ کرتے ہین تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے تیسرے پرہیز جسکے وجہ سے مریض اُن چیزون کو استعمال مین لانے سے باز رہتا ہے جو جسم کو تکلیف پہنچاتی اور اب نہین تو آئندہ بدن کو ضرر دیتی ہین۔ تو جسطرح جسمانی صحت بغیر ان تین باتون کے قائم رہ نہین سکتی اسیطرح دل کی زندگی کی تکمیل بدون انکے خیال و وہم مین بہی نہین آسکتی ایمان اور اعمال نیک جو دل کی غذا ہین ان سے اسکی قوت محفوظ رہتی ہے اور توبۃالنصوح جو دل کے حق مین استفراغ ہے وہ دل کے مواد فاسدہ اور اخلاط ردیہ کو باہر نکال پہینکتی ہے اور پرہیز جو اسکی حفظ صحت کا موجب ہے وہ اِن چیزون کے استعمال کو ترک کردیتا ہے جو صحت دل کے خلاف ہین اور یہ تینون چیزین تقوی مین جمع ہوجاتی ہین یعنے تقوے ایک ایسی چیز ہے جو ان تینون باتون کو لیئے ہوئے ہے اور جس کا مطلب یہ ہے کہ دل کی زندگی کی تکمیل اور اُسکی صحت بغیر تقوی کے ناممکن ہے اور جب یہ ہے تو ان تینون چیزون مین سے جو نسی چیز فوت ہوگی اسی قدر تقوی کا حصہ فوت ہوجائے گا۔ اس تمہیدی مضمون سے اب اس امر کا فیصلہ ہوجانا بہت آسان ہے کہ گناہون مین اور مذکورہ بالا امور مین بذاتہ مخالفت اور ضدیت ہے وجہ یہ کہ گناہونکی وجہ سے مواد موذیہ دل کی طرف کشان کشان چلے آتے ہین اور موجب تخلیط ہوجاتے ہین اور پہر انجام کار مانع استفراغ ہوتے ہین تو اب ایک ایسے علیل کے بدن کو دیکھنا چاہیئے جسپر اخلاط ردیہ اور مواد مرض کا چارون طرف سے

ہجوم ہو رہا ہو اور وہ نہ تو اُن کے استفراغ کا طریق جانتا ہو نہ کسی طرح کا پرہیز کرنا اُس سے بن آتا ہو تو کیا یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ یہ علیل الجسم کبھی صحیح اور تندرست ہوگا اور اسکی صحت و بقا متصور ہوسکیگی ہرگز نہین کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎ جسمک بالحمیۃ احصنتہ * مخافۃ من الم طاری * وکان اولی بک ان تحتمی * من المعاصی خشیۃ الباری * یعنے اے مخاطب تو جو کسی عارضی الم کے طاری ہونے کے اندیشے سے اپنے جسم کی حفاظت کرتا ہے بہتر ہوتا اگر تو خوف خدا کی وجہ سے معاصی و گناہ سے پرہیز کرتا۔ الغرض جسنے اوامر الٰہی کی بجاآوری کے سبب سے اپنی قوت کو محفوظ رکھا اور نواہی شرعیہ سے مجتنب رہکر پرہیز کیا اور توبۃ النصوح کے ساتھ اخلاط ردیہ کا استفراغ کیا اس نے تمام بھلائیان جمع کرلین اور ہر طرح کے شر سے نجات پائی۔

فصل ۵۷

اے مخاطب اگر تو نافرمانیوں کی اُن سزاؤن کی تاثیر اپنے دل مین موجود نہین پاتا اور امراض دل کی کوئی کیفیت و تکلیف تجھے بالکل محسوس نہین ہوتی تو تو تھوڑی دیر کے لیئے اُن شرعی سزاؤن کا نقشہ اپنی آنکھون کے سامنے رکھلے جو خدا اور رسول نے سیاہ کارون کے جرائم پر مقرر کی ہین۔ مثلاً تین درہم کے سرقہ کی عوض چور کا ہاتہ کاٹا جاتا ہے جو رہزن اور قطاع الطریق مسافرون کا ظلماً مال چھین لیتے اور اُنکی معصوم جانون کو تلف کر دیتے ہین اُن کے ہاتہ پاؤن اُلٹے تسید سے کاٹ ڈالے جاتے ہین جو کسی پارسا آدمی کو تہمت لگاتا ہے یا شراب کا ایک قطرہ کیسکے پیٹ مین داخل ہوجاتا ہے اُسے اسی ۸۰ کوڑے مارے جاتے ہین۔ جو شخص کسی عورت سے زنا کرتا ہے وہ بہت ہی بُری طرح پتھرون سے قتل کیا جاتا ہے لیکن جب مرد عورت دونون یا اُن مین سے ایک کوارا ہوتا ہے تو اسکی سزا مین اسقدر تخفیف ہو جاتی ہے کہ بجائے پتھرون سے قتل کرنے کے سَو تازیانے مارے جاتے ہین اور پورے ایک سال تک جلاوطن کیا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنی کسی محرم عورت سے زنا کرے گا یا فرض نماز عمداً بلا عذر شرعی کے چھوڑ دے گا یا کوئی کفر کا کلمہ مونھ سے نکالے گا تو تلوار سے قتل کرڈالا جائے گا۔ اسی طرح جو شخص لواطت کا مرتکب ہو گا۔ یا چارپائے کے پاس آئے گا دونون حالتون مین سزائے قتل کو پہنچیگا اور ساتھ ہی مفعول بہ وہ چارپایہ بھی مار ڈالا جائے گا علی ہذا القیاس جو لوگ نماز جماعت مین شریک ہونے سے پہلو تہی کرتے ہین انکے گھر جلادینے کے قابل سمجھے گئے ہین۔ انکے علاوہ اور بھی بہت سی

اسیی سزائین ہین جو خدا نے مرتکبین جرائم کے لئے مقرر کی ہین اور اُن مین اپنی بہت سی حکمتین اور مصلحتین
رکھی ہین پہر تمام سزائین جو ایک طرح کی مقرر نہین ہوئین اور ان مین اختلاف مراتب رکھا گیا۔ تو اسکی
بڑی وجہ یہ ہے کہ گناہ کے اسباب ودواعی اور جرم سے باز رکھنے والے ذرائع مختلف ہین اور جرم کی
سزائین ان ہی دواعی اور زواجر کے لحاظ سے مختلف مقرر ہوئی ہین۔ خلاصہ یہ کہ اکثر گناہ تو ایسے
ہین جنکی طرف آدمی کا طبعی میلان ہوتا ہے اور بعض وہ ہین جنکی طرف اُسکا طبعی میلان نہین بھی
ہوتا تو جن چیزون مین آدمی کا طبعی میلان نہین ہوتا اور نفس کو بھی ان کا داعیہ کم ہوتا ہے اُن کے
ارتکاب سے آدمی صرف مرتکب تحریم کہلا یا جاتا ہے بہت سے بہت یہ ہوتا ہے کہ تہوڑی سی تعزیر بر
بطریق جرمانہ مقرر کر دی جاتی ہے لیکن اس فعل پر شرعی حد مترتب نہین ہوتی۔ مثلاً کسی شخص نے
گوبر یا اونٹ بکری کی مینگنیان کہا لین یا خون پی لیا یا مردار کا گوشت کہا لیا تو ان صورتون مین
اُسے کسی قسم کی سزا نہیں دی جائے گی کیونکہ ان چیزون کی طرف اُسکا دلی میلان اور طبعی رجحان
نہین پایا جاتا۔ البتہ جن گناہون کی طرف طبائع مین میلان پایا جائیگا اون کی بقدر انکے مفسدہ
اور بلحاظ داعیہ طبیعت کے سزائین مترتب ہونگی۔ جن گناہونکی طرف طبیعت کو زیادہ میلان
ہوگا اُن کی سزا بھی زیادہ سنگین اور سخت ہوگی اسیطرح جن گناہون کا مفسدہ بڑا ہوگا اُنکی
سزا بھی بڑی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ زنا کی طرف داعیہ طبیعت زیادہ قوی ہوتا اور نفس کو
اُسکی جانب بہت ہی میلان ہوتا ہے اس لیئے اُسکی سزا بھی بہت ہی بدتر اور قبیح تر مقرر ہوئی یعنے
پتھرون سے نہایت ذلت وخواری کی حالت مین قتل کیا جانا اور کم سے کم یہ سزا تجویز کی گئی کہ مجمع
عام مین سو کوڑے لگائے جائین اور سال بہر تک جلاوطن کیا جائے اور چونکہ لواطت مین دو باتین
پائی جاتی ہین اس لیئے اسکی حد بہرحال مین قتل ہی مقرر ہوئی۔ علی ہذا القیاس جبکہ سرقہ کا داعیہ
قوی اور اُسکا مفسدہ عام تہا لہذا ہاتہ کا کاٹا جانا مقرر ہوا اور اس مین یہ حکمت مرکوز رکھی گئی کہ
جس عضو سے وہ اس گناہ کا مرتکب ہوا اسی کو قطع کر دینا چاہیئے تاکہ دوبارہ اس جنایت کا مرتکب نہو
جیساکہ قاطع طریق اور رہزن کے اُلٹے سیدہے ہاتہ پاؤن کاٹ ڈالے جاتے ہین تاکہ سارا دہڑ بیکار ہوجائے
اور وہ بار دیگر رہزنی کا مرتکب ہو ہی نہ سکے بخلاف اسکے تہمت لگانے والے کی زبان نہین کاٹی جاتی۔
جسکے ساتھ وہ اس گناہ کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ اسکے قطع کا مفسدہ مفسدۂ جنایت سے بہت بڑہا ہوا ہے

اسوجہ سے کوڑے مارکر ایکے سارے بدن کو الم پہنچایا جاتا ہے۔ اگر یہان سوال کیا جائے کہ جب چور اور رہزن کے ہاتہ پاؤن اس وجہ سے کاٹے جاتے ہین کہ انکی وجہ سے چور اور رہزن ان گناہون کا مرتکب ہوا ہے تو چاہیے تہا کہ زانی کا عضو تناسل بہی اس سزا مین قطع کیا جاتا کیونکہ وہ بہی اس عضو کے سبب جرم زنا مین گرفتار ہوا۔ اسکے جواب مین چند وجوہ ذکر کی گئی ہین۔ ایک یہ کہ عضو تناسل کاٹ ڈالنے سے جو مفسدہ برپا ہوگا وہ اس گناہ کے مفسدہ سے کہین زیادہ ہوگا کیونکہ اول تو آدمی کا عضو تناسل کے قطع کے بعد زندہ رہنا مشکل ہے اور اگر زندہ رہا بہی تو اس حالت مین اسکا منقطع النسل ہونا ضروری اور یقینی امر ہے۔ دوسرے یہ کہ عضو تناسل ایک مستور اور پوشیدہ عضو ہے اسکے قطع کرنے سے حد شرعی کا جو مقصود ہے یعنے اور لوگونکو عبرت و زجر حاصل کرنا اور زنا کارون کا اس فعل قبیح باز رہنا۔ یہ اس سزا سے حاصل نہین ہوتا بخلاف ہاتہ کاٹے جانے کے کہ اس سے لوگون کو پوری عبرت حاصل ہوسکتی ہے۔ تیسرے یہ کہ جب چور کا ایک ہاتہ کاٹ ڈالا جائیگا تو وہ اپنا کام دوسرے ہاتہ سے چلالیگا۔ بخلاف عضو تناسل کے کہ اسکا کوئی قائم مقام نہین ہوسکتا۔ چوتہے یہ کہ زنا کی لذت سے سارا بدن آشنا ہوتا ہے اور جب یہ ہے تو اس فعل کی سزا بہی ایسی ہی عام ہونی سزاوار ہے جو سارے بدن کو شامل ہو۔ خلاصہ یہ کہ جن سزاؤن کو شارع نے مقرر کیا ہے وہ بالکل عقل کے مطابق اور مصلحت کے مناسب ہین اور ان مین کسی طرح کا نقص اور خرابی نہین پائی جاتی مقصود یہ ہے کہ گناہون پر شرعی سزائین اور قدری عقوبتین دونون کبہی یکے بعد دیگرے اور کبہی دونون معًا مترتب ہوتی ہین اور کبہی خدا تعالی بندہ کی توبہ اور اس کے حسن عمل کی وجہ سے ان سزاون کو اٹہالیتا ہے۔

فصل ۵۸

نافرمانیون کی سزائین دو قسم پر ہین ایک شرعیہ دوسری قدریہ۔ شرعیہ سزائین جب گنہگارون پر قائم کی جاتی ہین تو قدریہ سزائین مخلوق پر سے اٹہہ جاتی ہین اور اگر بالکل نہین اٹہتین تو ان مین تخفیف ضرور ہوجاتی ہے کیونکہ خدا تعالی کی شان سے بعید ہے کہ اپنے بندے پر دونون طرح کی سزائین جمع کرے مگر ہان جب ان سزاؤن مین سے ایک سزا بہی پورے طور پر قائم نہین ہوتی اور گنہگار آدمی کا مرض بالکل زائل نہین ہوتا تو ممکن ہے کہ دونون طرح کی سزائین جمع ہوجائین۔ اور جب شرعیہ

سزائین بالکل معطل اور متروک کردیجاتی ہین تو قدریہ سزائین اُن کے قائم مقام ہوجاتی ہین۔ پھر کبھی تو یہ قدریہ سزائین شرعی سزاؤن سے بہت زیادہ سخت اور المناک ہوتی ہین اور کبھی اُن سے کم لیکن قدریہ سزائین عام ہوتی ہین اور شرعی سزائین خاص وجہ یہ خدا تعالی شرعی سزا اُسی شخص پہ قائم کرتا ہے جو خود جرم کا مرتکب ہوتا یا اس کا سبب واقع ہوتا ہے بخلاف قدری سزاؤن کے کہ وہ خاص اور عام سب لوگون پر واقع ہوتی ہین کیونکہ معصیت جب چھپکر کیجاتی ہے تو وہ صرف عاصی ہی کو مضرت پہنچاتی ہے لیکن جب کوئی گناہ کھلم کھلا اور ظاہر طور پر کیا جاتا ہے تو اسکا ضرر خاص و عام سب کو پہنچتا ہے اور جب لوگ کسی بری بات کو دیکھکر خاموشی اختیار کرتے اور منع نہ کرتے ہین شریک ہوتے ہین تو عذاب آلہی سبکو آگھیرتا ہے اور بدکردار و نیک کردار سب طرح کے لوگ گرفتار عذاب ہوجاتے ہین اور یہ بات ابھی فصل سابق مین گذرچکی ہے کہ خدا تعالی نے شرعی سزاؤن کی حد بقدر مفسدۂ گناہ اور مقتضائی طبع کے مقرر فرمائی ہے اور اسکی تین قسمین بیان کی ہین۔ ایک ہاتھ۔ پاؤن کا کاٹا جانا۔ دوسرے کوڑے مارا جانا۔ تیسرے سزای موت یعنے قتل کرنا۔ تیسری قسم کی سزا یعنے قتل کفر اور اسکے قریب قریب جرائم مثلاً زنا۔ لواطت کے مقابلہ مین مقرر کی گئی ہے۔ وجہ یہ کہ جسطرح کفر مفسد ادیان و مذاہب ہے اسیطرح زنا اور لواطت مفسد انساب ہین۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ مین جرم قتل کے بعد زنا سے بڑھکر اور کوئی گناہ نہین دیکھتا یعنے کسی معصوم و محترم نفس کو قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے اور اس کے بعد جرم زنا کا مرتبہ ہے۔ امام احمد نے اپنے دعوے پر حضرت عبداللہ بن مسعود کی اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ انہون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے۔ فرمایا تو خدا کا کوئی شریک ٹھیرائے حالانکہ اسنے تجھے پیدا کیا ہے کہا پھر کونسا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا تو اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے قتل کرڈالے کہ وہ بڑی ہوکر تیرے ساتھ کھانا کھائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا پھر کونسا گناہ بڑا ہے فرمایا تیرا اپنے پڑوس کی بی بی سے زنا کرنا چنانچہ اسکی تصدیق مین خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ یعنے اور خدا رحمان کے تو خاص بندے وہ ہین جو خدا کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارین اور ناحق مارا

کسی شخص کو جان سے نہ مارین کہ اسکو خدا نے حرام کر رکہا ہے اور نہ زنا کے مرتکب ہون۔ حدیث مذکورہ مین جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے گناہون مین سے جو صرف اُس گناہ کا ذکر فرمایا جو مرتبے مین سب سے اعلی ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ کا جواب سوال سائل کے منشا کے مطابق ہو کیونکہ اُسکا پہلا سوال یہ تہا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے جسکا آپنے ایسے الفاظ مین جواب دیا جو بڑے بڑے گناہون کی تمام قسمون کو عام اور شامل اور سب سے بڑا ہے یعنے بندے کا خدا کے ساتہ شریک کرنا اور یہ شرک کے تمام اقسام مین اعلی درجہ کا شرک ہے اسیطرح قتل کے بہت سے اقسام ہین مگر سب مین بڑا قتل یہ ہے کہ آدمی اپنی اولاد کو اس اندیشے سے قتل کر ڈالے کہ بڑے ہونگے تو اسکے کہانے پینے مین شریک ہونگے علی ہذا القیاس زنا کے بہی چند اقسام ہین لیکن آدمی کا اپنے پڑوسی کی بی بی سے زنا کرنا سب سے بڑا زنا ہے کیونکہ زنا کا مفسدہ بقدر زیادتی انتہاک حق کے زیادہ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بہ نسبت بے شوہر والی عورت کے ساتہ زنا کرنے سے شوہر والی عورت سے زنا کرنے مین زیادہ گناہ ہے۔ کیونکہ اس مین شوہر کی ہتک عزت اسکے خانہ بربادی اسکی طرف ایسے نسب کو چیپکنا ہوتا ہے جو اُسکا نہین ہے اسکے علاوہ اور بہی بہت سی ایذادہ باتین شوہر کی جانب رجوع کرتی ہین اس معنی کر بے شوہر والی عورت کی نسبت شوہر والی عورت سے زنا کرنا بہت بڑا جرم ہے اور جب اُس عورت کا خاوند اسکا پڑوسی بھی ہوگا تو جرم زنا کے علاوہ پڑوسی کے ساتہ بُرائی کرنے کا جرم بہی لاحق ہوگا اور پڑوسی اس سے سخت تکلیف پائے گا تو یہ جرم اسکے حق مین بڑا ہی مہلک اور خطرناک ہو گا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی سختی و ایذا سے اُسکا ہمسایہ امن مین نہین رہتا وہ جنت مین داخل نہین ہوسکتا۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ ہمسایہ کی عورت سے زنا کرکے اُسکی عزت برباد کرنی سب سے بڑی سختی اور ایذا دہی ہے۔ اسی بنا پر کتابون مین لکہا ہے کہ بے شوہر والی دس عورتون سے زنا کرنا خدا کے نزدیک ہمسایہ کی ایک عورت کے ساتہ زنا کرنے سے بہت آسان ہے پہر اگر پڑوسی اُسکا بہائی یا قریبی رشتہ دار ہوگا تو قطعیت رحم جرم زنا کے علاوہ گناہ ہوگا اور اس صورت مین زنا کا گناہ بہت زیادہ ہوگا اور اگر عورت کا شوہر خدا کی کسی طاعت کے بجا لانے مین گہر سے غائب ہوگا۔ مثلاً نماز پڑہنے مسجد مین گیا ہوگا یا تحصیل علم یا جہاد مین تو جرم زنا اور بہی زیادہ ہوگا۔ یہان تک کہ غازی کی عورت سے زنا کرنے والے کو قیامت کے روز کہڑا کرکے غازی سے کہا جائیگا کہ

اس کی نیکیوں میں جس قدر چاہے لیلے - جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی مضمون ارشاد کر کے حاضرین سے فرمایا کہ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ جب خدا کی طرف سے غازی کو اسبات کی اجازت ہو گی کہ اسکی نیکیون میں سے جس قدر چاہے لیلے تو وہ کوئی نیکی اسکے پاس چھوڑ دے گا ہرگز نہین چھوڑ سکتا کیونکہ اُس موقع پر آدمی کو ایک نیکی کی بہی سخت حاجت ہوگی یہان تک کہ باپ بیٹے کے لیئے دوست دوست کے لیئے اپنے اُس ایک حق کو بہی نہین چھوڑے گا جو اسکے ذمے واجب ہو گا - اور اگر اتفاق سے عورت اسکی قریبی رشتہ دار ہو گی تو اسکے قطع رحم کا گناہ الگ ہوگا اسی طرح زانی کتخدا ہوگا تو اُسکا جرم زنا ناکتخدا کے گناہ سے زیادہ ہو گا - بوڑھا ہو گا تو اور بھی زیادہ گناہ ہوگا اور قیامت کے روز جن تین قسم کے آدمیوں سے خدا بات تک نکرے گا نہ انہین گناہون کے میل کچیل سے پاک صاف کریگا اور انہین دردناک عذاب مین مبتلا کرے گا اُن مین سے ایک یہ بھی ہو گا - پہر اگر آدمی حرمت کے مہینے یا حرمت کے مقام یا کسی ایسے وقت مین مرتکب زنا ہو گا جو خدا کے نزدیک معزز و معظم ہے - مثلاً اوقات نماز یا دعا کی قبولیت کی اوقات مین تو وبال زنا اور بہی زیادہ ہو گا اور اسی پر گناہون کے مفاسد اور اُنکی سزاؤن کے مراتب کو قیاس کر لینا چاہیئے -

فصل ۵۹

خدا تعالیٰ نے اموال کی غارت گری کے مقابلہ مین چور اور رہزن کے ہاتہ پاؤن کاٹے جانے اسلیئے مقرر کیئے کہ اُس کے اس ضرر سے آدمی کا بچنا مشکل اور نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے کیونکہ وہ لوگون کے مال چپکے سے لے لیتا ہے گہرون مین نقب لگاتا اور دروازون کو چھوڑ کر دیوارون پر سے کودتا ہے گویا وہ بلی یا سانپ ہے جو تم پر وہان سے داخل ہوتا ہے جہان سے تمکو وہم و گمان بہی نہین ہوتا تو تم سرقہ کا مفسدہ نہ تو سزائی قتل سے اُٹہا سکتے ہو نہ سزائے تازیانہ سے دفع کر سکتے ہو بلکہ بہترین سزا جس سے یہ عظیم الشان مفسدہ مٹ سکتا ہے اُس عضو کا قطع کرنا ہے جسکی وجہ سے آدمی اس جرم کا مرتکب ہوتا ہے - اسیطرح حق سبحانہ و تعالیٰ نے عقلون مین خلل و فتور پیدا کرنیوالی چیزون کی سزا اور تہمت سے لوگون کی بیحرمتی کرنے کے مقابلہ مین سزائے تازیانہ مقرر کی ہے اور خون ناحق وغیرہ کے جرم مین قتل تو خدا کی شرعی سزائین ان تین مذکورہ قسمون پر دائر ہین جیسا کہ کفارے تین انواع مین منحصر ہین ایک

لونڈی غلام آزاد کرنا اور یہ اعلیٰ درجہ کا کفارہ ہے۔ دوسرے مساکین کو کہانا کہلانا تیسرے روزے رکہنا پہر خدا تعالیٰ نے گناہوں کی بہی تین ہی قسمین ٹہیرائین ایک تو وہ جن مین حد لگائی جاتی ہے اور اس قسم کے گناہون مین کفارہ مشروع نہین ہوا بلکہ صرف حد ہی پر اکتفا کیا گیا۔ دوسرے وہ گناہ جن مین حد تو نہین لگائی جاتی - مگر کفارہ مشروع ہے جیسے رمضان مین دن کے وقت اپنی بی بی سے ہمبستر ہونا یا حالت احرام مین مجامعت کرنی یا اپنی منکوحہ سے ظہار کرنا یا بہولے چوکے سے کسیکو قتل کر دینا یا قسم کو توڑ دینا وغیرہ وغیرہ۔ تیسرے وہ گناہ مین جنپر نہ تو حد ہی مترتب ہوئی ہے نہ کفارہ ہی اور اسکی دو قسمین ہین۔ ایک وہ گناہ جسکی طرف میلان طبعی نہین ہوتا جیسے نجس اور گندی چیز کہانی۔ پیشاب اور خون پینا دوسرے وہ گناہ جنکا مفسدہ اُن جرائم کے مفسدہ سے بہت کم ہے جنپر حدود و تعزیرات مترتب ہین مثلاً اجنبی عورت کو نظر شہوت سے دیکہنا یا بوسہ لینا یا ہاتہ سے چہونا یا عشق انگیز باتین کرنا یا پیسہ دو پیسہ چرا لینا پہر کفارات کی مشروعیت تین قسم کے گناہون مین ہے یعنے تین طرح کے گناہ ہین جنکے لیئے شرع نے کفارہ مقرر کیا ہے ایک وہ جو اصل مین تو مباح اور جائز تہا مگر بعد کو اُسے تحریم عارض ہوگئی اور آدمی اُس حالت مین اُسکا مرتکب ہوا جبکہ اُسے تحریم عارض ہے۔ مثلاً حالت احرام اور روزے مین ہمبستر ہونا۔ حیض و نفاس کے وقت مجامعت کرنا کہ ان سب صورتون مین کفارہ مشروع ہے مگر ان پر وطی فی الدبر کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے یہی وجہ ہے کہ بعض فقہانے جو وطی فی الدبر کو وطی فی الحیض پر قیاس کیا ہے محققین علمانے انکا سخت انکار کیا ہے۔ کیونکہ حیض کی حالت مین ہمبستری کی ممانعت صرف حیض کے عارض ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ اصل مین مباح اور جائز ہے بخلاف وطی فی الدبر کے کہ وہ کسی حال مین مباح نہین بلکہ وہ بمنزلہ لواطت اور مسکرات و نشئی چیزون کی استعمال کے قائم مقام ہے۔ دوسرے نذر و منت مان کر اُسے پورا نہ کرنے اور قسم توڑ دینے کے گناہ مین کفارہ مشروع ہوا ہے یا اس چیز کی بابت مشروع ہوا ہے جسے خدا نے حرام کرنے کے بعد حلال کر ما جاتا ہو اور اسکی حلت کفارہ پر مقرر فرمائی ہو جسے فقہا و محدثین کی اصطلاح مین تحلہ کہتے ہین لیکن یہ کفارہ اس شخص کے نام کی ہتک حرمت کو مٹا نہین سکتا جس کے ساتہ قسم کہائی گئی ہے جیساکہ بعض فقہانے ایسا خیال کیا ہے کیونکہ قسم کا توڑ دینا کبہی تو واجب ہوتا ہے

کبھی مستحب اور کبھی مباح۔ البتہ اُس چیز کو حلال کر دیتا ہے جیسے قسم کھانے والے نے اپنے اوپر حرام ٹھیرا لیا تھا۔ تیسرے وہ گناہ ہیں جنکا کفارہ جبر نقصان کر دیتا ہے جیسے قتل خطا کا کفارہ یا حرم کے اندر بھول کر شکار کرنے کا کفارہ الغرض یہ تین موقعے ہیں جن میں کفارے مشروع ہوئے ہیں پہلی قسم کو زواجر کہتے ہیں اور دوسری کو تحلہ اور تیسری کا جوابر نام ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی معصیت اور جرم میں حد اور تعزیر دونوں جمع نہیں ہوتیں بلکہ جب جرم میں حد ہے وہاں حد ہی پر اکتفا کیا جائے گا اور جس معصیت میں شرع نے تعزیر مقرر کی ہے وہاں صرف تعزیر بس کی جائے گی اسیطرح کسی معصیت میں حد اور کفارہ دونوں باتیں جمع نہ ہوں گی۔ بلکہ جس معصیت میں حد ہوگی وہاں کفارہ نہ ہوگا اور جس میں کفارہ ہوگا وہاں حد نہ ہوگی اب رہی یہ بات کہ جس معصیت میں حد نہیں ہے وہاں تعزیر اور کفارہ بھی جمع ہو سکتے ہیں کہ نہیں اس میں دو مذہب ہیں ایک مذہب کی رو سے تو یہ دونوں باتیں بھی کسی معصیت میں جمع نہیں ہو سکتیں لیکن دوسرا مذہب ان کے جمع ہونے کو جائز رکھتا ہے۔ مثلاً حالتِ احرام اور روزے میں ہمبستر ہونا اور حیض والی عورت سے مجامعت کرنا یہ ایک ایسی معصیت ہے کہ پہلا مذہب جب اس میں کفارہ واجب بتاتا ہے تو ساتھ ہی تعزیر کو بھی واجب کرتا ہے اور اسکی وجہ یہہ بیان کرتا ہے کہ جب آدمی نے ارتکاب جرم سے ہتک حرمت کی تو کفارہ کے علاوہ کوئی تعزیر بھی اُسے ہونی چاہیئے۔ دوسرا مذہب کہتا ہے کہ اس معصیت میں کسی طرح کی تعزیر نہ دی جائے گی بلکہ کفارے پر ہی اکتفا کیا جائیگا کیونکہ یہہ اسکا پورے طور پر جبر نقصان کرتا اور نیست و نابود کر دیتا ہے۔

فصل ۶۰

قدری سزائیں جن کا سابق فصل میں ذکر ہوا انکی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو قلوب و نفوس پر پڑ کر انہیں تباہ و برباد کرتی ہیں۔ دوسرے وہ جو اجسام و اموال پر نازل ہوتی ہیں دلوں پر جو قدری سزائیں پڑتی ہیں اُن کی دو قسمیں ہیں ایک آلام وجودیہ جن سے دل کو ظاہر طور پر اتنا ہے زیادہ صدمہ پہنچتا ہے۔ دوسرے ان اسباب و ذرائع کا قطع ہونا جن پر دل کی حیات و صلاح کا انحصار ہے اور یہ بالکل بدیہی بات ہے کہ جب دل کی اصل زندگی اور صلاح کے اسباب منقطع ہو جائیں گے تو اب اسپر وہ حالات و اسباب طاری ہونگے جو اسکی زندگی کے مٹانے اور صلاح و درستی کے زائل

کرنے والے ہین اور دلکی یہ سزا دونوں طرح کی سزاؤں سے زیادہ شدید اور المناک ہے اور صرف ایک یہی سزا ہے جو سزاے ابدان کی جڑ اور اصل ہے۔ غرضکہ جب دل اس طرح سزایاب ہوتا ہے تو اسکی یہ سزا وقتاً فوقتاً اور آناً فاناً قوت پکڑتی اور ترقی کرتی جاتی ہے یہان تک کہ دل سے چلکر تمام بدن مین پہیلجاتی ہے جسطرح کہ بدن کا درد والم شدہ شدہ دل تک پہنچکر اُسے خراب وتباہ کردیتا ہے۔ اور جب نفس بدن سے مفارقت کرتا اور ہمیشہ کے لئے اُس سے جدائی اختیار کرتا ہے تو یہ حکم سزا ابد الآباد تک اُس سے متعلق رہتا ہے اور اسوقت سزائے دل کا پورے طور پر ظہور ہو جاتا ہے اور اسکو عذاب قبر سے تعبیر کرتے ہین۔ عذاب قبر کو عالم برزخ سے وہی نسبت ہوتی ہے جو عذاب ابدان کو دنیا سے نسبت ہوا کرتی ہے۔

فصل ۶۱

اسی طرح جو قدرے سزائین اعمال بد پر کر اُنہین بربادی کا تمغہ دیتی ہین۔ ان کی بہی دو قسمین ہین ایک دنیاوی۔ دوسری اُخروی۔ بہرحال سزاؤن کا شدید و دائم ہونا اُن مفاسد کے لحاظ سے ہوگا جو حالت شدت اور خفت مین گنہ گار پر مترتب ہوتے ہین۔ بیان مذکورۂ بالا پر سرسری نظر ڈالنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت دونوں مین گناہون اور اُنکی سزاؤن کے علاوہ اور کوئی چیز ایسی نہین ہے جسپر شر کا اطلاق کیا جاسکے یعنے صرف یہی دونون چیزین دنیا وعقبی مین شر ہین۔ اور ان ہی پر شر کا اطلاق کیا جاتا ہے مگر گناہ اور سزائی گناہ کی جڑ شر نفس اور اعمال کی برائیان ہین اور یہ وہ دو اصلین ہین جن سے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہر خطبہ مین پناہ مانگتے اور فرمایا کرتے تھے ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا یعنے ہم اپنے نفسون کی شرارتون اور اعمال کی برائیون سے پناہ مانگتے ہین ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام قسم کی شرارتون اور برائیون کا مرجع شر نفس ہے اور اعمال کی برائیان اسکی شاخین اور ثمرات ہین۔ اب آنحضرت کے قول ومن سیئات اعمالنا مین علماء کا اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہین اسکے معنے یہ ہین کہ ہمارے عملون سے جو برائی پیدا ہوتی ہے ہم اس سے پناہ مانگتے ہین اور اس توجیہ کی بنا پر سیئات کی اضافت اعمال کی طرف ویسی ہی اضافت ہوگی جیسے نوع کی اضافت جنس کی جانب ہوا کرتی ہے یا یہ اضافت مبنی ہو۔ بعضے کہتے ہین اسکے معنے یہ ہین کہ ہم اپنے اعمال کی ان سزاؤن سے پناہ مانگتے ہین جو ہم کو بہت ہی بری لگے گی اور تقدیر عبارت یون ہوگی ومن

عقوبات اعمالنا التی تسوءنا اور یہی قول راجح ہے کیونکہ مضمون حدیث مین صاف تنبیہ ہے کہ تمام قسم کی شرارتون سے پناہ مانگنی چاہیئے - وجہ یہ کہ شرور نفس مستلزم ہین اعمال سیئہ کو اور اعمال سیئہ مستلزم ہین بُری سی بُری سزاؤن کو تو گویا شارع علیہ السلام نے شرور نفس کا ذکر کرکے اون تمام ناشائستہ اور قبیح اعمال پر تنبیہ کی ہے جو مقتضائے شر ہین اور اسی وجہ سے دیگر اعمال قبیحہ کی طرف سے کنارہ کشی کرکے شرور نفس ہی کے ذکر کردینے کو کافی سمجھا یا اُس سے شرور النفس کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا کہ وہ تمام شرارتون اور گناہون کی جڑ ہے پھر غایۃ شر اور منتہائے شر کو ذکر فرمایا یعنے سیئات کو جسکے عقوبات و آلام آدمی کی بدانجامی کی خبر دیتے اور نتائج بد پیش نظر کرتے ہین خلاصہ یہ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ استعاذہ اصل شر اور اسکے فروع و غایت اور مقتضائے بشر کو شامل ہے -

اور چونکہ اعمال کی خرابیان عین شر بلکہ اصل شر ہین اسیوجہ سے فرشتے ایماندارون کے حق مین ان لفظون مین دعا کرتے رہتے ہین وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۞ یعنے بار خدایا اپنے ایماندار بندون کو ہر طرح کی خرابیون اور بُرائیون سے محفوظ رکھ اور جس کو تو اُسدن کی خرابیون سے محفوظ رکھے گا تو اُسپر تو نے اپنا بڑا ہی فضل کیا اور یہی تو بہت بڑی کامیابی ہے - تو فرشتون کی یہ دعا دو اہم اور جلیل القدر مضامین کو شامل ہے ایک یہ کہ وہ ایماندارون کے اعمال کی خرابیون اور بُرائیون سے محفوظ رہنے کے خواستگار ہین - دوسرے وہ اُن اعمال کی سزاؤن سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہین جو عاملین کو بُری لگین گی کیونکہ جب خدا تعالی ایماندارون کو عمل بد سے محفوظ رہنے کی توفیق دے گا تو اسکی بُری سزا سے ضرور محفوظ رکھے گا - اسمقام پر ایک بڑا اعتراض وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ فرشتون کی دعا مین جملہ وقہم عذاب الجحیم بھی موجود ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ انہون نے ایماندارون کے لیئے عذاب دوزخ سے محفوظ رہنے کی بھی دعا کی ہے اور یہی معنے ہین اعمال بد کی سزاؤن سے محفوظ رہنے کے اور جب یہ ہے تو آیت کے مضمون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جن بُرائیون سے محفوظ رہنے کی دعا فرشتون نے کی ہے وہ اعمال سیئہ ہین نتیجہ یہ ہوا کہ جس چیز کی دعا فرشتے کر رہے ہین وہ اسی چیز کی نظیر ہے جس سے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے اور اگر یون کہا جائے کہ آیۂ مذکورہ مین یومئذ کا لفظ موجود ہے تو اُسکی توجیہ یون سمجھنی چاہیئے کہ فرشتون کا مقصود یہ ہے کہ خدا تعالی قیامت کے دن ایماندارون کو بُرے

اعمال کی شرور سے محفوظ رکھے اور یہی عین سیئات ہیں محققین علمار کی طرف سے اس اعتراض کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اعمال بد کی خرابیوں سے محفوظ رہنے کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ خدا بندے کو ایسی توفیق دے کہ وہ انہیں عمل میں لانے سے محفوظ رہے اور اعمال بد اُس سے سرزد ہی نہ ہوں۔ دوسرے یہ کہ مغفرت الٰہی کی وجہ سے اعمال بد کی سزا سے محفوظ رہے اور اُن پر اُسے سزا ہی نہ دیجائے۔ جواب کا ماحصل یہ ہے کہ آیت دونوں باتوں کے سوال کو شامل ہے اور یومئذ جملہ انشائیہ کے متعلق نہیں ہے بلکہ جملہ شرطیہ کی تقیید ہے۔

چونکہ فرشتوں کی یہ دعا بہت سے اعلیٰ درجے کی مضامین کو لئے ہوئے ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اس مقام پر پوری آیت کو نقل کرکے اُن مضامین کو ظاہر کردوں جو اس میں مضمر ہیں اور جن سے بہت سے متعلق مطالب حل ہوتے ہیں۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ؁

یعنے جو فرشتے عرش کو اُٹھا ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرداگرد تعینات ہیں ہمہ وقت اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اسکی تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں اور اسپر ایمان رکھتے اور ایمان والوں کے لئے دعا مغفرت مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم سب چیزوں پر حاوی ہے تو جو لوگ تیری جناب میں توبہ کرتے اور تیرے دین کے رستہ پر چلتے ہیں اُن کو بخشدے اور نیز ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور اے ہمارے پروردگار اُنکو بہشت کے ہمیشہ کے رہنے کے باغوں میں بھی لیجا داخل کر جنکا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور اُن کے باپ دادوں اور اُن کی بیبیوں اور اُنکی اولاد میں سے جو نیک ہوں اُنکو بھی بے شک تو ہی زبردست اور حکمت والا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ سب سے بیشتر فرشتوں نے ایمانداروں کی اُن کے ایمان اور عمل صالح کے ساتھ تعریف کی پھر اُن کے لئے جناب الٰہی میں دعا مغفرت کرکے اُن کے ساتھ احسان کیا اور اپنے استغفار سے پہلے خدا کے وسیع علم اور وسیع رحمت کو اسکی درگاہ میں وسیلہ

قرار دیا سب چیزون پر علم خدا کے حاوی اور وسیع ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ اپنے بندون کے گناہ اور گناہ کے اسباب اور اُن کے ضعیف العصمت ہونے اور اُن کے دشمن انکے نفوس اُنکی خواہش اُنکی طبیعتون کے میلان کے غلبہ اور دنیا کے تجملات جو وقتاً فوقتاً اُنہین اپنا گرویدہ کرتے ہین ان سب باتون کو خدا خوب جانتا ہے بلکہ وہ اُنکی اُس حالت تک سے بخوبی واقف ہے جبکہ اُنہین زمین سے پیدا کیا اور جبکہ وہ ماؤن کے پیٹ مین بچے تھے۔ نیز وہ اپنے علم سابق سے یہ بھی جانتا ہے کہ بندے میری نافرمانی کرین گے اور میری عفو و مغفرت اُنکی دستگیری کرے گی اور خدا کے وسیع الرحمۃ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ مسلمانون مین سے کسی اہل توحید اور اہل محبت کو ہلاک نہین کرتا اور بجز ازلی بدبختون کے اور کسی کو اپنی رحمت کے دائرہ سے نہین نکالتا تو جس شخص کو اسکی وہ رحمت جو ہر چیز پر حاوی ہے اپنے دامن کے سایہ مین نہ لے اس سے بڑھکر دنیا جہان مین کوئی بدقسمت نہین۔ زان بعد فرشتون نے اُن لوگون کے لیئے دعا مغفرت کی جو بارگاہ الٰہی مین توبہ کرتے اور اسکے دین کے رستہ پر چلتے ہین اور اس سے وہ رستہ مراد ہے جو سالک کو خدا کی طرف پہنچا دے یعنے اسکی معرفت اُسکی محبت جسکا اُسنے حکم فرمایا ہے اُس مین اسکی اطاعت کرتے جس چیز سے منع کیا ہے اُسے ترک کردیتے ہین تو سچے ایماندار خدا کی ناپسند باتون سے توبہ کرتے اور اس رستہ پر چلتے ہین جسے وہ دوست رکھتا ہے پھر فرشتون نے جناب الٰہی مین دعا کی کہ وہ اپنے ایماندار بندون کو عذاب دوزخ سے بچالے اور اُنہین نیز اُنکے باپ داد ون اُن کی اولاد اُنکی بیبیون کو اُن ہمیشہ کے باغون مین لیجا داخل کرے جنکا اُن سے وعدہ فرمایا ہے اور خدا اگرچہ کبھی وعدہ خلافی نہین کرتا مگر جہان کے ساتھ اُن کا وعدہ جنت چند اسباب پر موقوف ہے۔ منجملہ اُن کے ایک فرشتون کی دعا بھی ہے جو اُن کے لیئے دخول جنت کی دعا مانگتے ہین اور نیک اعمال کی توفیق ہے اور فرشتون کو اُن کے لیئے دعائے مغفرت اور دخول جنت کے اُبھارنا اُکسانا ہے۔ اِن سب باتون کے بعد خدا نے خبر دی کہ فرشتے اپنی اس دعا کے پیچھے کہتے ہین۔ انك انت العزیز الحکیم یعنے خداوندا توہی اسکا اور اسکے سبب و غایت کا مُصدر ہے ایماندارون کو عذاب دوزخ سے بچانا اور اُنہین جنت مین داخل کرنا یہ تیرے ہی کمال قدرت اور کمال علم سے صادر ہونے والا ہے کیونکہ عزت کمال قدرت اور حکمت کمال علم ہی کا نام ہے اور ان ہی دونون صفتون سے خدا جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے جس چیز سے چاہتا منع کرتا ہے کسیکو ثواب سے معزز فرماتا ہے کسی کو عذاب سے ذلیل کرتا ہے۔ غرضکہ یہ دونون صفتین مُصدر خلق و امر ہین۔

الغرض اس ساری فصل کا خلاصہ یہ ہے کہ گناہوں کی سزائیں طرح طرح کی ہوتی ہیں بعض تو شرعی سزائیں ہیں اور بعض قدری پھر ان میں سے کچھ سزائیں دل پر مرتب ہوتی ہیں اور کچھ بدن پر پھر بعض تو مرنے پیچھے دار برزخ میں گنہگار کو لاحق ہوتی ہیں اور بعض اُسوقت لاحق ہونگی جب دار آخرت میں حشر اجساد اور اعادۂ ابدان ہوگا۔ غرضکہ گناہ کی سزا ضرور ملا کرے گی۔ لیکن گنہگار بندہ اپنے جہل اور قصور عقل کی وجہ سے اُن سزاؤں سے واقف نہیں ہوتا جو اُسپر اب یا آئندہ واقع ہونے والی ہیں کیونکہ وہ سزائیں اُس مست اور بیحس ہونے والے کے ہیں جو اپنے رنج والم کو محسوس نہیں کرتا یا اوس شخص کے مانند ہے جسکے اعضا سُن پڑجاتے ہیں لیکن جب وہ غفلت کی نیند سے جاگتا اور نشہ ہرن ہوتا ہے تو اس الم کی تکلیف محسوس کرتا ہے تو گناہوں پر سزاؤں کا اثر ایسا ہی مترتب ہوتا ہے جیسے جلانے کا آگ پر کسر کا انکسار پر ڈوبنے کا پانی پر فساد بدن کا زہریلی چیزوں پر مرض کا اسباب مرض پر پھر کبھی تو گناہ کی مضرت فوراً ہی سامنے آجاتی ہے کبھی دیر کرکے اور دیر بھی کبھی تھوڑی ہی ہوتی ہے کبھی بہت جیسا کہ مرض کبھی اپنے سبب سے متاخر ہوتا ہے اور کبھی مقارن۔ اور اس مقام میں بندۂ نافرمان کو غالبًا اسطرح کی غلطی واقع ہوتی ہے کہ وہ گناہ کرتا اور فوراً ہی اُسکا اثر نہیں دیکھتا حتی کہ وہ جانتا ہے کہ میں بدکرداری میں مبتلا ہوا بھی نہیں حالانکہ اُس کے بدکرداریاں تدریجاً اور آہستہ آہستہ ویسا ہی اپنا عمل کرتی رہتی ہیں جیسے زہریلی چیزیں اور مضرت دہ دوائیں جستہ جستہ اجسام انسان میں عمل کرتی ہیں تو اگر مریض نے اسوقت مفید دواؤں اور استفراغ اور پرہیز سے اپنے نفس کا تدارک کرلیا بہتر ورنہ ابھی نہیں تو تھوڑے دنوں بعد یہ چیزیں اسی ہلاکت کے گڑھے میں پہنچا دینگی اور جب آدمی کو ایک گناہ کا تدارک مشکل پڑجاتا اور اسکا اثر زائل کرنا دوبھر ہوجاتا ہے تو روز مرہ اور ساعت بساعت جو گناہ مہینہ پے ہوتے رہتے ہیں انکا تدارک کیونکر کرسکتا ہے۔

فصل ۶۲

اب میں کچھ اُن سزاؤں کا مختصر ذکر کرتا چاہتا ہوں جو خدائے تعالی نے گناہوں پر مرتب کی ہیں اور جو دنیا ہی میں تجھے پہونچ سکتی ہیں انکے ذکر کرنے سے میری اتنی ہی غرض ہے کہ نفس اونکے ترک کردینے کی طرف متوجہ ہو۔ یوں ذکر کرنے کو تو بہت سے گناہ ہیں لیکن صرف چند گناہ کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں اس لیئے کہ عاقل اگر بعض گناہوں کی بھی تصدیق کرے گا تو وہی اُمسے بس کرتے ہیں از انجملہ دلوں اور کانوں پہ خدائی مہر کا لگنا۔ اور آنکھوں پر پردے

پڑجانا۔ دلون پر قفل لگنے اُن پر غفلت اور ہٹ دہرمی کے پردے پڑنے اُن پر زنگ بیٹھ جانے۔ دلون اور آنکھون کا اُلٹ دیا جانا۔ خدا کا آدمی اُسکے دل مین حائل ہو جانا۔ ذکر الٰہی سے دلون پر تالے لگجانے۔ بندہ کا اپنے نفس کو بھلا دینا۔ دل کے پاک و ستھرا کرنے سے ارادہ الٰہی کا ہٹا رہنا۔ خدا کا اُس کے سینے کو ایسا تنگ اور بھچا ہوا کر دینا کہ گویا اُسے آسمان میں چڑھنا پڑ رہا ہے۔ دلون کا حق بات کے قبول کرنے سے مُنہ پھیرنا۔ اُن کے اصلی بیماری پر اور بیماری کا بڑھنا نجاست پر نجاست کا زیادہ ہونا۔ دلون کا اوندھا ہو جانا ہے امام احمد حضرت حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتے ہین کہ دل چار طرح کے ہین ایک وہ دل جس مین چراغ ہمیشہ دہکتا رہتا ہے اور یہ مومن کا دل ہے اسے قلب اجرد کہتے ہین۔ دوسرا قلب اغلف یعنے وہ دل جس پر غلاف پڑا رہتا ہے۔ یہ کافر کا دل ہے۔ تیسرا منکوس اور اوندھا دل یہ منافق کا دل ہے چوتھا وہ دل جو دو حریف مادون کی کشمکش مین رہتا ہے یعنے کبھی تو ایمان کا مادہ اُسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور کبھی نفاق کا پھر جونسا مادہ غالب آجاتا ہے دل اسی کا ہو رہتا ہے۔

ازانجملہ خداوندی اطاعت سے کاہلی اور سستی کرنا۔ ازانجملہ دل کا بہرا ہو جانا کہ حق بات سنے ہی نہین گونگا ہونا ہے کہ حق بات بولتے ہی نہین۔ اندھا ہو جانا کہ حق بات کو دیکھے ہی نہین اسلئے آدمی کے لئیے اور حق مین ویسی ہی نسبت متحقق ہوتی ہے جیسے بہرے آدمی کے کان اور آوازون مین اندھے کی آنکھ اور رنگون مین گونگے کی زبان اور کلام مین نسبت ہوتی ہے۔ اور یہین سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ بہرا گونگا اندھا ہونا۔ دل کی حقیقی اور ذاتی صفتین ہین یعنے حقیقت مین تو دل ہی اندھا گونگا بہرا ہوتا ہے۔ مگر فرضاً اور تبعاً جوارح یعنے آنکھ کان زبان کو اندھا بہرا گونگا کہدیتے ہین جیسا کہ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید کے ایک مقام مین فرمایا ہے فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ یعنے بات یہ ہے کہ کچھ آنکھین اندھی نہین ہوا کرتین بلکہ دل جو سینون مین ہین وہ اندھے ہو جایا کرتے ہین مگر اس سے حسی نابینائی کی نفی مراد نہین ہے اور یہ مطلب نہین ہے کہ آنکھ مین نابینائی ہے ہی نہین اور ہو کیونکر خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ ۔ عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۔ دیکھئے ان دونون آیتون مین حسی نابینائی کا ثبوت ہے بلکہ آنکھ کے اندھے نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کامل اور پوری نابینائی اور بالذات اندھا ہونا دل کا خاصہ ہے حتیٰ کہ آنکھ کا اندھا ہونا دل کی بہ نسبت ایسا ہے کہ گویا وہ اندھے ہی نہین اور جب یہ ہے تو آنکھون کو۔ دل کے کمال اندھے پن اور قوت نابینائی کے مقابلہ مین

عبدالحکیم

یون کہنا صحیح ہے کہ تحصیں اندھی نہیں ہوتیں جیسا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیس الشدید بالصرعۃ ولکن الذی یملک نفسہ عند الغضب یعنے وہ شخص پہلوان نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑے بلکہ حقیقت میں پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے اور فرمایا لیس المسکین بالطواف الذی ترحہ اللقمۃ واللقمتان ولکن المسکین الذی لا یسئل الناس ولا یفطن لہ فیتصدق علیہ ÷

÷ ÷ ÷ ÷ یعنے وہ شخص مسکین اور محتاج نہیں ہے جو ایک یا دو لقموں کے لئے در بدر مارا مارا پھرا پھرے بلکہ مسکین وہ ہے جو نہ تو لوگوں سے سوال ہی کرتا ہو نہ صورت سوال ہی ہو لوگوں کو اسکے محتاجی کا علم ہی نہ ہو کہ اُسے کچھ صدقہ دیں الغرض قرآن واحادیث میں ایسی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں جو ہم اپنے اس دعوی کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں اور ہماری اس ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ گناہوں کی بعض سزائیں ایسی ہی ہیں جو دل کو اندھا بہرا گونگا کرکے چھوڑتی ہیں۔

ازانجملہ مکان کی طرح دل کا دھنس جانا ہے اور دل کے دھنس جانے کے یہ معنی ہیں کہ وہ نیچے سے نیچے مرتبہ میں دھنستا چلا جاتا ہے اور دل والے کو اسکا شعور تک نہیں ہوتا۔ دل کے دھنس جانے کی علامت یہ ہے کہ وہ کمتر سے کمتر اور ناپاک او گھناونی اور رزیل چیزوں کے گرداگرد ویسی ہی ہمیشہ جولانی کرتا رہتا ہے جیسے وُہ دل جسکا خدا نے بلند مرتبہ کیا ہو اور اپنے درگاہ لایزال کا مقرب بنا لیا ہو سدا خیر وفلاح اور بڑے بڑے اہم اور عظیم الشان امور اور اعمال نیک اور اقوال پسندیدہ اور اخلاق حسنہ کے ارد گرد جولانی کیا کرتا ہے۔ اسیوجہ سے بعض سلف نے کہا ہے کہ دل جوالہ ہیں اور اُن کی جولانی مختلف طرح کی ہوتی ہے۔ بعضے دل تو عرش خداوندی کے گرد اگرد جولانی کرتے ہیں اور بعضے پاخانوں اور سنڈاسوں کے۔ **ازانجملہ** دل کا مسخ ہو جانا ہے یعنے جسطرح صورت مسخ ہو جاتی ہے اسی طرح گناہوں کی وجہ سے دل بھی مسخ ہو جاتے او اُنکی صورتیں بگڑ جاتی ہیں تو گنہگار کا دل اُس حیوان کے دل کی مانند ہو جاتا ہے جسکے مشابہ اسکے اخلاق اعمال طبیعت ہوا کرتی ہے پس کچھ دل تو اس وجہ سے کہ دل والے کو سور سے شدید مشابہت ہوتی ہے خنزیر کی صورت میں مسخ ہو جاتے ہیں اور بعضے کتے یا گدھے یا سانپ بچھو کی صورت میں سفیان ابن عیینہ نے جو آیہ وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم کی تفسیر وتاویل کی ہے کہ بعض آدمیوں کے اخلاق تو پھاڑ کھانیوالے درندوں کے سے ہوتے ہیں اور بعض کے کتوں اور بعض کے سوروں اور بعض کے گدھوں جیسے۔ اک

کچھ لوگ مکاف کپڑے زیب جسم کرکے اسی طرح ناز و انداز کا اظہار کرتے ہین جیسے مور اپنے منقش پر و بال مین کیا کرتا ہے۔
کچھ لوگ گدہے جیسے احمق و بلید ہوتے ہین بعض کبوترون کی طرح لوگون سے انس و الفت کا اظہار کرتے ہین
کوئی اونٹ کی طرح کینہ ور ہوتا ہے کوئی بکری کی مانند سراسر خیر اور مجسم نیکی ہوتا ہے بعضے بھیڑیون کے مشابہ
ہوتے ہین۔ بعضے لومڑیون جیسے داؤ گہات کا جال پہیلاتے ہین۔ اسکے یہی معنی ہین اور اسیوجہ سے خدا
تعالی نے جاہلون اور گمراہون کو کبہی گدہون سے اور کبہی چارپایون سے تشبیہ دی ہے پہر یہی مشابہت
باطن ہین رفتہ رفتہ یہان تک قوت پکڑ جاتی ہے کہ اسکا اثر ظاہری صورت مین بہی کچہہ کچہہ نمودار ہونے
لگتا ہے جیسے صاحب فراست آنکہون سے دیکہنے لگتے ہین پہر شدہ شدہ اعمال مین خاصا اچہا ظہور
ہوتا ہے کہ ہر ایک کو اسکے دیکہنے کا موقع ملتا ہے اور چونکہ وہ مشابہت ہمیشہ میدان ترقی مین دوڑتی
رہتی ہے اس لیے بہت تہوڑے عرصہ مین اسکا اثر صورت پر غالب ہو جاتا اور بحکم خدا گنہگار کی صورت
بدل جاتی ہے اور اسی کو مسخ تام کہتے ہین پس خدا تعالی اس گنہگار کی صورت اوس حیوان
کی صورت سے بدل دیتا ہے جسکے اخلاق اسکے مشابہ ہوتے ہین جیسا کہ یہودیون کی صورتین بگاڑ کر بندرون
کی صورتون مین تبدیل کردین اور بعض لوگون کو سئور بنا دیا تو اس شخص پر تعجب اور تعجب کے ساتہ
حیرت ہے جسکا دل تو اوندہا ہوگیا ہو اور اسے اسکا شعور تک نہ ہو۔ غور سے دیکہا جائے تو بہت سے
دل مسخ ہوگئے ہین اور بہت سے دہنس گئے ہین اور بہت سے دلی لوگون کی تعریف بیجا کی وجہ سے
مفتون اور خدا کی پردہ پوشی کے سبب سے مغرور اور اسکی نعمتون کے باعث دہوکے مین پڑے ہوئے ہین
اور یہ سب باتین انسان کے جرمون کی سزا اور اہانت ہین مگر وہ انہین کرامت و عزت ہی جانتا ہے
اور یہ پلے درجے کی حماقت ہے وہ وجہ باعث ہلاکت ہے۔
ازانجملہ خدا تعالی کا مکار کے ساتہ مکر کرنا فریبی اور دہوکے باز سے دہوکا کرنا ٹہٹہا کرنے والے کے ساتہ
ٹہٹہا کرنا ٹیڑہے دل کو ٹیڑہا اور کج کرنا ہے۔ ازانجملہ دل کا اوندہا اور نگونسار ہوتا ہے یہان تک
کہ وہ جہوٹ کو سچ۔ سچ کو جہوٹ۔ باطل کو حق حق کو باطل معروف کو منکر۔ منکر کو معروف دیکہے
فساد و بگاڑ پیدا کرے اور اسے صلاح جانے۔ لوگون کو راہ خدا سے باز رکہے اور خیال کرے کہ خدا
کی راہ کی طرف بلاتا ہے۔ ہدایت کے بدلے گمراہی خریدے اور خیال کرے کہ نہایت [illegible]۔
اپنی نفسانی خواہشون کے پیچہے پڑا ہوا ہو اور گمان کرتا ہے کہ اپنے مولا کا مطیع و فرمانبردار ہے اور

گناہوں کی وہ سزائیں ہین جو دلون پر جاری ہوتی ہین ازانجملہ دل کا دنیا مین خدا سے محجوب رہنا اور آخرت مین قیامت کے دن اُس مین اور خدا مین حجاب اکبر ہونا ہے جیساکہ خدا نے فرمایا کَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ یعنے گنہگار لوگ قیامت کے دن اپنے پروردگار کے سامنے نہین آنے پائینگے۔ تو گناہ اور اُس مسافت کے طے کرنے سے مانع ہوتے ہین جو گنہگارون اور اُن کے دلون مین واقع ہوتی ہے اور اس وجہ سے گنہگار اپنے دلون تک پہنچ نہین سکتے اور پہونچ نہین سکتے تو اونکی اصلاح و درستی پیدا کرنیوالی اور پاک و ستھرا بنانے والی اور اُن مین بگاڑ و فساد پیدا کردینے والی اور انکے شقی و بدبخت بنانیوالی چیزون کو نہین دیکھتے اور ثانیاً اُس مسافت کے طے کرنے کے سدراہ ہوجاتے ہین جو انکے دلون اور خدا مین واقع ہے اور اس سبب سے دل بارگاہ الٰہی تک پہنچ نہین سکتے اور جب وہان تک پہنچ نہین سکتے تو خدا کے قرب و کرامت سے کامیاب نہین ہوتے اور اس سے اُن کی آنکھین ٹھنڈی اور نفس خوش نہین ہوتے بلکہ گناہ اولاً گنہگارون اور انکے دلون مین پھر ثانیاً اُن مین اور اُن کے خالق و پروردگار مین حجاب ہوجاتے ہین۔ ازانجملہ دنیا اور برزخ مین ضیق زندگی اور آخرت مین عذاب کا ہونا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى یعنے جسنے ہماری یاد سے روگردانی کی تو اسکی زندگی ضیق مین گذرے گی اور قیامت کے دن بھی ہم اُسے اندھا کرکے اٹھائینگے بعض مفسرون نے اس آیت مین معیشۃ ضنکا کی تفسیر عذاب قبر کے ساتھ کی ہے اور اس مین شک نہین کہ عذاب قبر ہی معیشۃ ضنک یعنے ضیق زندگی ہے اور آیت اس سے عام تر ہے سبکو شامل ہے اور اگرچہ نکرہ سیاق اثبات مین واقع ہے مگر اسکا عموم معنی کی حیثیت سے سمجھا جاتا ہے۔ غرضکہ آیۂ مذکورہ مین خدا تعالیٰ نے اپنی یاد سے روگردانی کرنیکے ضیق زندگی کو مرتب کیا ہے اور الفاظ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی یاد سے روگردانی کرنے والا بنتیجہ اپنی روگردانی کے ضیق زندگی مین مبتلا ہوتا ہے اور واقع مین بھی ایسا ہی ہے جو لوگ دیندارانہ زندگی بسر نہین کرتے۔ اگرچہ دنیا کی طرح طرح کی نعمتون اور مرفہ الحالیون مین ہوتے ہین لیکن کبھی خوش نہین رہتے بلکہ انکے دلون مین وحشت ذلت اور دلون کے ٹکڑے ٹکڑے کردینے والی حسرتین اور باطل آرزوئین بھری رہتی ہین اور جس عذاب کا انہین اب نہین تو آئندہ سامنا کرنا پڑیگا اُس سے خائف و ترسان رہتے ہین لیکن وہ غفلت کے نشہ مین ایسے بدمست اور بیحس ہو رہے ہین

کہ ان باتوں کو خواب پریشان سے زیادہ نہیں سمجھتے اور اگر ظاہری شراب کے نشہ کو الگ کر دیا جائے تو بھی شہوت وعشق اور حُبّ دنیا اور جاہ و ریاست کے نشے گنہگاروں سے ان مصائب و آفات کو چھپائے رکھتے ہیں اور ان باتوں کا نشہ شراب کے نشہ سے بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے کیونکہ شراب کا نشہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اُتر جاتا اور آدمی ہوش میں آجاتا ہے لیکن نفسانی خواہشوں اور حب دنیا کا ایسا دوامی نشہ ہوتا ہے کہ بجز سکرات موت کے اور کسی وقت اُترتا ہی نہیں۔ خلاصہ یہ کہ جو شخص ذکر الٰہی سے جسے اُسنے اپنے نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے روگردانی کرتا ہے اُسے دنیا اور عالم برزخ اور قیامت میں ضیق زندگی لازم ہو جاتی ہے اور آنکھ کو ٹھنڈک دل کو ہدایت۔ نفس کو اطمینان اپنے معبود برحق ہی سے حاصل ہو سکتا ہے جسکے علاوہ تمام معبود باطل اور جھوٹے ہیں تو جس کی آنکھ خدا سے ٹھنڈی ہوئی اسکی آنکھ ہر چیز سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور جسکی آنکھ خدا سے ٹھنڈی نہیں ہوتی اسکا نفس دنیاوی حسرتوں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور اُسے کسی حال میں خوشی نصیب ہی نہیں ہوتی۔ حیات طیبہ کا معزز تمغہ خدا کی طرف سے اُن ہی خوش قسمت لوگوں کے نامزد ہوا کرتا ہے جو خدا ہی پر ایمان لاتے اور نیک عمل ہی کرتے رہتے ہیں جیسا کہ ایک مقام میں خدا نے فرمایا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یعنے جو شخص نیک عمل کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو ہم دنیا میں بھی اسکی زندگی اچھی طرح بسر کرائیں گے اور اُن کو آخرت میں بھی اُن کے ان بہترین اعمال کا صلہ ضرور عطا فرمائیں گے۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ ایمانداروں اور نیک عمل کرنے والوں کے اجر و صلہ کا ضامن ہو گیا ہے کہ دنیا میں پاک زندگی اور آخرت میں نیک صلہ ضرور عنایت فرمائے گا اور انہیں اطیب حیاتیں نصیب ہونگی اور دارین میں زندہ وبہرہ ور رہیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن کے دوسرے مقامات میں فرمایا ہے لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ یعنے جن لوگوں نے بھلائی کی اُن کے لیئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور اُنکا آخری ٹھکانہ اُس سے بھی کہیں بہتر ہے اور پرہیزگاروں کا آخرت کا گھر کیسا عمدہ ہے۔ اسی مضمون کے مطابق ایک اور جگہ یوں ارشاد کیا ہے وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ

یعنے اپنے پروردگار سے پچھلے گناہوں کی معافی مانگو پھر آگے کو اس کی جناب مین توبہ کرو ایسا کروگے تو وہ تم کو ایک وقت مقرر تک دنیا مین اچھی طرح رسائی لباس پہنے گا اور جس نے قدر واجب سے زیادہ کیا ہے اسے اسکا ثواب زیادہ دیگا۔ ان آیتون کے مطالب پر غور کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ نیکوکار پرہیزگار دنیاوی و اخروی دونون طرح کی نعمتون پر کامیاب ہون گے اور انہین دونون جہان مین پاک زندگی حاصل ہوگی وجہ یہ کہ نفس کی خوشی اور دل کا سرور اسکی فرحت اسکی لذت اسکی طمانیت اسکی خوشی اسکا انشراح اسکا نور اسکی عافیت حرام شہوتون کے ترک کردینے اور باطل شبہات کے چھوڑ دینے مین ہے اور حقیقت مین نعیم یہی ہے جسکے مقابلہ مین نعیم بدن کو کچھ مناسبت نہین اسی وجہ سے جن لوگون نے اسکی کچھ لذت چکھی ہے وہ باواز بلند کہتے ہین کہ اگر غالبًا ان سلاطین اور انکے جانشین فرزند اس عیش و نشاط کو دیکھ پاتے جس مین ہم زندگی بسر کرتے مین تو اسپر قبضہ پانے کے لیئے تلوارین لیکر ہمارے مقابلہ مین اٹھ کھڑے ہوتے اور بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہین کہ اکثر اوقات ہمارے دلون کو وہ فرحت وانبساط حاصل ہوتا ہے کہ ہم جوش مسرت مین کہہ بیٹھتے ہین کہ اگر جنتیون کو ان جیسی نعمتین مل گیئن تو وہ بڑے مزے کی زندگی مین ہونگے۔ بعض لوگ یون بھی کہتے ہین کہ اخروی جنت کے مانند دنیا کی ایک جنت ہے جو شخص اس مین داخل نہین ہوا وہ اخروی جنت مین داخل نہ ہوگا۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر مین اسی طرف اشارہ فرمایا ہے یعنے جب تم جنت کے سرسبز وشاداب باغات پر گذرو تو ان کے میوے چنکر کھاؤ صحابہ نے عرض کیا کہ جنت کے باغات سے کیا مراد ہے فرمایا ذکر الٰہی کے حلقے اور فرمایا ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ یعنے میرے حجرے اور میرے منبر کے درمیانی قطعہ جنت کے باغات مین سے ایک نہایت پھولا پھلا باغ ہے۔ اور یہ خیال کرنا کسی قدر غلطی مین داخل ہے کہ آیہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ صرف قیامت ہی کے دن کےساتھ مخصوص ہے نہین بلکہ نیکوکار دنیا اور آخرت اور برزخ تینون گھرون مین خوشحالی اور نعمتون مین زندگی بسر کرتے اور بدکردار ان تینون مقامات مین بدحالی اور دوزخ کے عذاب مین مبتلا رہتے ہین اور سچ پوچھیئے تو دل کی ٹھنڈک سینہ کی سلامتی۔ خدا کی معرفت ومحبت اور اسکے موافق عمل کرنا یہ ایسی نعمتین اور کرامتین ہین جن سے بڑھکر دنیا مین

کوئی نعمت ولذت نہیں ۔ اور حقیقت میں کوئی عیش قلب سلیم کے عیش کا مقابلہ نہیں کرسکتا یہی وجہ ہے کہ خدا نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی سلامتی قلب کے ساتھ تعریف کی ہے جہاں فرمایا ہے وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰھِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّہٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ یعنی نوح کے طریق پر چلنے والوں میں سے ایک ابراہیم بھی تھے جبکہ وہ صاف وسلیم دل سے اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہوئے اور ایک جگہ انکے قول کی حکایت یوں ارشاد کی ہے یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ یعنے حضرت ابراہیم نے خدا سے دعا کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ خداوندا مجھے اُسدن رسوا نہ کیجو کہ اُسدن نہ تو مال ہی کام آیگا اور نہ فرزند ہی کام آئیں گے مگر ہاں اُسے نجات ہوگی جو پاک دل لیکر خدا کے حضور میں حاضر ہوگا ۔ قلب سلیم وہ دل ہے جو شرک ۔ خیانت ۔ کینہ ۔ حسد ۔ بخل ۔ تکبر ۔ اور حب دنیا اور جاہ وریاست ۔ غرض ان تمام گندگیوں سے پاک اور ایسی تمام آفتوں سے صحیح سلامت ہو جو اُسے بارگاہ الٰہی سے دور کردینے والی ہوں ۔ اسیطرح ہر ایک شبہہ سے جو خدا کی دی ہوئی خبر کا معارضہ کرے ۔ ہر ایک شہوت سے جو اسکے حکم وامر کی سدراہ ہو ۔ ہر ایک ارادہ سے جو اسکی مراد کی مزاحمت کرے ۔ ہر ایک قاطع سے جو اُسے قرب خدا سے منقطع کرے سلامت رہے ۔ ایسے دل کو قلب سلیم کہتے ہیں اور یہی قلب سلیم دنیا اور برزخ اور آخرت کی تینوں جنتوں میں نہایت چین واطمینان سے زندگی بسر کرے گا دل کے لیے اسوقت تک کامل سلامتی نصیب نہیں ہوتی جبتک وہ پانچ چیزوں سے پاک صاف نہو (۱) شرک سے جو مخالف توحید ہے (۲) بدعت سے جو مناقض سنت ہے (۳) شہوت سے جو مخالف امر خداوندی ہے (۴) غفلت سے جو ذکر الٰہی کے مخالف ہے (۵) ہوا سے جو تجرید واخلاص کے منافی ہے یہ پانچوں چیزیں بندہ کو خدا سے محجوب رکھنے میں قوی اثر رکھتی اور اُسے دین ودنیا سے گیا گذرا کردیتی ہیں ۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے تحت میں بہت سی نوعیں ہیں جو افراد اشخاص کو کثرت سے شامل ہوتی ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ بندہ کو شدید حاجت اور سخت ضرورت ہے کہ وہ ہمیشہ صراط مستقیم کی ہدایت کا سوال جناب الٰہی میں پیش کیا کرے کیونکہ بندہ اس دعا سے زیادہ کسی اور چیز کا حاجت مند نہیں ہوتا اور اسکے لیے کوئی دعا اس سے زیادہ مفید اور نافع نہیں ہوتی صراط مستقیم بہت سے ظاہری وباطنی علوم اور ارادوں اور عملوں اور مناہی کو شامل ہوتی ہے یعنے یہ چیزیں ہر وقت اسپر چلتی اور جاری ہوتی ہیں اور جب یہ ہے تو بندہ صراط مستقیم کی

تفاصیل سے کبھی تو واقف ہو جاتا ہے اور کبھی واقف نہیں بھی ہوتا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے واقف ہوتا ہے اُن سے وہ چیزیں اکثر اور زیادہ ہوتی ہیں جن سے ناواقف رہتا ہے پھر جن چیزوں سے واقف ہوتا ہے کبھی تو اُنپر قادر ہوتا ہے اور کبھی قادر نہیں بھی ہوتا اور جن پر قادر ہوتا ہے کبھی نفس اسکی خواہش و آرزو کرتا ہے اور کبھی کاہلی و سستی یا کسی مانع کے پائے جانے کی وجہ سے ناخواہشمند ہوتا ہے۔ جس چیز کی خواہش نہیں ہوتی کبھی تو اسے عمل میں لے آتا ہے اور کبھی عمل میں نہیں بھی لاتا جس کو عمل میں لاتا ہے کبھی تو اس میں اخلاص کی شرطیں پائی جاتی ہیں اور کبھی نہیں پائی جاتیں جس میں اخلاص کی شرطیں پائی جاتی ہیں۔ کبھی تو اس میں متابعت کا وجود ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا جس میں کامل متابعت کا وجود ہوتا ہے کبھی آدمی اسپر ثابت قدم رہتا ہے اور کبھی اُسکا دل اس سے ہٹ بھی جاتا ہے اور یہ تمام باتیں مخلوق میں ساری و جاری ہیں مگر کسی میں کم کسی میں زیادہ۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ بندہ کی سرشت و فطرت میں ان تمام باتوں کی جانب ہدایت پانا مقصور نہیں ہے۔ یعنے یہ اس کی خلقی اور جبلی بات نہیں ہے بلکہ جب یہ اسکی سرشت میں ودیعت کی جاتی ہے تو بندہ میں اور ان ہدایتوں میں یہی سرشت حائل ہو جاتی ہے اور یہی معنے ہیں عقل کے اوندھا کر دینے کے یعنے خدا نے منافقوں کی عقلیں اُن کے گناہوں کی وجہ سے اوندھی کر دی ہیں اور انہیں اُن کی سرشت اور فطرت کی طرف لوٹا دیا ہے یعنے چونکہ اُن کے نفوس جہل و ظلم پر مخلوق ہوئے تھے لہذا انجام کار خدا اُنہیں اُسیطرف لوٹا دیتا ہے جسپر وہ مخلوق ہوئے تھے۔ خدا تعالی اپنی قضا و قدر اور امر و نہی میں بالکل سیدھی راہ پر ہے۔ وہ جسے چاہتا اپنے فضل و رحمت سے سیدھی راہ کا رستہ دکھاتا اور ہدایت کو اسکی مناسب اور قابل محل میں رکھتا ہے اور جسے چاہتا ہے عدل و حکمت کے ساتھ صراط مستقیم سے ہٹا دیتا ہے کیونکہ وہ صلاحیت کا محل نہیں ہوا کرتا خدا نے اپنے بندوں کے لیئے اپنے حکم سے سیدھی راہ قائم کی اور اتمام حجت اور اظہار عدل کے لیئے سبکو اسکی طرف بلایا اور رسولوں کی معرفت دعوت کی پھر اپنی نعمت و فضل سے اُن میں سے جسے چاہا صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت دی اور جو اس صراط مستقیم پر قائم رہا اُس نے اپنے اس عدل و فضل کے سبب سے اُسے خارج نہیں کیا۔ علی ہذا القیاس جس روز قیامت برپا ہوگی تو وہ اپنی مخلوق کے لیئے صراط مستقیم قائم کرے گا جو اُنہیں سیدھی اُسکی جنت تک پہنچا دے گی

لیکن جو شخص دنیا مین اس سے ہٹ رہا تہا وہ قیامت کے روز بھی ہٹ رہے گا اور جو یہان ثابت قدم رہا وہ وہان بھی ثابت قدم رہے گا۔ جو لوگ دنیا مین خدا اور اُسکے رسول برحق پر ایمان لائے تہے اور رسول کی لائی ہوئی باتون کی تصدیق کی تہی خدا قیامت کی ظلمت خیز راہون مین اُن کے اُس نور کو جو دنیا مین اُن کے دلون مین موجود تہا مشعل کش چمکارا بنا دے گا جو ظلمت حشر مین اُن کے آگے آگے اور داہنے بائین دوڑے گا اور جبتک وہ اس خطرناک مسافت کو طے نہ کرلین گے خدا اس نور کے چمکارے کو ویسا ہی محفوظ و برقرار رکہے گا جیسا دنیا مین ابتدائے نشو ونما سے اپنی ملاقات کے زمانہ تک اُن کا ایمان محفوظ رکہا تہا۔ بخلاف اسکے منافقون کا نور ایسی سخت ضرورت کے موقع پر ویسا بجہا دے گا جیسا دنیا مین اُن کے دلون سے نور ایمان بجہا دیا تہا۔ جب نیک و بد ہر قسم کے لوگ پل صراط سے گذرنے لگین گے تو خدا تعالی نافرمانون اور گنہگارون کے اعمال کو آنکڑون کی صورت مین صراط کے دونون پہلوؤن مین کہڑا کر دیگا اور وہ انہین اسی طرح اُچک لین گے جسطرح دنیا مین صراط مستقیم پر استقامت کرنے سے اُچک لیتے تہے۔ تمام اہل محشر پل صراط سے عبور کرین گے اور اُسیقدر سرعت اور تیزی یا دہیمی اور سست رفتار کے ساتہ عبور کرین گے جس قدر انکی سرعت یا سستی دنیا مین صراط مستقیم کی طرف تہی۔ اسی میدان حشر مین خدا تعالی ایماندارون کے لیئے ایک حوض بھی موجود کردے گا جس مین سے ہر شخص اتنا ہی پانی پیئے گا جتنا اُسنے دنیا مین آسمانی شریعت کا پانی پیا تہا اور جو شخص یہان آب شریعت اور شربت دین حق کے مزے دار گہونٹ پینے سے محروم رہا وہ وہان بھی حوض کوثر کے پانی سے محروم رہے گا اور جو دنیا مین آخرت کا انکار کرتا رہا وہ اسموقع پر اُسے آنکہ سے دیکھ لیگا۔ اور اگر تم خدا تعالی کی دینی و دنیاوی حکمت مین تامل کروگے تو تمہین اسبات کا علم الیقینی حاصل ہوجائے گا کہ بلاشبہ دنیا مین آخرت کی کہیتی اور اسکا دیباچہ اور نمونہ ہے اور اسبات کا بھی علم قطعی ہوجائے گا کہ آخرت مین لوگون کے مراتب و درجات اُن کی سعادت و شقاوت کے لحاظ سے بالکل دنیاوی منازل کے موافق ہونگے یعنے جو لوگ دنیاوی ایمان پر ثابت قدم رہے اعمال نیک بجالائے وہ آخرت مین سعدار کی صف مین شامل ہون گے اور جو منکر رہے اشقیا کے رجسٹر مین انکا نام درج ہوگا۔ اس تمام بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ گناہونکی سزاؤن مین یہ سزا بہت ہی بڑی ہے کہ آدمی دنیا و آخرت مین صراط مستقیم سے ہٹ رہے۔

فصل ۶۳

اور چونکہ گناہ بلحاظ درجات و مفاسد مختلف و متفاوت ہین اس لیئے اُنکی سزائین بھی دنیا اور آخرت مین بقدر گناہون کے تفاوت کے مختلف اور متفاوت ہین اور ہم اُن سبکو بفضل خدا ایک نہایت مختصر جامع فصل مین ذکر کرتے ہین پس ہم کہتے ہین اصل مین گناہون کی دو قسمین ہین ایک جسکام کے کرنے کا حکم ہوا ہو اُسے نہ کرنا۔ دوسرے جس کام کے کرنے سے منع کیا گیا ہو اُسکا مرتکب ہونا یہی وہ دو گناہ تہے جنمین خدا تعالی نے ابو الانس یعنے حضرت آدم علیہ السلام اور ابو الجن یعنے شیطان لعین کو مبتلا کیا پہر یہ دونون گناہ اپنے محل کے اعتبار سے تو اعضائی ظاہری اور جوارح باطنی کی طرف اور متعلق کے لحاظ سے حق اللہ اور حق المخلوق کی جانب منقسم ہین اور اگرچہ تمام حقوقِ مخلوق حق اللہ کو شامل متضمن ہین لیکن چونکہ وہ حقوق مخلوق کے مطالبہ سے واجب ہوتے اور اُنکے معاف کرنے سے ساقط ہو جاتے ہین اس لیئے اُنہین مخلوق ہی کے حقوق سے نامزد کیا جاتا ہے۔ پہر ان گناہون کی چار قسمین ہین ملکیہ۔ ایک۔ شیطانیہ دو۔ سبعیہ تین۔ بہیمیہ چار۔ یہ تقسیم ایسی جامع ہے کہ کوئی گناہ ان سے باہر نہین آدمی کا ان چیزونکی نسبت دعوی کرنا جو اسکی شان کے لائق نہون۔ مثلاً صفات ربوبیت یعنے عظمت و جبروت اور عزت و کبریائی اور قہر و علو کا اپنے کو شایان سمجہنا اور اپنے تئین مخلوق ہونے کو مستبعد خیال کرنا۔ وغیرہ وغیرہ ملکیہ گناہ ہین اور یہ گناہ شرک بالرب مین داخل ہین شرک بالرب کی دو قسمین ہین۔ ایک خدا کے اسماء و صفات مین شرک کرنا اور اُسکے ساتہ دوسرے معبود قرار دینے۔ دوسرے معاملات الٰہی مین کسیکو اُسکا شریک سمجہنا۔ شرک کی یہ دوسری قسم کبہی دخول نار کو واجب نہین بہی کرتی اگرچہ وہ تمام عمل حبط و ضائع ہو جاتے ہین جن مین عامل نے خدا کے ساتہ اسکے غیر کو شریک کیا تہا۔ شرک کی یہ قسم تمام گناہون سے زیادہ خطرناک اور سخت ہے اور اس مین بے جانے بوجہے خدا پر اُسکی مخلوق و امر کی بابت طوفان اُٹہانا افترا پردازیان کرنی بہی داخل ہین کیونکہ جو شخص ان گناہون کا مرتکب ہوتا ہے وہ حقیقت مین خدا سے اسکی ربوبیت و ملک کے بارے مین جہگڑا کرتا اور اسکے مقابلہ مین دوسرا خدا ٹہیراتا ہے اور یہ خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے جس کے ہوتے کوئی عمل مفید نہین پڑتا۔

فصل ۶۴

شیطانیہ گناہ وہ ہین جو حسد سرکشی کینہ حقد مکرو فریب ہین اور خدا کی نافرمانیون کے حکم کرنے اور انہین مزین کرکے دکہلانے مین طاعت الٰہی سے منع کرنے اور انہین بدصورت کرکے دکہانے مین۔ دین مین طرح طرح کی بدعتین اور گمراہیون کے پیدا کرنے مین شیطان کی مشابہت اختیار کرے اور گناہ کی یہ قسم بھی مفسدہ اور خرابی کے لحاظ سے پہلی قسم کے قریب قریب ہے اگرچہ اس کا مفسدہ اس سے کم اور ادنی درجہ کا ہے۔

فصل ۶۵

سبعیہ گناہ یہ ہین۔ مخلوق خدا پر ظلم و زیادتی کرنا بیجا غیظ وغضب کا اظہار کرنا خونریزیون کا مرتکب ہونا ضعفا اور عاجزون پر جھپٹ پڑنا۔ ان گناہون سے نوع انسانی کے بارے مین طرح طرح کی تکلیفین اور ایذائین پیدا ہوتی اور ظلم و زیادتی پر جرأت و دلیری صادر ہوتی ہے اور بھیمیہ گناہ بہت ہین۔ ازانجملہ بطن و فرج کی خواہش پورا کرنے پر شدت سے حریص ہونا ہے اور صرف اسی ایک گناہ سے زنا چوری یتیمون کے مال خورد برد کرنا بخل نامردی جزع و فزع اضطراب وغیرہ گناہ پیدا ہوتے ہین اور خلق مین یہی گناہ کی قسم اکثر و اغلب اشاعت پاتی ہے۔ وجہ یہ کہ وہ سبعیہ اور ملکیہ گناہون سے عاجز ہوتے ہین مگر اس شاخ مین بعض گناہ ایسے بھی ہین جسکی وجہ سے آدمی گناہون کی سب قسمون مین داخل ہوجاتے اور وہ اُن کی لگام بکڑ کر کشان کشان تمام گناہون کی طرف لیجاتا ہے تو آدمی صرف ایک گناہ کی وجہ سے اول سبعیہ گناہون کی طرف رجوع کرتے ہین پھر شیطانیہ کی طرف پھر منازعۂ ربوبیت اور شرک فی الوحدانیت مین مبتلا ہوجاتے ہین۔ غرضکہ جو شخص اسبارے مین بملاحظہ غور و تامل کرے گا تو اُسے روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہوجائے گی کہ گناہ شرک و کفر کی دہلیز اور خدا سے اسکی ربوبیت مین منازعت کرنے کا پیش خیمہ اور دیباچہ ہے۔

فصل ۶۶

قرآن و سنت اور تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کا اسپر اجماع قائم ہو چکا ہے کہ بعض گناہ کبیرہ ہین اور بعض صغیرہ خداتعالی فرماتا ہے ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیاٰتکم یعنے جن کامون کے کرنے سے تم کو منع کیا جاتا ہے اگر تم ان مین سے بڑے بڑے گناہون سے بچتے رہو گے تو ہم تمہارے چھوٹے چھوٹے قصور تمہارے نامۂ اعمال سے محو کردینگے اور فرمایا۔

وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ یعنے نیک عمل کرنے والوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو بڑے بڑے گناہوں اور بےحیائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں۔ مگر چھوٹے چھوٹے گناہ کہ ان سے کون بشر بچ سکتا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ایک رمضان دوسرے رمضان تک اپنے درمیانی گناہوں کے کفارہ ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے بچے مطلب یہ ہے کہ اعمال صالحہ صغیرہ گناہوں کو نامۂ اعمال سے مٹا دیتے ہیں لیکن ان اعمال کے تین درجے ہیں۔ ایک درجہ تو یہ ہے کہ اعمال اپنے ضعف اور نیز ضعف اخلاص اور شرائط اعمال پر کماحقہ قیام نکرنے کی وجہ سے صغیرہ گناہوں کے مٹانے میں بھی تقصیر کرتے اور ان سے پورا پورا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ بلکہ جسطرح کمزور دوا مرض کے مقابلہ سے کیا کمیۃً اور کیا کیفیۃً قصور کرتی ہے اسیطرح یہ اعمال بھی اپنے ضعف کے سبب صغیرہ گناہوں کے مقابلہ میں قصور کرتے ہیں۔ دوسرے وہ اعمال ہیں جو صغیرہ گناہوں کا تو کما ینبغی مقابلہ کرتے اور ان کے مٹانے کی قدرت رکھتے ہیں مگر وہ کبیرہ گناہوں کے محو کرنے میں ترقی نہیں کرتے۔ تیسرے وہ اعمال ہیں جو صغیرہ گناہوں کے مٹانے کی بہترین طاقت رکھتے ہیں اور اسکے بعد بھی ان میں اسدرجہ قوت باقی رہتی ہے کہ بعض کبیرہ گناہوں کو بھی محو کر سکتے ہیں۔ تو اے مخاطب اگر تو اس تقریر میں غور و فکر کرے گا تو بہت سے اشکالات تیرے دل سے رفع ہو جائیں گے۔ بخاری شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا میں تم سب سے بڑے گناہ کی خبر ندوں۔ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنی جھوٹی گواہی دینا یہ کبیرہ گناہوں میں بڑے گناہ ہیں۔ حضورؐ نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ بھی فرمایا کہ سات مہلک گناہوں سے بچو۔ عرض کیا گیا کہ حضرت! وہ کون سے گناہ ہیں۔ فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ ایک جادو۔ دو۔ اس نفس کو قتل کر ڈالنا جس کا قتل خدا نے حرام کر دیا ہو تین۔ یتیم کا مال ہضم کر جانا چار۔ سود کھانا پانچ۔ لڑائی کے دن پیٹھ دینا چھ۔ پاک دامن غافل با ایمان عورتوں کو تہمت لگانا سات۔ یہ بھی آیا ہے کہ ایک شخص نے حضور سے پوچھا کہ خدا کے نزدیک بڑا گناہ کونسا ہے فرمایا باوجود اسکے کہ خدا نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اسکے ساتھ دوسرے کو شریک ٹہیرائے اس نے عرض کیا پھر کونسا گناہ بڑا ہے۔ فرمایا اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے قتل کر دینا

بڑی ہو کر تیرے کہانے پینے میں شریک ہوگی۔ عرض کیا پہر کونسا۔ فرمایا۔ پڑوسی کی بہو بیٹی سے زنا کرنا۔ چنانچہ اسکی تصدیق میں خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ۔ الآیہ۔ اب کبیرہ گناہوں کی تعداد اور تعداد کے محدود وغیر محدود ہونے میں لوگوں کا اختلاف ہے بعض انہیں محدود کرتے ہیں اور بعض غیر محدود بتاتے ہیں۔ جو لوگ کبیرہ گناہوں کے محدود و محصور ہونے کے قائل ہیں ان میں بہی تعداد کی نسبت اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں چار ہیں۔ عبداللہ بن عمر سات بتاتے ہیں۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص نو کہتے ہیں۔ کوئی گیارہ کا قائل ہے کوئی ستر کا۔ ابو طالب مکی کہتے ہیں کہ میں نے جب صحابیوں کے اقوال کو جمع کیا تو سترہ کبیرہ گناہ پائے۔ چار دل میں۔ اور وہ یہ ہیں۔ خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ معصیت پر اصرار و ہٹ کرنا۔ رحمت الہی سے مایوس ہو جانا۔ خداوندی مکر سے بے خوف و نڈر رہنا۔ چار زبان سے تعلق رکہتے ہیں۔ جہوٹی گواہی۔ پاکدامنوں کو زنا کی تہمت لگانی جہوٹی قسم کہانی۔ جادو کرنا۔ تین گناہ پیٹ سے متعلق ہیں۔ شراب نوشی۔ یتیم کا مال ہضم کر جانا۔ سود۔ کھانا۔ دو شرمگاہ سے علاقہ رکہتے ہیں۔ زنا۔ اور لواطت۔ دو دونوں ہاتہوں سے تعلق رکہتے ہیں۔ قتل اور چوری۔ ایک دونوں پیروں سے۔ لڑائی سے موںھ موڑ کر بھاگ جانا۔ ایک سارے بدن سے تعلق رکہتا ہے۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ اور جو لوگ کبیرہ گناہوں کو تعداد میں حصر نہیں کرتے انکے مختلف قول ہیں۔ بعض کہتے ہیں جن چیزوں کی خدا نے قرآن مجید میں مناہی کی ہے وہ کبیرہ ہیں اور جنکی ممانعت جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہے وہ صغیرہ ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ جن چیزوں کی شرع نے مناہی کی ہے اور مناہی کے ساتہ لعنت یا غضب یا کسی خاص سزا کی وعید بہی شامل کی گئی ہے وہ کبیرہ ہیں۔ اور جن چیزوں کی ممانعت کے ساتہ کسی طرح کی وعید شامل نہیں ہے وہ صغیرہ ہیں۔ یہ بہی کہا گیا ہے کہ جن باتوں کے ارتکاب پر دنیا میں حد اور آخرت میں وعید مرتب ہوئی ہے وہ کبیرہ ہیں ورنہ صغیرہ۔ یہ بہی کہا گیا ہے کہ جنکی تحریم پر تمام شریعتوں کا اتفاق ہو گیا ہو وہ کبیرہ ہیں اور جنکی تحریم ایک شریعت میں ثابت ہو اور دوسری میں نہو انہیں صغیرہ کہتے ہیں۔ یہ بہی کہا گیا ہے کہ جس فعل کے ارتکاب پر خدا و رسول نے اُسکے فاعل پر لعنت کی ہو وہ کبیرہ ہے۔ یہ بہی کہا گیا ہے کہ ابتدائے سورہ نسا سے آیہ ان تجتنبوا کبائر

فاتنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم تک جس قدر چیزین مذکور ہوئی ہین وہ سب گناہ کبیرہ ہین - اب ایک گروہ اور ہے جو گناہون کو کبیرہ اور صغیرہ کی طرف منقسم نہین کرتا بلکہ کہتا ہے کہ تمام گناہ باین لحاظ کہ گنہگار خدا پر جرأت کرکے اُس کے حکم کی مخالفت اور نافرمانی کرتا ہے سب گناہ کبیرہ ہین تو چونکہ خدا کے حکم کی مخالفت کرنے والے اور اسکے محارم کا تہتک کرنے والے اس جرأت و بیباکی مین برابر ہوتے ہین اسلیئے تمام گناہ کبیرہ اور اس مفسدہ مین مساوی ہین یہ گروہ اپنے اس دعوے کے ثبوت مین چند دلائل پیش کرتا ہے - **ازانجملہ** یہ کہ خدا تعالیٰ کو نہ تو گناہ کچھ مضرت ہی پہنچا سکتے ہین نہ انکا کوئی اثر ہی اُسپر پڑ سکتا ہے اور جب یہ ہے تو ایک گناہ دوسرے گناہ کی نسبت بڑا نہین ہو سکتا - اور بڑا نہین ہو سکتا تو صرف خدا کی معصیت و مخالفت باقی رہی اور اس مین ایک گناہ کے صغیرہ اور دوسرے کے کبیرہ ہونیکے کچھ معنی نہین - **ازانجملہ** گناہ کا مفسدہ خدا پر جرأت کرنے اور اُسکے حق پر دلیر ہونے کے تابع ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کسی شخص نے شراب پی یا حرام محل مین وطی کی اور وہ اسکی تحریم کا معتقد نہین ہے تو اسنے ارتکاب حرام کا مفسدہ اور جہل دونون باتین جمع کرلین اور اگر تحریم کے معتقد ہوتے ہوئے اسکا مرتکب ہوا تو صرف ایک مفسدہ کا ارتکاب اس سے سرزد ہوا مگر سزا پاتے وقت دونون شخص ایک ہی سزا کے مستحق سمجھے جاتے ہین یہ نہین ہوتا کہ معتقد حرمت ہی کو سزا دی جائے اور جاہل جہل کی وجہ سے بچ جائے - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گناہ کا مفسدہ جرأت و دلیری کا تابع ہوتا ہے **ازانجملہ** کسی حاکم و مُطاع کی معصیت اُسکے امر و نہی کی توہین و تحقیر کی موجب اور اُس کی تہتک حرمت کے باعث ہوا کرتی ہے اور اس مین ایک گناہ کو دوسرے گناہ کی نسبت کوئی فوقیت نہین کہ ایک کو صغیرہ اور ایک کو کبیرہ کہہ سکین - **ازانجملہ** گنہگار آدمی گناہ کرتے وقت فی نفسہ گناہ کے بڑے چھوٹے ہونے مین نظر نہین کیا کرتا بلکہ جسکی نافرمانی کرتا ہے اسکے قدر و وقعت اور عظمت و جبروت اور معصیت کی وجہ سے اسکی تہتک حرمت کو دیکھتا ہے اور یہہ بات تمام گناہون مین یکسان پائی جاتی ہے یہ نہین کہ ایک معصیت مین تو پائی جاوے اور دوسری مین نہ پائی جائے - مثلاً ایک بڑا مقتدر مطاع بادشاہ اپنے ایک غلام کو کسی مہم کے سر کرنے کے لیئے دور کے ملک کی طرف روانہ ہونے کا حکم دے اور دوسرے غلام کو اپنے محل کے متصل ہی کسی کام مین مشغول ہونے کا حکم فرمائے لیکن آخرکار دونون غلام اسکی نافرمانی کرین اور

کہلم کہلا اُس کے حکم کی مخالفت کے مرتکب ہون تو دونون غلام غضب الٰہی اور اُسکی آنکھ مین بے وقعت ہونے مین برابر ہون گے۔ ازانجملہ۔ جو شخص مکہ مین ہوکر حج نکرے اور مسجد کے پڑوس مین رہکر جمعہ ادا نہ کرے تو اوس شخص کی معرفت خدا کے نزدیک اوس شخص کی معصیت سے زیادہ قبیح و شنیع نہین ہے جو بعید مسافت سے ان دونون کو ترک کر بیٹھے۔ حالانکہ چاہیئے یہ تہا کہ جو مکہ مین ہوکر اور مسجد کے پڑوس مین رہکر ترک حج و جمعہ کرے اُسکی معصیت دوسرے شخص سے زیادہ قبیح ہوتی اور جب ایسا نہین ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونون گناہ مساوی ہین۔ اسی طرح اگر ایک شخص دو سو درہم رکہتے ساتہے زکوۃ نہین دیتا اور دوسرا دو ہزار درہم رکہنے پر بھی زکوۃ نہین ادا کرتا تو منع ما وجب مین دونون شخص برابر ہون گے اور بعید نہین کہ سزا مین بھی دونون برابر ہون جبکہ اُن مین سے ہر ایک شخص منع زکوۃ پر مُصر ہو عام ہے کہ مال تہوڑا ہو یا بہت۔

فصل ٦٧

اس معمے کی پردہ کشائی اور اس طلسم کا انکشاف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے صرف اس غرض سے رسولون کو بہیجا کتابین نازل کین آسمانون اور زمین کو پیدا کیا کہ وہ اپنی مخلوق مین پہچانا جائے۔ عبادت کیا جائے۔ موحد و خالق تسلیم کیا جائے اور سارا دین تمام طاعت پوری دعوت اسیکو مسلم ہو جیسا کہ اُس نے خود قرآن کے ایک مقام مین فرمایا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ یعنے ہم نے جنون اور آدمیون کو اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ ہماری عبادت کرین۔ اور فرمایا۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ یعنے ہم نے آسمانون اور زمین کو اور جو کچہ ان دونون مین ہے حق کے ساتہ پیدا کیا ہے۔ ایک جگہ اسطرح ارشاد فرمایا اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا یعنے اللہ ہی تو ہے جس نے تہ بہ تہ سات آسمان پیدا کیئے اور اُن ہی کی طرح کی زمین۔ آسمان و زمین مین انتظامی احکام وقتاً فوقتاً نازل ہوتے رہتے ہین تاکہ تم لوگون کو معلوم ہو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور نیز یہ کہ اللہ کا علم سب چیزون پر حاوی ہے اور فرمایا۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

یعنی خدا نے کعبے کو کہ وہ خدا کا معزز گھر ہے لوگون کے امن و اطمینان کے قائم رکھنے کا موجب قرار دیا ہے اور اسی طرح حرمت والے مہینون کو اور حج کی قربانی کے جانورون اور اون جانورون جنکو خدا تعالٰی کی نیاز کے واسطے خاص کرکے شناخت کے لیئے اُنکے گلے مین پٹے باندھ دیتے ہین یہ اس لیئے کہ تم کو معلوم رہے کہ جو کچھ آسمانون مین اور جو کچھ زمین مین ہے اللہ سب جانتا ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔ اِن آیات مین خدا تعالٰی نے یہ بات بتائی ہے کہ خلق و امر سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ لوگون کو ہمارے اسماء و صفات کی معرفت حاصل ہو۔ ہم تنہا اوراکیلے پرستش کیے جائین ہمارے ساتھ کوئی شریک و ساجھی مقرر نکیا جائے اور نیز اِن چیزون کے پیدا کرنے سے ہمارا یہ بھی مقصود ہے کہ لوگون مین عدل و انصاف قائم ہو وہ عدل جسکی وجہ سے آسمان و زمین قائم ہین جیساکہ قرآن مجید کے ایک مقام مین ارشاد فرمایا گیا ہے لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ یعنے ہم نے اپنے پیغمبرون کو کُھلے کُھلے معجزے دیکر بھیجا اور اُنکی معرفت کتابین اُتارین اور نیز ہم نے ترازو کا رواج دیا تاکہ لوگ دینی و دنیاوی دونون طرح کے معاملات مین انصاف پر قائم رہین۔ اس آیت مین خدا نے یہ بتایا ہے کہ رسول اس لیئے بھیجے گئے اور کتابین اس غرض سے اُتاری گئی ہین کہ لوگون مین عدل و انصاف قائم ہو اور سب انصافون سے بڑھکر انصاف توحید ہے بلکہ سچ پوچھیے تو توحید عدل کی جڑ اور انصاف کی بنیاد ہے۔ رہا شرک وہ ایک ظلم عظیم اور بڑا ہی ستم ہے جیساکہ خدا تعالٰی فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ یعنے شرک بڑا ہی ظلم ہے۔ یہان تک پہنچکر اس قدر تو ہر شخص کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ شرک تمام ظلمون سے بڑا ظلم اور توحید سب انصافون کی جڑ ہے اور ان دونون باتون کے ذہن نشین ہونے کے بعد یہ نتیجہ نکالنا بہت آسان ہے کہ جو بات اس مقصود کے منافی اور سخت منافی ہوگی وہ تمام گناہون مین بڑا گناہ ہوگا اور درجات مین گناہون کا تفاوت اس مقصود کے منافی و مخالف ہونے کے مقدار ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جو چیز اس مقصود کے موافق ہوگی اور شدت کے ساتھ موافق ہوگی وہ سب واجبات مین زیادہ واجب اور افرض الطاعات ہوگی۔ تو اے مخاطب تو اس اصل مین کماحقہ تامل کر اور اسکی تمام تفاصیل کو اسی پر قیاس کر اگر تو ایسا کرے گا تو خدائے احکم الحاکمین اور اعلم العالمین کو پہچان لے گا اور جو اُسنے اپنے بندون پر فرض کیا ہے اُسکی حکمت اور جو حرام کیا ہے اسکی مصلحت سے واقف ہو جائے گا۔ علاوہ ازین مراتب طاعات کے تفاوت اور مدارج معاصی کے

فرق کو بھی بخوبی معلوم کرلے گا۔ اور چونکہ شرک بالذات اس مقصود کے بالذات مخالف ہے اس لیئے وہ مطلقاً اکبرالکبائر ہے جسکی سزا مین خدا نے ہر مشرک پر جنت کو حرام کردیا ہے۔ اہل توحید کے لیئے اسکا خون اسکا مال اسکی اولاد مباح کردی اور جب وہ عبودیت کے انکار پر جما رہے تو انہیں نیز اسکے اہل وعیال کو لونڈی غلام بنانا جائز کردیا۔ خدا نے مشرک کے عمل قبول کرنے سے انکار کردیا اور تمام عالم مین منادی کردی کہ مین مشرک کے بارے مین کسیکی سفارش قبول نکرون گا نہ آخرت مین اسکی کسی دعا کو قبولیت کا جامہ پہناؤن گا نہ اسکی کسی اخروی لغزش کو قبول کرون گا کیونکہ مشرک خدا کے ساتہ سب جاہلون سے بڑھکر جاہل ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اسکی بنائی ہوئی چیزون کو اسکا شریک ٹہیراتا ہے اور یہ پلے درجہ کی جہالت اور غایت مرتبہ کا ظلم ہے لیکن حقیقت مین مشرک اس سے خدا پر کچہ ظلم نہین کرتا بلکہ اپنی ہی جان پر ستم توڑتا ہے اسمقام پر ایک مشہور سوال وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مشرک کا اس شرک سے مقصود خدا تعالیٰ کی تعظیم وتکریم مقصود ہوا کرتی ہے کیونکہ اس کا عظمت وجلال اسکے شایان نہین کہ بغیر وسائل اور ذرائع سفارشی کے اسکے باجاہ وجلال دربار مین کوئی شخص حاضر ہو سکے جیسا کہ جبار اور مقتدر بادشاہون کے عالیشان دربارون کا حال دیکھا جاتا ہے تو مشرک کا یہ مقصود ہرگز نہین ہے کہ وہ جناب ربوبیت کی توہین کرے بلکہ اسکی اصلی غرض یہ ہے کہ ہمیشہ اسکے عظیم الشان دربار کی تعظیم مد نظر رہے اسے نہ صرف زبان سے بلکہ دل سے اعتراف ہوتا ہے کہ مین ان وسائل کی اس لیئے پرستش کرتا ہون کہ یہ مجھے بارگاہ الٰہی کے قریب کردین اور وہان تک پہنچانے مین میری مدد کرین۔ میرا اصل مقصود تو خدا ہی ہے اور یہ پتہر لکڑی کے معبود صرف وسائل اور شفیع ہین اور جب یہ ہے تو صرف اتنی ہی بات خدا کی ناخوشنودی اور اسکے غضب اور خلود فی النار کے موجب کیون ہے اور مشرکون کی خونریزی اور انکی ننگ وناموس اور اموال کے مباح ہو جانے کے باعث کس لیئے ہے پہر اس سوال پر ایک اور سوال مترتب ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا یہ بات جائز ہے کہ خدا نے بندون کے لیئے اپنی جناب مین شفعا اور وسائل کے ساتہ تقرب حاصل کرنے کو مشروع کیا ہو کیونکہ اسکی تحریم شرع ہی سے مستفاد ہوئی ہے یا یہ تقرب بلحاظ فطرت قبیح ہے۔ عقول کی طرف توجہ کی جاتی ہے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت ایسا حکم نہین دیسکتی بلکہ جو چیز قبیح سے قبیح اور بری سے بری ہے شریعت اسکی قباحت فطرت اور عقول دونون مین ثابت کرتی ہے۔ اور اسکا کیا سبب ہے کہ تمام گناہ تو بخشے جائین مگر شرک کی معافی نہ ہو

جیسا کہ خدا فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنے اللہ تو اس جرم کو معاف کرنے والا ہے نہین کہ اسکے ساتہ کسیکو شریک گردانا جائے ہان اسکے سوا جو گناہ جسکو چاہے معاف کر دے۔ یہ وہ سوال ہے جو اسموقع پر مشرک لوگ وارد کیا کرتے ہین تو اے مخاطب اب تو اس مین تامل کر اور اپنے دل و ذہن کو اسکے جواب کے لیئے جمع کر اسے سہل و آسان نہ سمجہہ کیونکہ یہی ایک جواب ہے جس سے مشرکون موحدون خدا کے عالمون اور جاہلون اور جنتیون و دوزخیون مین فرق حاصل ہوتا ہے تو ہم اسکا جواب شافی دیتے ہین اور خدا ہی سے توفیق و تائید طلب کرتے اور اسی سے راہ صواب اور مدد کی خواستگاری کرتے ہین وہ جسے ہدایت کرے وہی رو براہ ہے اور جسے گمراہ کرے اسے ہدایت دینے والا اور کوئی نہین۔ جو چیز وہ دے ڈالتا ہے اسکو منع کرنے والا اور جو نہ دے اُسے دینے والا کوئی نہین۔ تو سُن اور غور سے سن کر شرک کی دو قسمین ہین۔ ایک وہ شرک جو معبود کی ذات و اسکے اسماء و صفات اُسکے افعال سے تعلق رکہتا ہے۔ دوسرے شرک فی العبادۃ یعنے خدا کی عبادت اور اسکے معاملہ مین دوسرے کو شریک کرنا اور اگرچہ مشرک اسبات کا اعتقاد رکہتا ہو کہ خدا کی ذات و صفات اور اُسکے افعال مین دوسرا شریک نہین پہر پہلے شرک کی دو قسمین ہین۔ ایک شرک تعطیل یعنے خدا کو معطل اور بیکار محض سمجہنا۔ یہ شرک تمام اقسام شرک مین قبیح تر ہے جیسا کہ فرعون کا شرک تہا جبکہ اوس نے حضرت موسیٰ کے مقابل مین کہا وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے رب العالمین ہے کیا چیز فرعون کا اعتقاد تہا کہ اول تو خدا کوئی چیز ہے ہی نہین اور اگر ہے بہی تو وہ محض بیکار اور معطل ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کے ایک مقام مین اسکے قول کی یون خبر دی ہے وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓی اِلٰهِ مُوْسٰی وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا یعنے فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ اے ہامان ہمارے لیئے ایک محل بنوا تاکہ جو آسمان پر چڑہنے کے رستے ہین ہم اُن رستون پر جا پہنچین پہر ہم موسیٰ کے خدا تک آسانی سے پہنچ جائینگے اور ہم تو اس بیان مین موسیٰ کو جہوٹا ہی سمجہتے ہین۔ اصل مین فرعون خدا کا قائل نہ تہا مگر اسنے موسیٰ علیہ السلام سے سنا تہا کہ خدا ہے اور آسمان پر ہے اس لیئے اسے خیال ہوا کہ موسیٰ کے کہنے کے مطابق خدا آسمان پر ہے تو مین اونچا محل بنوا کر آسمان تک پہنچ سکتا ہون۔ غرضکہ شرک اور تعطیل دونون یکطرحسے باہم ایک دوسرے کو لازم ہین یعنے ہر مشرک

خدا کو معطل کہنے والا ہوتا ہے اور جو خدا کو معطل کہتا ہے وہ مشرک ہے لیکن شرک اصل تعطیل کو مستلزم نہیں بلکہ کبھی مشرک خالق کا مقر اور اسکی صفات کا معترف ہوا کرتا ہے لیکن وہ حق توحید کو معطل کر دیتا ہے۔ شرک کی جڑ اور اسکی بنیاد تعطیل ہے اور تعطیل کی تین قسمیں ہیں۔ ایک مصنوع کو صانع سے مخلوق کو خالق سے مستغنی اور بے پروا جاننا۔ دوسرے صانع کو اس کے کمال مقدس اور اسکے اسماء و صفات اور افعال سے بے تعلق محض اور بیکار سمجھنا۔ تیسرے خدا تعالیٰ کے معاملہ یعنے حقیقۃ توحید کو جو بندہ پر ہے اُسے معطل و بیکار جاننا۔ شرک کی یہی شاخ مسلمانوں کے اس فرقہ میں بھی گھسی ہوئی ہے جو وحدۃ وجود کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں خالق و مخلوق ہیں نہ تو کسی قسم کی دوئی ہے نہ یہ دونوں الگ الگ دو چیزیں ہیں بلکہ حق منزہ عین مخلوق ہے اور یہی شرک ملاحدہ میں موجود ہے جو عالم کے قدیم و ابدی ہونے کے قائل ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ زمانہ کبھی معدوم ہی نہ تھا بلکہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہیگا۔ اُنکے نزدیک تمام حوادث اسباب و وسائط کی طرف منسوب ہوتے ہیں جنکے اقتضا سے اُنکا ایجاد ظہور میں آتا ہے اور وہ انہیں کا نام عقول و نفوس رکھتے ہیں اور اسی شرک میں جہمیہ اور قرامطہ کے غالی جاہل گروہ مبتلا ہیں جو خدا تعالیٰ کے اسماء و صفات اور افعال کو معطل و بیکار سمجھتے ہیں یعنے اس لئے کوئی اسم اور صفت ثابت ہی نہیں کرتے بلکہ مخلوق کو اس سے اکمل خیال کرتے ہیں کیونکہ کسی ذات کا کمال اسکے اسماء و صفات ہی کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔

فصل ۶۸

جو شرک معبود حقیقی کی ذات و صفات اور اُسکے افعال و اسماء کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ہم نے اس کی دو قسمیں کی تہیں۔ ایک شرک تعطیل اور اسے ہم قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے۔ دوسری قسم کا شرک یہ ہے کہ اگرچہ خدا کے اسماء و صفات اور اُسکی ربوبیت کو بیکار محض اور معطل نہ خیال کیا جائے مگر اس کے ساتھ چند معبود ٹہرا کر اسے ان میں کا ایک معبود اعتقاد کیا جائے جسطرح نصاریٰ کا شرک جو خدا کو تین معبودوں تین کا ایک معبود کہتے ہیں یعنے مسیح اور اُسکی والدہ مریم اور خدا تینوں کو معبود جانتے ہیں اور اسی قبیل سے مجوسیوں کا شرک ہے جو حوادث خیر کو نور کی طرف اور حوادث شر کو ظلمت کی جانب منسوب کرنیکے قائل ہیں اور اسی شرک میں اس امت کا قدریہ فرقہ مبتلا ہے جو اسبات کا قائل ہے کہ حیوان خود خالق افعال ہے اور اسکے تمام فعل بغیر خداوندی مشیت اور اسکی قدرت

وارادہ کے ظاہر ہوتے ہین اسی لیئے اُنہین اشباہ مجوس کہا جاتا ہے اسی قسم کے شرک کا خبط اُس بادشاہ کو سمایا ہوا تھا جو حضرت ابراہیمؑ سے انکے پروردگار کے بارے مین لگا حجت کرنے جب ابراہیم نے اُس سے کہا کہ میرا پروردگار تو وہ ہے جو لوگون کو جلاتا اور مارتا ہے اسپر وہ لگا کہنے کہ مین بھی جلاتا اور مارتا ہون تو اس شخص نے اپنے نفس کو خدا کا شریک ٹھیرایا اور زعم کیا کہ جسطرح خدا لوگون کو جلاتا مارتا ہے اُسی طرح مین بھی جلاتا مارتا ہون اسپر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے ملزم کرنے اور حجت قائم کرنے کے لیئے فرمایا کہ تیرا یہ قول اُسوقت قابل تسلیم ہوسکتا ہے جبکہ تو سورج کو طلوع کی سمت کے علاوہ دوسری سمت سے نکال لائے جس سے خدا روزمرہ نکالتا ہے یعنے خدا تو آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تو اُسے مغرب سے نکالے تو جانین۔ اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ فرمانا ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف انتقال کرنا نہین ہے جیسا کہ بعض اہل جدل نے ایسا خیال کیا ہے بلکہ طرد دلیل پر الزام ہے اگر وہ اپنے دعوے مین سچا ہو۔ اور یہی شرک لوگون مین بکثرت پہیلا ہوا ہے جو کواکب علویات کے ساتھ شرک کرتے اور انہین عالم کا مدبر ورب جانتے ہین جیسا مشرکین صابئین وغیرہ کا اعتقاد ہے۔ اور یہی شرک آفتاب پرستون اور آتش پرستون مین شائع ہے اور ان مین متعدد فرقے ہین۔ بعض تو یہ کہتے ہین کہ حقیقت مین ہمارا معبود خدا ہی ہے اور بعض گمان کرتے ہین کہ خدا سب معبودون مین بڑا معبود ہے۔ ایک فرقہ اسبات کا قائل ہے کہ خدا بھی اور معبودون مین کا ایک معبود ہے اور جب خاصکر اسی کی پرستش کی جاتی ہے اور سب علائق قطع کر کے اسکی طرف رجوع کیجاتی ہے تو وہ ایسے عابد کی طرف متوجہ ہوتا اور اسکی جانب اعتنا کیا کرتا ہے۔ بعض لوگون کا یہ خیال ہے کہ ہمارے ادنی درجے کے معبود اپنے اوپر والے معبودون سے ہمین قریب کر دیتے ہین اور وہ اپنے سے اوپر کے معبودون کی بارگاہ مین ہمین مقرب کرا دیتے ہین یہان تک کہ درجہ بدرجہ یہ معبود خدا کی جناب تک ہمین پہنچا دیتے ہین تو کبھی تو وسائط بہت ہوتے ہین اور کبھی تھوڑے۔

فصل ۶۹

شرک کی دوسری قسم یعنی شرک فی العبادہ شرک فی الذات سے جو پہلی قسم ہے زیادہ سہل اور خفیف ہے کیونکہ یہ شرک اس شخص سے صادر ہوتا ہے جو اسبات کا معتقد ہوتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین بجز اس کے تو کوئی کسیکو ضرر پہنچا سکتا ہے نہ نفع دلسکتا ہے۔ کچھ دے سکتا ہے نہ منع کرسکتا ہے سکے سوا نہ تو کوئی معبود ہی ہے نہ کوئی رب - ان سب باتون کا اسے اعتقاد ہوتا ہے لیکن خدا کی عبودیت اور اسکے ساتھ معاملہ کرنے مین خلوص نہین کرتا بلکہ کبھی تو اپنے حظ نفس کے لیئے کبھی طلب دنیا کیلیئے کبھی خلق کے نزدیک رفعت وجاہ اور قدر و منزلت حاصل کرنے کے لیئے عمل کرتا ہے تو ایسے شخص کے عمل اور کوشش ایک حصہ تو خدا کے لیئے ہوتا ہے اور ایک حصہ حظ نفس کے لیئے - ایک شیطان کیلیئے ایک مخلوق کے لیئے - اور اس امت کے اکثر لوگ اسی مین مبتلا دکھائی دیتے ہین یہی وہ شرک ہے جسکی نسبت جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس امت مین جو شرک رائج ہوگا وہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہوگا اسپر صحابیون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم اس سے کیونکر مخلصی پاسکتے ہین فرمایا جناب الٰہی مین یون دعا مانگا کرو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَا اَعْلَمُ یعنے خداوندا مین اسبات سے پناہ مانگتا ہون کہ دیدہ دانستہ تیرے ساتھ شرک کرون اور مین تجھسے اس چیز کے بارہ مین مغفرت کی درخواست کرتا ہون جس کا مجھے علم ہے - الغرض جس عمل مین سراسر اخلاص نہو اسے ریا کہتے ہین اور ریا خواہ کسی قسم کی بھی ہو سب شرک مین داخل ہے جیساکہ خدا تعالی نے فرمایا ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا یعنے اے پیغمبر لوگون سے کہو کہ مین بھی تو تم جیسا ایک بشر ہی ہون مجھ مین تم مین صرف اتنا فرق ہے کہ میرے پاس خدا کی طرف سے یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود وہی اکیلا ایک معبود ہے تو جس کو اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو تو چاہیئے کہ نیک عمل کرے اور کسی کو اپنے پروردگار کی عبادت مین شریک نکرے یعنے جیساکہ وہ تنہا اور اکیلا معبود ہے اسکے سوا کوئی معبود نہین ویسا ہی سبکا لائق ہو کہ اسی اکیلے اور تنہا کی عبادت اور پرستش کی جائے اور جیساکہ وہ الٰہیت مین منفرد و یگانہ ہے واجب ہے کہ عبودیت مین بھی منفرد و یکتا ہو - تو اصل مین عمل صالح وہ ہے جو ریا سے خالی اور سنت کے ساتھ مقید ہو یہی ہے کہ جناب

فاروق اعظم خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اکثر اوقات یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اللھم اجعل عملی کلہ صالحا واجعلہ لوجھک خالصا ولا تجعل لاحد فیہ شیئا ؎ یعنے بارخدا تو میرے ہر عمل کو صالح کردے اور اُسے اپنی مرضی اور خوشنودی کے لیئے خالص کرنے اور اس مین کسی کا کچھ حصہ نہ ٹہیرا۔ شرک فی العبادۃ عمل کا ثواب مٹا دیتا ہے اور کبھی ایسا مشرک اسپر سزا بھی دیا جاتا ہے جبکہ واجب ہو کیونکہ وہ اُس شخص کے قائم مقام ہو جاتا ہے جس نے کبھی کوئی عمل ہی نکیا ہو اور جب یہ ہے تو ترک حکم پر سزایابی کا مستحق ہے۔ وجہ یہ کہ خدا نے اپنی خالص عبادت کا حکم فرمایا ہے اور یہ اُس سے روگردانی کرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے وَمَآ اُمِرُوۡٓا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ؎ یعنے لوگونکو یہی حکم دیا گیا ہے کہ یک رخے ہوکر خالص اللہ ہی کی بندگی کرین تو جس شخص نے خدا کی بندگی مین اظہار خلوص نہین کیا وہ مامور بہ بجا نہین لایا بلکہ ایک ایسی چیز عمل مین لایا جبکا اُسے حکم ہی نہ تھا اور جب یہ ہے تو نہ تو وہ عمل ہی درست و صحیح ہوگا نہ جناب الٰہی مین قبولیت کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ مین شرکا کے شرک سے بے پروا ہون تو جس نے ایسا عمل کیا کہ اُس مین میرے ساتھ غیر کو شریک کیا تو وہ عمل اُسیکے لیئے ہے جسکو اُسنے اس مین شریک گردانا ہے اور مین اس سے بری ہون۔ پھر اس شرک کی کئی قسمین ہین۔ مغفور و غیر مغفور۔ اصغر و اکبر۔ اور پہلی قسم کی دونو عین مین کبیر اور اکبر۔ ان مین کا کوئی سا شرک بھی مغفور نہین ہوتا اسی شرک کی ایک شاخ یہ بھی ہے کہ محبت و تعظیم مین خدا کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے یعنے مخلوق سے ویسی ہی محبت و دوستی برتی جائے۔ جیسی دوستی کا برتاؤ خدا سے کرنا چاہیئے پس یہ ایسا قبیح شرک ہے جسے خدا معاف نہین کرتا اور مشرک کی مغفرت نہین ہوتی ایسے ہی لوگون کے بارے مین خدانے فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ اَنۡدَادًا یُّحِبُّوۡنَہُمۡ کَحُبِّ اللّٰہِ ؎ ؎ یعنے لوگون مین کچھ ایسے بھی ہین جو خدا کے سوا اَورون کو بھی شریک خدا ٹہیراتے اور جیسی محبت خدا سے کرنی چاہیئے ویسی محبت اُن سے رکھتے ہین۔ اس قسم کے مشرک اپنے جہوٹے اور جعلی معبودون سے کہین گے جبکہ دوزخ سب کو اپنی طرف اکھٹا کرے گی۔ تَاللّٰہِ اِنۡ کُنَّا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ اِذۡ نُسَوِّیۡکُمۡ بِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یعنے جھگڑتے وقت گمراہ لوگ اپنے معبودون سے کہین گے کہ بخدا ہم تو صریح گمراہی مین تھے کہ ہم تم کو پروردگار عالم کے برابر

سمجھتے تھے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ مشرک اپنے معبودون کو خلق و رزق اور جلانے مارنے اور ملک قدرت مین پروردگار عالم کے برابر نہین سمجھتے تھے بلکہ ان سے محبت و دوستی کرنے اور اُن کے لیئے اظہار خضوع و تذلل کرنے مین برابر کرتے تھے اور یہی انتہا درجہ کا جہل و ظلم ہے بھلا جو شخص مٹی سے پیدا ہوا ہو وہ رب الارباب کے ساتھ کیونکر برابر سمجھا جا سکتا ہے اور حقیر غلام۔ مالک رقاب کی ہمسری کا دعویٰ کس طرح کر سکتا ہے۔ بھلا جو فقیر بالذات ضعیف بالذات عاجز بالذات۔ محتاج بالذات ہو جسکی ذات معدوم محض اور لاشئے مطلق ہو وہ اُس غنی بالذات اور قادر بالذات کے ساتھ برابری کا کسطرح مستحق ہو سکتا ہے جسکی غنا جسکی قدرت جسکا ملک جسکا جود و احسان جسکا علم و رحمت جسکا کمال مطلق اُسکی مقدس ذات کو لازم ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو اس سے زیادہ کوئی اور ظلم قبیح اور حکم شنیع ہو ہی نہین سکتا کہ جسکا مخلوق مین کوئی نظیر و ہمسر نہ پایا جائے اُسکے ساتھ کسی اور کو برابر کیا جائے اور وہ بھی اسی کی مخلوق مین سے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ یعنے ہر قسم کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے آسمانون کو پیدا کیا اور نیز زمین کو اور اندھیرے بنائے اور نیز چاندنا اسپر بھی کافر خدا کے سوا اور چیزون کو اپنے پروردگار کے ساتھ برابری کے درجے مین رکھتے ہین تو مشرک کا آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے اور اندھیرون نیز اُجالے کے بنانیوالے کے ساتھ اُن لوگون کو برابری کے درجے مین رکھنا جو آسمانون اور زمین مین ایک ذرہ کا بھی اعتبار نہین رکھتے کون کہہ سکتا ہے کہ اکبر ظلم اور اقبح حکم نہین ہے۔

فصل ۷۰

اس شرک کے بعد ایک دوسرے درجے کا شرک اَور ہے یعنے جو اقوال و افعال اور ارادت و نیات خدا تعالیٰ کے ساتھ عمل مین لائے جاتے ہین انہین غیر خدا کے لیئے عمل مین لایا جائے اور ان ہی کو شرک فی الاقوال والافعال اور شرک فی الارادات والنیات کہتے ہین۔ شرک فی الافعال کی صورتین یہ ہین کہ مثلاً غیر خدا کو سجدہ کرنا بیت اللہ کے علاوہ کسی اور جگہ کا طواف کرنا بہ نیت عبادت یا بہ اظہار ذلت غیر خدا کے لیئے سر منڈانا۔ حجر اسود کے سوا جو زمین مین خدا کا داہنا ہاتھ کسی اور پتھر کو بوسہ دینا۔ قبرون کو چومنا انہین چمٹنا اور سجدہ کرنا یہی وجہ ہے کہ جناب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیا اور صلحا کی قبروں کو مسجدین بنانے والون اور ان مین نماز پڑھنے والون پر لعنت کی ہے اور جب انبیا کی قبرون کو مسجدین بنانے والے اور ان مین نمازین پڑھنے والے ملعون ہین تو جو لوگ قبرون کو بتون کے تہان بناکر وہان غیر خدا کی پرستش کرتے ہین انکا کیا حال ہونے والا ہے۔

صحیحین مین آیا ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہود ونصاری پر لعنت خدا ہو جنہون نے اپنے انبیا کی قبرون کو نماز کی جگہ قرار دیا۔ بخاری مین یہ روایت بھی آئی ہے کہ حضور نے فرمایا تمام لوگون مین شریر وبدتر وہ لوگ ہین جنکے جیتے جی قیامت برپا ہو جائے اور جو قبرون کو نماز کی جگہ تجویز کرین۔ بخاری مین یہ بھی آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا تم سے پیشتر کے لوگ قبرون کو نماز کی جگہ مقرر کیا کرتے تھے تم لوگ قبرون کو نماز کی جگہ مقرر نہ کرنا۔ دیکھو مین تم کو اس سے منع کرتا ہون اور صاف کہے دیتا ہون کہ تم کبھی اس حرکت بیجا کے مرتکب نہ ہونا۔ مسند امام احمد اور صحیح ابن حبان مین ایک روایت بایں مضمون موجود ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا قبرونکی زیارت کرنے والی عورتون اور قبرون کو نماز کی جگہ بنانیوالے مردون اور وہان چراغ روشن کرنے والون پر خدا کی لعنت۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ اس قوم پر خدا کا غضب بھڑک اٹھا جس نے اپنے انبیا کی قبرون نماز کی جگہ مقرر کیا۔ یہ بھی ارشاد کیا کہ تم سے پیشتر کے لوگونکا دستور تھا کہ جب ان مین کا کوئی برگزیدہ اور نیکوکار شخص مرجاتا تو اسکی قبر پر مسجد بنا کھڑی کرتے اور بزرگون کی منقش تصویرین اعلی درجہ کی صنعت کے ساتہ کھینچتے ایسے لوگ قیامت کے روز خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے بدتر ٹھیرینگے۔ مقام غور ہے کہ جب ان لوگون کے حق مین جو قبرون پر مسجدین بناکر وہان خدا کے لیئے عبادت کرین اس قسم کی سخت اور عظیم الشان وعیدین وارد ہین تو ان لوگون کا کیا حال ہونا ہے جو خود قبر کی پرستش کرنے اور انکے سجدے کرتے ہین۔ خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر شریف کی نسبت جناب الہی مین بایں الفاظ دعا کی ہے اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد یعنے خداوندا تو میری قبر کو بت کا تھان نہ بنائیو کہ لوگ لگین اسکی پرستش کرنے۔ جناب نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے توحید کی حفاظت کا یہانتک اہتمام فرمایا ہے کہ سورج کے طلوع وغروب ہوتے وقت نماز نفل تک کے پڑہنے سے ممانعت فرمادی تاکہ ان لوگون کے ساتھ مشابہت نہ ہوجائے جو ان اوقات مین آفتاب کی پرستش کرتے اور اسکے آگے سربسجود ہوتے ہین۔ پیغمبر صاحب نے صرف اسی پر بس نہین کی بلکہ عصر وفجر کے بعد مطلق نماز

پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ یہ دونوں وقت اُن اوقات سے متصل اور قریب ہیں جن میں آفتاب پرست آفتاب کی پرستش کیا کرتے ہیں۔ رہا غیر خدا کو سجدہ کرنا اسکے بارہ میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَا یَنْبَغِی لِاَحَدٍ اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلّٰہِ یعنے خدا کے سوا کوئی کسی کو سجدہ نکرے لا ینبغی کا لفظ قرآن وحدیث میں جہاں بھی آیا ہے اُس سے انتہا درجے کی شرعی ممانعت مقصود ہے جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے وَمَا یَنْبَغِیْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا یعنے خدائے رحمن کے لیئے لائق نہین کہ اولاد اختیار کرے اور فرمایا۔ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ یعنے ہمنے پیغمبر کو شعر کہنا نہین سکھایا اور یہ اُسے زیبا بھی نہ تہا اور فرمایا وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّیٰطِیْنُ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهُمْ یعنے قرآن کو شیطان لیکر نہین اُترے اور نہ یہ کام اُن کے کرنے کا ہے اور فرشتوں کے قول کی حکایت یون نقل کی مَا کَانَ یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَاءَ یعنے یہ بات ہمین کسیطرح زیبا نہ تہی کہ تیرے سوا دوسرے کو کارساز بناتے۔

فصل ۱۷

شرک فی الاقوال کی بھی بہت سی صورتین ہین۔ از انجملہ خدا کے سوا دوسرے کی قسم کہانا جیسا کہ امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خدا کے سوا کسی اور کی قسم کہائی وہ مشرک ہوگیا۔ اس حدیث کی حاکم اور ابن حبان نے تصحیح کی ہے۔ اسی طرح کی یہ بھی صورت ہے کہ کوئی شخص مخلوق مین سے کسی سے کہے کہ جو خدا نے چاہا تہا اور مجھے منظور تہا وقوع مین آیا پیغمبر صاحب نے اسے بھی شرک فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ آپکے سامنے ایک شخص نے یہ لفظ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ حضور نے فرمایا کہ اے شخص تو نے مجھے خدا کا شریک ٹہیرایا اگر کہنا ہی تہا تو یہ کہا ہوتا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ یعنے تنہا خدائے واحد نے چاہا ہو۔ باوجودیکہ خدا نے بندہ کے لیئے مشیت کی ہے جیسا کہ آیہ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ اَنْ یَّسْتَقِیْمَ سے ظاہر ہوتا ہے لیکن پہر بھی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو اس لفظ کے استعمال کرنے سے منع فرمایا وجہ یہ کہ مشیت الٰہی کو آپکی مشیت کے ساتھ ضم کرنے سے شرک کا شبہہ ہوتا تہا اور جب پیغمبر صاحب نے اتنے شبہہ کو بھی جائز نہین رکھا تو اُن لوگوں کے قول کا اندازہ کرنا چاہیئے جو مخلوق کی نسبت ذیل کے الفاظ استعمال کرتے ہین کہ میرا بھروسہ خدا پر ہے یا آپ پر۔ مجھے خدا کافی ہے یا آپ۔ خدا کے سوا یا تمہارے سوا میرا اور ہے کون۔ یہ کام خدا نے کیا یا تم نے یہ خدا کی برکت ہے یا آپ کی۔ اوپر خدا ہے اور نیچے آپ۔ یہ سب الفاظ ہین انکے کہنے سے

آدمی مشرک ہوجاتا ہے علیٰ ہذا القیاس ذیل کے الفاظ بھی داخل شرک ہین۔ کہ مین خدا کی اور تیری جان کی قسم کہاتا ہون۔ یا کسی چیز کی خیرات کرتے وقت کہے نذرِ اللہ اور نذرِ فلان۔ یا یون کہے کہ مین خدا سے امید رکہتا ہون اور تجہسے۔ اسیطرح کے اور بہت سے الفاظ ہین جو اس زمانہ کے مشرک وجاہل استعمال مین لاتے ہین ان الفاظ کو اُس جملہ سے تولنا چاہیئے جو پیغمبر صاحب کے سامنے اُس شخص نے کہا تہا یعنے ماشاء اللہ و ماشئت اور دیکھنا چاہیئے کہ دونون مین کونسا کلمہ زیادہ وزنی اور سخت ہے اس موازنہ سے ظاہر ہوجائیگا کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو مشرک قرار دیا تو اِن کلمات کے قائل بطریق اولی مشرک ٹہیرینگے حالانکہ آج کل کے مشرک اُن لوگون کو شریک خدا ٹہیراتے ہین جنکو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچہ بہی مناسبت نہین ہوسکتی بلکہ اُن مین سے اکثر تو دشمن خدا ہوتے ہین جنکے بارے مین مشرکین ان الفاظ کا استعمال کرتے اور انہین شریک خدا ٹہیراتے ہین تو یاد رکہنا چاہیئے کہ سجدہ اور عبادت اور توکل اور انابۃ اور تقوی اور خشیۃ اور توبہ اور نذر اور قسم کہانا اور تمام ذکر واذکار اور وظیفے اور استغفار اور بنظر عبادت اور باظہار ذلت سر منڈانا طواف کرنا۔ دعا مانگنا۔ یہ سب باتین خدا کے ساتہ خصوصیت رکہتی اور اُسی کے حقوق کہلائے جاتے ہین۔ اُسکے سوا کسی دوسرے کو شایان ہین نہ کوئی شخص اُن کا اور بہر استحقاق رکہتا ہے خواہ کوئی مقرب فرشتہ ہی کیون نہو۔ یا نبی مرسل کیون نہو۔ مسند امام احمد مین ہے کہ ایک شخص پیغمبر صاحب کی خدمت مین حاضر کیا گیا اس سے کوئی جرم سرزد ہوگیا تہا اُسنے آپکی سامنے کہڑے ہوکر نہایت آزادی کے ساتہ کہا کہ خداوندا مین تیری جناب مین توبہ کرتا ہون نہ محمدؐ کی خدمت مین حضور نے نہایت خندہ پیشانی کے ساتہ مسکرا کر فرمایا کہ اس نے حقدار کا حق پہچان لیا۔ فی الواقع بات یون ہی ہے۔

فصل ۴۲

شرک فی الارادات والنیات یعنے جو شرک ارادے اور نیت مین ہوا کرتا ہے یہان اُسکا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے یہ شرک حقیقت مین ایک ایسا دریا ہے جسکی تتاہ کا پتہ نہین لگتا اور جس کے گہاٹ سے بہت کم لوگ نجات پاکر عبور کرسکتے ہین نیت مین شرک کرنے سے یہ مراد ہے کہ آدمی کو اپنے اعمال سے خدا کی خوشنودی اور اُسکی رضامندی کے علاوہ دوسری چیز مقصود ہو اور اس عبادت سے سوائے تقرب خداوندی کے اُسکا کوئی دوسرا مطلب بہی ہو یا اپنے عمل کا صلہ مخلوق سے لینا چاہتا ہے

اس شرک کی ضد اخلاص ہے۔ اخلاص کے معنے یہ ہین کہ ایک درجہ کا شرک ہے۔ جس شخص کی ایسی نیت ہو وہ ایک درجہ کا مشرک ہے
جس شخص کی ایسی نیت ہو وہ ایک درجہ کا مشرک ہے۔ اس شرک کی ضد اخلاص ہے۔ اخلاص کے معنے یہ ہین کہ انسان کو اپنے افعال و اقوال اور اپنے ارادہ و نیت مین صرف رضاء الٰہی مطلوب ہو اور اسیکو حنیفیت اور ملت ابراہیمی سے تعبیر کرتے ہین جسکی بجاآوری کا خدا نے اپنے تمام بندون کو حکم فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ میری جناب مین اسکے سوا اور کوئی چیز نظر قبولیت سے نہین دیکھی جاتی اور یہی اسلام کی حقیقت ہے جسکی نسبت قرآن مجید کے ایک مقام مین یون ارشاد فرمایا گیا ہے وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ یعنے جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی تلاش مین ہو تو خدا کے ہان اسکا وہ دین مقبول نہین اور وہ آخرت مین زیان کارون مین ہوگا اور اسی کا نام ملت ابراہیمی ہے جو شخص اس سے روگردانی کرتا ہے اس سے بڑھکر نادان اور احمق کوئی شخص نہین ہوسکتا۔

فصل ۴۳

بیانات مذکورۂ بالا سے واقف ہوجانے کے بعد تمہارے اُس سوال کے جواب کا دروازہ کھل گیا جو سابق مین مذکور ہوا تھا تو اب ہم خدا کی توفیق و مدد سے خلاصۂ جواب نقل کرتے ہین امید ہے کہ وہ ہمین راہ راست کی طرف رہنمائی کرے گا۔ واضح ہو کہ شرک کی حقیقت صرف یہی ہے کہ مخلوق کو خالق کے ساتھ تشبیہ دیجائے اور خالق کو مخلوق کے ساتھ مشابہ مانا جائے۔ فقط اسی تشبیہ کا نام شرک ہے۔ شرک کے لئے کچھ یہی ضرور نہین کہ غیر خدا کے لئے وہ اوصاف کمال ثابت کئے جائین جنکے ساتھ اُسنے اپنی مقدس ذات کو متصف کیا ہے یا جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے وصف فرمایا ہے تو جن لوگون کے دل خدا نے اُلٹ دئے ہین اُنکی چشم بصیرت کا نور سلب کرلیا ہے وہ ایک خبط عجیب مین پڑے ہوئے ہین یعنے توحید کا نام تشبیہ اور تشبیہ کا نام تعظیم و طاعت رکھتے ہین اور جب یہ ہے تو مشرک درحقیقت مخلوق کو خالق کے ساتھ ان امور مین تشبیہ دیتا ہے جو خدائے قادر کے ساتھ خصوصیت خاص رکھتے اور اسکے خصائص و لوازم مین شمار کئے جاتے ہین۔ جو باتین خدا کے ساتھ مخصوص ہین اُن مین سے چند یہ ہین ضرر و نفع کا مالک ہونا کسیکو کچھ دیتے اور کسی سے کچھ چھین لینے پر پوری قدرت رکھنا اپنی مرضی کے مطابق ہر کام کو چلانا مملوک مین جیسا چاہے تصرف کرنا اور جس ذات مقدس مین یہ خصوصیتین پائی جائینگی وہی اسباب کا مستحق ہوگا کہ اس سے دعا مانگی جائے اُسی کا خوف و اندیشہ کیا جائے اسی سے امید رکھی جائے اسی پر بھروسہ کیا جائے اسکے سوا کسی اور سے بحث و غرض نہو تو جس نے مخلوق کے ساتھ اس قسم کا برتاو کیا اسنے

مخلوق کو خالق کے ساتھ تشبیہ دی اور عاجز محض کو جسے کسی بات میں دخل و قدرت نہیں نہ نفع میں نہ ضرر میں نہ مرنے میں نہ جینے میں نہ مرکر زندہ ہونے میں اُس قادر مطلق اور خدائے حق کے برابر کردیا جسکے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے جسکے دست قدرت میں تمام چیزونکی باگین ہیں جو ساری مخلوق کا مرجع ہے جو وہ چاہتا ہے فوراً ہوجاتا ہے اور جو نہیں چاہتا کبھی نہیں ہوتا۔ اگر وہ کسیکو دیتا ہے تو کوئی روکنے والا نہیں ہوتا اور جب وہ نہ دے تو کوئی دے نہیں سکتا بلکہ جب وہ اپنے کسی بندے کے لیے دروازہ رحمت کھولدیتا ہے تو کسیکی مجال نہیں کہ اُسے بند کرسکے اور بند کردے تو کسیکو اسکے کھولنے کی قدرت نہیں اُس سے زیادہ بدتر اور گندی تشبیہ ہو ہی نہیں سکتی کہ عاجز اور فقیر بالذات کو قادر اور غنی بالذات کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔ خدا کی خصوصیات میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ اُسے اسدرجہ کا کمال مطلق حاصل ہے کہ من کل الوجوہ احتمال نقص سے پاک ہے اور جب یہ ہے تو ہر طرحکی عبادت اُسیکے واسطے شایان و سزاوار ہونی ضرور ہے۔ عقل و شرع اور نیز فطرت انسانی کا مقتضا بھی یہی ہے کہ تعظیم و جلال اور خوف و رجاء و انابت و توکل و استمداد انتہا درجہ کی ذلت کے ساتھ بے حد محبت غرضکہ اس قسم کی تمام باتیں اس مقدس و پاک ذات کے لیئے ہون جو تمام اوصاف کمال کو جامع ہو اور جو شخص ایسا نہ ہو اُسکی نسبت اِن خصوصیتون کا اظہار کرنا نہ صرف شرعاً ہی منع ہے بلکہ عقلاً اور فطرتاً بھی منع ہے۔ پس اگر کوئی شخص اِن امور میں سے کوئی بات غیر خدا کے لیئے عمل لایا اسنے غیر خدا کو خدا کے ساتھ تشبیہ دی جسکا نہ تو کوئی شبیہ ہی ہے نہ شریک و ندہی اور کوئی تشبیہ اس سے بدتر اور غلط ہو ہی نہیں سکتی اور چونکہ اس قسم کی تشبیہ مین شدت کے ساتھ قباحت پائی جاتی اور انتہا سے زیادہ ظلم دیکھا جاتا ہے اس لیئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندون کو آگاہ کردیا کہ باوجودیکہ ہمارا کام رحمت ہے اور ہم نے اپنے اوپر مہربانی کرنا لازم کرلیا ہے تاہم اُس شخص کی بخشش ممکن نہیں جو ہمارے ساتھ اوروںکو شریک ٹھیراتا ہے۔ خصائص الٰہیہ مین سے ایک خصوصیت عبادت ہے جو انتہا درجہ کی ذلت اور غایت درجہ کی محبت پر مبنی ہے محبت و ذلت گویا عبادت کے دو پاؤن ہین جنکے بغیر اسکا قیام و دوام محض ناممکن ہے اور عبادت کی پوری حقیقت بھی یہی ہے۔ عبادت مین جو لوگون کے منازل و مراتب مختلف ہوتے ہین وہ ان ہی دونون اصلون — یعنے محبت و ذلت کے تفاوت کی وجہ سے ہوتے ہین یہی وجہ ہے کہ جو شخص انتہا درجہ کی محبت غیر اللہ سے کرتا یا حد سے

زیادہ ذلت کا اظہار اُسکے آگے کرتا ہے تو وہ خدا کے خالص حق مین غیر کو اُسکے ساتہ تشبیہ دیتا ہے اور یہ نہ صرف ناممکن بلکہ محال ہے کہ شرائع مین سے کوئی شریعت اس امر کی اجازت دے اور قطع نظر اسکے اس امر کی قباحت وبُرائی ہر فطرت ہر عقل کے ذہن مین جم چکی ہے ان اتنی بات ضرور ہے کہ شیاطین نے اکثر لوگون کی فطرتون کو خراب کر دیا ہے اور اُنکی عقلون مین فتور وخلل ڈال دیا ہے اسوجہ سے وہ اپنی اصلی فطرت کو چہوڑ بیٹہے ہین لیکن تاہم جن خوش قسمتون نے ازل مین نیکی کا تمغہ حاصل کر لیا ہے اور جنہین خدا کی طرف سے صراط مستقیم کا رستہ دکہایا جاچکا ہے وہ اپنی اُسی اصلی فطرت کے قدم بقدم چلے جاتے ہین اور جب خدا تعالی اپنے رسولون کو انکے پاس بہیجتا اور کتابین نازل فرماتا ہے تو چونکہ پیغمبرون کی ہدایتین اور آسمانی کتابون کی تعلیم اُنکی فطرت وعقل دونون کے مطابق پڑتے ہین تو انہین نورٌ علی نور کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور خدا جسکو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ جب یہ مقدمات تمہارے ذہن نشین ہو چکے تو اب یہ نتیجہ نکال لینا بہت آسان ہو گیا کہ منجملہ خصائص الٰہیہ کے ایک خصوصیت سجدہ کرنا ہے تو جس نے غیر خدا کو سجدہ کیا اُس نے قطعًا اور یقینًا مخلوق کو خدا سے تشبیہ دی اسیطرح ایک خصوصیت توکل ہے تو جس نے غیر خدا پر بہروسہ کیا اُسنے غیر خدا کو خدا کے مشابہ بنا دیا علی ہذا القیاس ایک خصوصیت توبہ ہے اور غیر خدا کے لئے توبہ کرنیوالا مخلوق کو خالق کے ساتہ تشبیہ دینے والا ہے اور اسی پر قیاس کرو منت ونذر اور قسم وغیرہ کو۔ یہ صورتین تو تشبیہ کی تہین یعنے غیر خدا کو خدا کے ساتہ مشابہت دینے کی صورتین اب تشبہ یعنے خود خدا کے ساتہ مشابہت پیدا کرنے کا حال سنیئے۔ بندہ کے دل مین اس خواہش بیجا کا پیدا ہونا کہ جو صفات خدا تعالی کے خصائص ہین اُن مین سے کوئی خصوصیت مجہہ مین موجود ہو جائے مثلاً ایک شخص اپنے تئین بہت بڑا آدمی سمجہتا اور تکبر اور ناز بیجا کا اظہار کرتا ہے اور ساتہ ہی اسبات کا خواہان ہے کہ لوگ میری تعظیم وتکریم کا کوئی دقیقہ اُٹہا نہ رکہین اور میری مدح وثنا مین مبالغہ سے کام لین میرے سامنے نہایت مذلت اور خضوع کا اظہار کرین اور خوف ورجا دونون حالتون مین مجہسے امید رکہین دل سے میری طرف متوجہ ہون اور اپنی مرادون اور حاجتون مین میری طرف التجا لائین تو جس کے دماغ مین یہ خبط سما جاتا ہے وہ خدا کے ساتہ مماثلت ومشابہت پیدا کرنا چاہتا اور اسکی ربوبیت اور خدائی مین رخنہ انداز ہو کر بغاوت کا علم اونچا کرتا ہے۔ حالانکہ حقیقت مین خود اس قابل ہے کہ خدا اسے حد درجہ کا ذلیل وخوار کر کے اپنے بندون کے قدمون تلے پامال کرا دے۔ صحیح حدیث مین آیا ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے عظمت میرا تہبند اور کبریائی میری چادر ہے یعنے یہ دونون باتین خاص مجھی کو شایان ہین تو جو شخص ان دونون مین سے کسی ایک مین ہی مجھسے نزاع کرے گا مین اُسے عنقریب سزا دون گا اور سزائے کافی دون گا۔ ایک حدیث مین یہ بہی آیا ہے کہ مصور کو جو انسان وحیوان کی صورتین بناتا ہے۔ قیامت کے روز سخت سے سخت اور بڑے سے بڑا عذاب ہوگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ مصور اس جان خراش اور دل گداز عذاب کا اسلیئے مستحق ہوا کہ وہ اپنی کاری گری مین خدا کے ساتھ مشابہت پیدا کرنا چاہتا تہا تو جب صرف کاریگری مین خدا کے ساتہ مشابہت پیدا کرنے کا یہ نتیجہ ہے تو ربوبیت خداوندی اور الوہیت باری مین مشابہت پیدا کرنے کا کیسا کچہ انجام ہوگا۔ حدیث مین آیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز سخت سے سخت عذاب مصورون کو ہوگا اُن سے زجراً کہا جائے گا کہ جو صورتین تم نے اپنے ہاتہون سے گہڑی ہین اُن مین جان بھی تم ہی ڈالو۔ یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے جن لوگون نے میری طرح صورتین بنانی شروع کی ہین اُن سے بڑہکر ظالم دارین مین کوئی نہین تو اُن کو چاہیئے کہ ایک ذرہ ہی پیدا کر دکہا ئین یا ایک جَو ہی پیدا کر دین ذرہ اور جَو مین اس طرف اشارہ ہے کہ جب یہ ان حقیر چیزون کے پیدا کرنے اور بنانے پر قدرت نہین رکہتے تو بڑے بڑے اجسام کیا خاک بنا سکین گے اور مقصود اس سے یہ ہے کہ جب صرف ایک صورت کے بنانے مین خدا کے ساتہ مشابہت پیدا کرنے سے یہ کچہ سزا مرتب ہے تو جو لوگ خدا کے خواص ربوبیت اور الٰہیت مین مشابہت پیدا کرتے ہین اُنکی کیا کچہ خرابی اور بد انجامی نہ ہوگی۔ اسیطرح اگر کوئی شخص اپنا وہ نام رکہے جو خدا کے علاوہ کسیکو شایان نہین جیسے ملک الاملاک یا حاکم الحکام وہ بہی شرکون کی اُسی بد انجامی مین شامل ہے جسکا اوپر بیان ہوا۔ حدیث مین آیا ہے کہ خدا کو سبسے زیادہ نفرت اُس شخص سے ہے جو اپنا نام شاہنشاہ یا ملک الملوک رکہے۔ حالانکہ خدا کے سوا کسیکو بادشاہت و ملک مسلّم نہین۔ دوسری حدیث مین یہ لفظ آئے ہین کہ خدا کے نزدیک اُس شخص سے زیادہ مبغوض اور دشمن اور کوئی نہین جو اپنا نام ملک الملوک رکہے۔ دیکہو اس حدیث سے اُس شخص پر کس درجہ لتاڑ اور خدا کا غیظ و غضب پڑا پٹک رہا ہے جو خدا کے ساتہ اسکے نام مین مشابہت پیدا کرنے کا قصد کرتا ہے اور اپنے کو اُس نام سے نامزد کرنا چاہتا ہے جو خدا کے سوا دوسرے کو زیبا نہین حالانکہ سب بادشاہون کا بادشاہ اور تمام حاکمون سے بڑا حاکم وہی وحدہٗ لاشریک ہے

اسی کا تمام حکام پر حکم چلتا اور سب میں اسی کی قضا نافذ ہوتی ہے۔

فصل ۸۷

جب یہ باتیں ظاہر ہوگئیں تو معلوم کرنا چاہیے کہ اس مقام پر ایک عظیم الشان اصل اور دین کا بڑا قاعدہ بیان ہوتا ہے جس سے مسئلہ شرک کا بھید اور اسکے معمے کی طلسم کشائی اچھی طرح ہو جائے گی اور وہ یہ ہے کہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ بندہ کا اسکے ساتھ بدگمانی کرنا ہے کیونکہ خدا سے بدگمانی رکھنے والا حقیقت میں اُس کے کمال مقدس کے خلاف گمان رکھنے والا ہے اور جب یہ ہے تو ایسا شخص ضرور خدا کے اسمار و صفات کے برخلاف اعتقاد رکھے گا اسلیئے خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں کے بارے میں جو اُسکے ساتھ بدگمانی رکھتے ہیں وہ وہ سخت وعیدیں نازل فرمائی ہیں جو دوسرے کے حق میں نازل نہیں فرمائیں چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا ہے عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا یعنے ایسے ہی لوگوں پر انکے گناہوں کی بُری گردش پڑیگی اور اُنپر خدا کا غضب بھڑک اُٹھے گا اور اسکی پھٹکار ہوگی۔ خدا نے اُنکے لیئے دوزخ تیار کر رکھی ہے اور وہ انکا برا ٹھکانہ ہے۔ قرآن مجید کے دوسرے مقام میں اُن لوگوں کے بارے میں جو خدا کی صفات میں سے کسی صفت کا انکار رکھتے ہیں یوں فرمایا گیا ہے وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ۞ یعنے اور یہ بدگمانی جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں کی تمہارے اسی بدگمانی نے تو آج تم کو تباہ کیا اور تم گھاٹے میں پڑگئے اسیطرح حضرت ابراہیم کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ اللهِ تُرِيدُونَ فَمَا ظَنُّكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ یعنے جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا چیز ہیں جنکو تم پرستش کے لیئے لے بیٹھے ہو کیا خدا کے سوا دل سے بنائے ہوئے معبودوں کے پیچھے پڑے ہو تو تم نے اللہ رب العالمین کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم کیا سمجھکر غیر خدا کی عبادت کرتے ہو تمہارا یہ فعل بد تو ایسا ہے کہ جس وقت خدا سے تمہارا واسطہ پڑیگا وہ تمہیں تمہاری اس کرتوت کی بُری سے بُری سزا دے گا اور سرزنش کے طور پر خطاب کرے گا کہ جس وقت تم میرے غیر کی پرستش کرتے تھے اُسوقت تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا تھا اور میرے اسمار و صفات اور ربوبیت میں کیا کمی دیکھی تھی جو دوسروں کی عبادت کی ضرورت پڑی۔ کاش تم اُن باتوں کا دلی اعتقاد رکھتے جو میری ذات مقدس کے لائق نہیں اور مجھسے وہی گمان رکھتے جسکا میں سزاوار تھا۔ اے کاش

تم میری نسبت ان باتون کا اعتقاد رکھیے کہ مین ہر چیز سے واقف ہون مجھے ہر چیز پر قدرت ہے مین اپنے ماسوا سے مستغنی اور غنی بالذات ہون ساری مخلوق اول سے آخر تک میری محتاج ہے۔ مین اپنی مخلوق مین انصاف کرتا اور ہر فیصلہ مین عدل کی کماحقہ رعایت کرتا ہون۔ مین اپنی مخلوقات کی تدبیر و انتظام مین یکتا اور منفرد ہون۔ میرے کسی کام مین کوئی شریک نہین ہو سکتا مجھے تمام جہان کے حالات ذرہ ذرہ تفصیل کے ساتہ معلوم ہین اور سب میرے سامنے عیان اور آئینہ ہین۔ مخلوق کی پوشیدہ سے پوشیدہ بات مجھپر مخفی نہین رہ سکتی۔ مین ساری مخلوق کے لیئے تنہا اور اکیلا کافی ہون۔ مجھے کسی کی امداد کی حاجت نہین۔ مین اپنی رحیمی مین بے پروا ہون اور یہ صفت بالذات میرے لیئے ثابت ہے یہ نہین کہ جب دوسرا شخص مخلوق کے حال پر مجھے رحم دلائے تبہی مین اُن پر مہربانی کا اظہار کرون ورنہ نہین۔ میرا حال دنیا کے رئیسون اور بادشاہون جیسا نہین ہے کہ وہ ذری سی باتون اور ادنی ادنی کامون مین ان لوگون کے محتاج ہوتے ہین جو رعیت کے حالات اور اُن کی حاجتین انہین معلوم کراتے ہین اگر یہ لوگ رعیت کا حال اور انکی حاجات بادشاہ کو معلوم نکرائین تو وہ ہرگز اُن سے واقف نہین ہو سکتے اور رعیت کی کاربرآری بغیر دوسرون کی امداد کے ہرگز نہین کر سکتے۔ اسیطرح تاوقتیکہ دوسرے لوگ اُنہین رحم و شفقت نہ دلائین اور مجرمون کے گناہون کی سفارش نکرین اُنہین کسی پر رحم نہین آتا۔ غرضکہ اُن کے کام بغیر دوسرونکی مدد کے چل نہین سکتے اور جبتک اُن مین اور رعیت مین چند در چند واسطے نہون اُن کی حکومت قائم نہین رہ سکتی کیونکہ وہ محتاج بالذات اور ضعیف اور عاجز محض ہین انکے علوم کوتاہ اور طاقتین قاصر ہین خلاصہ یہ کہ آدمیون کو خدا کے ساتہ ہمیشہ نیک گمان رہنا اور اچھے خیالات اسکی نسبت قائم کرنے چاہئین اور یہ جہنا چاہیئے کہ جس مقدس اور بالذات کو ہر چیز پر قدرت کاملہ حاصل ہے جو سب سے بے نیاز اور ایسا رحمان و رحیم ہے جس کی رحمت ہر شے کو محیط وحاوی ہے اسمین اور اسکی مخلوق مین وسائط کو دخل دینا اور یہ خیال کرنا کہ خداتعالی فلان کام فلان شخص یا فلان چیز کی مدد یا اسکے ذریعہ سے کرتا ہے حقیقت مین اسکی ربوبیت و اسکی الوہیت اور وحدانیت پر بڑا بھاری الزام اور عیب لگاتا ہے اور یہی معنے ہین اُس کے ساتہ بدگمانی کرنے کے۔ اور یہی باتین ہین جن کا خدا کو اپنے بندون کیلیئے کسی شریعت مین تجویز کرنا یا کسی مذہبی قانون مین جائز رکہنا محال ہے۔ یہ باتین عقل مین آسکتی ہین۔

نہ انسانی فطرت انہیں تسلیم کر سکتی ہے بلکہ عقول سلیمہ میں ان امور کی برائی اور قباحت اسدرجہ جمی ہوئی ہے جسکا حد و حساب نہیں ہے۔ عقل سلیم ہر شخص کو اسبات کی ہدایت کرتی ہے کہ عابد اپنے معبود کی حد درجہ تعظیم کرے اور اسکے سامنے ہر طرح سے اپنی ذلت و عاجزی کا اظہار کرے اور یہ ظاہر بات ہے کہ صرف خدا کا واحد ہی اسبات کا مستحق اور سزاوار ہے کہ بندے اسکے حضور میں کمال تعظیم اور اجلال ظاہر کریں اور پوری خاکساری اور خضوع سے پیش آئیں اور یہ حق خالص خدا ہی کا ہے کسی دوسرے کو اس میں شرکت نہیں ہوسکتی تو اب مقام غور ہے کہ اگر کوئی شخص ان حقوق کو دوسروں کے لیئے تجویز کرے یا دوسروں کو ان میں شریک سمجھے تو انصاف سے دیکھو کہ اسنے اپنی جان پر کیسا غضب ڈھایا اور کتنا بڑا ظلم کیا۔ خاصکر جبکہ اسکی جناب میں ایسے شخص کو شریک ٹہیرایا جائے جو اسیکا مملوک اور غلام ہو جیسا کہ خدا تعالی فرماتا ہے ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْمَا رَزَقْنٰكُمْ یعنے لوگو! خدا تمہارے سمجھنے کے لیئے تم ہی میں کی ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ جن غلاموں کے تم مالک ہو ان میں سے اس روزی میں جو ہم نے تم کو دے رکھی ہے کوئی بھی تمہارے شریک نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جب آقا کی کسی چیز میں غلام شریک نہیں ہو سکتا اور آقا اپنے مملوک کی شرکت کو اور وہ بھی اسیکے رزق میں پسند نہیں کرتا بلکہ ایک طرح کی نفرت اور اپنے حق میں ذلت سمجھتا ہے تو تم میری غلاموں کو جو کہ میں میرا شریک کیونکر ٹہیراتے ہو جس میں میں متفرد اور یکتا ہوں یعنے صفات الوہیت جو میرے سوا کسی اور کو سزاوار نہیں اور میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص اسکا استحقاق نہیں رکھتا تو جب بحکم عقل اور ناعاقبت اندیش نے ایسا خیال کیا اسنے میری عظمت و شان اور جاہ و جلال کا ذرا اندازہ نہیں کیا اور جیسے میری قدر کرنی چاہیئے تھی ویسی نہیں کی اسنے مجھے ان اوصاف میں یکتا اور متفرد نہیں سمجھا جو میری ذات مقدس کے ساتھ مخصوص ہیں اور نہ میرے خالق و رازق ہونے کو تسلیم کیا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں کو خدا کی عظمت و جبروت کا کچھ بھی اندازہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ خود خدا تعالی فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ یعنے لوگو! ایک مثال بیان کی جاتی ہے اسے کان لگا کر سنو کہ خدا کے سوا جن معبودوں کو تم پکارتے ہو

وہ ایک مکھی ہی پیدا نہین کر سکتے اگرچہ اُسکے پیدا کرنے کے لیئے سب کے سب اکٹھے ہی کیون نہ ہو جاوین اور اگر مکھی اُن سے کچھ چھین لیجائے تو اُس کو اُس سے چھوڑا نہین سکتے کیسے بودے یہ بت جو مکھی کے پیچھے پڑین اور اُسکو نہ پکڑ سکین اور کیسے بودی وہ بیچاری مکھی جسکا پیچھا کیا جائے اور پھر بھی ہاتھ نہ آئے۔ ان لوگون نے خدا کی جیسی قدر جاننی چاہیئے تھی جانی ہی نہین ورنہ اللہ تو بڑا زبردست اور سب پر غالب ہے۔ اس آیت مین یہ بات صاف طور پر بیان ہوئی ہے کہ جو شخص خدا کے سوا اُورون کو شریک کرتا ہے وہ خدا کی عظمت وجبروت کی ایسی قدر نہین کرتا جیسے اسکی قدر کرنی چاہیئے یہ احمق وجاہل ایسی کمزور مخلوق کو شریک خدائی ٹہیراتا ہے جو نہ صرف ضعیف سے ضعیف اور چھوٹے سے چھوٹے حیوان کے پیدا کرنے کی قدرت نہین رکھتی اور اگر مکھی جیسی ضعیف مخلوق اُس سے کچھ چھین لیجائے تو وہ اس سے چھوڑا لینے پر ذرا قدرت نہین رکھتی۔ دوسرے مقام پر یون ارشاد ہوا ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنے ان لوگون نے تو خدا کی جیسی قدر کرنی چاہیئے تھی اُسکی کچھ بھی قدر نہین کی حالانکہ وہ ایسی عظمت وقدرت رکھتا ہے کہ قیامت کے دن یہ ساری زمین اسکی ایک مٹھی مین ہوگی۔ پس جس کی عظمت وشان کا یہ حال ہے اُسکی قدر وقعت کا اندازہ اُن احمقون نے کچھ بھی نہین کیا جو مٹی پتھر کی مورتون کو اسکی عبادت مین شریک کرتے اور ضعیف سے ضعیف اور عاجز سے عاجز چیز کو خدائے قادر وقوی کا ہمسر بناتے ہین اور جب یہ ہے تو خدا کا یہ ارشاد بالکل ٹھیک اور صحیح ہے کہ مشرکون نے ضعیف وذلیل چیزون کو خدا کا شریک ٹہیرا کر اس قادر وعزیز کی ایسی قدر نہین کی جیسی کرنی چاہیئے تھی۔ اسیطرح اُن لوگون نے بھی خدا کی کچھ قدر نہین کی جو کہتے ہین کہ خدا نے نہ تو اپنی مخلوق کیطرف کوئی رسول ہی بھیجا نہ کوئی کتاب ہی نازل فرمائی اور نہ صرف اسی پر بس کرتے ہین بلکہ اسکی مقدس ذات کی طرف وہ چیزین منسوب کرتے ہین جو اسکی عظمت وشان کے لائق نہین ہین۔ مثلاً کہتے ہین کہ (معاذ اللہ) خدا نے اِس تمام مخلوق کو محض مہمل اور بیکار پیدا کیا ہے اور اُن کی اصلاح کا کچھ سامان نہین کیا اور بالکل عبث وباطل پیدا کیا ہے علیٰ ہذا القیاس ان لوگون نے بھی خدا کی بزرگی اور اُسکی شان پاک کی قدر نہ جانی جو اُسکی اسماء حسنیٰ کی حقیقت سے انکار رکھتے اور مقدس صفات کی نفی کرتے ہین۔ مثلاً اسکے سمع وبصر اسکے ارادہ واختیار اسکے اپنی تمام مخلوق پر عالی وغالب ہونے کا انکار کرتے اور مخلوق مین سے جس سے چاہے اور جو کلام کرنا چاہے اسکی

نفی کرتے ہین۔ نیز اسکی عموم قدرت کے منکر ہوکر کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کی قدرت افعال عباد یعنے بندون کی طاعت و معصیت کے متعلق نہین ہوتی بلکہ بندے از خود ان دونون باتون پر قدرت رکھتے ہین اور بغیر مشیت خداوندی جو چاہتے ہین کر سکتے ہین۔ غرضکہ وہ بندون اور اُن کے افعال کو خدا کی قدرت اور اُسکی مشیت سے نکال کر انہین مطلق العنان بناتے اور خالق فعل مانتے ہین اور کھلم کھلا کہتے ہین کہ بندون کو ہر طرح سے اپنے افعال پر قدرت و امکان ہے۔ اُنکے اس بیہودہ اور واہی قول کے موافق لازم آتا ہے کہ جو بات منظور خدا نہین ہوتی وہ انکی قدرت سے ہو سکتی ہے اور جسکے وجود ہونے کی نسبت اُسکی مشیت متعلق ہوتی ہے وہ نہین ہوتی تعالیٰ اللّٰہ عن ذٰلک علوًا کبیرًا اس قسم کے لوگ گویا اپنے وقت کے مجوس ہین اور خدا تعالیٰ اُن کے ان بیہودہ اقوال سے برتر و پاک ہے یہ لوگ قدریہ کہلاتے ہین اور ان ہی کے قریب قریب ایک اور گروہ ہے جسے جبریہ کہتے ہین۔ اس فرقہ نے بھی جیسی خدا کی قدر کرنی چاہیے نہین کی اور اُسکی عظمت و شان کا ذرا اندازہ نہین کیا۔ یہ لوگ اسبات کے قائل ہین کہ باوجودیکہ بندہ اپنی طرف سے کچھ نہین کر سکتا اور نہ اُسے اپنے افعال مین کچھ دخل ہوتا ہے بلکہ جو کچھ بھی اُس سے سرزد ہوتا ہے خاص خدا ہی کا فعل ہوتا ہے لیکن تو بھی وہ اُسکے افعال بد کی سزا دے گا گویا اسکا یہ مطلب ہوا کہ ایک فعل خود خدا کرتا ہے اور بندہ کو اسکی سزا دیتا ہے آپ بندہ کو فعل بد پر مجبور کرتا ہے اور سیہ کاری کا بدنما دھبہ اوسکی پیشانی پر لگاتا ہے اُسکا جبر لوگونکے باہم جبر کرنے سے اُسکی زبردستی لوگون کے ایک دوسرے پر زبردستی کرنے سے بدرجہا زیادہ ہے کیونکہ ہر شخص کا جبر و زبردستی بقدر اُسکے مرتبہ کے ہوتا ہے۔ غرضکہ ان لوگون کا اعتقاد ہے کہ بندہ مجبور محض ہے اور جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے اور یہ عقیدہ بداہت عقل اور فطرت کے نزدیک سراسر باطل اور محض لغو ہے وجہ یہ کہ جب آقا کا اپنے غلام کو کسی فعل پر مجبور کرنا اور پھر اُس فعل پر اسے سزا دینا معیوب اور قابل ملامت ہے تو خدا جو سب منصفون سے زیادہ منصف۔ سب حاکمون سے بڑا حاکم۔ تمام مہربانون سے بڑھکر مہربان ہے اُسکی جناب مین کیا کچھ معیوب اور قبیح نہوگا۔ عقل اور نیز فطرت ہرگز جائز نہین رکھتے کہ خدا خود ہی تو اپنے بندے کو ایک ایسے فعل پر مجبور کرے جو اُسکے اختیار و قدرت مین نہو اور نہ اسکے ارادے اور فعل سے واقع ہو اور پھر خود ہی اُس فعل کی اُسے سزا بھی دے تعالیٰ اللّٰہ عن ذٰلک علوًا کبیرًا۔ جبریہ کا یہ عقیدہ اگر غور کیا جائے تو مجوسیون اور قدریون کے عقیدہ سے

بہت زیادہ بدتر اور لغو ہے۔ لیکن خلاصہ یہ ہے کہ دونوں فرقوں نے خدا کی کچھ بھی قدر نہ جانی اسکی عظمت وشان کا ذرا بھی حق ادا نہیں کیا۔

اسی طرح اُن احمقوں اور نادانوں نے بھی خدا کی عظمت وکبریائی کا اندازہ نہیں کیا جو خدا تعالیٰ کے ہر جگہ اور ہر مکان میں ہونے کے قائل ہیں حتیٰ کہ ناپاک اور بدبودار مقاموں اور سنڈاسوں اور پاخانوں اور اُن مقامات میں بھی خدا کے موجود ہونے کے قائل ہیں جنکا ذکر سُنتے ہوئے کانوں کو نفرت اور دل میں گھن پیدا ہوتی ہے اور تماشا یہ ہے کہ قرآن مجید کی اُن تمام آیات اور احادیث کا انکار کرتے ہیں جن سے خدا کا عرش پر جلوہ فرما ہونا ثابت ہوتا ہے گویا اُن کا مطلب یہ ہے کہ خدا عرش پر جلوس فرما نہیں ہے بلکہ ہر جگہ اور ہر موقع پر موجود ہے خواہ وہ موقع بھلا ہو یا بُرا۔ ستھرا ہو یا نجس مناسب ہو یا نامناسب۔ حالانکہ وہ قرآن مجید کے ایک موقع پر یوں ارشاد فرماتا ہے اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ یعنے اسی خدا کی طرف پاک اور ستھرے کلمے چڑھتے اور نیک عمل اونچے ہوتے ہیں اور فرمایا تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ اِلَيْهِ یعنے فرشتے اور روح اسکی طرف چڑھتے ہیں اور فرمایا يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ یعنے خدا ہی آسمان سے زمین تک کے ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے پھر تمام امور کا نتیجہ اُسکی طرف چڑھتا ہے۔ غرضکہ ان آیات سے کلمات طیبہ کا صعود اور اعمال صالحہ کا ارتفاع اور فرشتوں کا آسمانوں کی طرف عروج اور زمین کی جانب نزول ثابت ہوتا ہے اور یہہ لوگ ان سب باتوں کا انکار کرکے آیات مذکورہ کی طرف بالکل ملتفت نہیں ہوتے اور سریر ملک پر خدا کے استوا سے اعراض کرکے اسکا ہر ایک ایسے موقع اور مکان میں موجود ہونا ثابت کرتے ہیں جس سے نہ صرف انسان کو بلکہ حیوان کو بھی دلی نفرت اور طبعی کراہت ہوتی ہے۔ بریں عقل ودانش بباید گریست ؎

اسی طرح اُن لوگوں نے خدا کی عظمت وجبروت اور اس کے جاہ وجلال کی ذرا قدر نہیں کی جو اسبات کے قائل ہیں کہ خدا کو جسطرح محبت ورحمت اور شفقت سے کچھ سروکار نہیں اسی طرح غصہ اور ناراضامندی سے متعلق نہیں بلکہ وہ ان دونوں قسم کے اوصاف سے پاک اور منزہ ہے اور نہ اُن لوگوں نے خدا کی قدر ووقعت کا اندازہ کیا جنہوں نے اسکی حکمت بالغہ کی نفی کی اور اسبات کے معتقد ہوگئے کہ افعال خداوندی کی کوئی غایت اور انجام نیک نہیں ہوتا۔ یہی حالت اُن لوگوں کا ہے جو اسبات کے قائل ہیں

اصل خداکو بی فعل اصل سے زد ہنین ہوتا نہ کوئی فعل اسکے اختیار و قدرت مین ہے نہ اسکی ذات سے کوئی فعل قائم ہے بلکہ اسکے تمام افعال ۔ مفعولات منفصلہ یعنے ایسی چیزین ہین جو ہمیشہ اس سے جدا اور علحدہ رہتی ہین اور اسی عقیدۂ فاسد کی بنا پر یہ لوگ کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ کسی مقام پر نزول کرنے اور کسی مکان مین جلوہ آرا ہونے اور عرش مجید پر قائم ہونے طور کے کنارہ پر موسیٰ سے باتین کرنے بندون کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیئے قیامت کے روز میدان حشر مین جلوس فرما ہونے سے پاک ہے اسکے علاوہ خدا کے اور بہت سے افعال اور اوصاف کمال سے انکار کرتے اور سمجھتے ہین کہ ان باتون کے انکار سے ہم نے خدا کی ویسی ہی قدر جانی جیسی اسکی قدر کرنی چاہیئے تھی یہی حال ان لوگون کا ہے جو خدا کے لیئے جورو اور اولاد ثابت کرتے اور تمام مخلوقات مین اسکا حلول مانتے یا وحدۃ الوجود کے قائل ہین ۔ اسی طرح ان لوگون نے خدا کی عظمت و شان کا اندازہ نہین کیا جو کہتے ہین کہ خدا نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکی اہل بیت کے دشمنون کا رتبہ بلند کیا اور دنیا مین انکا آوازہ اونچا کیا ۔ خدا نے ان مین سلطنت و خلافت قائم کی اور انہین عزت و توقیر کے تمغے عنایت فرمائے ۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دوستون اور اہل بیت کے مددگارون کا مرتبہ پست کیا اور انہین ذلت و اہانت کا لباس پہنایا یہانتک کہ وہ جہان جاتے ہین ذلت وخواری انکے ساتھ رہتی ہے گویا انکی پیشانیون پر ذلت کی مہر لگا دی گئی ہے ان بیہودہ گویون اور یاوہ سرونکی یہ افترا بندیان نہ صرف جناب نبی کریم کے اولیاء و اصحاب کی توہین ہی کی باعث ہین بلکہ جناب باری تعالیٰ کی نسبت بڑا سخت عیب لگانے کے موجب ہین حالانکہ خدا ان روافض کی بہتان بندیون سے پاک اور مبرا ہے ۔ روافض کا یہ قول درحقیقت یہود و نصاریٰ کے اس قول سے ماخوذ ہے جو وہ نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین کہتے ہین کہ خدا نے ایک ظالم و خونخوار بادشاہ زمین پر بھیجا جس نے اپنے لیئے نبوت کا دعویٰ کیا اور خدا پر جھوٹ جھوٹ طوفان اٹھائے ۔ ایک دراز عرصہ تک خدا پر جھوٹ بولتا اور اپنے معتقدون پر یہ افسون پھونکتا رہا کہ خدا نے ایسا ایسا فرمایا ہے ان ان باتون کا حکم کیا ہے ان ان سے منع فرمایا ہے ۔ وہ گذشتہ انبیا اور رسولون کی شریعتین منسوخ کرتا اور انکے پیرؤون کے خون و مال اور زن و فرزند کو مباح سمجھتا رہا اور کہتا رہا کہ خدا نے یہ سب باتین مجھے حلال کر دی ہین ۔ اسپر طرہ یہ کہ اس مدعی نبوت کے زمانہ ظہور سے لیکر زمانہ وفات تک خدا بھی برابر اسکی مدد کرتا اور اسکے دشمنون اور مخالفون پر اسے غلبہ دیتا رہا اسے اپنی بارگاہ کا مقرب بنالیا

اُس کی دعاؤں کو قبول کرتا اس کے مخالفوں پر اُس کو غالب کرتا اور اسکی صداقت وحقانیت پر دلائل قائم کرتا رہا۔ دشمنوں میں سے اگر کسی نے اُس کا مقابلہ کیا تو خدا نے اسکو فتح دی۔ اسی بنا پر اس زمانہ کے لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے اور اس کے قول وفعل اور تقریر کی تصدیق کرتے رہے اور یہ اعتقاد اُن کے دلوں میں اس قدر بیٹھا کہ اُن کی نسلوں میں قرناً بعد قرنٍ اور زماناً بعد زمان اس متابعت کا جوش پھیلتا گیا اور قیامت تک پھیلتا رہے گا۔ یہود ونصاریٰ کے اس مزخرفات کو سنکر کون ایسا شخص ہے جو بے ساختہ نہیں بول اُٹھتا کہ اُن کے اِن بیہودہ اقوال سے خدا تعالیٰ کی ذات مقدس اور اسکے علم وحکمت اور ربوبیت میں کتنا بڑا قدح وطعن عائد ہوتا ہے۔ تعالی اللہ عن قول الجاحدین علوا کبیرا۔ تو اگر تم یہود ونصاریٰ کے ان اقوال وامہ اور انکے بھائی رافضیوں کے اقوال میں موازنہ کروگے تو دونوں کو یکساں اور برابر پاؤگے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

رضیع لبان ثدی ام تقاسما ٭ باسحم داج عوض لاتیفرق ٭ یعنے گویا دو بچوں نے ایک چھاتی سے دودھ پیا ہے یا شب تاریک میں دونوں نے حلف کرلیا ہے جس میں کبھی فرق نہ آئے گا۔

اسی طرح اُن لوگوں نے بھی خدا کی ویسی قدر نہیں جانی جیسی جانی چاہیئے تھی جو کہتے ہیں کہ اگر خدا اپنے دوستوں اور اُن لوگوں کو عذاب کرے جنہوں نے طرفۃ العین بھی اسکی نافرمانی نہیں کی تو جائز ہے اور جنت میں داخل کرے تو بھی جائز ہے کیونکہ اسکے نزدیک مطیع کو دوزخ میں داخل کرنا یا جنت کی نعمتوں سے سرفراز کرنا دونوں باتیں یکساں ہیں قرآن وحدیث میں جو خبریں اس کے برخلاف آئی ہیں انکے معنے یہ ہیں کہ اگر ہم نیک کام کریں گے تو جنت میں داخل ہو سکیں گے اور برے کام عمل میں لائیں گے تو دوزخ کے سزاوار ٹھیریں گے۔ اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے عدل وحکمت کے خلاف کرہی نہیں سکتا لیکن اُن کا یہ قول محض لغو اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ خدا نے قرآن مجید میں اُن لوگوں پر سخت انکار کیا ہے جو اس بات کو جائز رکھتے ہیں اور جو ایسا حکم لگاتے ہیں اُن کی بہت ہی مذمت کی ہے۔

اسی طرح اُن لوگوں نے بھی خدا کی عظمت وشان کا اندازہ نہیں کیا جنکا خیال ہے کہ خدا آدمیوں کو مرے پیچھے زندہ کرکے نہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن لوگوں کو نیکی اور بدی کی جزا وسزا دینے اور ظالم ومظلوم کا انصاف کرنے کے لیئے جمع نہ کرے گا۔ جن لوگوں نے خدا کے لیئے اور اسکی خوشنودی ورضامندی کیلیئے دنیا میں

بڑی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلی ہیں انکی کچھ قدر نکی جائے گی اور خدا کی عظیم الشان کرامت و عطا سے انکی تعظیم و توقیر نہ ہوگی۔ کافرون کا جھوٹ اور ان لوگون کا افترا جو قیامت کے ہونے مین اختلاف کرتے ہین ظاہر نکیا جائے گا اور اہل حق و باطل کا باہمی فیصلہ نہوگا۔ حالانکہ ایکروز قیامت ضرور برپا ہوگی۔ نیکون کو انکی نیکی کی جزا۔ بدون کو برائی کی سزا انصاف کے ساتھ ملے گی۔ ظالم و مظلوم کا منصفانہ فیصلہ ہوگا اور سچے جھوٹے مین امتیاز یا نہ فرق ہوگا۔

اسی طرح ان لوگون نے بہی خدا کی کماحقہ قدر نہ جانی جو اوامر الٰہی کو سہل جانکر انکی مخالفت کرتے اور نواہی کی پروا نہ کرکے ان کے مرتکب ہوتے ہین۔ اسکے حقوق کو آسان سمجھکر ضائع کردیتے ہین اور اسکے ذکر کو مہمل و بیکار جانتے ہین اور اس وجہ سے انکے دل خدا سے غافل ہوجاتے اور وہ اپنے نفسانی خواہشون کے پیچھے پڑجاتے ہین۔ خدا کی رضامندی پر نفس کی خوشنودی کو مقدم رکھنے اور مخلوق کی فرمانبرداری کو خالق کی فرمان برداری سے زیادہ ضروری جانتے ہین۔ خدا کی رضامندی و خوشنودی کو اپنے قلب اور علم و عمل اور مال کے اعتبار سے ایک حد فاصل خیال کرتے اور مخلوق کی رعایت ان سب باتون مین مقدم رکھتے ہین کیونکہ وہ انکے نزدیک غیر ضروری اور یہ ضروری باتین ہین۔ ایسے لوگ خدا کے دیکھنے اور اسکے مطلع ہونے کو ایک معمولی بات خیال کرتے ہین حالانکہ وہ ہر وقت خدا کے قبضے مین ہین اور انکی چوٹی ہمیشہ خدا کے ید قدرت مین رہتی ہے۔ وہ اپنے افعال و اقوال پر مخلوق کے مطلع ہونے اور انکے دیکھنے کا ہر دم دل سے دھیان رکھتے اور اسکا بہت بڑا اہتمام کرتے ہین۔ لوگون سے شرماتے ہین اور خدا سے حیا نہین کرتے۔ لوگون سے ڈرتے اور خدا سے خوف نہین رکھتے۔ مخلوق کے ساتھ ویسا ہی پیش آتے ہین جیسا کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ پیش آنا چاہیے تہا۔ مخلوق سے معاملہ کرتے وقت نیکی کے عمدہ نمونے ظاہر کرتے اور تا بہ امکان دیانت داری برتتے ہین مگر جب خدا کے ساتھ معاملہ آپڑتا ہے تو نہایت دناءت اور روا روی سے پیش آتے ہین اگر مخلوق مین سے کسی اپنے محبوب کی خدمت کرنے کا اتفاق پڑتا ہے تو کوشش و سرگرمی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھتے۔ اور دل کو اسکے لیئے تمام چیزون سے خالی کردیتے ہین۔ اپنے منافع و مضار کی اسکے پیچھے پروا نہین کرتے اور اسکے خواہشون کے پورا کرنے مین جان تک دینے کو دریغ نہین سمجھتے لیکن جب مساعدت تقدیر سے خدا کی خدمت مین کہڑے ہوتے ہین تو اس بددلی اور بے پروائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

دیباچہ پنجم

ازکتاب مستطاب فوائد الفواد انفاس نفیسہ ملک المشائخ نظام الحق والشرع والدین قدس سرہ العزیز

بندہ علا حسن سنجری عرض کرتا ہے کہ جب توفیق ازلی موافق حال اس ناکارہ کے ہوئی اور سعادت ابدی نے دامن اس شکستہ کا پکڑا اور الہام فطرت رہنمون اس امر کا ہوا کہ کلمات جان پرور حضرت ملک المشائخ ؎ یکے از امت ختم النبین + نشد جزو ے کسے ختم المشائخ + نظام الدین اولیاء کے اس مجموعہ مین جمع کیے گئے ہین اور بارہ سال کے فوائد کی ایک جلد مرتب ہوئی ہے جسمین چار دیباچے ہین اب یہ جلد دوم آغاز کی جاتی ہے حق تبارک وتعالیٰ ذات ملکوتی صفات حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر کو عمر خضر عطا فرمائے کہ اس شربت کلام سے جو عین آب حیات ہے خاص وعام سیراب رہین۔ امید کہ ایک جرعہ اس جام جان بخش سے کہ مقصود اس سے یہ معانی ہین دیکھنے پڑھنے ۔سننے اور لکھنے والون کو ہردوعالم مین نہال کردیوے + آمین ثم آمین ۔

مجلس اول روز یکشنبہ تاریخ ۱۲۔ ماہ شعبان ۷۰۹؁ھ کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی بندہ ایک حدیث کے معانی مین متفکر تھا حضرت مخدوم سے دریافت کیا کہ من احب العلم والعلماء لم یکتب خطیئۃ کے کیا معانی ہین۔ آیا اسکے یہ معنے ہین کہ سبب محبت علماء سے گناہ نامۂ اعمال مین نہین لکھے جاتے آپنے ارشاد فرمایا کہ اصل اس معاملہ مین صدق اور صلاحیت ہے جو شخص علماء سے محبت رکھیگا ہر آئینہ انکی متابعت کرے گا اور ناشائستہ امور سے باز رہے گا اس صورت مین اُسکے گناہ نہین لکھے جائینگے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ جبتک محبت حق غلاف قلب مین ہے امکان معصیت نہین ہوتا **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ توبہ اور انابت حالت جوانی مین کرنا چاہیے۔ بوڑھا آدمی اگر توبہ نکرے گا کیا کریگا کہ اوس سے کچھ بھی نہین ہوسکتا ہے ۔اسوقت یہ دو بیت زبان مبارک سے ارشاد فرمائین ؎ چون پیر شوی بر سرانجام آئی + آئی سرحرف خویش ناکام آئی + سازی خود راز تیرہ راہی + معشوق روز بے نوائی + **اسکے بعد** ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندہ کا حال جوانی پوچھیگا یسال المرء من شبابہ اسوقت ایک دانشمند حاضر ہوا اور آپکے قدمون مین گر پڑا خواجہ ذکراللہ بالخیر نے اسکا سر اٹھایا اُس نے عرض کیا برائے حصول بیعت حاضر ہوا ہون اور باعث اس کا یہ ہے کہ مین موضع افغان پور مین پانی کے کنارے نماز مغرب پڑھ رہا تہا کہ آپ کی صورت مجھے دکھائی دی

نماز مین مجھے حیرت ہوئی قریب تھا کہ مین گر پڑون لیکن خود کو سنبھالا - اور جون تون نماز پوری کی اور اُسی وقت شرف حضوری مجلس شریف کا ارادہ کیا چنانچہ برائے حصول بیعت حاضر ہوا ہون خواجہ ذکر اللہ بالخیر نے اس دانشمند پر نوازش فرمائی اور اپنے حلقہ بگوشون مین داخل کیا اور اُسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک شخص دہلی سے بجانب پاک پٹن برائے حصول بیعت حضرت شیخ الاسلام روانہ ہوا کہ وہان پھونچکر حضرت کے مریدون مین داخل ہو اثنا راہ مین ایک حسینہ وجمیلہ رنڈی اُسکے ساتھ ہوئی کہ وہ اس شخص پر عاشق ہوئی تھی بہت کوشش کرتی تھی کہ اس شخص پر داؤن چل جائے لیکن وہ شخص نیت صاف رکھتا تھا اور اس زانیہ سے بالکل میل نکرتا تھا - قصہ مختصر ایک منزل مین ایسا اتفاق ہوا کہ وہ دونون یکجا ہوئے مطرب اکر اس جوان کے پاس بیٹھ گئی کہ دونون کے درمیان کوئی حجاب اور پردہ نتھا اسوقت اس جوان کے دلمین اس زن جمیلہ کی محبت پیدا ہوئی اس سے بات کی یا ہاتھ اسکی جانب دراز کیا اسیوقت دیکھا کہ ایک شخص آیا اور طمانچہ منھ پر مارا اور کہا کہ فلان جگہ جانیکا ارادہ رکھتے ہو اور نیت توبہ ہے اور یہ معاملہ ہے وہ شخص فوراً متنبہ ہوا اور پھر اُس عورت کو آنکھ اوٹھا کر ندیکھا - القصہ جب یہ شخص شیخ الاسلام فریدالدین قدس سرہ العزیز کیخدمت مین حاضر ہوا آپنے پہلی بات جو اس سے کہی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس روز تم کو خوب بچایا ورنہ مرتکب گناہ ہوگئے تھے - اسکے بعد گفتگو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فصاحت وبلاغت کے بارہ مین ہوئی کہ آپ بہت بڑے فصیح وبلیغ تھے ایک ایک لفظ مین چار چار معانی پیدا فرماتے تھے ایک صحابی تھے اُنہون نے اپنی بکری فروخت کی تھی لیکن بعد فروختگی پشیمان ہوئے اور آنحضرت صلعم سے اسکا تذکرہ کیا آپنے دریافت فرمایا کہ وہ بکری کس نے لی ہے انہون نے کہا کہ نعیم نام آپکے صحابی ہین انہون نے خریدی آپنے نعیم کو بلا کر ارشاد فرمایا کہ نعیم لعبتم بغنم فردوہ الیہ یعنے چار نصیحت اس فصاحت سے بیان فرمائین کہ بایدوشاید +

مجلس دوم - روز پنجشنبہ تاریخ ۹ - ماہ مبارک رمضان ۷۱۹ھ کو دولت قدمبوسی میسر ہوئی یہ موسم جاڑے کا تھا اطراف وجوانب سے خبرین متوحش آرہی تھین کہ فلان بادشاہ اسطرف عازم ہے اور فلان نے فلان مقام پر سر اٹھایا ہے آپنے اسوقت یہ **حکایت** ارشاد فرمائی کہ شیر خان والی واچہ حضرت شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق مین اعتقاد اچھا نرکھتا تھا حضرت شیخ الاسلام فرماتے تھے کہ ۵ افسوس کہ زحال منت نیست خبر + آنگہ خبرت شود فسوس خوری -

اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام کے انتقال ہوتے ہی کافر اس دیار پر مسلط ہوئے۔
اسکے بعد حکایت شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی کے بارہ مین ہوئی کہ وہ بہت بڑے بزرگ تھے ایک دانشمند بخارا سے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا تھا شملہ اُسکی دستار کا بہت بڑا اور وہ مجعد بھی تھا آپنے دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ دو بوجھ ایکبار اُٹھائے ہوئے ہین۔ اُسنے یہ سُنتے ہی شملہ لپیٹ لیا اور سر منڈا ڈالا اس سے حضرت خواجہ بہاء الدین کا کمال اندازہ کرلینا چاہیے کہ آپ کس قدر نفس گیرا رکھتے تھے۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ملتان مین ایک متعبد شیخ سلیمان نام تہا جب اس کا بہت شہرہ ہوا آپ اُسکے پاس گئے اور اس سے ارشاد فرمایا کہ اُٹھکر نماز دو رکعت پڑھ کہ مجھکو معلوم ہوجائے کہ تم کس طرح سے نماز پڑھتے ہو وہ شخص اُٹھا اور دوگانہ ادا کیا۔ الاقدم برابر نہ رکھے آپنے اُسکو تعلیم فرمائی کہ اسقدر فرجہ درمیان ہر دو قدم رکھنا چاہیئے۔ اس سے کم زیادہ نہونا چاہئے۔ شیخ سلیمان نے ہرچند چاہا کہ جیسا آپنے تعلیم فرمایا ہو کرین۔ الا نہ کرسکے شیخ بہاء الدین نے یہ حال دیکھکر ارشاد فرمایا کہ تم اُچہ مین جاکر رہو۔ چنانچہ وہ اُچہ چلے گئے۔
اسکے بعد شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کے ارتحال کا حال بیان فرمایا کہ ایک روز ایک نئے شخص نے نامہ لاکر شیخ صدرالدین عارف کو دیا اور کہا کہ یہ خط مجھے ایک شخص نے دیا ہے اور کہا ہے خاص شیخ بہاوالدین کے ہاتھ مین تمہارے توسل سے پہونچے۔ شیخ صدرالدین عنوان نامہ دیکھتے ہی متغیر ہوگئے اور وہ خط لیجا کر شیخ بہاء الدین زکریا کو دیا۔ شیخ نے خط پڑہا جبہی اُسکے حال سے لوگ مطلع ہوئے مجلس سے نعرے بلند ہونے لگے اور اوسی روز آپ کا انتقال ہوا۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ وہ کیسا اچھا عہد تھا کہ اسوقت یہ اصحاب آفتاب سپہر ہدایت شیخ ابوالغیث مدنی شیخ سیف الدین باخرزی شیخ سعدالدین حموی، خواجہ بہاء الدین زکریا، شیخ الاسلام فریدالدین رحمۃ اللہ علیہم زندہ تھے۔ اسکے بعد حال شیخ سیف الدین باخرزی رح کا بیان فرمایا۔ کہ انکی رسم تھی نماز مغرب سے فارغ ہوکر سو رہتے تھے جب تہائی رات ہوتی بیدار ہوتے، موذن موجود رہتا تھا اس سے نماز عشا دلواتے اور پھر صبح تک بیدار رہتے تھے ان کی تمام عمر اس امر کے استقامت مین بسر ہوئی اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ آپ سماع سنتے تھے یا نہین حضرت خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ ہان سنتے تھے الا اور طرح سے سنتے تھے اُن کا سماع ایسا ہوتا تھا کہ مجلس ترتیب دے بلا وا بھیر الوگون کی دعوت کی وہ آئے اور سماع شروع ہوا۔ وہ اس طرح سنتے تھے کہ ایک جگہ بیٹھے کسی شخص سے کہتے کہ وہ کوئی حکایت بیان کرے کہ وقت خوش حاصل ہو۔ جب وقت خوش حال ہوتا فرماتے کہ یہان کوئی حاضر ہے جو راگ

چھیڑے اسوقت گویا آتا اور کچھ گاتا۔ اسکے بعد حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے انکے انتقال کا حال
بیان فرمایا کہ بخارا مین ایک شخص تھا اُسنے ایک شب خواب مین دیکھا کہ ایک مشعل سوزان دروازہ
بخارا سے باہر جاتی ہے جب صبح ہوئی اُسنے اپنا خواب ایک صاحب نعمت سے بیان کیا اُنھون نے
تعبیر دی کہ افسوس کسی صاحب نعمت کا انتقال ہوگا اُنہین دنون شیخ سیف الدین باخرزی نے
اپنے پیر کو خواب مین دیکھا کہ وہ فرماتے ہین کہ مجھے تم سے ملنے کا اشتیاق غالب ہے اب آجاؤ۔
شیخ سیف الدین نے یہ خواب دیکھا اور بیدار ہوئے۔ اُس ہفتہ کے وعظ مین کل ذکر وداع و فراق
بیان کیا۔ خلق حیران تھی کہ یہ کیا بیان ہے اسوقت آپنے یہ شعر پڑھا **شعر** رفتم اے یاران بسامان
خیر باد + نیست آسان کردن ازجان خیر باد + اس بیت کو پڑھکر ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو جانو اور آگاہ ہو
کہ مجھے میرے پیر نے خواب مین ارشاد فرمایا ہے کہ مین تیرا منتظر ہون۔ تم آجاؤ مجھپر اُنکے ارشاد کی
تعمیل ضروری ہے۔ اب مین عالم فانی سے کوچ کرتا ہون یہ کہکر منبر سے اوترآئے اور اسی ہفتہ کے اندر
انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ +

مجلس سوم ۔ روز سہ شنبہ تاریخ ۲۸ ماہ رمضان المبارک ۷۱۹ھ کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔
اسوقت ایک عزیز حاضر ہوا اور کسی شخص کیجانب سے نذر گذرانی۔ حضرت خواجہ ذکراللہ بالخیر نے اس
شخص کو نہ پہچانا دریافت فرمایا کہ وہ کون ہے اس آنیوالے نے اسکی تعریف بیان کی مگر آپنے پھر
بھی نہ پہچانا اور ارشاد فرمایا کہ مین بہت سے آدمیون کو نہین جانتا ہون اگر وہ میرے سامنے
آوین تو پہچان لیتا ہون مگر نام سے شناخت نہین کرسکتا۔ اسیوقت یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ
حضرت شیخ الاسلام فریدالدین نوراللہ مرقدہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ کا نام نظام الدین تھا
حضرت انکو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ اگر کوئی گستاخی اُس سے سرزد ہوتی آپ اس کا بھی خیال نفرماتے
بلکہ ہنسنے لگتے۔ یہ نظام الدین فوجی ملازمت مین تھے ایک مرتبہ سفر کو گئے اور چند روز بعد کسی شخص کے
ہاتھ آپ کو سلام کہلا بھیجا اس شخص نے آپکی خدمت مین ان الفاظ سے کہ مخدوم زادہ نظام الدین نے
آپ کو سلام عرض کیا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام نے نہ پہچانا اور ارشاد فرمایا کس نے کہا ہے اسنے دوبارہ
عبارت اول بیان کی مگر آپنے نہ پہچانا۔ ہرچند اُس شخص نے سمجھایا کہ نظام الدین آپ کا صاحبزادہ
ہے اور اُسنے سلام کہا ہے مگر اسوقت آپ پر اسقدر مشغولی حق غالب تھی کہ آپنے مطلق شناخت نہ کیا
اسکے بعد یہ **حکایت** شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی کہ آپ کی خدمت مین بھی

اس آنے والے نے اُسکی تعریف کی۔ آپ نے نہ پہچانا اسنے بہت سی نشانیاں بیان کین شیخ نے فرمایا کہ اس سے کچھ فائدہ نہیں اُسنے مجھے کبھی دیکھا ہے اس شخص نے جواب دیا کہ وہ آپ کا مرید ہے۔ شیخ نے یہ سنتے ہی فرمایا کہ اب گفتگو تمام ہوئی۔ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ شیخ بہاء الدین زکریا جب کسی شخص کو کوئی شئے عنایت فرماتے اچھی اور زیادہ مقدار مین دیتے تھے۔ معلم جو آپکے لڑکون کو پڑھاتا تھا اُسکو علاوہ تنخواہ کے انعام مرحمت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ والی ملتان کا ذخیرۂ غلہ ختم ہوگیا تھا اُسنے آپ سے طلب کیا آپنے اس کا التماس قبول فرماکر انبار غلہ دیدیا جب والی کے ملازمین اسکو نکالکر لیجانے لگے اس انبار مین سے کئی سبو چھاے گلی پر از سیم وزر برآمد ہوئے۔ ان لوگون نے والی کو خبر کی والی نے حکم دیا کہ مین نے غلہ حضرت سے مانگا تھا یہ نقدانہ آپکی خدمت مین لیجاؤ۔ جسوقت وہ روپیہ حضرت کے پاس لایا گیا آپنے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس روپیہ کا حال معلوم تھا لیکن مین نے یہ نقدانہ معہ غلہ والی کو دیدیا ہے اُسکے پاس لیجاؤ کہ وہ اپنے صرف مین لائے۔ اسکے بعد گفتگو دربارۂ ترک دنیا ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے ایک روز ایک سوتے ہوئے شخص کو جگاکر ارشاد فرمایا کہ اُٹھ اور خدا کی عبادت کر اُسنے جواب دیا مین نے وہ عبادت اختیار کر رکھی ہے جو تمام عبادات سے افضل ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کونسی عبادت ہے جواب دیا کہ ترکت الدنیا باھلہا اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ من رضی اللہ تعالیٰ بقلیل من الرزق رضی اللہ عنہ بقلیل من العمل اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص دنیا سے اسحال مین بجانب دار بقا روانہ ہو کہ اُسکے پاس نہ روپیہ ہو اور نہ پیسہ وہ بہشت مین سب سے زیادہ غنی ہوگا۔ الّا اسلام شرط ہے۔

مجلس چہارم۔ روز شنبہ تاریخ ۲۴۔ ماہ شوال ۷۰۹ھ کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی گفتگو قرآن کی قرأت کے بارہ مین ہورہی تھی آپنے ارشاد فرمایا کہ مین نے دو فائدے دیکھے ہین یہ فوائد دوسری کتابون مین نہین دیکھے ایک اس آیتہ اذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ملکا کبیرًا پڑھتے تھے اور دوسری آیۃ لقد جاءکم رسول من انفسکم اسکو بھی من انفسکم پڑھا ہے اور یہ نفس نفوس دیگر سے نہایت اعلیٰ واولیٰ وافضل ہے اسکے بعد گفتگو اس امر مین ہوئی کہ مرد متعبد سے جب کوئی وظیفہ یا ورد فوت ہوجاتا ہے وہ اسکے واسطے موت سے برابر ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک لشکری نے شیخ بہاء الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنا خواب بیان کیا آپنے تعبیر مین ارشاد فرمایا کہ تیری موت قریب ہے توبہ اور استغفار مین مشغول ہو۔ آپکی خانقاہ سے نکلتے ہی ایک صوفی نے حاضر ہوکر اوسی مضمون کا خواب بیان کیا شیخ متحیر ہوئے کہ وہ مرد

لشکری ہے کسی لڑائی مین اسکا واقعہ ہوگا الا یہ صوفی ہے اسکو لڑائی بھڑائی سے کیا کام جو شہید ہو۔
آپ متفکر تھے کہ اسوقت خبر پہونچی کہ وہ لشکری لڑائی مین مارا گیا اور اس صوفی کی نماز صبح قضا
ہوگئی تھی **اسکے بعد** گفتگو ملازمت اوراد کے بارہ مین ہوئی آپنے ارشاد فرمایا کہ صاحب ورد
کا ورد جو بسبب بیماری قضا ہو اوسکے نامۂ اعمال مین ادا شدہ لکھے ہین اور برابر ادا شدہ کے
ثواب دیا جاتا ہے لیکن اکثر اشخاص ورد مخصوص نہین کرتے جو کچھ ہو سکتا ہے غیر مقررہ طور پر
پڑھتے ہین قضا ہونے سے اون کو ثواب نہین ملتا کیونکہ وہ ورد معین ہے۔ صاحب ورد کو لازم
ہے کہ اپنی ذات پر اوراد مخصوص کرلے اور ہر روز بلا ناغہ پڑھا کرے کہ اگر کسی بیچ مرض سے ورد قضا
ہو جائے تو بھی ثواب ملے اسوقت آپنے فضیلت مسبعات عشر مین نہایت غلو فرمایا اور یہہ
حکایت ارشاد فرمائی کہ ایک شخص پیوستہ مسبعات عشر پڑھتا تھا ایک مرتبہ راستہ مین اسکو
رہزنون سے سابقہ ہوا خوف ہلاکت قریب تھا اسیوقت دو سوارون کو دیکھا کہ ننگے سر گھوڑے
دوڑاے ہوئے آتے ہین اور پہونچتے ہی اس شخص کو رہزنون سے خلاصی بخشی اس شخص نے
اُن سے دریافت کیا کہ تم کون ہو جواب دیا کہ ہم مسبعات عشر ہین اور وہ دعائین ہین جسکو تو
ہر روز سات مرتبہ پڑھتا ہے۔ اس شخص نے ننگے سر ہونے کا باعث دریافت کیا جوابدیا کہ تم
بغیر تسمیہ پڑھتے ہو اس سبب سے ہمارے سر پر تاج نہین ہے بندہ نے دریافت کیا کہ تسمیہ
کس وقت پڑھنی چاہئے آپنے ارشاد فرمایا کہ سر ہر سورہ پر پڑھنی چاہیئے۔ **اسکے بعد** ارشاد فرمایا
کہ قاضی کمال الدین جعفری حاکم بدایون باوجود کارہاے بسیار قرآن شریف بہت پڑھتے تھے
جب بوڑھے ہوئے تھک گئے اور بوجہ ضعیفی معذور ہوئے۔ لوگون نے دریافت کیا کہ آپ
اب کونسا وظیفہ پڑھتے ہین جواب دیا کہ مسبعات عشر پڑھتا ہون۔ یہ جامع اوراد ہے اسکے بعد
ارشاد فرمایا کہ قاضی کمال الدین واصلان الٰہی سے تھے کعبہ شریف مین مہتر خضر سے ملاقی
ہوئے تھے اور آپ کو وظیفہ مسبعات عشر حضرت خضر علیہ السلام نے تلقین فرمایا تھا اور بوقت
تلقین بیان کیا کہ مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تلقین فرمایا تھا۔ الحمد للہ علی ذلک +

مجلس پنجم۔ روز چہارشنبہ تاریخ ۲۸۔ ماہ شوال سنہ مذکور کو دولت قدمبوسی حاصل ہوئی۔ گفتگو
اسبارہ مین ہو رہی تھی کہ ہر رنج و مشقت جو بندہ کو پہونچتا ہے اسکو جاننا چاہیئے کہ یہ کس وجہ سے
پہونچا ہے فی الواقع اس تکلیف سے اُسے خیریت حاصل ہوتی ہے لازم ہے کہ متنبہ ہو۔ اور اُس
فعل سے جو باعث ہوا اجتناب کرے اور جس شخص کو کبھی رنج نہین ہوتا اور نہ اسپر مصیبت پڑتی ہے

عفیفہ صالحہ تھی مین نے ایسی زبانی سنا ہے وہ فرماتی تھین کہ مین آپنے پیر مین کانٹا چبھنے کی وجہ تک
جانتی ہون کہ کس وجہ سے چبھا ہے اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کو تہمت لگائی گئی تھی اور قصہ اسکا معروف ہے القصہ بعد اس تہمت کے حضرت عائشہ صدیقہ رض
مناجات مین فرماتی تھین کہ الٰہی مین اس تہمت کا باعث جانتی ہون کہ تیرا رسول علیہ السلام تیری
محبت کا دعویٰ صادق کرتا تھا لیکن بہت تھوڑی سی محبت مجھ سے بھی رکھتے تھے یہ تہمت مجھ پر
اس سبب سے لگائی گئی تھی۔ اسوقت ایک شخص آیا اور چند پھول نذر گزرانے آپنے ارشاد فرمایا کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ احب الی من دنیا کم ثلث الطیب والنساء وقرۃ
عینی فی الصلوۃ اسکے بعد ارشاد فرمایا کہ مقصود لفظ نساء سے عائشہ ہے کہ منجملہ دیگر ازواج مطہرات
کے آپ کا میل اُن کی طرف زیادہ تھا۔ اور مقصود قرۃ عینی فی الصلوۃ سے فاطمہؓ ہین کہ آپ اسوقت
نماز پڑھ رہی تھین اور بعض محدث فرماتے ہین کہ مقصود قرۃ عینی سے نماز ہے اسکے بعد ارشاد
فرمایا کہ حضرت امیرالمومنین ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ اور علی رضی اللہ عنہم نے بھی موافق قول رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم تین تین اشیا کو پسند کیا۔ اور اسیوقت مہتر جبرئیل علیہ السلام بھی نازل ہوئے اور
ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بھی تین چیزون کو دوست رکھتا ہے۔ جوان توبہ کرنے والا۔ اور آنکھ
رونے والی۔ اور دل خوف خدا سے ڈرنے والا۔ اسکے بعد گفتگو اسبارہ مین ہوئی کہ اہل خلق بزرگان
دین کی خدمت مین تحفہ و نذر لاتے ہین پس کونسی شئے نذر کرنا بہتر ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ حضرت
شیخ الاسلام فریدالدین نوراللہ مرقدہ کی خدمت مین ایک شخص نے چھری بطور نذر گذرانی آپنے
واپس فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے پاس چھری نہ لانی چاہئے کہ کارد کا کام قطع کرنا ہے میرے
پاس سوئی لانی چاہئے کہ اسکا کام پیوند کرنا ہے مین فصل کرنے کے واسطے نہین ہون پیوند کرنے
کے واسطے ہون اسکے بعد گفتگو اسبارہ مین ہوئی کہ اہل خلق ایک دوسرے کا عیب بیان کرتے
ہین۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ طاعن۔ عیب جو۔ عیب گو کو سب سے پیشتر یہ دیکھ لینا چاہئے کہ یہ عیب
مجھ مین ہے یا نہین اگر وہ عیب اسمین موجود ہے اسکو شرم کرنی چاہئے کہ مین کس مونھ سے دوسرے کا
عیب بیان کرون کہ خود معیوب ہون۔ اگر وہ عیب اسمین نہو شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس
عیب سے اپنی پناہ مین رکھا ہے اور زبان طعن نکھولنی چاہئے۔ اسکے بعد گفتگو سماع کے بارہ مین ہوئی
حاضرین مین سے کسی شخص نے کہا کہ اسوقت حکم ہوا ہے کہ سماع آپ کے واسطے جائز ہے آپ جب

اور جس طرح چاہین سنین۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ جو شے حرام ہے وہ کسی کے حلال کئے سے حلال نہین ہو سکتی۔ اور نہ حلال شے کسی کے حکم دینے سے حرام ہوتی ہے مسئلہ سماع مختلف فیہ ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سماع کو مباح فرماتے ہین۔ اگرچہ دف اور شبانہ کے ساتھ ہو۔ لیکن ہمارے علما ناجائز بتلاتے ہین۔ اس اختلاف مین حاکم جو حکم فرمائے وہی حکم ہوگا۔ اسوقت کسی شخص نے عرض کیا کہ آپکے بعض مریدون نے کسی موضع مین راگ سنا جسمین مزامیر بھی تھی۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ اون لوگون نے اچھا کام نہین کیا نامشروع فعل اچھا نہین ہوتا اسکے بعد کسی شخص نے ذکر کیا کہ جب وہ سماع سے فارغ ہوئے کسی نے اُن سے پوچھا کہ تم نے مزامیر کے ساتھ سماع کیون سنا ان لوگون نے جواب دیا کہ ہم سماع مین بہت مستغرق تھے کہ ہم کو مزامیر کی موجودگی سے بالکل اطلاع نہین ہوئی۔ خواجہ ذکراللہ بالخیر نے یہ جواب سنکر ارشاد فرمایا کہ یہ محض واہیات جواب ہے اور جملہ معاصی کے بدلے یہ جواب ہو سکتا ہے الا اس سے کچھ فائدہ حاصل مرتب نہین ہوگا۔ اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ صاحب مرصاد نے ایک رباعی اسی معنے مین نظم کی ہے اور مین نے اسوقت یہ ایک شعر پڑھا شعر گفتی کہ بنزد من حرام است سماع + گر بر تو حرام است حرامت بادا + خواجہ ذکراللہ بالخیر نے فرمایا کہ ہان یہ اُن کا کلام ہے اور یہ رباعی پوری فرمائی رباعی دنیا طلبا جہان بکامت بادا + وین جیفہ مردار بدامت بادا + گفتی کہ بنزد من حرام است سماع + گر بر تو حرام است حرامت بادا + اسوقت بندہ نے عرض کیا کہ اگر علما نفی جواز سماع مین بحث کرین وہ کر سکتے ہین الا وہ شخص جو جامۂ فقر سے پیراستہ ہو کیونکہ سماع کا انکار کر سکتا ہے۔ اگر اسکے نزدیک حرام ہو۔ وہ خود نہ سنے گا۔ لیکن دوسرے لوگون کے ساتھ خصومت نکرے گا کہ تم بھی نہ سنو کیونکہ خصومت درویشون کی صفت نہین ہے حضرت خواجہ ذکر بالخیر نے ارشاد فرمایا کہ امت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین بے شمار علما ہین مگر سوائے خاص خاص کے اور بہت کم منع کرتے ہین اور اُسی وقت مناسب اسی معنے کے یہ **حکایت** بیان فرمائی کہ ایک مسجد مین کوئی طالب علم امامت کرتا تھا اور اسکے مقتدی بہت سے علمائے کرام بھی ہوتے تھے۔ ایک روز کوئی معمولی شخص بھی مقتدی ہوا۔ یہ نماز چار رکعت والی تھی امام نے سہو سے قعدہ اولیٰ نکیا اور متصل رکعت دوم تیسری رکعت کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا چونکہ یہ طالب علم صاحب علم تھا اور یہ امر جانتا تھا کہ نماز کس طرح پوری ہوجائیگی علما جو اس کی اقتدا مین تھے وہ بھی خاموش تھے لیکن نووارد شخص نے لفظ کثرت سے لفظ سبحان اللہ استعمال کیا کہ خود اپنی نماز کو تباہ کیا۔ جب امام نے نماز تمام کی اس عامی کی جانب مخاطب ہوکر ارشاد

اور اس مسئلہ کی تحقیق اس طور سے ہے کہ قتل کے ساتھ تین حقوق ہیں ایک حق تو خاص خداوند تعالیٰ کا ہے اور ایک حق اس مظلوم کا ہے جو قتل کیا گیا ہے اور ایک حق اس مقتول کے ولی اور وارث کا ہے۔ پس جسوقت قاتل نے خود کو اپنی خوشی اور اختیار سے مقتول کے ولی کو سپرد کر کے اپنے کئے پر نادم ہوا۔ اور خدا کے خوف سے رویا اور پھر سچی توبہ کر لی تو اب خدا کا حق اسپر سے توبہ کے سبب سے جاتا رہا اور مقتول کے ولی کا حق بھی بسبب اس صلح اور رضامندی کے جو اُسنے اسنے کر لی ہے جاتا رہا اب محض مقتول کا حق رہگیا اسکا معاوضہ خداوند تعالیٰ اپنی نائب اور محسن بندے کی طرف سے یہ کریگا کہ اس میں اور اِس مقتول میں صلح کرا دیگا۔ پس اس حالت میں مقتول کا حق بھی نہیں ضائع ہوا اور قاتل کی توبہ بھی بیکار نہیں گئی۔

اب رہا مال یعنے خونبہا کا مسئلہ اس میں اختلاف ہے ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ جب قاتل نے خونبہا مقتول کے وارثوں کو دیدیا تو اب اس کے ذمہ دینا اور آخرت میں کچھہ نہیں رہا اور وہ بالکل بری ہو گیا۔ بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ جس شخص نے دوسرے پر ظلم کیا ہے اُس کا مطالبہ اسپر باقی ہے۔ اُسکے وارث کے خونبہا وغیرہ لینے سے وہ مطالبہ ساقط نہیں ہوتا کیونکہ مقتول کو اپنی حیات میں اُس سے کچھہ منفعت نہیں ہوئی بلکہ بغیر نفع حاصل کئے مر گیا۔ اور یہ ظلم ہے کہ وہ خود تو نفع نہ حاصل کرے اور غیر نفع حاصل کریں اور اسی بنا پر یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ایک وارث سے حق منتقل ہو کر دوسرے وارث کو اور دوسرے سے تیسرے کو پہونچا غرضکہ اسی طرح سے وارث متعدد ہو گئے تو قاتل سے سب کا مطالبہ ہوگا کیونکہ قاتل پر جو حق واجب ہے وہ ہر ایک وارث کو دینا لازم ہے۔ یہ امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے اصحاب میں سے ایک گروہ کا قول ہے۔

ہمارے شیخ علیہ الرحمۃ نے ان دونوں گروہوں میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ اگر وارث کو خونبہا کے مطالبہ کرنے اور مال کے لینے کا موقع ہوا اور قدرت ہوئی اور پھر باوجود قدرت کے اُس نے مال نلیا یہانتک کہ مر گیا تو اس مطالبہ کا حق اسکو آخرت میں ایسا ہی حاصل ہے

جیسا کہ دنیا میں تھا اور اگر اس وارث کو دنیا میں لینے کی قدرت ہی نہ تھی بلکہ قاتل ظلم و عداوت سے اسپر غالب ہو گیا تھا تو اس حالت میں بھی وارث کا مال کا مطالبہ قیامت میں اسپر باقی ہوگا۔ یہ فیصلہ اس مسئلہ کے متعلق نہایت عمدہ ہے کیونکہ وارث کو جو مال قاتل نے نہ لینے دیا تو یہ ایسا ہوا جیسے کہ اس کے غلام کو کسی نے قتل کر دیا یا اُسکے کھانے پینے کی اشیا کو زبردستی کسی نے کھالیا اور یہ مال جو تلف ہوا ہے وارث کی ملک میں تلف نہیں ہوا اور مطالبہ کا حق اُسکو ہوتا ہے جسکی ملک میں مال تلف ہو۔ پس اب اسطرح سے کہنا لازم ہے کہ اگر مال زمین مکان یا اور اشیاء منقولہ و غیر منقولہ کسی شخص نے اپنی موت کے بعد چھوڑیں تو یہ سب چیزیں وارث کی ملک ہیں چھیننے والے پر وارث کو ہر حالت اور ہر وقت میں انکا واپس کرنا لازم ہے اور اگر غاصب یہ چیزیں وارث کو واپس نہ کرے گا اس حالت میں جسطرح وارث کو دنیا میں اُس سے مطالبہ کا حق ہے ایسا ہی قیامت میں ہوگا۔ یہ بڑا اہم سوال ہے اور اس سے محض اسی جواب میں خلاصی ہے کہ یہ کہا جائے کہ مطالبہ کا حق دونوں لینے والوں وارث و مورث کو حاصل ہے جیسے اگر کسی شخص نے ایک جماعت کی ایک چیز غصب کر لی تو اُن میں سے ہر ایک کو اس غاصب پر حق دعوے ہے یا جیسے کوئی شخص ایسے وقف کا متولی ہوا ہو جو کتنے ہی بطون پر مرتب ہے اور اس شخص نے اگلے بطون کے حقوق کو اس وقف سے باطل کر دیا۔ پس اس حالت میں انمیں سے ہر شخص کو مطالبہ کا حق قیامت میں حاصل ہے اور کوئی ان میں سے کسی پر فضیلت نہیں رکھتا ہے واللہ اعلم۔

فصل ۷۸ - اور چونکہ قتل کا مفسدہ ایسا مفسدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا۔ یعنے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ہمنے بنی اسرائیل پر اسی باعث سے لکھدیا کہ جسنے ناحق کسیکو قتل کیا تو اُسنے گویا تمام آدمیوں کو قتل کیا اور جسنے ایک جان کو زندہ کیا اُسنے گویا تمام

جانوں کو زندہ کیا - اس آیۃ شریفہ کے سمجھنے میں بہت لوگوں کو مشکل واقع ہوئی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ یہ بات معلوم ہے کہ سو آدمیوں کے قتل کرنے کا گناہ خدا کے نزدیک ایک آدمی کے قتل کرنے سے بہت زیادہ ہے اور آیہ شریفہ میں جن لوگوں کا گمان ہے کہ تشبیہہ مقدار اثم اور عقوبۃ کے اندر ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ اسپر دلالت نہیں کرتا ہے اور نہ کسی چیز کی کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دینے سے یہ لازم ہے کہ اُسکے کل احکام کے ساتھ اسکو اخذ کیا جاتا ہے - چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا - کیونکہ کفار جب قیامت کو دیکھینگے تو یہ خیال کریں گے کہ گویا دنیا میں صرف اتنی دیر ٹھیرے جیسے شام یا صبح کا وقت ہوتا ہے - اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ - یعنی کفار دیکھیں گے اُس چیز کو جسکا وعدہ کئے جاتے ہیں یعنے قیامت کا اور اُسکے عذاب کو تو خیال کریں گے کہ گویا دنکی ایک ساعت بھر دنیا میں رہے تھے حالانکہ اس تشبیہہ سے یہ لازم نہیں ہے کہ درحقیقت دنیا میں وہ اتنا ہی ٹھیرے تھے -

اور حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اسنے گویا آدھی رات تک قیام کیا اور جسنے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی اسنے گویا تمام شب قیام کیا یعنے جسنے صبح اور عشا دونوں کی نماز جماعت سے ادا کی جسطرح اوراحادیث میں اسکی تصریح موجود ہے - اور اس سے زیادہ صریح یہ حدیث ہے کہ جسنے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اسکے پیچھے چھ روزے شوال کے رکھے تو اسنے گویا تمام عمر کے روزے رکھے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسنے قل ھو اللہ احد پڑھی اسنے گویا ایک تہائی قرآن شریف پڑھا اور یہ معلوم ہے کہ ان چیزونکا ثواب حقیقتاً تمام شب عبادت کرنے والے کے برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر برابر ہوتا تو پھر اُس شخص کو جسنے عشا و صبح کی نماز جماعت سے ادا کی ہے رات کو نفل پڑھنے میں بجز مشقت و محنت کے کیا فائدہ تھا -

ایمان کے بعد جو چیز افضل ہو وہ فہم ہے جو اللہ و رسول کے احکامات میں بندہ کو دیا جائے اور یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ نفس واحد کے قاتل اور تمام دنیا کے آدمیوں کے قاتل میں تشبیہ کتنی چیزوں میں واقع ہے کہا گیا ہے کہ بہت سی چیزوں میں واقع ہوئی ہے جنمیں سے ایک یہ ہے کہ یہ دونوں خدا و رسول کے نافرمان اور ان کے حکم کے مخالف اور سزا کے مستوجب ہیں اور انمیں سے ہر ایک خدا کی غضب اور اسکی لعنت میں آ گیا ہے اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا مستحق ہو گیا ہے اور وہاں اسکے واسطے عذاب سخت مہیا کیا گیا ہے۔ قاتلوں کے درجہ عذاب میں متفاوت ہوں گے کیونکہ جسنے کسی نبی یا امام عادل یا ایسے عالم کو جو لوگوں کو نیکی کا حکم ہے اور برے کاموں سے بچاتا ہے قتل کیا تو یہ ایسے شخص کے قتل کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا جو عام لوگوں میں سے ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں شخص یعنی تمام آدمیوں کا قاتل اور ایک شخص واحد کا قاتل اس بات میں بھی برابر ہیں کہ ان دونوں کو قتل کیا جائے۔

تیسری وجہ کہ یہ ان دونوں نے حرام خون بہانے پر جرأت کی اسمیں بھی یہ برابر ہیں کیونکہ جسنے بغیر استحقاق کے کسی کو قتل کیا محض اسکے مال لینے کی خاطر اور فساد کے واسطے تو گویا اسنے جتنے لوگوں کا قتل اس سے ممکن ہوا سب کو قتل کر دیا یہ شخص نوع انسان کا نیست و نابود کرنیوالا ہے۔

اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جیسا بہت آدمیوں کے قتل کرنے سے قاتل فاسق کہلاتا ہے ایسا ہی ایک آدمی کے قتل کرنے سے بھی فاسق اور قاتل کہلاتا ہے۔

اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مؤمنوں کو محبت و مودت اور میل جول میں مثل ایک جسم کے قرار دیا ہے کیونکہ جب جسم کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے اسکے سبب سے تمام جسم کو الم اور درد ہوتا ہے اور جب قاتل نے ایک مؤمن کو ایذا دی گویا اسنے تمام مؤمنوں کو ایذا دی اور تمام مسلمانوں کو ایذا دینا تمام عالم کو ایذا دینے کے برابر ہے کیونکہ تمام عالم سے ہر ایک برائی کو اللہ تعالیٰ مؤمنوں ہی کے طفیل سے دفع کرتا ہے کس لئے کہ حقیر کو ایذا دینی محقر کو ایذا دینی ہے۔

اور جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی نفس ظلم سے نہیں قتل کیا جاتا مگر کہ ابن آدم یعنے قابیل پر اسکا گناہ ہوتا ہے کیونکہ اسنے ہی اول قتل ایجاد کیا ہے اور اس قسم کی وعید اول زانی اور اول سارق کے بارے میں نہیں آئی ہے اور اگرچہ پہلا مشرک اس قسم کی وعید کا زیادہ مستحق تھا کیونکہ اسنے پہلے پہل شرک ایجاد کیا ہے اور اسی سبب سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن لحی خزاعی کو سخت ترین عذاب میں مبتلا دیکھا کیونکہ یہ شخص ہے جس نے اول دین ابراہیمی کو بدلا ہے حالانکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ولا تکونوا اول کافر بہ یعنے تم اسکے ساتھ (اے قریش) پہلے کافر مت ہو کیونکہ تمہارے بعد کے جو لوگ ہیں وہ بھی تمہاری اقتدا کریں گے اور انکا گناہ بھی تمہارے اوپر ہو گا۔

اور یہی حکم ہر ایسے شخص کا ہے جو برا کام ایجاد کرے اور پھر لوگ اسکی پیروی کریں۔ چنانچہ اسکے متعلق جامع ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اور وہ حضور صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا قیامت کے روز قاتل کی پیشانی اور سر کو مقتول اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے حاضر ہوگا اور کہتا ہوگا کہ اے پروردگار اس سے سوال کر کہ اسنے مجھکو کیوں قتل کیا تھا۔ ابن عباس رض سے لوگوں نے کہا کہ اگر قاتل نے توبہ کرلی تو کیا پھر بھی ایسا ہوگا۔ انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا۔ یعنے جس نے مومن کو قصداً قتل کیا اسکی سزا جہنم ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہیگا۔ پھر ابن عباس رض نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہوئی اور نہ تبدیل ہوئی ہے پھر اسکے واسطے توبہ کیسے ہوسکتی ہے۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے، صحیح بخاری میں سمرۃ بن جندب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ اول انسانوں کی (بعد مرنے کے) جو چیز سڑتی ہے وہ اسکا پیٹ ہے پس تم میں سے جو اچھی چیزیں کھا سکتا ہو اسکو اچھی چیزیں ہی کھانی چاہئیں اور جو یہ چاہے کہ اپنے اور جنت کی درمیان میں ایک ہتیلی بھر خون جسکو اسنے بہایا ہے حائل نکرے تو اسکو ایسا ہی کرنا چاہیے ترمذی میں نافع سے روایت ہے کہتے ہیں ایک دن عبداللہ بن عمر نے کعبہ شریف کی طرف

دیکھ کر کہا کہ تو بزرگ اور بڑا بزرگ ہے مگر خدا کے نزدیک مؤمن کی بزرگی تجھ سے زیادہ ہے ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

صحیح بخاری میں ابن عمرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مومن ہمیشہ اپنے دین کی کشادگی میں رہتا ہے یہانتک کہ خون حرام اُس سے سرزد نہو۔ اور بخاری نے ابن عمر سے ذکر کیا ہے کہ اُن ہلاکت کے امور میں سے جنمیں جو شخص اپنے تئیں گرا دے پھر اُن سے خلاصی ممکن نہیں حرام خون کرنا ہے جو کسی طرح حلال نہو۔ صحیحین میں ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اور وہ اس حدیث کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مؤمن کو بُرا کہنا فسق ہے اور اسکو قتل کرنا کفر ہے اور صحیحین میں یہ روایت ہے کہ حضور نے فرمایا (اے لوگو) تم میرے بعد کفار نہ بن جانا کہ تم میں سے بعض بعض کو قتل کریں اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے معاہد۔ یعنے اس شخص کو جس سے عہدِ امن کا ہوچکا ہے قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھے گا۔ حالانکہ اُسکی خوشبو چالیس برس کی مسافت سے پائی جائے گی۔

یہ سزا اوس شخص کی ہے جو دشمن خدا یعنے کافر معاہد کو قتل کرے اور جو مسلمان بندے کو قتل کرے اسکی سزا اسی سے قیاس کر لینی چاہیئے۔

اور روایت ہے کہ ایک عورت نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا اور وہ بھوکی پیاسی مرگئی تھی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو دوزخ میں ملاحظہ فرمایا کہ وہ بلی اُس کا مُونھ اور سینہ اپنے پنجوں سے نوچ رہی ہے۔

خیال کرنے کی بات ہے کہ جب بلی کے معاوضہ میں اس عورت کو یہ سزائے سخت ملی تو پھر اس شخص کو جسنے مؤمن کو قید کیا یہانتک کہ وہ مرگیا کیا سزا ملیگی۔ اور بعض سُنن میں روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دُنیا کا زوال

خدا کے نزدیک بااجرم مؤمن کے قتل سے آسان ہے۔

فصل ۷۹

چونکہ زنا کا مفسدہ بہت بڑے مفاسد میں سے نظام عالم کے بالکل خلاف ہے کیونکہ اس سے نسب کی حفاظت فروج کی حمایت اور محرمات کی صیانت قایم نہیں رہ سکتی بلکہ بڑی بڑی عداوتیں اور بغض قائم ہو جاتے ہیں اور ہر شخص جس کے کسی رشتہ دار کے ساتھ زنا کیا جائے۔ زانی کی ماں بہن بیٹی کے ساتھ زنا کا متلاشی ہوتا ہے اور یہی باتیں خرابی عالم کا باعث ہیں۔ اور انہیں بواعث سے زنا کا مفسدہ قتل مفسدہ کے قریب قریب ہے اور اسی سبب خداوند تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سُنن میں ان دونوں کو ساتھ ذکر کیا ہے چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا۔

امام احمد فرماتے ہیں قتل نفس کے بعد زنا سے بڑھکر میرے خیال میں کوئی گناہ نہیں۔ چنانچہ خود خداوند تعالیٰ نے اپنی کتاب پاک میں اس بات کی تاکید فرمائی ہے۔ فرماتا ہے والذین لایدعون مع اللہ الھا اٰخرو لا یقتلون النفس اللتی حرم اللہ الا بالحق ولایزنون اور وہ لوگ جو خدا کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے ہیں اور نہ جس جان کو خدا نے حرام کیا ہے اسکو قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں مطلب یہ کہ شرک قتل و زنا کا ساتھ ذکر ہے اور ان تمام گناہوں کی سزا دوزخ میں سخت عذاب اور عقوبت کے ساتھ مبتلا رہنا ہے بشرطیکہ بندہ اس عذاب کو اپنے ذمہ سے توبہ و ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ دفع نہ کر دے اور خداوند تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا یعنی زنا کے قریب نہ جاؤ کیونکہ وہ فحش کام اور برا

راستہ ہے اس آیت میں خداوند تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ زنا فی نفسہ فحش فعل ہے اور ایسا فحش ہے کہ اسکی قباحت عقلوں میں قرار پکڑ گئی ہے۔ یہانتک کہ بہت حیوانات بھی اسے بُرا سمجھتے ہیں چنانچہ بخاری نے اپنی صحیح میں عمرو بن میمون اودی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک بندر کو دیکھا تھا کہ اس نے ایک بندریا سے زنا کیا سب بندروں نے جمع ہوکر ان دونوں کو پتھروں سے مار ڈالا۔ پھر خداوند تعالیٰ نے اس کی انتہا سے خبر دی کہ یہ بُرا راستہ ہے کیونکہ یہ ہلاکت اور ذلت اور محتاجگی کا راستہ دُنیا میں اور دوزخ اور عذاب اور خرابی کا راستہ آخرت میں ہے۔

اور چونکہ باپوں کی بی بیوں سے نکاح کرنا نہایت ہی قبیح تھا اس واسطے اُسکی بُرائی زیادہ شدّومد سے فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا

یعنے بیشک یہ فحش فعل اور خدا کے غصہ کا سبب اور بُرا راستہ ہے۔

اور خداوند تعالےٰ نے بندہ کی فلاحیت کو حفاظت فرج پر منحصر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون الی فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون

پس بغیر حفاظت فرج کے بندہ کی فلاحیت ممکن نہیں۔ اور ان آیات سے تین امر مظہر ہیں ایک تو یہ کہ جسنے اپنی فرج کی حفاظت نہ کی وہ فلاحیت پانے والوں میں نہوگا بلکہ ملامت والوں اور حد سے بڑھنے والوں میں سے ہوگا۔

پس فلاحیت اُسکے پاس سے جاتی رہی اور حد سے تجاوز کرنے اور ملامت میں گرنے کا نام اسپر اقع ہوگیا اور اسی کی نظیر خداوند تعالیٰ نے فرمائی ہے

جو سورۂ معارج میں مذکور ہے جہاں خدا نے انسان کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہ بڑا ہی تھوڑدلا پیدا کیا گیا ہے اور بُرائی بھلائی پر صبر نہیں کر سکتا بلکہ جب اسکو کسی طرح کا فائدہ پہونچتا ہے تو بخل کرنے لگتا ہے اور لوگوں کو اُن کا حق نہیں دیتا۔ اور جب کسی طرح نقصان پہونچتا ہے تو گھبرا اُٹھتا ہے مگر وہ لوگ مستثنٰے اور ساری خلق میں سے نجات پانے کے مستحق ہیں جو اپنی شرم گاہوں کو بچائے رہتے ہیں ہاں اپنی بیبیوں اور لونڈیوں سے مصروف رہتے ہیں اور اُن کے ساتھ مصروف رہنے میں اُن پر کچھ ملامت نہیں لیکن جو لوگ ان کے علاوہ اور کے طلبگار ہوں تو اُن کو سمجھو کہ وہ حد فطرت سے بڑھ گئے ہیں۔ الغرض چونکہ زنا تمام جرموں کی فہرست بڑا جرم تھا اس لئے خدا تعالٰی نے اس کے اسباب و ذرائع کے دفع کرنے میں بہت کوشش کی اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد کیا کہ مسلمانوں کو نظریں نیچی رکھنی اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم فرمائیں۔ اور ساتھ ہی اُنہیں یہ بھی جتا۔ تبادیں کہ خدا اُن کے اعمال پر مطلع ہے اور اُنہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ یعنے وہ آنکھوں کی خیانت سے واقف ہے اور جو باتیں سینوں میں مخفی ہوتی ہیں انھیں خوب جانتا ہے چونکہ زنا کا پیش خیمہ اور مبداء نظر ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ آیہ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ میں نظریں نیچی رکھنے کو حفاظت شرم گاہ پر مقدم رکھا۔ وجہ یہ کہ نظر تمام حوادث و آفات کی تمہید اور بڑے بڑے مہلکات کا پیش خیمہ ہے جیسا کہ آگ کے بھڑکانے اور مشتعل کرنے کا ذریعہ چھوٹی چھوٹی چنگاریاں ہوتی ہیں زنا کی محرک اولا نظر ہوتی ہے۔ پھر خطرہ۔ پھر قدم۔ پھر خطا۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ جو شخص ان چاروں کی حفاظت کیا کرتا ہے وہ اپنے دین کو نظر کے آثار بد اور خطرات اور لفظات اور خطوات سے محفوظ رکھتا ہے اور جب یہ ہے تو بندہ کو لائق ہے کہ اپنے نفس کی کماحقہ دربانی کرے اور ان چاروں دروازوں پر کمال احتیاط و ہوشیاری کے ساتھ بیٹھا رہے اور دشمنوں کی رخنہ اندازی سے اپنے نفس کو بچاتا رہے کیونکہ آدمی کے قلعہ نفس میں ان ہی دروازوں سے دشمن داخل ہوتا ہے اور شہروں میں پھیل کر جس چیز پر قابو پاتا ہے پھوڑ کر اس کا ستیاناس کر دیتا ہے +

فصل چونکہ اکثر معاصی بندہ پر ان ہی چار دروازوں سے داخل ہوتے ہیں لہٰذا ہم اُن میں ہر ایک باب

باب کے متعلق ایک ایسی فصل ذکر کرتے ہیں جو اُس کے لایق اور مناسب ہے لحظات یعنے کن
آنکھوں سے دیکھنا شہوت کا جاسوس اور قاصد ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے میں اسکی حفاظت
کو بہت بڑا دخل ہے۔ گویا اصل میں اسی کی حفاظت سے شرمگاہ کی حفاظت ہوسکتی ہے جو شخص
اپنی نظر کو مطلق العنان کر دیتا ہے وہ درحقیقت اُسے ہلاکت کے تیرہ و تاریک بھنور میں ڈال دیتا
ہے اور خود تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا! تم اجنبی عورت
پر پے در پے نظریں نہ ڈالا کرو کیونکہ پہلی نظر جو نادانستگی میں پڑجاتی ہے وہ تمہارے لئے معاف ہے
اور دوسری نظر ناجائز۔ مسند میں حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر
ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے جو شخص اپنی نظر عورت کی خوبصورتی اور امرد کے
محاسن سے بند رکھے گا خدا اسکے دل میں عبادت کی ایسی حلاوت ڈال دے گا جسکا اثر قیامت
تک باقی رہے گا۔ اور فرمایا کہ لوگو! اپنی آنکھوں کو نیچی رکھو اور شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔
آپ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ لوگو! تم شارع عام۔ اور گذرگاہوں پر بیٹھنے سے بچو۔ حاضرین نے عرض
کیا یا رسول اللہ ان مقامات پر بیٹھے بغیر ہمیں بن نہیں پڑتا۔ فرمایا اگر ایسا ہی بیٹھنا ہے تو رستہ
کا حق ادا کرو۔ عرض کیا کہ راستہ کا حق کیا ہے۔ فرمایا آنکھوں کا بند رکھنا۔ ایذا دینے والی چیزوں
کا راہ میں سے دور کرنا۔ سلام کا جواب دینا۔ نظر اُن حوادث عامہ کی جڑ ہے جو انسان کو وقتاً فوقتاً
پہونچتے رہتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ نظر سے خطرہ۔ خطرہ سے فکر۔ فکر سے شہوت۔ شہوت سے ارادہ
پیدا ہوتا ہے۔ پھر ارادہ قوی ہوتا اور عزم جازم پیدا ہوتا ہے اور ان سب باتوں کے بعد فعل
وقوع میں آتا اور اُس کی محبت اس درجہ دل میں رچ جاتی ہے کہ پھر کسی کے منع کرنے سے
باز نہیں رہ سکتا۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ آنکھ کے بند رکھنے پر صبر کرنا ان آفات و مصائب پر
صبر کرنے سے بہت آسان ہے جو اسکے وقوع میں آتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے۔ ؎
کل الحوادث مبدأها من النظر + ومعظم النار من مستصغر الشرر + کم نظرة بلغت
فی قلب صاحبها + کمبلغ السهم بین القوس والوتر + یعنے نظر تمام حوادث و آفات کا سرچشمہ
ہے جیسے چھوٹی چھوٹی چنگاریوں سے آگ کا ڈھیر ہو جاتا ہے بہت سی نظریں ایسی ہیں کہ نظر کرنیوالے کے دل
میں پہونچ کر ویسا ہی اثر پیدا کرتی ہیں جیسے وہ تیر جو کمان اور وتر میں پہونچ کر کرتا ہے اسکے بعد

شاعر کہتا ہے ؎ والعبد مادام ذا طرف یقلبہ ✦ فی اعین العین موقوف علی الخطر
یسر مقلتہ ما ضر مہجتہ ✦ لا مرحبا بسرور عاد بالضرر ✦ یعنے بندہ جب تک نظر ادہر ادہر
ڈالتا رہتا ہے اور حسین لوگوں کو تکتا رہتا ہے ہمیشہ موضع خطر میں رہتا ہے بیشک اس سے آنکھوں
کو سرور حاصل ہوتا ہے لیکن یہ سرور اسکی اصلی خوشی کو نقصان پہونچاتا ہے اور جس سرور کے
بعد ضرر پیدا ہو وہ نہایت ہی نامبارک سرور ہے نظر کی آفتوں میں سے ایک بڑی آفت یہ ہے کہ
وہ دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والی حسرتیں اور طرح طرح کی قلق و اضطراب اور باطنی شورشیں پیدا
کر دیتی ہے خاصکر اسوقت جبکہ بندہ کسی ایسی چیز کو دیکھے جسپر اس کا نہ تو قابو چل سکے اور نہ اس سے
صبر ہی ہو سکے اور اس سے بڑھ کر کوئی عذاب و مصیبت نہیں ہو سکتی کہ تم ایسی چیز کو دیکھو کہ
جس سے نہ تو صبر ہی کر سکو نہ اسپر قدرت ہی رکھو جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎ وکنت متی
ارسلت طرفک رائدا ✦ لقلبک یوما اتعبتک المناظر ✦ رایت الذی لا کلہ انت قادر
علیہ ولا عن بعضہ انت صابر ✦ یعنے جب تونے اپنی نظر کا قاصد چھوڑا تو تیرے ایک دل کو
ایسا نہیں کرتا ہے کہ وہی منظر جسکو تونے دیکھا ہے مشقت و بلا میں ڈال دیں گے تونے ایک
ایسی چیز دیکھی ہے کہ نہ تو اس کے پورے حصہ پر قدرت رکھتا ہے اور نہ بعض حصہ سے صبر کر سکتا
ہے اور بہت سے منظر کے تیر چلانے والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ ہنوز ان کے تیر نشانہ تک
نہیں پہونچتے اور وہ خود مقتول ہو کر اپنے خون میں تڑپنے لگتے ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے ؎ یا
ارسلا ...ة فاعلت لحظاتہ ✦ حتے تشحط بینھن قتیلا ✦ اور اسی کے ہم معنے یہ ابیات
ہیں ؎ یا ایھا الرامی بسھم لحظاتہ ✦ وافقا علی طلل یظن جمیلا ✦ مازال یتبع اثرہ
لحظاتہ ✦ حتے تشحط بینھن قتیلا ✦ یہ بات نہ صرف تعجب بلکہ حیرت انگیز ہے کہ دیکھنے والے کی
نظر ایک ایسا زہریلا تیر ہے کہ منظور الیہ یعنے جس کو دیکھتا ہے ہنوز اس تک پہونچنے نہیں پاتا
کہ فوراً دیکھنے والے کے دل میں اپنا گھر کر لیتا ہے چنانچہ میرے ایک بڑے قصیدے کی چند
بیتیں اس مضمون کو اچھی طرح ثابت کرتی ہیں جو میں نے ایک موقع خاص میں کہا ہے اور وہ یہہ
ہیں ؎ یا رامیا بسھام اللحظ مجتھدا ✦ انت القتیل بما ترمی فلا تصب ✦ وباعث
الطرف یرتاد الشفاء لہ ✦ احبس رسولک لا یاتیک بالعطب ✦ یعنے اے نظروں کے تیر

پھینکنے والے تو ہی ان تیروں کے برسانے سے ہلاک ہو گا تو اگر ہلاکت و تعب سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اور اپنی خیریت کا ارادہ رکھتا ہے تو تو فاسد نظر کو روک لے + اور اس سے زیادہ تعجب و حیرت کی بات ہے کہ نظر کا ایک تیر دل پر ایسا زخم لگاتا ہے کہ اس کے پیچھے پے درپے زخم پڑتے چلے جاتے ہیں اور کوئی چیز الم جراحت اور زخم کی تکلیف سے اُسے محفوظ نہیں رکھ سکتی چنانچہ اسی مطلب کے لحاظ کرنے کے لئے میں نے یہ چند شعر کہے ہیں ؎ مازلت تتبع نظرۃ فی نظرۃ + فی اثر کل ملیحۃ وملیح + وتظن ذاك دواء جرحك وهو + فی التحقیق تجریح علی التجریح + فذبحت ما للحاظ و ما لیکا + فالقلب منك ذبیح ای ذبیح + یعنے تو ہر حسین عورت اور خوبصورت مرد کے پیچھے ہمیشہ پے درپے اور متواتر نظریں ڈالتا رہا اور گمان کرتا رہا کہ یہ تیرے زخموں کا علاج ہے۔ حالانکہ حقیقت میں تیرے دل پر زخم پر زخم لگتے رہے اور تونے اپنے دل کو نظروں کے زہریلے اور آہ و بکا سے ذبح کر ڈالا اور ایسی بُری طرح ذبح کیا کہ بیان میں نہیں آسکتا۔ اسی وجہ سے لوگوں نے کہا ہے کہ آنکھوں کا بند کرنا ہمیشہ کی حسرتوں کے رنج اٹھانے سے بہت بہتر اور سہل ہے۔

فصل رہے خطرات وہ آدمی کے حق میں نہایت خطرناک اور نازک ہیں کیونکہ یہی بھلائی بُرائی دونوں کے مبدا اور ان ہی سے ارادے اور ہمتیں اور عزم پیدا ہوتے ہیں تو جس شخص نے اپنے خطرات کی رعایت کی جیساکہ رعایت کرنے کا حق ہے۔ اس نے اپنے نفس کی باگ اپنے قابو میں کرلی اور نفسانی خواہشات کے ناملبارک ولولوں اور آفات و مصائب کا شکار بنانے والے جوشوں کو دبا دیا بخلاف اس کے جس شخص کے خطرات اس پر غالب آگئے وہ اپنے نفس اور خواہشوں کے ہاتھوں مغلوب ہوگیا اور جو خطرات کے مقابلہ میں سُست پڑ جائیگا اُسے اُس کے خطرات ہلاکت کے گڑھوں میں کشاں کشاں لے جائینگے۔ الغرض خطرات آدمی کے دل پر ہمیشہ گذرتے اور آمد و رفت کرتے رہتے ہیں یہانتک کہ وہی خطرات باطل آرزوؤں اور فاسد تمناؤں کا بالکل جامہ پہن لیتے اور آدمی اُن کو حقائق اور نفس الامر میں یقین کرلیتا ہے۔ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰهُ حِسَابَهٗ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ یعنے چٹیل میدان میں

چلکتا ہوا ریت کہ پیاسا اُس کو دور سے پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اُس کے پاس آیا تو اُس کو کچھ بھی نہ پایا اور پیاسا تڑپ تڑپ کر مر گیا اور دیکھا تو خدا کو اپنے پاس موجود پایا اور اُس نے اُسکے اعمال کا حساب پورا پورا چکا دیا اور اللہ تعالیٰ بیشک بہت جلد حساب کرنے والا ہے۔

تو تمام لوگوں میں نہایت ذلیل اور نہایت پست ہمت وہ شخص ہے جو حقایق کو چھوڑ کر فاسد تمناؤں اور خیالی آرزوؤں سے راضی ہو جاتا ہے اور انہیں حاصل کر کے اُن سے وابستہ ہونے کو کامیابی سمجھے اور یہی باتیں آج کل کے مفلسوں کے لئے راس المال اور خسیس دنیا کے طالبوں اور باطل تاجروں کے واسطے اصل رقم سمجھی جاتی ہیں لیکن حقیقت میں یہ نفس کی وہ قوت فارغہ ہے جس نے وصل کے عوض جھوٹے اور بے بنیاد خیال پر قناعت کر لی ہے اور حقیقتوں کو چھوڑ کر باطل تمناؤں کو اختیار کر لیا ہے۔ جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے اور کیا خوب کہتا ہے ؎ امانی من سعدیٰ رواءٌ علی الظما * رقتنا بہا سعدیٰ علی ظما برد اٖ منی ان تکن حقا تکن احسن المنیٰ * والا فقد عشنا بہا زمنا رغدا * اصل میں یہ حالت آدمی کے لئے تکلیف دہ اور ضرر رساں ہے جو عجز اور کسل سے پیدا ہوتی ہے اور پھر اس سے تقصیر اور حسرت اور ندامت اور تضیع اوقات پیدا ہوتی ہیں وجہ یہ کہ جو شخص طرح طرح کی فاسد تمناؤں میں غرق رہتا ہے چونکہ اس سے حقیقۃ الامر اور واقعی بات فوت ہو جاتی ہے۔ اس لئے وہ خیالی تصویر کو ذہن نشین کرتا اور آپ ہی خوش ہو کر کبھی اُس کو گلے سے لگاتا اور گاہے سینے سے چپٹاتا ہے تو ایسے شخص نے گویا ایک محض وہمی اور خیالی صورت پر قناعت کی جسے فکر فاسد نے اُس کی نظروں میں کھپا دیا اور حقیقت میں دیکھو تو اس سے اُس کو کچھ فائدہ نہیں پہونچتا اس شخص کی بعینہ اُس بھوکے اور پیاسے آدمی کی مانند ہے جو اپنے وہم میں کھانے اور پانی کی صورت جمع کرتا ہے لیکن حقیقت میں نہ وہ کھانے ہی سے کچھ فائدہ اٹھاتا ہے نہ پانی ہی سے۔ پھر آدمی کا ان خطرات سے تسلی پانا اور سکون و اطمینان حاصل کرنا نفس کی خساست اور کمینگی کی دلیل ہے کیونکہ نفس کی شرافت اور پاکیزگی اور عالی ہمتی تو یہ ہے کہ وہ اس قسم کے خطرات کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکے اور اُن خیالات کو نسیاً منسیا کردے جن کی کوئی اصل اور حقیقت نہ ہو نیز اس بات سے کبھی خوش نہ ہو کہ خطرات

گذریں اور وہ اُن سے الفت وانست حاصل کرے۔ پھر خطرات کی اگرچہ بیشمار قسمیں ہیں مگر اُنکے اصول چار ہیں۔ ایک وہ خطرات جن سے آدمی دنیاوی فوائد حاصل کرتا ہے۔ دوسرے وہ جن سے دنیاوی تکالیف اور مضرتیں دفع کرتا ہے۔ تیسرے وہ خطرات جن کی وجہ سے آدمی اخروی مصالح جمع کرتا ہے چوتھے وہ جن کے وسیلہ سے اُخروی مضرتیں دفع کرتا ہے تو آدمی کو اپنے خطروں اور فکروں اور خیالات کو ان ہی چار قسموں میں منحصر اور منحصر کئے پیچھے غور کرے کہ ان میں سے جن خطروں کا اجتماع ممکن ہو جمع کرے اور دوسروں کے واسطے نہ چھوڑے اور جب چاروں طرف سے خطرات ہجوم کر آئیں تو اُن میں سے جو اہم اور متہم بالشان ہو اور اُسکے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اُسے مقدم کرے اور جو اہم نہ ہو اور اُس کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو اُسے مؤخر رکھے یہ دو قسمیں ہوئیں۔ اب دو قسمیں اور باقی ہیں۔ ایک وہ خطرات جو اہم تو ہوں مگر اُنکے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ دوسرے وہ جو اہم تو نہیں ہے لیکن اُس کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے تو ان دونوں صورتوں میں سے ہر ایک میں ایک ایسی بات پائی جاتی ہے جو اپنی تقدیم کو مستدعی ہے اس موقع پر آدمی نہایت حیرت اور سخت تردد میں پڑ جاتا ہے کیونکہ اگر وہ اہم کو مقدم کرتا ہے تو اس کے سوا جسقدر اور خطرات ہیں اُن کے فوت ہو جانے کا اندیشہ دامنگیر ہوتا ہے اور اگر اہم کو چھوڑ کر اور دروں میں مشغول ہوتا ہے تو اس اشتغال کی وجہ سے اہم کے فوت ہونے کا خیال پیش نظر رہتا ہے اس کشمکش میں آدمی کو جو حیرانی اور پریشانی پیش آتی ہے بیان سے باہر ہے اس سے رہائی پانے کی ایک ہی صورت ہے کہ خداداد عقل کو کام میں لائے اور جہانتک بن پڑے اُس پر زور دے اُسکی مثال بعینہ ایسی ہے کہ ایک شخص کے سامنے دو ایسے کام پیش کئے جائیں جنہیں ایک ساتھ جمع کرنا ممکن نہ ہو بلکہ اگر ایک حاصل ہو تو دوسرا فوت ہو جائے تو ایسے موقع پر وہ شخص تا وقتیکہ عقل اور دانشمندی اور معرفت کا استعمال نکرے گا اس کشمکش سے رہائی پانی مشکل ہوگی اور یہی ایک موقع ہے کہ بلند ہونے والا بلند ہوا اور کامیاب ہونے والا امراد کو پہونچا اور نقصان اُٹھانیوالا نامراد رہا تم اکثر بڑے بڑے دانشمندوں اور اہل عقل کو دیکھتے ہوگے کہ وہ ایسے کاموں کو جو اہم اور متہم بالشان نہیں ہیں اور اُنکے فوت ہونے کا بھی زیادہ اندیشہ نہیں ہے اُن امور پر ترجیح دیتے ہیں جو اہم ہیں اور اُن کے فوت ہونیکا بھی اندیشہ ہے اور تم کسی کو اس امر کا تسلیم کرنے والا نہ پاؤ گے جو مستقل ہے یا مستکثر

اسباب میں اس بڑے اور عظیم الشان قاعدہ پر حکم لگایا جائے گا جو مدار شرع قدر اور مرجع خلق و
امر ہے وہ قاعدہ یہ ہے کہ دو مصلحتوں میں جو مصلحت بڑی اور اعلیٰ ہو اسے اختیار کرنا چاہیئے
اگرچہ کوئی ایسی مصلحت جو اس سے کم رتبہ ہو فوت ہی کیوں نہ ہو جائے اور جب دو مفسدے
پیش آئیں تو ان میں سے اس مفسدے کے دفعیہ میں کوشش کرنی چاہیئے جو بڑا اور زیادہ
تکلیف دہ ہو پس اس صورت میں بڑی مصلحت کے حاصل کرنیکے پیچھے چھوٹی مصلحت کے فوت
اور بڑے مفسدے کو دفع کرنے کی وجہ سے چھوٹے مفسدے کا مرتکب ہو گا اور یہ مرد دانشمند کی
سے بعید نہیں بلکہ سچ پوچھئے تو کمال عقلمندی یہی ہے جو ایسے موقع پر وہ شق اختیار کرے جو
انجام کے اعتبار سے سہل اور نتیجہ خیز ہو عقل سے حضرات اور رازکاران حدود سے باہر قدم نہیں رکھتے
اور ان ہی کے ساتھ شرعی احکام وارد ہوئے ہیں بلکہ دنیاوی اور اخروی مصلحتیں انہی کے ساتھ
وابستہ و متعلق ہیں فکروں میں اعلیٰ درجہ کا فکر اور سب سے زیادہ مفید اور سب سے بڑھکر وقیع وہ فکر ہے
جو خاص اور آخرت کے لئے ہو۔ خدا کے لئے جو فکر ہوتا ہے اُس کی بہت سی قسمیں۔ ایک یہ کہ خدا
کی اُتاری ہوئی آیات میں غور کرنا اُن کو سمجھنا اُن کی مراد اور تفسیر کے سمجھنے میں غور کرنا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ
نے قرآنی آیات کو اس لئے اُتارا ہے نہ محض تلاوت کے لئے تلاوت اس سے بڑھکر نہیں کہ وہ غور و
فکر کرنے کا وسیلہ ہے اور بس۔ بعض سلف کا قول ہے کہ قرآن مجید عمل کرنے کی غرض سے اُترا ہے
مگر لوگوں نے اُس کی تلاوت کو معمول بہ قرار دے لیا۔ دوسرے خدا کی آیات مشہودہ میں
فکر کرنا اور اُن سے عبرت پکڑنا۔ اُن سے خدا کے اسماء و صفات اور اس کی حکمت و احسان اور
اسکی بخشش و جود پر استدلال کرنا چنانچہ خود خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی آیات میں فکر کرنے
اور انکے سمجھنے اور اُنہیں غور و تامل کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور جو لوگ ان باتوں سے غفلت کرتے
ہیں اُن کی مذمت کی ہے۔ تیسرے خدا کی نعمتوں اور اسکے اُن احسانات و انعامات میں فکر کرنا جو اُس نے
اپنی مخلوق پر کئے ہیں اور نیز اسکی وسیع رحمت و بخشش اور حلم میں غور کرنا۔ یہ تینوں قسمیں خدا کی
محبت و معرفت اور خوف و رجا پیدا کرتی ہیں جو دل میں فوارہ کی طرح جوش زن ہوتی ہیں اور
ان میں ہمیشہ فکر کرنے سے بشرطیکہ ذکر قلبی بھی ساتھ ساتھ ہو دل پر پورے طور سے خدا کی معرفت و
محبت کا رنگ چڑھ جاتا ہے چوتھے نفس کے عیوب و آفات اور عمل کے عیوب میں فکر کرنا۔ یہ فکر بہت النفع

ہے۔ اور یہ دروازہ ہے ہر بھلائی کا۔ نفس امارہ کے جوش بٹھانے اور تیزی و شوکت کے توڑنے میں جو عجیب و غریب اس کی تاثیر ہے وہ کسی اور کی نہیں۔ اور جب نفس امارہ کی تیزی ٹوٹ جاتی ہے تو نفس مطمئنہ نہایت عیش و عشرت کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگتا ہے اور اس میں سرور اور خوشی کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں اسکا حکم سب پر چلتا ہے۔ اسوقت دل زندہ ہوتا۔ اور اسکا حکم اس کی تمام سلطنت میں جاری و ساری ہو جاتا ہے اسکے امراء و وزراء اور لشکر اپنی مصلحتوں کے انجام دینے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ پانچویں موجودہ وقت اور اس کے وظیفے میں فکر کرنا اور اسپر اپنی ساری ہمت و کوشش خرچ کر دینا۔ اسی وجہ سے عارف کو ابن الوقت کہا جاتا ہے تو جس شخص نے وقت کو ضائع کر دیا۔ اس کی تمام مصلحتیں ضائع و برباد ہو گئیں کیونکہ تمام مصلحتیں وقت ہی سے پیدا ہوتی ہیں اگر کسی نے وقت کو ضائع کر دیا وہ کبھی مصلحت کو نہ پا سکے گا امام شافعی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں صوفیہ کی صحبت میں بہت رہا مگر بجز دو حرفوں کے اور کچھ فائدہ نہیں اٹھایا۔ ایک یہ کہ اَلْوَقْتُ سَیْفٌ فَاِنْ لَّمْ تَقْطَعْهُ قَطَعَكَ یعنی وقت برہنہ شمشیر ہے اگر تو اس کو قطع نہ کرے گا تو وہ تجھ کو قطع کر دے گا۔ دوسرے یہ کہ نَفْسُكَ اِنْ اَشْغَلْتَهَا بِالْحَقِّ وَاِلَّا اَشْغَلَتْكَ بِالْبَاطِلِ یعنی اگر تو نے اپنے نفس کو حق کی طرف مشغول کر دیا بہتر ورنہ وہ تجھے باطل کی طرف مشغول کر دے گا۔ آدمی کا وقت درحقیقت اس کی عمر ہے اور جب یہ ہے تو یہی وقت جنت عدن میں اس کی حیات ابدیہ کا مادہ اور عذاب دوزخ میں تنگ زندگی کا وسیلہ ہے۔ وقت مثل میں ابر اور باول بہت زیادہ تیز گذرتا ہے تو جو وقت خدا کے کاموں اور خدا کے واسطے صرف ہوتا ہے اس کی عمر و حیات کہلایا جا سکتا ہے اور اس کے سوا جو وقت ہے وہ اس کی حیات اور زندگی میں شمار نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے اوقات میں اس کی زندگی چارپایوں کی سی زندگی ہے اگرچہ کتنی ہی مدت زندہ کیوں نہ رہے تو جب آدمی کا وقت غفلت اور شہوت اور باطل آرزوؤں میں گذرے اور لوگ اسکے سونے اور بیہودہ کاموں میں مصروف رہنے کو اپنی بہتری اور عافیت خیال کریں تو اس کی موت ایسی زندگی سے بہتر ہے یہانتک کہ آدمی جب مصروف نماز ہوتا ہے تو اسکو اسکی نماز میں سے بجز اسکے جو سمجھا اور غور کیا اور کچھ حصہ نہیں ملتا الغرض آدمی کا جو وقت خدا کے لئے اور خدا کے کاموں میں صرف ہوتا ہے وہی اس کی اصلی زندگی اور

ابدی حیات ہے اور ان کے علاوہ جو اوقات ہین اون مین اُس کی عمر کا کوئی حصہ نہین۔ خطرون اور فکر کی ان قسمون کے علاوہ جس قدر آدمی کے خیالات اور خطرات ہین یا تو وہ شیطانی وسوسے ہین یا باطل تمنا ہین اور جھوٹے فریب اور یہ خطرے اُن لوگون کے خطرون کے مانند ہین جنکی عقلون مین نشہ کی وجہ سے فتور پڑ گیا ہے یا کسی دماغی قوت کے بگڑ جانے کی وجہ سے مدہوش ہو گئے ہین یا جنون او وسوسہ کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ جب غفلت کا پردہ انکی آنکھون سے اُٹھ جائے گا اور حقیقتون کے دروازے کھلجائین گے تو اُس وقت ان لوگون کی زبان حال اس شعر کے ساتھ مترنم ہوگی ؎ ان کان منزلتی فی الحب عندکم؛ ما قد لقیت فقد ضیعت ایامی؛ امنیۃ ظفرت روحی بہا زمنا ؛ والیوم احسبہا اضغاث احلامی؛؛؛ یعنے اگر محبت کے بارے مین میرا مرتبہ اور میری منزلت تمہارے نزدیک ہوتی تو مین ان مشقتون اور مصیبتون مین نہ پڑتا ہے مین نے اپنا سارا زمانہ ضائع و برباد کر دیا۔ چند روز میری روح آرزون پر کامیاب ہوئی اور اب مین اُنہین پریشان خواب خیال کرتا ہون۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ دل پر خطرات کا گذرنا کچھ مضر نہین ہوتا۔ مضر ہوتا ہے انکی خواہش کرنا مضر ہوتا ہے اُن کو وجود مین لانا مضر ہوتا ہے ان پر بھروسہ کرنا۔ خطرہ کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کسی رستہ پر گزرنیوالا فقیر کہ اگر تم اس کو موبنہ نہ لگاؤ گے اور اسکی بات کی نہ پوچھو گے تو وہ رستہ سے گزر کر سیدھا چلا جائیگا اور اگر تم اُس کو موبنہ لگاؤ گے اور خاطر و مدارات سے پیش آؤ گے تو اس کی حیلہ انگیز باتون کا جادو تم پر چلجائے گا اور اپنے مکر و فریب کے جال مین تمہین پھنسا لے گا۔ جو نفس فارغ و باطل ہوتا ہے اسپر خطرہ گذرنا نہایت خفیف و آسان ہوتا ہے۔ اور جو دل شریف و پاکیزہ اور مطمئنہ ہوتا ہے اسپر نہایت ثقیل و بوجھل ہوتا ہے۔ خدا نے آدمی مین دو نفس پیدا کئے ہین ایک نفس امارہ دوسرا مطمئنہ۔ اور یہ دونون آپس مین ایک دوسرے کے مخالف اور ضد ہین۔ جب نفس امارہ پر کوئی چیز بھاری ہوتی ہے تو نفس مطمئنہ پر ہلکی اور نفس مطمئنہ پر بھاری ہوتی ہے تو نفس امارہ پر ہلکی علیٰ ہذا القیاس جس چیز کے ساتھ ایک لذت حاصل کرتا ہے دوسرا اس سے دردمند ہوتا ہے۔ نفس امارہ پر خاص خدا کے لئے عمل کرنے اور اپنی خواہش پر خدا کی رضامندی و خوشنودی کو مقدم کرنے سے زیادہ کوئی چیز شاق نہین یعنے نفس امارہ پر جس قدر یہ باتین شاق و گران گزرتی ہین اُس قدر کوئی اور چیز اُسپر شاق نہین ہوتی۔ اور نہ اس کے حق مین اس سے زیادہ مفید اور

اور فائدہ مند کوئی چیز ہو سکتی ہے اسی طرح نفس مطمئنہ کو عمل لغیر اللہ اور خواہش کے دواعی کے آگے سر تسلیم خم کر دینا نہایت شاق و ناگوار ہوتا ہے اور اس سے زیادہ مضر کوئی اور چیز اس کے حق میں نہیں ہوتی نفس مطمئنہ کی حمایت پر ایک فرشتہ ہوتا ہے جو دل کی داہنی جانب میں سلطنت کرتا ہے اور نفس امارہ کی حمایت میں شیطان ہوتا ہے جو دل کی بائیں طرف ملک گیری کرتا ہے۔ ان دونوں میں ہمیشہ لڑائیاں قائم رہتی ہیں اور جب تک دونوں کی دنیاوی مدت ختم نہیں ہو لیتی برابر جنگ و جدل چلی جاتی ہے جس قدر باطل کام ہوتے ہیں سب شیطان اور نفس امارہ کے ماتحت ہوتے ہیں اور جس قدر برحق باتیں ہوتی ہیں۔ فرشتے اور نفس مطمئنہ کی ماتحتی اختیار کرتی ہیں لڑائی کا نتیجہ کبھی نفس امارہ کے لیئے مفید ثابت ہوتا ہے اور کبھی نفس مطمئنہ کے لیئے کیونکہ لڑائی دن کی پھرتی چھاؤں ہے کبھی اسکے لیئے فتح اس کے لیئے شکست۔ لیکن آخر کار دائمی فتح اور ہمیشہ کی مدد اُن لوگوں کے نصیب ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں تو جس نے صبر کیا اور دل کو مضبوط رکھا اور خدا سے ڈرتا رہا اسے دنیا و آخرت دونوں میں عافیت حاصل ہوتی ہے ایسے ہی لوگوں کے حق میں خدا نے حکم کیا ہے اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلتَّقْوٰى اور وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ اور خدا کا حکم کبھی بدلا نہیں جا سکتا۔ حقیقت میں دل ایک صاف شفاف تختی ہے اور خطرات نقوش جو تختی میں منقوش ہوتے ہیں تو عاقل کو کب لائق ہے کہ اُس کے دل کی تختی میں مکر و فریب اور دغا بازی اور اُن باطل آرزوؤں کے نقوش لیے ہوئے ہوں جنکی کچھ حقیقت نہ ہو بھلا وہ کون سا علم کون سی حکمت و ہدایت ہے جو ایسے نقوش کے ساتھ لکھی ہوئی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے دل کی تختی پر علم اور حکمت اور ہدایت کے نقوش خطرات کے نقوش کے ساتھ لکھنے چاہے تو اس کی بلاتشبیہ ایسی مثال ہے کہ کوئی علم نافع کو ایسی جگہ لکھدے جو اُن باتوں کی کتابت سے لبریز ہے جن سے کچھ فائدہ متصور نہیں۔ مثلاً ایک کاغذ کی وصلی پر بہت سی خرافات اور فحش باتیں لکھی ہوئی ہیں اُس میں اگر کوئی شخص چند مفید باتیں بھی لکھدے تو اس سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ پس اگر دل ردی خطروں اور خرافات فکروں سے فارغ و خالی نہیں ہے تو اس میں مفید اور سودمند خطرے قرار نہ پکڑ سکیں گے کیونکہ وہ خالی ہی جگہ میں قرار پکڑ سکتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎ اتانی ہواہا قبل ان اعرف الہوی ÷ فصادف قلبا فارغا فتمکنا ÷ یعنے میرے پاس اُس کا عشق ایسے وقت میں آیا کہ میں جانتا پہچانتا بھی نہ تہا کہ عشق ہے کیا چیز۔ لیکن جب اُس نے دل کو محبت غیر سے خالی پایا تو نہایت کامی

کے ساتھ اس مین جگہ پکڑلی یہی وجہ ہے کہ بہت سے ارباب سلوک نے اپنے سلوک کی بنا حفظ خواطر پر رکھی ہے وہ اس وقت تک خطرات علمیہ کو دل مین آنے نہین دیتے جب تک دل کشف کے قابل نہین ہوجاتے اور حقائق علویات اُن مین ظہور نہین کرنے لگتے۔ مگر ان لوگون نے اسباب سے مین ایک بڑی اور نہایت سنگین غلطی کی وہ یہ کہ ایک چیز کی حفاظت کے پیچھے ان سے اور تمام چیزین غائب ہوگئین کیونکہ انہون نے دلون کو اس لیئے خالی کردیا کہ کوئی خطرہ اُن مین نہ آنے پائے تو اب اُن کے دل بالکل خالی رہ گئے کہ اُن مین کچھ نہین رہا ایسے موقع پر شیطان نے اپنا گذر کیا اور خالی دلون مین بطلان کا بیج بویا اور یہ بات اُن کے ذہنون مین جمادی کہ یہی سب چیزون سے اعلیٰ اور اشرف ہے اور اُن خطرون کی عوض مین جو علم و ہدایت کے مادے ہین اس قسم کے باطل خطرات بدل دیئے۔ الغرض جب دل خطرات نیک سے خالی ہوتا ہے تو شیطان کا وہان گذر ہوتا ہے اور جگہ خالی پاکر آدمی کو اُن چیزون مین مشغول کرنا شروع کردیتا ہے جو اسکے مناسب حال ہوتی ہین اور پھر اُسے اُن مین ایسا پھنساتا ہے کہ خواطر علویہ تو کجا خواطر سفلیہ بھی دل مین نہین آسکتے۔ تو آدمی کا ارادہ تجرید مین مشغول ہونا اور اُس ارادہ سے دل کو فارغ و خالی کرنا جس مین بندے کی صلاح و فلاح متصور نہ ہو اُسی وقت ممکن ہے جبکہ ارادۂ نیک اُسکے دل پر پوری طرح سے غالب ہوجائے اور ارادۂ نیک خدا کی دینی مراد ہے جسے خدا دوست رکھتا اور اُس سے خوش ہوتا ہے اور یہ بھی کہ دل کو معرفت خداوندی مین مشغول رکھے اور اسکام کا اہتمام اپنے اوپر لازم کرلے اسپر قیام و ثبات کرے اور مخلوق مین اُسے جاری کرے اور لوگون کو اُسکی طرف بلائے۔ شیطان جب بندہ کی اس حالت پر مطلع ہوتا ہے تو اُسے ان باتون سے روکتا اور زہد کے دروازے کی طرف سے آکر اُسے ان ارادون کے ترک کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور نہایت اُبھارتا اُکساتا ہے کہ وہ دنیا اور اسباب دنیا مین بالکل نفرت کرنے لگجاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بات بھی لوگون کے دلون مین ڈالتا ہے کہ تجرید و فراغ کا کمال اسی مین ہے۔ اور یہ اُسکا صرف دھوکا ہے کیونکہ آدمی کا کمال یہ ہے کہ اُن خواطر اور ارادون اور فکرون سے دل اور سر کو لبریز کرلے جو خدا کی رضامندی حاصل کرانے کے ذرائع ہون اور اُن کے وسیلہ سے خدا اور خدا کے نیک بندے اس سے خوش ہون تو آدمیون مین سب سے زیادہ کامل آدمی وہ ہے جس کے خطرے اور فکر اور ارادے خدا کی رضامندی حاصل کرنے مین اکثر اور زیادہ ہون جیسا کہ جب لوگون سے زیادہ ناقص

وہ شخص ہے جس کی خواطر اور فکر اور ارادے حظوظ شیطانی اور خواہشات نفسانی کے حاصل کرنے میں اکثر اور زیادہ ہوں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھو کہ جب آپ پر مرضیات الٰہی کے خطرے چاروں طرف سے ہجوم کرتے تھے تو کبھی تو آپ انہیں نماز میں مستعمل کرتے تھے یعنی نماز پڑھ رہے ہیں اور لشکر اسلام کی ترتیب اور آراستگی اور سامان و طیاری ہو رہی ہے اور کبھی قضا و فصل میں جاری کرتے تھے تو گویا آپ نماز و جہاد اور نماز و قضا کو ایک جگہ اکھٹا کرتے تھے۔ یہ طریقہ عبادت واحدہ میں بہت سی عبادتوں کے تداخل کر لینے کے قبیل سے ہے اور یہ بات نہایت عزیز و شریف ہے جسے صادق اور حاذق المطلب اور عالی ہمت اور علم و فضل سے آراستہ ہونے والے کے علاوہ اور کوئی شخص نہیں جانتا۔ یہ شخص ایک عبادت میں اس طرح داخل ہوتا ہے جس کی وسیلہ سے بہت ہی عبادتوں پر کامیاب ہو جاتا ہے وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

فصل

رہے الفاظ تو آدمی کو جہاں تک بن پڑے انکی حفاظت کرنی چاہیئے اور الفاظ کی حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی لفظ زبان سے بے کار نہ نکلے بلکہ ایسے موقع پر کلام کرے جس میں دینی فائدہ اور اخروی نتیجہ اچھا نکلے۔ آدمی بات کرنا چاہے تو پہلے بجائے خود غور کر لے کہ جو لفظ میں زبان سے نکالتا ہوں اس میں کوئی دینی فائدہ ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو اس سے زبان کو بند کرے اور ہے تو پھر دوبارہ غور کرے کہ اس لفظ کے بولنے سے کوئی ایسا لفظ تو فوت نہیں ہوتا جو اس سے زیادہ مفید اور سود مند ہے۔ اگر ہے تو اسے تلفظ میں لاکر اسے ضائع نہ کرے اور جب تم کسی کی دلی بات دریافت کرنا چاہو تو اس کی زبان کی حرکت سے دریافت کرو کیونکہ زبان ہی ایک ایسی چیز ہے جو تمہیں اسکی دلی بات سے آگاہ کر دے گی خواہ وہ شخص اسے ظاہر کرنا چاہے یا نہ چاہے۔ یحییٰ بن معاذ کا قول ہے کہ دل ہنڈیوں جیسے ہیں ان میں وہی چیز جوش زن ہوتی ہے جو ان میں موجود رہتی ہے اور زبانیں ان ہنڈیوں کی کفگیر ہیں تو تم کو چاہیئے کہ آدمی کو بات کرتے وقت دیکھو اس سے اس کے دل کی بات تم کو معلوم ہو جائیگی کیونکہ اس کی زبان جو کفگیر کے منزلہ میں ہے تمہارے سامنے وہی چیز بھر کر پیش کرے گی جو اس کے دلی ہنڈیا میں ہے میٹھا ہے تو میٹھا اور کھٹا ہے تو کھٹا اور اسی طرح شیریں اور کڑوا وغیرہ۔ تم کو اسکی زبان اس کے دل کا مزا معلوم کرا دیگی یعنے جسطرح ہنڈیا کا کھانا زبان سے چکھ کر

اُس کی حقیقت معلوم کرلیتی ہو اسی طرح تم آدمی کی زبان سے اس کے دل کا حال معلوم کرلوگے۔ حدیث انس میں آیا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک آدمی کا دل سیدھا نہیں ہوتا اُسکے ایمان کا سیدھا رہنا بہت مشکل ہوتا ہے اور دل سیدھا نہیں ہوتا تا وقتیکہ زبان سیدھی نہو کسی نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آدمی اکثر کس چیز کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہونگے فرمایا زبان اور فرج کی وجہ سے۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ حضرت معاذ نے پیغمبر صاحب سے دریافت کیا کہ وہ عمل کون سا ہے جس کے سبب سے لوگ جنت میں جائینگے اور دوزخ سے دور رہینگے۔ پیغمبر صاحب نے انہیں اسلام کی جو راس الامر ہے اور نماز کی جو ستون دین ہے اور جہاد کی جو کوہان دین کی بلندی ہے ان سب باتوں کی خبر دیکر ارشاد فرمایا کہ معاذ! کیا میں تم کو اس چیز کی خبر ندوں جس سے ان تمام باتوں کا نظام و قوام ہے۔ معاذ نے عرض کیا جی ہاں اے رسول خدا آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا اسے بند رکھ۔ معاذ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہمارا اُن باتوں پر مواخذہ ہوگا جو ہم زبان سے بولتے ہیں فرمایا معاذ! تیری ماں تجھے روئے کیا تجھے معلوم نہیں کہ لوگوں کو اُن کی زبانیں ہی دوزخ میں اوندھا یا ناک کے بل ڈالینگی۔ ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے لتعجب اور نہ صرف تعجب بلکہ سخت حیرت کا مقام ہے کہ آدمی کو اکل حرام اور زنا اور ظلم اور چوری اور شراب نوشی اور اجنبی عورت کو تاکنے گھورنے سے بچنا اور احتیاط کرنا تو آسان ہوتا ہے مگر زبان کی حفاظت کرنی مشکل اور دشوار پڑجاتی ہے حتی کہ اکثر ایسے آدمی دیکھے جاتے ہیں جو دین اور زہد اور عبادت میں مشہور ہوتے ہیں اور انپر لوگوں کی اُنگلیاں اُٹھتی ہیں کہ وہ نہایت درجہ کے عبادت گذار اور متقی و پرہیزگار ہیں۔ مگر انکی زبانوں سے اکثر باتیں ایسی نکلتی ہیں جو خدا کی ناخوشی اور غصہ کی موجب ہوتی ہیں۔ اور انہیں انکی کچھ پروا نہیں ہوتی۔ تم بہت سے ایسے آدمیوں کو دیکھوگے جو فواحش اور ظلم سے تو کوسوں دور رہتے ہونگے مگر اُن کی زبانیں زندوں مردوں کی آبروریزی میں مصروف ہونگی اور انہیں انکی ذرا پروا اور کچھ خیال نہ ہوگا۔ اگر تم اسبات کو یقین کے ساتھ دریافت کرنا چاہتے ہو تو مسلم کی اُس روایت کو دیکھو جو انہوں نے اپنی صحیح میں حدیث جندب بن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا بخدا اللہ تعالی فلاں شخص کو کبھی بخشے ہی گا نہیں اسپر خدا نے فرمایا یہ کون شخص ہے جو میری

قسم کھاتا ہے کہ میں فلاں شخص کو بخشوں گا ہی نہیں میں نے اُس کو تو بخش دیا اور تیرے سارے عمل ضائع و برباد کر دیئے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ اُس شخص کے عمل جس نے خدا کی بہت کچھ عبادت کی ایک کلمہ صرف ایک کلمہ سے ضائع و برباد ہو گئی۔ حدیث ابو ہریرہ میں بھی اسی کے قریب قریب ایک مضمون آیا ہے اور اس میں اتنا اور زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ نے فرمایا اُس شخص نے ایک ایسی بات کہی جس سے اس کی دنیا اور آخرت ہلاک ہو گئی۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کبھی بے قصد و ارادہ خدا کی رضا مندی کی کوئی ایسی بات بول اُٹھتا ہے کہ خدا اُس سے اُس کے درجے بلند کرتا ہے اور کبھی بے باکانہ خدا کی ناخوشی کی ایسی بات بک دیتا ہے جس کی وجہ سے دوزخ میں جاتا ہے۔ مسلم کی روایت میں یوں آیا ہے کہ بندہ ایک بات مونھ سے نکال بیٹھتا ہے اور اُسے اُس کی خبر تک نہیں ہوتی کہ میں نے کیا کہا ہے حالانکہ وہ اسکی نحوست سے دوزخ کی گہرائی میں اتنا دور جا پڑتا ہے جتنی دوری مشرق و مغرب میں ہوتی ہے۔ ترمذی میں بلال بن حارث مزنی کی حدیث بایں مضمون آئی ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک شخص خدا کی خوشنودی کی کوئی بات کہتا ہے اور اُسے اس بات کا خیال ہی نہیں ہوتا کہ یہ کس درجہ کی بات ہے اور کہاں تک پہنچتی ہے مگر خدا تعالیٰ اُس ایک بات کی وجہ سے اس کے لیئے اپنی رضامندی لکھتا اور قیامت تک اُس سے خوش رہتا ہے۔ اسیطرح تم میں کا ایک شخص خدا کی ناخوشی اور غصہ کی کوئی بات زبان سے نکال بیٹھتا ہے اور گمان نہیں کرتا کہ یہ بات کہاں تک پہنچیگی مگر خدا اسی ایک بات کی وجہ سے اُس کے لیئے اپنی ناخوشی لکھتا اور قیامت تک اُس سے ناراض ہی رہتا ہے۔ علقمہ کہا کرتے تھے کہ بلال بن حارث کی حدیث نے مجھے بہت سی باتیں زبان پر لانے سے روک دیا۔ جامع ترمذی میں بھی اسی مضمون کی ایک حدیث آئی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ صحابیوں میں سے ایک شخص انتقال کر گیا۔ ایک شخص نے اُنکی نعش کو مخاطب کر کے کہا کہ تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں شاید اس کی زبان سے کوئی ناشائستہ اور لایعنی بات نکلی ہو یا تھوڑی چیز میں بخل کیا ہو۔ ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جنگ احد میں ایک لڑکا شہید ہوا اور بھوک کی وجہ سے اسکی پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوا پایا گیا اسکی ماں اس کی چہرے سے گرد و غبار پوچھتی جاتی اور کہتی جاتی بیٹا تجھے جنت مبارک ہو اسپر پیغمبر خدا

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تجھے کیا معلوم کہ یہ جنتی ہے ممکن ہے کہ اس کے مونہ سے کوئی بیہودہ بات نکلی ہو اور جن چیزون کے دینے سے کمی واقع نہین ہوتی اُن مین بخل کرتا ہو۔
صحیحین مین حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ جو شخص خدا اور روز آخرت کا یقین رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ بولے تو کلمۂ خیر بولے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔ مسلم کی روایت مین یہ لفظ ہین کہ جو خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ جب وہ کسی موقع پر موجود ہو تو کلمۂ خیر بولے یا خاموش رہے۔ ترمذی صحیح سند کے ساتھ روایت کرتے ہین کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد کا حسن اسلام یہ ہے کہ لایعنی اور ناشائستہ باتون کو چھوڑ دے۔ سفیان بن عبداللہ ثقفی کہتے ہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اسلام مین ایک ایسی بات بتا دیجیے کہ پھر آپ کے بعد کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے فرمایا اٰمَنْتُ بِاللہِ کہہ اور اسی پر ثابت قدم رہ۔ سفیان کہتے ہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپکو مجھ پر سب سے زیادہ خوف کس بات کا ہے حضور نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا اس کا۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بی سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی آدم کی ہر ایک بات ان کے حق مین مضر ہے یعنے اسکی ہر ایک بات اسکے لیئے وبال جان ہے۔ مگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ذکر اللہ نہین بلکہ یہ باتین اس کے حق مین مفید اور سودمند ہین۔ ترمذی کہتے ہین یہ حدیث حسن ہے۔ ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ جب بندہ صبح کرتا ہے تو اس کے تمام اعضا متفق ہو کر زبان سے کہتے ہین کہ خدا سے ڈر کیونکہ ہم تیری معیت مین ہین اگر تو سیدھی رہی ہم بھی سیدھے رہین گے اور جو تو ٹیڑھی رہی تو ہم بھی ٹیڑھے رہین گے۔ بعض بزرگان سلف اپنے نفس سے اُس کے اتنے کہنے کا بھی محاسبہ کرتے تھے کہ یہ دن گرم ہے اور یہ ٹھنڈا۔ ایک بڑے بزرگ اور عالم کو اُنکے انتقال کے بعد کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا آپ کی کیا حالت ہے بزرگ نے جواب دیا کہ مین صرف ایک کلمہ کی وجہ سے جو مین نے زندگی کی حالت مین کہا تھا خدا کی نعمتون سے روک دیا گیا ہون مین نے ایک دفعہ کہا تھا کہ لوگ مینہ کے کیسے محتاج ہین۔ اب مجھسے پوچھا گیا کہ تجھے یہ بات کس چیز نے معلوم کرا دی تھی حالانکہ مین اپنے بندون کی مصلحت سے خوب واقف ہون۔
ایک صحابی نے اپنے غلام سے ایکروز کہا کہ دسترخوان بچھا دو کہ ہم اُس کے ساتھ کچھ شغل کرین یہ کہکر فرمایا استغفر اللہ مین کوئی کلمہ بغیر اس کے کہ زبان کو لگام دے لون مونہہ سے نہین نکالتا مگر یہ کلمہ میری زبان سے

بغیر لگام دیئے نکل گیا یا اسی کے قریب قریب کوئی اور بات کہی۔
اعضا وجوارح کے حرکات میں سب سے زیادہ آسان حرکت اگرچہ زبان کی حرکت ہے لیکن حقیقت میں بندے کے لیئے اُس سے بڑھکر مضر اور کوئی حرکت نہین۔ سلف وخلف کا اختلاف ہے کہ کیا جو لفظ بھی آدمی کے مونہ سے نکلتا ہے کراماً کاتبین فرشتے اسے لکھ لیتے ہین یا صرف کلمہ خیر وشر کو لکھتے ہین اس مین اُنکے دو قول ہین۔ اظہر یہ ہے کہ جو لفظ بھی انسان کی زبان سے نکلتا ہے فرشتے اسے اپنے رجسٹر مین درج کر لیتے ہین۔ بعض سلف کا قول ہے کہ ابن آدم کے ہر ایک بات اُسکے حق مین مضر ہے مگر خدا کا ذکر اور جو اس کے قریب قریب ہو وہ مضر نہین۔ جناب خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا کرتے تھے کہ اس کمبخت نے مجھے ہلاکت کے گڑھے مین لے جا ڈالا۔ کسی بزرگ نے کیا ہی اچھا کہا ہے کہ کلام تیرا قیدی ہے لیکن جب تیرے مونہ سے نکلا تو تو اس کا قیدی ہے۔ خدا تعالی ہر بات کے کہنے والی کی زبان کے پاس حاضر وناظر ہے جیسا کہ فرمایا مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی آدمی کوئی بات نہین کہتا مگر اُس کے نزدیک ایک نگہبان موجود رہتا ہے۔ زبان مین دو ایسی بڑی آفتین ہین کہ اگر بندہ اُنمین سے ایک سے چھٹکارا پا بھی لیتا ہے تو دوسری سے نہین پا سکتا ایک تو بات کرنے کی آفت ہے اور ایک خاموش رہنے کی اور کبھی ان مین سے ہر ایک کی آفت بلحاظ گناہ دوسرے سے بڑی ہوتی ہے۔ پس حق بات کہنے سے خاموشی اختیار کرنے والا گونگا شیطان اور خدا کے حکم کی نافرمانی کرنے والا اور ریا کا اور سستی برتنے والا ہے جبکہ اسے اپنے نفس پر کسی طرح کا خوف نہ ہو۔ اور باطل باتین مونھ سے نکالنے والا شیطان گویا اور خدا کا نافرمان ہے اور اکثر لوگ ایسے ہین جو اپنے کلام وسکوت مین منحرف ہین یہی لوگ اِن دونون قسمون کے بین بین مین داخل ہین اور یہی درمیانی لوگ ہین اور درمیانی لوگ صراط مستقیم کے اہل ہین وہ جھوٹ اور لایعنی باتون سے اپنی زبانین بند کرتے اور جس بات کا اخروی نفع اُنکی طرف عود کرتا ہے اسکے ساتھ گویا ہوتے ہین تو ان مین ایک شخص بھی تم ایسا نہ دیکھو گے جو ایسے کلمے کے ساتھ گویا ہو کہ ضائع ورائگان جائے اور بے منفعت باقی رہے معاملات آخرت تو دور رہے معاملات دنیا مین بھی وہ کلمہ اُنکو ضرر نہین دیتا۔ قیامت کے روز بندہ پہاڑون جیسی نیکیاں لیکر آئیگا اور وہ اپنی زبان کو پائے گا کہ اس نے اُس کی ساری نیکیاں برباد وضائع کردی ہونگی اسیطرح ایک شخص پہاڑون کے برابر برائیان لیکر آئے گا اور وہ اپنی زبان کو پائے گا کہ اس نے

خدا کی کثرت ذکر کی وجہ سے اسکی ساری بُرائیاں نیست ونابود کر دی ہونگی۔

فصل

باقی رہے اقدام اُنکی حفاظت کا طریقہ یہ ہے کہ بچنا ایسے مواقع کے جہاں ثواب کی امید ہو اور کہین قدم نہ رکھے اور اگر چلنے مین مزید ثواب کی امید نہ ہو تو چلنے سے بیٹھ رہنے مین بہتری ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ جس مباح چیز کی طرف قدم اُٹھائے اس مین قرب خداوندی پیش نظر رکھے اور خاص خدا کے واسطے نیت کرے ایسا کرنے سے اس کے قدم قربت اسکی عادت۔ عبادت۔ اس کی مباحات۔ طاعات کی طرف منتقل ہونگی اور چونکہ لغزش کی دو ہی قسمین ہین۔ لغزش قدم اور لغزش زبان۔ لہٰذا خدا تعالیٰ ذیل کی آیت مین ان دونون کو جمع کر دیا ہے ارشاد ہوتا ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ٥ ؛ ؛ ؛ یعنے خدائی رحمٰن کے خاص بندے تو وہ ہین جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے اور جب جاہل اُن سے جہالت کی باتین کرنے لگتے ہین تو اون کو سلام کرتے اور الگ ہوجاتے ہین۔ اس آیت مین خدا تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی تعریف کی ہے کہ وہ لفظون اور قدمون دونون باتون مین استقامت اختیار کرتے ہین الغرض آیہ مذکورہ مین لفظون اور قدمون دونون باتونکو جمع کر دیا گیا ہے جس طرح آیہ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ٥ مین لحظات اور خطرات کو جمع فرمایا ہے۔

فصل

یہ تمام باتین جو ہم بیان کر آئے ہین اُن کو فحش باتون کی تحریم اور شرمگاہ کے وجوب حفاظت کا مقدمہ اور پیش خیمہ سمجھنا چاہیئے جیسا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت سے آدمی صرف زبان اور شرمگاہ کی وجہ سے دوزخ مین داخل ہون گے۔ صحیحین مین جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مسلمان آدمی کا خون مباح ہوتا ہے تین باتون مین سے ایک بات عمل مین لانے کی وجہ بیاہا ہوا آدمی زنا کرے تو اس کی وجہ سے اُسکا خون مباح ہوجاتا ہے کوئی کسی کو ظلماً قتل کر ڈالے تو قاتل کا خون مباح ہوجاتا ہے۔ کوئی شخص دین اسلام سے مرتد ہو اور مسلمانونکی جماعت مین اضطراب و پریشانی پیدا کرے تو اسکا خون مباح ہوجاتا ہے۔ یہ حدیث زنا کو کفر اور قتل نفس کے ساتھ ملانے اور نزدیک کرنے مین قرآن کی اُس آیت کے مطابق ہے جس مین زنا اور شرک اور قتل نفس کو ایک

کانٹے میں وزن کیا گیا ہے اور نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اُس حدیث کے مطابق ہے جس میں زنا کو کفر اور قتل نفس کے ساتھ ملا کر بیان کیا گیا ہے۔ الغرض حدیث مذکور میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اس گناہ کا ذکر کیا ہے جو اکثر واقع ہوتا ہے اور اُس کے بعد اس کا جو اس سے کم ہے۔ زنا قتل نفس کی نسبت اکثر وقوع میں آتا ہے اور قتل نفس مردہ کی نسبت تو حدیث میں ایک بڑے گناہ سے اُس گناہ کی طرف انتقال کیا گیا ہے جس کا فساد بہت بڑا اور عام تھا۔ زنا کا مفسدہ صلاح عالم کے بالکل برخلاف بلکہ اُسے جڑ پیڑ سے اکھاڑ پھینکنے والا ہے کیونکہ جب عورت زنا کی مرتکب ہوتی ہے تو اپنے اور اپنے خاندان اور شوہر اور اُس کی ساری خاندان میں بدنامی کا بیج بوتی ہے۔ ان تمام لوگوں کو شرم و عار دامنگیر ہوتی اور لوگوں میں اُن کے سر نیچے ہو جاتے ہیں اور اگر وہ زنا کی وجہ سے حاملہ ہو گئی اور بدنامی کے خوف سے بچے کو ہلاک کر دیا تو زنا کے ساتھ قتل کو بھی جمع کر لیا اور اگر حمل کو خاوند کی طرف منسوب کیا تو ایک اجنبی شخص کو جو حقیقت میں اُسکی اور اُس کے شوہر کے خاندان سے نہ تھا اپنے اور شوہر کے خاندان میں ملا لیا جو اُن کے پیچھے اُن کا وارث ہوگا اور اُن سے خلا ملا رکھے گا اور انکی طرف اپنے تئیں منسوب کرے گا یہ سب زنا کے مفاسد ہیں جو عورت کی طرف سے پیدا ہوتے ہیں۔ رہا مرد کا زنا تو وہ بھی نسب کے گڈمڈ ہونے کا سبب ہے اور قطع نظر اختلاط نسب کے پارسا اور محفوظ عورت کے خراب کر دینے اور برباد و تلف کرنے اور طرح طرح کے فساد برپا کرنے کا موجب۔ غرضکہ اس کبیرہ گناہ میں دین و دنیا دونوں طرح کی خرابیاں ہیں اور اسی گناہ کی وجہ برزخ میں بہت سے قبریں آباد ہونگی اور آخرت میں دوزخ کا بڑا حصہ آباد ہوگا۔ غور کرنے کا مقام ہے کہ اس ایک زنا سے کس قدر محرمات حلال کرنے پڑتے اور کتنے حقوق تلف ہوتے اور کتنے مظالم واقع ہوتے ہیں۔ زنا کی خاصیت ہے کہ وہ فاعل کے فقر کا موجب ہوتا یعنے اس کی وجہ سے آدمی مفلس و فقیر ہوتا اور اسکی عمر کوتاہ ہوتی اور چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور لوگوں میں مبغوض و دشمن رہتا ہے۔ زنا کی یہ بھی خاصیت ہے کہ زانی ہمیشہ حیران و سرگردان اور پریشان رہتا ہے اگرچہ اس کا دل مرتا نہیں مگر مریض و غمگین اور فکر آلود وحشت زدہ رہتا ہے۔ نیکی کا فرشتہ اس سے دور ہو جاتا اور شیطان قریب ہو جاتا ہے۔ غرضکہ مفسدۂ قتل کے بعد زنا کے مفسد سے زیادہ بڑا اور عظیم الشان کوئی مفسدہ نہیں یہی وجہ ہے کہ شارح نے اس کی سزا قتل ٹھیرائی اور قتل بھی وہ جو نہایت شنیع نہایت قبیح نہایت سخت نہایت فحش صورت میں واقع ہو۔ اور یہی سبب ہے کہ

لوگ قتل کو زنا سے سہل اور آسان سمجھتے ہین اگر کسیکو خبر پہونچے کہ اس کی عورت قتل کر دی گئی تو اسے اسقدر رنج نہ ہوگا جس قدر اپنی عورت کی زنا کاری کی خبر سنکر رنج ہوتا ہے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر مین کسیکو اپنی بیوی سے زنا کرتے دیکھ لون تو اُسے ایسی تلوار مارون جو کبھی خطا نہ کرے یہ خبر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو آپنے حاضرین سے فرمایا کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو واللہ مین اس سے بڑھکر غیرت دار ہون اور اللہ مجھسے بڑھکر غیرت والا ہے یہی وجہ ہے کہ اوس نے تمام چھپی اور کھلی بیحیائیون کو حرام کر دیا ہے اس حدیث کے ناقل بخاری و مسلم دونون ہین۔ صحیحین مین یہ بھی آیا ہے کہ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا غیرت کرتا ہے اور ایماندار بندہ بھی غیرت دار ہوتا ہے۔ خدا کی غیرت یہ ہے کہ بندہ اُن افعال کا مرتکب ہو جنہین خدا نے حرام کر دیا ہے۔ صحیحین مین یہ بھی آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا سے بڑھکر غیور کوئی نہین ہے اسیوجہ سے اُسنے ہر کھلی اور چھپی بیحیائی حرام کر دی ہے اسیطرح خدا سے بڑھکر کوئی شخص عذر پسند کرنے والا نہین یہی وجہ ہے کہ اس نے پیغمبرون کو بھیجا جو مسلمانون کو جنت کی خوش خبری دیتے اور کافرون کو دوزخ کے عذاب سے ڈراتے ہین علی ہذا القیاس کوئی شخص ایسا نہین جسے خدا سے زیادہ تعریف پسند ہو۔ اسی وجہ سے اُس نے اپنی تعریف آپ کی ہے۔ اور صحیحین مین ہے کہ جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن کی نماز مین خطبہ پڑھا اور اُس مین فرمایا اے محمد کی امت بخدا اللہ سے بڑھکر کوئی شخص اس بات سے زیادہ غیرت نہین کرتا کہ اسکا غلام یا اُس کی لونڈی مرتکب زنا ہو۔ لوگو! قسم خدا کی اگر تم وہ باتین جانتے ہوتے جو مین جانتا ہون تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔ نماز کے بعد آپنے دونون ہاتھ اُٹھاکر فرمایا خداوندا مین نے تیرا حکم پہنچا دیا۔ نماز کسوف یعنے سورج گرہن کی نماز کے بعد جناب پیغمبر صاحب کا خاصکر اس گناہ کبیرہ کے ذکر کرنے مین ایک رمز بدیع ہے جسکو ہر شخص نہین بلکہ وہ شخص خوب سمجھتا ہے جسے سوچنے اور تامل کی عادت ہے۔ زنا کی کثرت اور اُسکا عام ہونا دنیا کے خراب و برباد ہونے کی علامت اور قیامت کے ٹوٹ پڑنے کی نشانیون مین سے ایک بڑی نشانی ہے جیساکہ صحیحین مین حضرت انس بن مالک سے آیا ہے کہ انہون نے فرمایا۔ لوگو! مین تم کو ایک ایسی حدیث سناتا ہون جو میرے بعد تم کو کوئی نہ سنائیگا۔ مین نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے برپا ہونے کی بہت سی نشانیان ہین۔ منجملہ اُن کے دنیا سے علم کا اُٹھ جانا جہل کا ظاہر ہونا شراب کا

کھلم کھلا کیا جانا۔ زنا کا عام ہونا مردون کا کم اور عورتون کا بہت ہونا ہے یہان تک کہ پچاس عورتون مین ایک مرد ہوگا جس کے سر سب کا بوجھ بار ہوگا۔ مخلوق مین ہمیشہ سے سنت اللہ جاری ہے کہ جب زنا کی کثرت ہوتی ہے تو خدا کے غضب کی آگ نہایت سختی کے ساتھ بھڑک اٹھتی ہے تو ضرور ہے کہ اوسکا غضب زمین مین عذاب او سزا کی صورت مین ظاہر ہو۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین کہ جس بستی مین سود اور زنا کا رواج عام ہو جاتا ہے خدا اوسکی ہلاک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ بنی اسرائیل کے ایک عابد نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ ایک عورت سے آنکھ کا اشارہ کر رہا ہے یہ دیکھا اوس نے کہا بیٹا خبردار۔ یہ کہنے پایا تھا کہ بیہوش ہو کر تخت سے نیچے گر پڑا۔ دماغ کو کچھ ایسا صدمہ پہنچا کہ بھیجا نکل پڑا اور اس کی بیوی کا حمل ضائع ہو گیا اور ہاتف غیب نے پکار کر کہا کہ میرے بارہ مین بس اسی قدر غصہ پر اکتفا کیا جا تیری نسل مین کبھی بھلائی نہ ہوگی۔

خدا تعالی نے زنا کی سزا کو تمام سزاؤن مین سے تین باتون کے ساتھ مخصوص کیا۔ ایک یہ کہ زانی اگر بیاہا ہوا ہو تو اوسکی سزا قتل ہے اور قتل بھی وہ جو نہایت قبیح اور بری طرح سے ظہور مین آتا ہے اور اگر کنوارا ہو تو زنا کی زنا سو درے اور سال بھر کے لیئے جلاوطنی۔ اس مین درحقیقت دو بڑی سزا ئین ہین ایک جسمانی۔ دوسری روحانی۔ جسمانی سزا یعنے درے لگانے سے بدن کو تکلیف پہونچتی ہے اور روحانی سزا یعنے جلاوطنی سے دل پر صدمہ ہوتا ہے دوسرے یہ کہ خدا نے اپنے بندون کو منع کر دیا ہے کہ انکو کسی زانی کے حد لگانے مین رحم اور مہربانی دامنگیر نہو اور وہ اسوجہ سے حد کے قائم کرنے مین سستی نکرین بلکہ اوس نے محض اپنی رحمت و کرم سے یہ سزا مقرر کی ہے کیونکہ وہ اپنے بندون پر سب سے زیادہ مہربان ہے باوجود اس کی رحمت نے اس سزا کے مقرر کرنے کو اسے منع نہین کیا تو پھر تم کون ہو جو اس کے حکم کے قائم کرنے سے باز رہتے ہو۔

یہ بات اگرچہ کل حدود اور سزاؤن مین عام ہے مگر حد زنا مین خاصکر اسلیئے ذکر کی گئی ہے کہ اس کے ذکر کی سخت ضرورت تھی۔ وجہ یہ کہ بیشتر لوگ زانی کو دیکھکر اپنے دلون مین وہ سختی اور تشدد نہین پاتے ہین جو چور اور پارسا لوگون کے تہمت لگانے والے اور شراب کے پینے والے کو دیکھکر پاتے ہین اور سبب یہ ہے تو انکے دلون مین بہ نسبت اور گنہگارون اور اہل جرائم کے زانی کی طرف سے شفقت و مہربانی پیدا ہوتی ہے چنانچہ جب کبھی ایسا موقع آپڑتا ہے تو اسکا تجربہ بخوبی ہو جاتا ہے سو جہ سے

خدا نے عام مسلمانوں بالخصوص امرا اور حکام کو منع کر دیا کہ وہ مرتکب زنا پر رحم نکرین مبادا اون کا رحم کرنا خدا تعالی کی باندہی ہوئی سزا اور جاری کیئے ہوئے قانون کو معطل و بیکار کر دے۔ لوگون کو جو مرتکب زنا پر رحم آتا ہے تو اسکا سبب یہ ہے کہ زنا شریف اور رذیل اور متوسط درجہ کے سب لوگون سے سرزد ہوتا ہے اور نفوس مین اس فعل کی طرف بلانے والے اسباب بکثرت موجود ہین جو آدمی کو کشان کشان اس گناہ کی طرف لیجاتے ہین ان مین بڑا سبب عشق ہے اور بعض دل ہین کہ طبعی طور پر عاشق پر مہربانی کرنے کے لیئے پیدا کیئے گئے ہین بہت سے لوگ عاشق کی موافقت کو طاعت اور قربت خیال کرتے ہین اور اگرچہ معشوق کی صورت کا دیکھنا حرام ہے مگر توبھی اس کو کوئی برا نہین سمجھتا۔ غرضکہ یہ بات ان مین اسیطرح ثابت و برقرار رہتی ہے جس طرح وحشی جانورون اور بہائم مین برقرار رہتی ہے۔ خود ہم نے اس طرح کی بہت سی حکایتین سُنی ہین جو اکثر ناقص العقل والدین لوگون سے روایت کی گئی ہین۔ جیسے لونڈی وغلام نوکر چاکر بیوقوف عورتین وغیرہ۔ اور یہ بات بھی ہے کہ یہ گناہ بسا اوقات باہمی رضامندی سے واقع ہوتا ہے اور اسی سبب سے اس مین وہ ظلم و زیادتی اور غصب وغیرہ پیدا نہین ہوتے جن سے نفوس متنفر ہون کیونکہ نفوس مین ایسی شہوت مرکوز ہے جو آدمی پر ہمیشہ غالب رہتی ہے۔ تو آدمی زانی کو مغلوب اور عاجز تصور کرکے اُسپر رحم کرتا ہے اور یہ رحم کرنا اقامت حد کو مانع ہوتا ہے لیکن یہ تمام باتین ایمان کی کمزوری پر دلالت کرتی ہین۔ کمال ایمان یہ ہے کہ آدمی مین وہ قوت پائی جائے جسکے ذریعے سے وہ خدا کا حکم قائم کرسکے اور ساتہہ ہی وہ شفقت و مہربانی بھی ہو جو مجرم کے حق مین دراصل بہبودی اور بہتری کی باعث ہو تاکہ خدا کی حکم اور رحمت مین موافق ہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ خدا تعالی نے مسلمانون کو حکم فرمایا ہے کہ وہ زانی اور زانیہ دونون کو مسلمانون کے بڑے مجمع مین حد لگائین۔ تنہائی اور خلوت مین نہین کہ انہین کوئی دیکھ ہی نہ سکے۔ اور یہ بات مصلحت حد اور حکمت زجر کے بارے مین بہت اولی اور بہت مفید ہے۔ بیاہے ہوئے زانی کی حد یعنی سزا اگرچہ قرآن مین بصراحت مذکور نہین ہے لیکن شارع علیہ السلام نے اُس سزا سے مستنبط کی ہے جو قوم لوط پر نازل ہوئی کہ اُنپر پتھر پھینکے گئے اور انکی بستیان اُلٹ دی گئین۔ شارع علیہ السلام کے اس استنباط کی دلیل یہ ہے کہ زنا اور لواطت دونون فحش ہونے مین مشترک ہین اور ان دونون مین سے ہر ایک مین وہ خرابیان اور فساد موجود ہین جو حکمت الٰہی کے سراسر مخالف اور برعکس ہے۔

لواطت میں وہ خرابیاں اور مفاسد ہیں جو گنتی سے خارج ہیں یہی وجہ ہے کہ جس کے ساتھ لواطت کیجاتی ہے اوس کا قتل کیا جانا شارع علیہ السلام نے معتبر فرمایا ہے۔ کیونکہ اسکا قتل کیا جانا اس سے بہتر ہے کہ پھر اُس کے ساتھ ایسا فعل کیا جائے کیونکہ اس فعل سے اس میں ایک ایسی خرابی پیدا ہو جاتی ہے جس کی کبھی صلاح ہی نہیں ہوتی۔ اسکی بہتری اور بھلائی بالکل مفقود ہو جاتی ہے زمین اُس کے منہ سے شرم وحیا کا پانی چوس لیتی ہے اور وہ اسکے بعد نہ تو خدا ہی سے حیا کرتا ہے نہ بندوں ہی سے اُسے شرم آتی ہے اُسکے دل اور روح میں لوطی کا نطفہ وہ اثر کرتا ہے جو بدن میں زہر ہلاہل — اب لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ جس شخص سے ایسا فعل قبیح کیا جاتا ہے وہ کبھی جنت میں داخل ہوگا کہ نہیں۔ اس میں علما کے دو قول ہیں میں نے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ جو لوگ اسبات کے قائل ہیں کہ فاعل اور مفعول دونوں جنت میں داخل نہیں ہوں گے انہوں نے چند امور سے حجت پکڑی ہے۔ ایک یہ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ولد الزنا جنت میں نہ جائیگا تو جب ولد الزنا کا یہ حال ہے حالانکہ اُس میں اُس کا بجز اس کے اور کوئی گناہ نہیں کہ وہ ہر شر اور خبث کا مظنہ ہے یعنے یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس سے ہمیشہ بُری اور شرارت آمیز کام سرزد ہوں گے اور وہ اس قابل ہے کہ کوئی نیک کام اُس سے وقوع میں نہ آئے کیونکہ وہ ناپاک اور خبیث نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ اور جب وہ جسم جس نے حرام میں پرورش پائی ہو دوزخ میں جانیکا استحقاق رکھتا ہے تو ایسا جسم کیونکر دوزخ میں جانے کا استحقاق نہ رکھے گا جو حرام نطفہ سے پیدا ہوا ہے۔ علما کہتے ہیں کہ جس شخص سے لواطت کی گئی ہو وہ ولد الزنا سے بدتر اور خبیث تر اور نالائق تر ہے اور ہرگز اسبات کے قابل نہیں کہ کوئی خیر کی بات اُس سے سرزد ہو اور اگر اتفاقاً کوئی بھلا کام کرے گا بھی تو خدا تعالی کسی ایسے شخصکو اوس پر مسلط کر دے گا جو اسکے اسکام کو درہم برہم کر دے گا اور یہ اُسکے لیئے اس فعل کی سزا ہوگی تم اکثر دیکھتے ہو کہ جو شخص بچپن میں اس فعل کا مرتکب ہوتا ہے وہ بڑھاپے میں ضرور شریر ہوتا ہے اُسے نہ کبھی نیک کام کی توفیق ہوتی ہے اور نہ علم نافع نہ توبہ خالص حاصل ہوتی ہے لیکن اس مسئلہ میں قول فیصل اور تحقیق بات یہ ہے کہ جو شخص اس ناشائستہ فعل کی بلا میں گرفتار ہو پھر جناب الٰہی میں توبہ کرکے خدا کی طرف رجوع ہو جائے اور توبۂ نصوح اور عمل صالح کی توفیق دیا جائے اور اُس کے بڑھاپے کا زمانہ جھٹ پنے سے بہتر ہو اور نیز اپنی برائیوں کی نیکیوں سے تلافی کر سکے اس فعل ناشائستہ کی نجس عار کو طاعات و قربات کے پانی سے دھو ڈالے۔ اجنبی عورتوں کے دیکھنے سے

آنکھین نیچی رکھے۔ محرمات سے شرم گاہ کی حفاظت کرنےمین نہایت کمی کے ساتھ کوشش کرے خدا سے سچا معاملہ رکھے تو امید ہے کہ خدا اسے بخشدے اور وہ جنتیون گنہاہین داخل ہو کیونکہ خدا گنہگار بندون کے تمام گناہون کے بخشدینے کی قدرت رکھتا ہے۔ اور جب توبہ ہر قسم کے گناہ کو نیست و نابود اور ملیامیٹ کردیتی ہے یہانتک کہ شرک باسد اور ابنیا اور اولیا کا قتل اور جادو اور کفر وغیرہ تک بہی تو پہر اس ایک گناہ کے نیست و نابود کرنے مین کیون تقصیر کرنے لگے۔ خداوندی حکمت نے استحقاق و وجوب کے طور پر نہین بلکہ محض انصاف و فضل کے طور پر یہ بات مقرر کردی ہی کہ جو شخص گناہ سے توبہ کرلیتا ہے وہ توبہ کئے پیچھے اُس شخص جیسا ہوجاتا ہے جس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ علاوہ ازین خدا تعالی اس امر کا کفیل و ضامن ہوگیا ہے کہ جو شخص شرک اور قتل نفس اور زنا سے توبہ کرے گا خدا اس کی برائیون کو بہلائیون سے اور گناہون کو ثواب سے بدل دے گا پہر یہ حکم کسی خاص تائب کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ ہر تائب کے لیئے عام ہے خواہ کسی گناہ سے توبہ کرے چنانچہ قرآن مجید کے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔ یعنے اے پیغمبر ان لوگون سے کہدو کہ اے ہمارے بندو جنہون نے گناہ کرکے اپنے اوپر زیادتیان کی ہین اللہ کی رحمت سے ناامید نہ رہو کیونکہ اللہ تمام گناہون کو معاف فرماتا ہے اور وہ بے شک بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ دیکھیئے اس آیت مین خدا تعالی نے عام گناہون کی نسبت فرمایا ہے کہ ہم سب گناہون کو بخش دیتے ہین اور جب یہ ہے تو ایک گناہ اس عموم سے کسی طرح خارج نہین ہوسکتا لیکن ہان آیہ مذکورہ تائبین کے حق مین خاص ہے یہ نہین کہ کوئی شخص مرتکب گناہ ہو اور توبہ نکرے تو بھی معفو و مغفور ہوگا۔ اور اگر مفعول لڑکپن کے زمانہ کی نسبت بڑی عمر مین زیادہ شریر اور فتنہ انگیز ہو اور توبہ نصوح اور عمل صالح کی توفیق نہ دیا گیا ہو نہ فوت شدہ کامون کی تلافی کرسکتا ہو اور نہ سابق کے مردہ اعمال کو زندہ کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ برائیون کو بہلائیون سے بدل سکتا ہو نہ گناہون کے کام کو نیک کامون سے مٹا سکتا ہو اس سے یہ بات بعید اور نہایت بعید ہے کہ خاتمہ کے وقت اُن کامون کی توفیق دیا جائے جو جنت مین جانے کے موجب ہین اور یہ نیک کامون کی توفیق نہ دیا جانا در اصل اُس کے فعل ناشائستہ کی سزا ہے۔ کیونکہ خدا تعالی ایک برائی کے عقب مین دوسری برائی لگا دیتا ہے جو حقیقت مین پہلی برائی کی سزا ہوتی ہے اور برائیون کی سزا دو چند کرتا چلا جاتا ہے

جیسا کہ ایک نیکی کے بجا لانے کے بعد دوسری نیکی کرنے کی توفیق دیتا پھر اس کے ثواب کو دو چند سہ چند کر دیتا ہے۔ اور جب تم گنہگاروں کے حال پر اُس وقت نظر کرو گے جبکہ وہ سکرات موت کی تکلیف مین ہیلین پڑے بیل رہے ہون تو معلوم کر لو گے کہ ان مین اور حسن خاتمہ مین اُن کے بُرے اعمال حائل ہو گئے اور آخر کار اُنہون نے دنیا کو بُری حالت مین چھوڑا اور یہ صرف اُن کے بُرے اعمال کی سزا تھی جو اسوقت انہین پہونچائی گئی۔

حافظ ابو محمد عبدالحق بن عبدالرحمن الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے پایہ کے عالم و فقیہ تھے کہتے ہین کہ سوء خاتمہ کے بہت سے اسباب اور راہین اور دروازے ہین اُن سب مین بڑا سبب دنیا پر گر پڑنا اور اسکی طلب حرص مین مبتلا رہنا۔ آخرت سے مونہ موڑنا۔ خدا کی نافرمانیون پر جرأت کرتا ہے۔ اس صورت مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی پر اس کی بعض خطائین اور خدا کی نافرمانیان غالب ہو جاتی ہے اور آخرت سے مونہ موڑنا اور خدا تعالی کی نافرمانیون پر جرأت کرنا یہ سب باتین اس کے دل پر پورا پورا قبضہ کر لیتی ہین اس عقل کو قید کر لیتی ہے۔ نور قلب کو بجھا دیتی اور اپنے ظلمانی پردون کو اسپر ڈال دیتی ہین تو اسوقت نہ تو اُس کو کوئی نصیحت ہی مفید پڑتی ہے۔ نہ کوئی وعظ ہی نفع بخش اور سودمند ثابت ہوتا ہے اور لبسا اوقات اسی حالت مین اُسے موت آجاتی ہے پس وہ دور سے ایک آواز سنتا ہے اور نہین سمجھتا کہ اس سے مراد کیا ہے اور نہین جانتا کہ قائل کا کیا مطلب ہے اگرچہ پکارنیوالا بار بار پکارے اور مکرر سہ کرر آواز دے۔ ابو محمد عبدالحق یہ بھی فرماتے ہین کہ ہم نے سنا ہے کہ ناصر کے غلامون مین سے ایک شخص پر موت کے آثار طاری ہوئے اس کے بیٹے نے کہا کہ باوا جان آپ کلمہ پڑھیئے اور کہئیے لاالہ الا اللہ اسنے کہا ناصر میرا آقا ہے بیٹے نے دوبارہ کہا کہ لاالہ الا اللہ کہو اُس نے وہی جواب دیا اتنے مین اُسپر غشی طاری ہو گئی ہوش مین آیا تو بولا ناصر میرا آقا ہے۔ الغرض اُس کی یہی کیفیت رہی کہ جب اُس سے کہا جاتا تھا کہ لاالہ الا اللہ کہو وہ جواب دیتا تھا کہ میرا آقا ناصر ہے۔ آخر کار اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا! ناصر تجھے اپنی تلوار کے جوہر دکھا دیگا اور قتل عام کی مصیبت لا ڈالیگا۔ غرض کہ یہی کہتے کہتے مرگیا۔ ابو محمد عبدالحق کا بیان ہے کہ ایک اور شخص کا ذکر ہے جسے مین بھی پہچانتا ہون کہ جب جان کنی کے وقت اس سے کہا گیا کہ لاالہ الا اللہ کہہ تو اس نے کہا کہ فلان مکان کو آراستہ کرو۔ فلان باغ کو اس طرح اور اُس طرح آرائش کرو اور اسی قسم کی اور بہت سے باتین کرتا رہا یہان تک کہ دم نکل گیا۔ کہتے ہین مجھے ابوطاہر السعی نے اس بابت مشہور کر کیے

اجازت دی کہ ایک شخص کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو اس سے کہا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ کہہ وہ فارسی زبان میں لگا کہنے وہ یازدہ یعنے دس روپے کے بدلے گیارہ روپے لوں گا ایک اور شخص سے جان کنی کے وقت کہا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ کہہ وہ کہنے لگا اَیْنَ الطَّرِیْقُ اِلٰی حَمَّامِ مُنْجَابٍ یعنے حمام منجاب کا رستہ کدھر ہے۔ ابو محمد عبد الحق کہتے ہیں کہ اس مصرعہ کا ایک شان نزول ہے اور عجیب و غریب شان نزول ہے وہ یہ کہ ایک شخص اپنے گھر کے دروازے پر کھڑا تھا اور اسکے گھر کا دروازہ حمام منجاب کے دروازے سے بہت کچھ مشابہت رکھتا تھا۔ اتفاق سے ایک نہایت حسین اور خوبصورت عورت کا اس طرف سے گزر ہوا اسنے اس سے دریافت کیا کہ حمام منجاب کا رستہ کدھر ہے یہ بولا کہ حمام منجاب یہی ہے عورت بلا تامل گھر میں گھس گئی اور اسکے پیچھے پیچھے یہ بھی داخل ہوا عورت نے اندر جا کر معلوم کیا کہ یہ حمام منجاب نہیں ہے بلکہ اسی شخص کا گھر ہے اور میرے ساتھ فریب کیا گیا ہے چونکہ تھی عقلمند دل میں کہا کہ فریب کی پاداش فریب ہی سے کرنی چاہیئے چنانچہ اُس نے سب سے پہلے یہ بات کی کہ اس شخص کو اُس مکان میں دیکھکر بیحد خوشی ظاہر کی اور تنہا مکان میں اپنے اور اسکے اجتماع کو بظاہر بہت ہی اچھے پیرایہ میں بیان کیا اور چونکہ مالک مکان کے ارادۂ بد سے واقف ہو گئی تھی تو اب اُسے وہ بدفعل اور فعل بد سے چھٹکارا پانے کے لیئے دل ہی دل میں کچھ تدبیریں سوچنے لگی اور جب دیکھا کہ بس اب عصمت محفوظ نہیں رہ سکتی اور کوئی دم میں شیشہ ننگ و ناموس ٹوٹا چاہتا ہے تو نہایت نرم و نازک لہجے میں بولی کہ ہمارے تمہارے اجتماع کا مزہ تو جب ہے کہ اس موقع پر عیش و عشرت کے کچھ سامان بھی موجود ہوں وہ شخص بولا کہ میں اسی دم تیری تمام خواہشوں کو پورا کرتا۔ اور جس قسم کے ساز و سامان چاہتی ہے فوراً مہیا کیئے دیتا ہوں یہ کہکر گھر سے نکلا عورت کو تنہا چھوڑ گیا اور دروازہ کو مقفل نہیں کیا۔ بازار میں گیا اور جو کچھ خریدتے بن پڑا فوراً خرید کر واپس آیا دیکھا تو گھر اور اس کا تمام ساز و سامان جوں کا توں پڑا ہے اور عورت کا پتہ نہیں سخت حیران ہوا اور رفتہ رفتہ جنون تک نوبت پہنچ گئی تھوڑے عرصہ میں یہ کیفیت ہوئی کہ اکثر اوقات اُسی کا ذکر زبان پر رہتا اور گلی کوچوں میں یہ کہتا پھرتا ؎ یَا رُبَّ قَائِلَةٍ یَوْمًا وَقَدْ تَعِبَتْ ✤ اَیْنَ الطَّرِیْقُ اِلٰی حَمَّامِ مُنْجَابِ ✤ یعنے الٰہی! وہ دن کونسا تھا کہ ایک نازک ادا نے مجھ سے پوچھا کہ حمام منجاب کا رستہ کدھر ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ وہ یہی شعر پڑھتا چلا جاتا تھا کہ ایک عالیشان مکان کی کھڑکی میں سے اُسی عورت نے یہ شعر پڑھا ؎ هَلَّا جَعَلْتَ سَرِيْعًا اِذْ ظَفِرْتَ بِهَا ✤ حِرْزًا عَلَى الدَّارِ وَقُفْلًا عَلَى الْبَابِ ✤ یعنے جب تو اپنی مراد پر کامیاب ہو گیا تھا تو جلدی کیوں نہیں کی۔ اور گھر کی حفاظت اور دروازے کو مقفل

کرنے میں کیوں غفلت کی۔ اس شعر کا سننا تھا کہ اس کی حیرانی و پریشانی میں ایک غیر معمولی جوش پیدا ہوا اور ہیجان میں انتہا درجہ ترقی ہوگئی۔ اور وہ ہمیشہ یہی کہتا رہا یہانتک کہ اُسکا خاتمہ اسی بیت پر ہوا اور یہی کہتے کہتے مرگیا +

ابو محمد عبدالحق کہتے ہیں اسی کے قریب قریب ایک اور حکایت بھی نقل کی جاتی ہے کہ ایک شخص کسی پر عاشق ہوگیا معشوق کی محبت اسکے دل میں بیٹھ گئی اور اسکی جدائی اس پر نہایت شاق و گراں ہوئی یہانتک کہ بیمار پڑ گیا اور بیماری کی نوبت یہانتک پہونچی کہ صاحب فراش ہوگیا ادہر اس شخص کا تو یہ حال تھا اور معشوق کی یہ کیفیت تھی کہ اسے انتہا درجے کی نفرت تھی اور اُس سے ملنے میں اپنی بے وقعتی اور بے حرمتی سمجھتا تھا لوگوں نے دونوں بیچ میں کٹنیاں اور دلال چھوڑے اور اُنہوں نے وصل کی ترکیبیں لڑانے کے لئے اِدہر اُدہر دوڑنا شروع کیا۔ بڑی کوشش و محنت کے بعد کسی نے آکر خبر دی کہ اُسنے فلاں روز آنے کا وعدہ کیا ہے یہ خبر جو عاشق کے حق میں مژدہ جانفزا تھا اور اسکے مردہ قالب میں نئی اور تازہ روح پھونکنے والا تھا سنکر نہایت خوش ہوا اسکی مسرت و شادمانی میں ایک غیر معمولی تحریک پیدا ہوئی اور غم کا پہاڑ دل سے اُٹھ گیا گئے ہوئے ہوش و حواس ٹھکانے لگے اور جان میں جان آئی اور اب اسکے مقرر کئے ہوئے وعدہ کا انتظار کرنے لگا۔ اسی اثناء میں ایک بیچ کا بچولیا آیا اور کہا صاحب بنا بنایا کھیل بگڑ گیا اور ہماری اَن تھک کوششوں کی عمارت آسمان تک پہونچکر گر پڑی آج وہ مجھے رستہ میں ملا اور آتے آتے واپس چلا گیا جب مینے یہاں لانے پر رغبت اور رغبت کے ساتھ اصرار ظاہر کیا تو وہ کہنے لگا مینے سُنا ہے کہ وہ مجھے لوگوں کے سامنے یاد کرتا اور ہمیشہ مجلسوں میں میرا ذکر کرتا ہے تو مجھے ایسی کیا پڑی ہے کہ تہمت و بدنامی کی جگہ جاؤں اور بیفائدہ اپنے اوپر عیب لگاؤں مینے ہر چند سمجھایا اور یہانتک لانے پر اصرار کیا مگر اُس نے ایک نہ مانی اور واپس چلا گیا۔ نا امید اور مایوس العلاج عاشق کے کان میں جب یہ وحشت انگیز خبر پہونچی تو اسے سخت ندامت ہوئی اور پہلے سے زیادہ بدحال ہوگیا۔ جان کنی کی علامتیں ظاہر ہوئیں اور دیکھتے دیکھتے دم توڑنے لگا۔ دم توڑتا جاتا اور یہ کہتا جاتا تھا ؎ اسلم یا راحۃ العلیل + ویا شفاء المدنف العلیل + رضاک اشہی الی فوادی + من رحمۃ الخالق الجلیل +

یعنے اے بیمار کی راحت اے سوختہ و تشنہ کے شفا میں خدائے خالق کی رحمت و شفقت سے بڑھ کر تیری خوشنودی اور رضامندی کا طالب ہوں۔ ابو محمد عبدالحق کہتے ہیں کہ مینے اس سے کہا اے شخص خدا سے ڈر اور اس فضول بکواس سے زبان بند کر اُس نے کہا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا میں فوراً وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہنوز دروازے

تک نہیں پہونچا تھا کہ موت کی چیخ میرے کان میں پہونچی۔ ہم خاتمہ کی برائی اور عاقبت کی نحوست سے پناہ مانگتے ہیں +

ایک دفعہ حضرت سفیان ثوری نے رات کو رونا شروع کیا تو روتے روتے صبح کردی۔ صبح ہوئی تو کسی شخص نے دریافت کہ یہ کیسا رونا تھا کیا آپ گناہوں کے خوف سے روتے ہیں فرمایا نہیں زمین سے ایک تنکا اٹھا کر فرمایا کہ گناہ تو اس سے بھی زیادہ ہلکے ہیں میں تو خاتمہ کی برائی کے خوف سے ڈرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں یہ بڑی دانشمندی اور سمجھ کی بات ہے کہ آدمی ہمیشہ اس بات سے خوف کرتا رہے کہ مبادا اسکے گناہ موت کے وقت کہیں اسی میں اور اس کے نیک خاتمہ میں حائل ہو کر اسے ذلیل و رسوا نہ کریں۔ امام احمد حضرت ابوالدرداء سے نقل کرتے ہیں کہ جب انکے انتقال کا وقت پاس آگیا تو بیہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آکر یہ آیت بار بار پڑھنے لگے وَنُقَلِّبُ اَفْئِدَتَهُمْ وَاَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهٖٓ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ یعنے اور ہم انکے دلوں اور انکی آنکھوں کو اُلٹ دینگے تو یہ معجزے دیکھکر بھی ایمان نہیں لائیں گے جیسے قرآن پر بھی پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے تھے اور ہم اُن کو انکی سرکشی کی حالت میں رہنے دیں گے کہ پڑے بھٹکا کریں۔

یہی وجہ ہے کہ بزرگان گذشتہ ہمیشہ گناہوں سے خائف رہتے تھے کہ مبادا انجام کار وہ اُن میں اور خاتمہ حسنہ میں روک اور حجاب نہ ہو جائیں۔ ابو محمد عبدالحق نے یہ بھی بیان کیا کہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اُن لوگوں کا خاتمہ بُرا نہیں ہوتا جن کا ظاہر درست اور باطن اصلاح پذیر ہوتا ہے بُرا خاتمہ اُن ہی لوگوں کا ہوتا ہے جنکے عقیدہ میں خرابی۔ گناہ کبیرہ پر اصرار و ہٹ دھرمی۔ بڑے بڑے گناہوں پر جراءت پائی جاتی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی پر یہ باتیں غالب آجاتیں اور اسے توبہ سے پیشتر ہی موت کا پیغام آجاتا ہے ایسی صورت میں گنہگار اپنی حالت کی کچھ اصلاح و درستی نہیں کر سکتا اور خدا کی طرف رجوع کرنیکا سامان مہیا نہیں کرتا کہ موت کا زبردست پنجہ اسکے سینہ پر گر جاتا ہے اس صدمے کے موقع پر شیطان اسپر فتح پاتا اور ایسے دہشت کے مقام پر رستہ سے اُچک لیتا ہے نعوذ باللہ من سوء العاقبۃ وسوء الخاتمہ اسی کے متعلق ایک یہ حکایت بھی نقل کی جاتی ہے کہ مصر میں ایک شخص تھا جو مسجد میں رہا کرتا اور ہمیشہ اذان دیتا نماز پڑھا کرتا تھا اُسپر طاعات کی تازگی اور عبادت کے انوار درخشان تھے ایک دن کا ذکر ہے کہ عادت کے مطابق اذان دینے کے لئے مسجد کے منارہ پر چڑھا منارہ کے نیچے ایک نصرانی

کا گھر تھا اس میں جھانک کر دیکھا مالک مکان کی لڑکی پر نظر پڑگئی جو نہایت خوبصورت اور حسین تھی دیکھتے ہی مفتون ہوگیا اذان کو چھوڑ کر نصرانی کے گھر میں اتر ا اندر گیا تو لڑکی بولی تم کس لئے آئے اور کیا چاہتے ہو کہا میں تجھ کو چاہتا ہوں اور اسی غرض سے آیا ہوں۔ لڑکی بولی یہ کیونکر کہا تو نے میری ساری عقل سلب کرلی اور دل چھین لیا لڑکی نے تھوڑی دیر تامل کیا پھر بولی کہ میں فحش بات میں کبھی تیری اطاعت نہیں کرسکتی اور نہ تجھے مجھ سے اسکی توقع رکھنی چاہئیے اسپر وہ شخص بولا کہ میں تجھ سے نکاح کروں گا لڑکی بولی میرا نکاح تجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے تو مسلمان ہے میں نصرانی میرا باپ کبھی اسپر راضی نہ ہوگا اور مجھے تیرے نکاح میں ہرگز نہ دیگا یہ بولا کہ اچھا میں دین عیسوی قبول کرلوں تو بھی تیرا باپ مجھ سے راضی نہ ہوگا۔ لڑکی نے کہا اگر تو نصرانی ہو جائیگا تو میں ضرور تیرے ساتھ شادی کرلوں گی چنانچہ وہ نصرانی ہوگیا اور اس گھر میں چند روز مقیم رہا ایک دن کا ذکر ہے کہ کسی ضرورت کے لئے گھر کی چھت پر چڑھا پاؤں پھسلا اور گر کر مر گیا۔ پس نہ تو وہ اپنی مراد ہی پر کامیاب ہوا کہ شادی ہونے سے پیشتر ہی مر گیا نہ دین اسلام کا نور ساتھ لے گیا بلکہ بے دین ہو کر مرا۔

فصل۔ چونکہ لواطۃ کا مفسدہ سارے مفسدوں سے بڑا تھا اسکی سزا بھی دنیا و آخرت میں بہت بڑی ہی مقرر ہوئی۔ اب علماء کا اسمیں اختلاف ہے کہ کیا لواطۃ کی سزا زنا کی سزا سے زیادہ غلیظ اور گاڑھی ہے یا زنا کی سزا لواطۃ کی سزا سے بڑی ہے یا دونوں کی سزا برابر ہے اسمیں تین قول ہیں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی بن ابی طالب اور خالد بن ولید اور عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس اور خالد بن زید اور عبد اللہ بن معمر اور زہری اور ربیعہ بن ابی عبد الرحمن اور امام مالک اور اسحاق بن راہویہ اور ایک روایت میں امام احمد اور ایک قول میں امام شافعیؒ اس طرف گئے ہیں کہ لواطۃ کی سزا زنا کی سزا سے اعظم و اغلظ ہے یعنے قتل کیا ہوا ہو تو اور کوارا ہو تو۔ عطاء بن ابی رباح اور حسن بصری اور سعید بن المسیب اور ابراہیم نخعی اور قتادہ اور اوزاعی اور ظاہر مذہب میں امام شافعیؒ اور دوسری روایت میں امام احمد اور ابو یوسف دوسری طرف گئے ہیں کہ لواطۃ اور زنا دونوں کی سزا برابر ہے حاکم اور امام ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ لواطۃ کی سزا زنا کی سزا سے کم ہے یعنے صرف تعزیر اس کی وجہ یہ ہے کہ لواطۃ بھی منجملہ اور گناہوں کے ایک گناہ ہے جس کی خدا اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی حد مقرر نہیں کی اور جب خدا و رسول نے حد مقرر نہیں کی تو اس کی سزا میں تعزیر کافی ہے جیسے مردار اور خون اور خنزیر کے گوشت کھانے والے

کی سزائیں تعزیر ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ لواطۃ کہتے ہیں ایسے مقام میں وطی کرنے کو جسکی خواہش طبیعتوں میں نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ نے اس فعل ناشایستہ سے طبیعتوں میں نفرت پیدا کردی ہے یہانتک کہ چوپائے حیوانات جو عقل کا بہت ہی کم حصہ رکھتے ہیں اور آدمی کے مقابلہ میں تو کچھ بھی عقل نہیں رکھتے طبعاً اس سے متنفر ہیں لہذا اسمیں شرع نے کوئی حد مقرر نہیں کی جسطرح کہ گدھی سے وطی کرنے میں کوئی حد نہیں اور تیسری وجہ یہ ہے کہ موطی کو زانی نہیں کہتے نہ لغتہً نہ شرعاً اور نہ عرفاً اور جب یہ ہے تو زانیوں کے ہی بارے میں جو نصوص شرع میں وارد ہوئی ہیں یہ اُن میں کسی طرح داخل نہیں ہوسکتی۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ جب ہمنے قواعد شریعہ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ جو گناہ اس قسم کے ہیں جنسے خود طبیعت متنفر ہوتی اور باز رہتی ہے تو اُن میں شرع نے صرف طبیعت پر اکتفا کیا ہے اور کسی طرح کی حد مقرر نہیں کی البتہ جن معصیتوں میں طبیعتوں کے تقاضے اور خواہشیں پائی جاتی ہیں اُن میں شرع نے بحسب اقتضاء طبع حدیں مقرر کی ہیں یہی وجہ ہے کہ زنا اور سرقہ اور نشیلی چیزوں کے پینے میں تو حد مقرر کی گئی ہے اور مردار اور خون اور سور کے گوشت کے کھانے میں حد مقرر نہیں کی گئی کیونکہ ان چیزوں سے آدمی کو طبعی طور پر نفرت ہوتی ہے اور پہلی چیزوں میں خود طبیعت ہی ان کی متقاضی اور خواہشمند ہوتی ہے پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسی طرح چوپائے اور مردے سے وطی کرنے میں بھی حد نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے طبیعتوں کو اسپر مجبول و مخلوق کیا ہے کہ مرد کو مرد سے صحبت کرنے میں سخت نفرت ہوتی ہے جس طرح کہ اُس شخص کو نفرت ہوتی ہے جو وطی کرنیکے لئے بلایا جاتا ہے۔ بخلاف زنا کے کہ اسمیں زنا کا داعیہ مرد و عورت دونوں کی طرف سے پیدا ہوتا ہے یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر دونوعوں میں سے کوئی اپنی ہمشکل سے فائدہ اٹھائے تو حد واجب نہیں ہوتی جیساکہ دو عورتیں باہم چپٹی کی مرتکب ہوں اور ایک دوسرے سے متمتع ہو تم کسی پر حد واجب نہیں ہوتی پہلے قول کے قائلین اور وہ جمہور امت اور صحابہ کی ایک بڑی بھاری جماعت ہی ہے کہتے ہیں کہ گناہوں میں کسی گناہ کا مفسدہ لواطت کے مفسدہ سے بڑا نہیں ہے کیونکہ یہ مفسدہ کفر کے مفسدہ کے قریب قریب ہے اور بسا اوقات قتل کے مفسدہ سے بڑھ جاتا ہے جیساکہ ہم عنقریب بیان کرینگے انشاءاللہ تعالیٰ جمہور امت اور علماء صحابہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ قوم لوط سے پہلے خدا نے دنیا جہان میں کسی متنفس کو اس بلا میں مبتلا نہیں کیا اور پھر اُن کو عذاب بھی ایسا سخت اور جانکاہ کیا کہ ویسا عذاب کسی امت پر نہیں بھیجا کہ اُنھیں ہلاک کرکے انکے شہروں کو اُلٹ دیا اُنھیں زمین میں دھسادیا اور اوپر سے پتھروں کا مینہ برسایا انہیں اندھا کردیا اُن کے مالوں پر

جھاڑو پھیر دی اور انکے عذاب کو دائم اور مستمر کر دیا غرض کہ انکی کرتوت کے پاداش میں وہ سزا دی کہ اُس جیسی سزا انکے سوا کسی امت کو نہیں دی اور یہ تمام سزائیں صرف اسی گندے اور ناپاک جرم کا بدلہ تھا جس کی وجہ سے زمین پھٹنے کے قریب ہوجاتی ہے اور فرشتے آسمان و زمین کے کناروں میں بایں خوف بھاگ جاتے ہیں کہ مبادا لوطیوں پر عذاب نازل ہو اور یہ بھی انکے ساتھ رو درن میں آجائیں جب زمین پر اس مفسدہ کا وقوع ہوتا ہے تو وہ بارگاہ الٰہی میں زاروناله کرتے ہیں اور پہاڑ لرز اٹھتے اور اپنی جگہ سے سرک جانے کے قریب ہوجاتے ہیں اگر مفعول بہ (یعنے وہ شخص جس سے لواطت کی جاتی ہے) کو قتل کر دیا جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اس سے لواطت کیجائے کیونکہ جب کوئی شخص کسی سے لواطت کرتا ہے تو گویا اُس کو ایسا مار ڈالتا ہے جس کے زندہ ہونے کی کبھی امید نہیں بخلاف قتل کر دینے کے کہ اس صورت میں وہ مظلوم شہید ہوگا اور امید ہے کہ آخرت میں اس سے کچھ فائدہ اٹھائے۔

جمہور امت اور صحابہ کا بیان ہے کہ قتل کے مفسدہ سے لواطت کے مفسدہ کو بڑا اور عظیم الشان کہنے کی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے قاتل کی سزا مقتول کے ورثا کے اختیار میں رکھی ہے کہ وہ چاہیں تو قاتل کو مقتول کے عوض میں مار ڈالیں چاہیں معاف کر دیں اور لوطی کی سزا خود مقرر کر دی ہے کہ قتل کر دیا جائے اور جیسا کہ خلب رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کا اسپر اجماع ہو چکا ہے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ صریحہ جس کی کوئی معارض نہیں صاف طور پر دلالت کرتی ہے اور اسی پر عملدرامد ہے۔

خلفاء راشدین اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا۔ حضرت خالد بن ولید سے یہ روایت پائے ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ انہوں نے جزیرہ عرب کے ایک گوشہ میں ایک مرد کو دیکھا کہ لوگوں سے نکاح کرتا ہے جیسے عورت مرد سے نکاح کرتی ہے تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو جو ان دنوں خلافت کی کرسی پر متمکن تھے یہ سارا واقع لکھ بھیجا حضرت ابوبکر صدیق نے اکابر صحابہ سے مشورہ کیا ہر ایک بزرگوار نے اپنی اپنی رائے ظاہر کی مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بڑی سختی اور شدت کے ساتھ فرمایا کہ پہلی امتوں میں سے صرف ایک امت اس ناشایستہ فعل کی مرتکب ہوئی ہے اور تم نے سن ہی لیا ہے کہ خدا نے انکو کیسی بُری سزا دی۔ تو میری رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو آگ میں جلا دیا جائے حضرت ابوبکر صدیق نے یہی جواب حضرت خالد کو لکھ بھیجا اور انھوں نے اُس شخص کو آگ میں جلا دیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ اگر کسی بستی میں اغلام کا فعل دیکھا جائے تو لوطی کو کسی اونچے مکان سے اوندھے مونہہ پھینک دیا جائے اور اوپر سے پتھر مارے

جائیں۔ عبداللہ بن عباس وہی شخص ہیں جنہوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ جس شخص کو تم قوم لوط کا سا فعل کرتے ہوئے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر ڈالو۔ اس حدیث کو تمام سنن والوں نے روایت کیا اور ابن حبان وغیرہ نے صحیح تبلایا ہے امام احمد نے اسی حدیث سے حجت پکڑی ہے اور محدثین نے اس کی اسناد بخاری کی شرط کے موافق بتائی ہے۔

جمہور امت اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ بھی کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا اُس شخص پر لعنت کرتا ہے جو قوم لوط کا سا عمل کرے اور ایک دفعہ چھوڑ تین دفعہ فرمایا بخلاف زنا کے کرنے کے بارہ میں پیغمبر صاحب نے ایک موقع پر تین دفعہ لعنت نہیں فرمائی۔ زنا کے علاوہ اور بھی بہت سے کبیرہ گناہ ہیں جنکے بارہ میں اگرچہ پیغمبر صاحب نے مرتکب کبیرہ کو لعنت کی ہے مگر کسی موقعہ پر تین دفعہ لعنت نہیں کی۔ ہاں لوطی کو تاکیداً تین دفعہ لعنت فرمائی۔ لوطی کے قتل کرنے میں تو تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متفق ہیں مگر ہاں قتل کی صورت میں اختلاف ہے کہ لوطی کو کس طرح قتل کیا جائے اسی اختلاف کی وجہ سے بعض لوگوں کا وہم ہوگیا کہ شاید نفس قتل میں اختلاف ہے اور اسی وجہ سے انہوں نے اسکو مسئلہ نزاعی کہا ہے حالانکہ یہ نزاعی مسئلہ نہیں بلکہ اجماعی مسئلہ ہے۔ جمہور امت اور صحابہ کا بیان ہے کہ نص کی دو آیتوں میں غور کرنے سے زنا اور لواطت میں آسمان زمین کا فرق اور پورب اور پچھم کا تفاوت ظاہر ہوتا ہے پہلی آیت زنا کے بارے میں لا تقربوا الزنا انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا۔ اور لواطت کے بیان میں اتاتون الفاحشۃ ما سبقکم بھا من احد من العالمین ہے پہلی آیت میں خدا تعالیٰ نے لفظ فاحشہ کو نکرہ بیان کیا ہے یعنے زنا اور فحشوں میں سے ایک فحش ہے اور دوسری آیت یعنے لواطت کے بیان میں لفظ الفاحشہ کو معرف مذکور فرمایا اور یعنی عبارت صاف اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ الفاحشہ کا لفظ فواحش کے تمام اقسام کے معنے کو جامع ہے جیسا کہ بولا کرتے ہیں زید الرجل اور نعم الرجل زید تو اتاتون الفاحشہ کے یہ معنی ہوئے کہ کیا تم ایسے فعل کے مرتکب ہوتے ہو جسکا فحش ہونا ہر شخص کے نزدیک ثابت ہے اور چونکہ لواطت کا فحش ہونا ظاہر تھا اسلئے لواطت کے ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوئی وجہ یہ ہے کہ فاحشہ کا اسم اسکے سوا اور کسی طرف کو جا ہی نہیں سکتا اور یہ نظیر ہے فرعون کے اس قول کی جو اُس نے حضرت موسیٰ سے مخاطب ہوکر کہا تھا وفعلت فعلتک التی فعلت یعنے تو نے وہ ناشائستہ کام کیا جس کی بُرائی ہر شخص کو معلوم ہے اور جو محتاج ذکر نہیں پھر اس کے بعد خدا تعالیٰ نے لواطت

کے فحش ہونے کی حالت کو ما سبقکم بہا من احد من العالمین سے موکد فرمایا اور ارشاد کیا کہ یہ
وہ فحش ہے جسکو دنیا جہان میں کسی نے نہیں کیا پھر اس بارہ میں اور بھی تاکید زیادہ کی یعنے اسکی تصریح
ایسے لفظوں سے کی جنسے دلوں کو نفرت ہوتی ہے اور جنکے سننے سے کان گریز کرتے ہیں اور وہ مرد
کا اپنے ہی جیسے مرد کے ساتھ ہم بستر ہونا اور مرد کا مرد سے نکاح کرنا ہے چنانچہ فرمایا ائنکم لتاتون الرجال
پھر اس بات پر تنبیہ فرمائی کہ وہ فی الحقیقت اس ناشائستہ اور قبیح فعل سے مستغنی ہیں یعنی بجز شہوات رانی کے
اور کوئی ضرورت اس فعل کے باعث نہیں نہ کوئی ایسا داعیہ موجود ہے جس کی وجہ سے مرد عورت
کی طرف میل کرتا ہے مرد کا عورت کی طرف میلان کئی وجوہ سے ہوتا ہے کبھی تو حاجت کے پورا کرنے اور
لذت حاصل کرنے کے لئے اور کبھی اس شفقت و محبت پیدا ہونے کے لئے جو عورت کو اسکے ماں باپ کے
بھلا دینے کا اور صرف خاوند ہی کو یاد رکھنے کا باعث ہوتی ہے اور کبھی نسل حاصل ہونیکے لئے جس کے
سبب سے نوع انسانی کا قیام و دوام ہو سکتا ہے جو اشرف المخلوقات ہے اور کبھی عورت کی پاکدامنی
محفوظ رہنے اور اس کی ضرورت کے پورا ہونے اور علاقہ مصاہرت کے قائم کرنے اور مردونکے عورتوں
پہ سرپرست ہونے اور عورتوں کے بطنوں سے محبان خدا اولیاء اور ایماندار بندوں کے پیدا ہونے
اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور امتوں پر اپنی امت کی کثرت کے باعث سے فخر کرنے کے لئے
خلاصہ یہ ہو کہ مذکورہ وجوہ اور انکے علاوہ اور کئی باتیں مصالح و فوائد ہیں نکاح کے بخلاف انکی لواطت
کے مفاسد اسقدر ہیں جو شمار میں نہیں آسکتے اور جن کی تفاصیل خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا
پھر خدا تعالی نے اس ناشائستہ فعل کی قباحت کو اور بھی موکد کیا با ایں طور کہ لوطیوں نے خدا کی اس
فطرت کو بالکل بدل ڈالا جسپر خدا نے مردوں کو پیدا کیا تھا اور ساتھ ہی اس طبعی خواہش کو بھی بدل دیا
جو خدا نے مردوں میں پیدا کی تھی یعنے خدا نے تو عورتوں کی خواہش کا داعیہ مردوں کے دلوں میں
پیدا کیا تھا انہوں نے اسے بدل کر مردوں کی خواہش اپنی طبیعتوں میں پیدا کرلی تو انہوں نے طبیعت
اور فطرت دونوں کے برخلاف عورتوں کو چھوڑ کر مردوں ہی پر بس کیا اور یوں فطرت اللہ اور
طبیعت کو تبدیل کا لباس پہنایا اسی وجہ سے خدا نے بھی اس فعل کی سزا میں اُن کے شہروں کو
اُلٹ دیا اور اُن کی عالی بستیوں کو سافل کر دیا اور آخرت میں اوندھے مونہہ دوزخ میں ڈھکیلے
جائینگے ۔ اس سب کے بعد خدا تعالے نے اس فعل قبیح کی ایک اور طرح تاکید فرمائی یعنے بل انتم

قوم مسرفون فرما کر اسراف کا اُن پر حکم لگایا اور ارشاد کیا کہ تم لوگ کچھ ہو ہی حد سے تجاوز کرنے والے۔ تو اب غور کرنا چاہیئے کہ جو قباحتیں لواطت میں موجود ہیں کیا وہ قباحتیں یا اُن کے قریب قریب زنا میں پائی جاتی ہیں۔ نہیں۔ ہرگز نہیں اور یہی وہ قباحتیں ہیں جنسے زنا اور لواطت میں آسمان زمین کا تفاوت اور پورب پچھم کا فرق ظاہر ہوتا ہے پھر خدا تعالیٰ نے اس فعل کی قباحت کو اور بھی موکد کرنیکے لئے فرمایا ہے۔ ونجیناہ من القریۃ التی کانت تعمل الخبائث یعنی ہم نے لوط کو اُس بستی سے امن عافیت کے ساتھ نکال دیا جہاں کے لوگ خبیث اور گندے کام کیا کرتے تھے پھر مزید تاکید کے لئے ایسی دو باتوں کے ساتھ انکی مذمت بیان کی جو نہایت درجہ کی بُری اور بدہیں چنانچہ فرمایا انھم کانوا قوم سوء فاسقین یعنے وہ بدکار اور فاسق لوگ تھے جو کھلم کھلا بدکاری کے مرتکب ہوتے تھے۔ پھر ایک جگہ اُن کو مفسد فرمایا چنانچہ حضرت لوط نے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے وقت فرمایا۔ رب انصرنی علی القوم المفسدین اور ایک جگہ انہیں ظالم کہا چنانچہ جو فرشتے کہ لوط کی بستیوں کو ہلاک کرنے کی غرض سے آئے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں مہمان ہوئے اور اُنہوں نے پوچھا کہ تم کس کام کے لئے بھیجے گئے ہو تو فرشتوں نے جوابدیا انا مھلکوا اھل ھذہ القریۃ ان اھلھا کانوا ظالمین تو اب غور کرنا چاہیئے کہ جس طرح کی سزائیں اور جس طرح کی مذمتیں خدا نے لوطیوں کی بیان فرمائی ہیں ایسی سزائیں اور ایسی مذمتیں انکے سوا اور کس کی بیان کی ہیں اور جب حضرت ابراہیم نے یہ سُنکر کہ قوم لوط ہلاک ہونے والی ہے فرشتوں سے انکے بارہ میں جھگڑا کیا تو خدا نے ابراہیم سے فرمایا یا ابراھیم اعرض عن ھذا انہ قد جاء امر ربک وانھم اٰتیھم عذاب غیر مردود یعنے اے ابراہیم تم اس خیال کو چھوڑ دو تمہارے پروردگار کا جو حکم تھا وہ آپہونچا اور ان لوگوں پر ایسا عذاب آنیوالا ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔ اب قوم لوط کی خباثت اور تمرد و سرکشی کو خیال کرو کہ جب انہوں نے سنا کہ لوط کے گھر میں کئی آدمی نہایت خوبصورت و حسین مہمان ہوئے ہیں تو دوڑے ہوئے حضرت لوط کے پاس آئے حضرت لوط نے انکے ارادہ پر مطلع ہو کر فرمایا کہ اے میری قوم ان مہمانوں سے تعرض نہ کرو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں انسے نکاح کر لو یہ تمہارے لئے ستھری اور پاکیزہ ہیں غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت لوط نے اپنے اور اپنے مہمانوں پر سے اس شدید عار کو دفع کرنے کے لئے اپنی بیٹیوں کو مہمانوں پر فدا کرنے کا عزم مصمم کر لیا اور فرمایا کہ مہمانوں کے بدلے بیٹیوں سے نکاح کر لو چنانچہ خدا تعالیٰ اُن کے اس قول کی حکایت اس طرح بیان کرتا ہے فقال یا قوم ھؤلاء بناتی ھن

اطھر لکم فاتقوا اللہ ولا تخزون فی ضیفی الیس منکم رجل الرشید اسپر قوم لوط نے نہایت گستاخانہ جواب دیا جیسے کوئی بڑا سرکش اور متکبر جواب دیتا ہے کہ لقد علمت ما لنا فی بناتک من حق وانک لتعلم ما نرید یعنے تم کو تو معلوم ہے کہ ہم کو تمہاری بیٹیوں سے کچھ سروکار نہیں اور ہمارے ارادہ سے بھی تم بخوبی واقف ہو اسپر لوط علیہ السلام نے نہایت حسرت اور درد کے ساتھ ایک سانس لیا اور دل دردمند سے آہ سرد بھر کر فرمایا لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید یعنی کاش آج مجھ کو تمہارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست سہارے کا آسرا پکڑ پاتا۔ اس پر فرشتوں نے اصل حقیقت حضرت لوط سے بیان کی اور انہیں معلوم کرایا کہ یہ لوگ نہ ہم تک پہونچ پائینگے اور نہ تمہارا ہی کچھ بگاڑ سکیں گے تو تم مت ڈرو اور ان کی کچھ پرواہ نہ کرو تسلی رکھو اور اطمینان سے کام لو چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے قالوا یا لوط انا رسل ربک لن یصلوا الیک پھر فرشتوں نے حضرت لوط کو نجات کی خوشخبری دی اور قوم پر جو عذاب لیکر آئے تھے اس کی ٹھیک ٹھیک خبر دیدی اور کہا فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد الا امراتک انہ مصیبھا ما اصابھم ان موعدھم الصبح یعنے لوط تم اپنے اہل و عیال کو لیکر کچھ رات رہی سے بھاگو اور پھر تم میں سے کوئی مڑکر بھی نہ دیکھے مگر تمہاری بیوی کہ وہ بے دیکھے رہنے کی نہیں اور جو عذاب ان لوگوں پر نازل ہونیوالا ہے وہ اسپر بھی ضرور نازل ہوگا انکے عذاب کا وقت مقرر صبح ہے۔ یہ سنکر حضرت لوط علیہ السلام نے خیال کیا کہ صبح جو انکے ہلاک ہونیکا وقت ہے بہت دور ہے فرشتوں سے فرمایا کہ میں ان کا ہلاک ہونا بہت ہی قریب چاہتا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کیا الیس الصبح بقریب کیا صبح قریب نہیں ہے الغرض خدا کے دشمنوں کے ہلاک ہونے اور اسکے نبی لوط اور دوست مسلمانوں کے نجات پانے میں صرف اتنا عرصہ لگا جتنا صبح اور آفتاب کے طلوع ہونے میں لگتا ہے چنانچہ اسی وقت قوم لوط کے شہر بنیادوں اور جڑوں سے اکھیڑ کر آسمان کی طرف اٹھالئے گئے یہانتک کہ آسمانی فرشتوں نے انکے کتوں کا بھونکنا اور گدھوں کا چلانا سن لیا اور بات پوری ہوئی جسکا خدائے بزرگ کے پاس سے اسکے بندہ جبرئیل کو حکم ہوا تھا کہ انہوں نے انکے شہروں کو الٹ دیا جیسا کہ خدا نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا فلما جاء امرنا جعلنا عالیھا سافلھا وامطرنا علیھم حجارۃ من سجیل یعنے جب ہمارا حکم عذاب آپہونچا تو ہم نے الٹ کر اس بستی کے اوپر کے حصہ کو اسکے نیچے کا حصہ کر دیا اور پتھر اسپر برسائے تھے۔ پس خدا نے انہیں دنیا جہان کے لئے نشان عبرت بنا دیا۔

اور پرہیزگارون کے لئے نصیحت قرار دیا اور اُن گنہگاروں کے لیئے باعث زجر ٹھیرایا جو اُنکے سے فعل کے مرتکب ہوتے ہیں علاوہ ازیں اُنکے شہرون کو ایسا مسمار کرڈالا کہ چلنے والے اُن میں آمدورفت کرتے ہیں جیساکہ قرآن کے ایک دوسرے موقع پر ارشاد ہوا ان فی ذالک لآیات للمتوسمین و انها لبسبیل مقیم ان فی ذالک لآیة للمومنین ط خلاصہ یہ کہ وہ بیہوشی اور نشہ کی حالت میں پڑے سوتے تھے کہ عذاب الٰہی اُن پر ٹوٹ پڑا اور جو کام وہ کررہے تھے وہ اُن کو عذاب الٰہی سے بچا نہیں سکے ان کی تمام لذتیں درد و دکھ سے بدل گئیں اور وہ ہمیشہ کے لئے مبتلا عذاب ہوگئے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ مآرب کانت فی الحیوۃ لاهلها ✦ عذابا فصارت فی الممات عذابا اُن کی لذت و سرور کے سامان پر محرومی و ناکامی کا پانی پھیر دیا گیا اور افسوس و حسرت اُنکے پیچھے باقی رہی شہوتیں اور خواہشیں ملیامیٹ کردی گئیں اور شقاوت و بدبختی میراث میں دیگئی۔ چند روز لذات فانیہ سے فائدہ اُٹھاکر دوامی عذاب میں گرفتار ہوگئے۔ اُنھوں نے بہت تھوڑے روز دنیا کے عارضی فائدے حاصل کئے اور ہمیشہ کے دردناک عذاب کو سر پر لیا ان کو ان شہوتوں کے نشہ نے ایسا چکناچور کیا تھا کہ بس معذبین ہی کے شہروں میں جاکر آنکھ کھلی۔ اور اس غفلت میں انہیں ایسا سلایا کہ تباہ ہونیوالوں کی منزلوں ہی میں جاکر جاگے اُسوقت یہ لوگ نہایت ہی نادم و پشیمان ہوئے مگر اب ندامت سے کیا فائدہ ہوتا تھا وہ اپنے گذشتہ اعمالوں پر آنسوؤں کے بدلے خون روئے مگر اب رونے سے کیا کام نکلتا تھا اے مخاطب اگر تو ان لوگوں کے اعلے اور اسفل گروہ کو دیکھے تو تجھے نہایت ہی خوف و دہشت معلوم ہو کہ دوزخ کی آگ اُنکے مونہون اور بدن کے تمام سوراخوں سے نکل رہی ہے اور وہ دوزخ کے طبقوں میں لذیذ شراب کے جاموں کی جگہ کھولتے ہوئے پانی کے پیالے بھر بھر کر پی رہے ہیں اور جب وہ دوزخ کی آگ میں اوندھے مونہہ گھسیٹے جاتے ہیں تو فرشتے اُن سے کہتے ہیں ذوقوا ما کنتم تکسبون اصلوها فاصبروا اولا تصبروا سواء علیکم انما تجزون ما کنتم تعملون یعنے جو عمل تم دنیا میں کرتے تھے اب اسکا مزہ چکھو دوزخ میں داخل ہو صبر کرو یا بے صبری دونوں باتیں برابر ہیں تم انہیں کاموں کے بدلے دیے جاؤگے جو دنیا میں کرتے تھے۔ غرضکہ خدا تعالیٰ نے اُس امت اور اس امت میں مسافت عذاب کو قریب کردیا یعنے اس امت کے جو لوگ قوم لوط کے فعل میں شریک ہوتے ہیں انہیں ڈرانے کے لئے ایک بہت بڑے وعید کے پیرایہ میں فرمایا وما هی من الظالمین ببعید

یعنے قوم کی لبستیاں ان لوگوں سے کچھ ایسی دور بھی نہیں تو اُن کو چاہیئے کہ اُسی کے حال سے عبرت پکڑیں
فیا ناکح الذکران تھنیکم البشریٰ + فیوم معاد الناس ان لکم اجراً + کلوا واشربوا وزنوا
ولوطوا واکثروا + فان لکم زفاً الی نارۃ الکبریٰ + فاخوانکم قد مھدوا الدار قبلکم
+ وقالوا الینا عجلوا لکم البشریٰ + وھا نحن اسلاف لکم فی انتظارکم + سیجمعنا الجبار فی نارۃ
الکبریٰ + ولا تحسبوا ان الذین نکحتموا + یغیبون عنکم بل ترون ھم جمریٰ + ویلعن
کل منکم لخلیلہ + ویشقے بہ المحزون فی الکرۃ الاخریٰ + یعذب کل منھم بشریکہ + کما
اشترکا فی لذۃ توجب الوزر یعنے اے مردوں سے نکاح کرنے والو تمہیں اس دن کے آنے کی
خوشخبری ہو جو لوگوں کی جزا و سزا کے لئے مقرر ہے کہ اُسی دن تمہیں پورا پورا اجر دیا جائیگا کھاؤ پیو
اور زنا و لواطت کے مزے اُڑالو آخر تو تمہاری مہمانی دوزخ کی عظیم الشان آگ کی طرف ہوویگی تمہارے
بھائیوں نے تمہارے آنے سے پہلے تمہارے لئے مکان طیار کر رکھا ہے اور زبان مقال سے کہہ رہے ہیں
کہ جلد ہمارے پاس آئے اور خوشی سے آؤ ہم تم سے پہلے آکر تمہارے انتظار میں بیٹھے ہیں تو عنقریب ہمیں
اور تمہیں خدائے جبار اپنی بڑی آگ میں جمع کریگا تم یہ خیال نہ کرو کہ جن لوگوں سے تم نے نکاح کیا ہے وہ
تمہاری آنکھوں سے اُوجھل ہونگے بلکہ تم ان کو انگارہ بنا ہوا دیکھوگے اور تم سے ہر ایک شخص اپنے دوست
کو لعنت کریگا اور عالم آخرت میں بدبخت آدمی اسکے ساتھ غمگین ہوگا اُن میں سے ہر ایک اپنے ہمنشین
کے ساتھ معذب ہوگا جیسا کہ لذت میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک تھا +

فصل اُن دلائل کے جوابوں میں جنسے بعض لوگوں نے اس بات پر حجت پکڑی ہے کہ لواطت کی سزا
زنا کی سزا سے کمتر ہے اُن کا یہ کہنا کہ لواطت ایک ایسا گناہ ہے جس کی خدا تعالیٰ نے کوئی حد مقرر نہیں
کی تو اسکے کئی جواب ہیں ایک یہ کہ لواطت کی حد بے شبہ متعین ہے خدا کی طرف سے ایسے شخص کو سزا ے
موت کا حکم ہوا ہے اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس فعل ناشایستہ کی جو سزا مقرر کی ہے وہ خدا
ہی کی طرف سے مقرر کی ہے پھر اس سے تمہارا مطلب یہ ہے کہ لواطت کی حد شرع میں غیر معلوم ہے تو یہ
نادرست اور باطل ہے اور اگر یہ مقصد ہے کہ نص کتاب سے ثابت نہیں تو ہم اسکو تسلیم کرتے ہیں مگر نص کتاب سے
ثابت نہ ہونے سے اُس حکم کی نفی نہیں ہوسکتی جو سنت سے ثابت ہے دوسرے یہ کہ تمہارا یہ قول حکم
رجم سے ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ بھی سنت ہی سے ثابت ہوا ہے اسپر اگر تم یہ کہو کہ حکم رجم قرآن سے ثابت

ہے تو یہ دوسری بات ہے کہ وہ آیت جس سے حکم رجم ثابت ہے لفظاً منسوخ ہو گئی اور حکم باقی رہا تو
ہم کہیں گے کہ اچھا شارب خمر کے بارے میں کیا کہتے ہو اسکے بارہ میں تو کوئی نص قرآنی پایہ ثبوت کو
پہونچی ہی نہیں۔ تیسرے یہ کہ دلیل معین کی نفی سے مطلق دلیل کی نفی لازم نہیں آتی اور اسی طرح مدلول
کی نفی بھی تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے حالانکہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ جس دلیل کی تم نے نفی کی ہے اسکا کوئی
ماخذ نہیں اب رہا تمہارا یہ کہنا کہ یہ ایک ایسی وطی ہے جس کی طبیعتوں کو خواہش نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ
نے طبیعتوں میں اس کی طرف سے نفرت اور وحشت پیدا کر دی ہے اور جب یہ ہے کہ لواطت ایسی ہے
جیسے مردہ اور چوپائے سے وطی کرنی اسکا جواب بھی چند وجوہ سے دیا جاتا ہے اول یہ کہ تمہارا یہ قیاس کہ
جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت صحیحہ اور اجماع اصحابہ کے ہوتے جیسا کہ اسکا بیان مفصل اوپر گزر
چکا ہے محض فاسد اور مردود قیاس ہے دوسرے یہ کہ تم جو حسین اور خوبصورت لڑکے کے ساتھ لواطت
کرنے کو کہ یہ تمام فتنوں سے ایک بہت بڑا فتنہ ہے گدھی اور مردے کے ساتھ صحبت کرنے پر قیاس کرتے
ہو یہ سب سے زیادہ بیہودہ اور سب سے زیادہ فاسد قیاس ہے کیونکہ کسی نے لڑکے کے ساتھ لواطت کرنے کو کبھی
گدھے یا گائیں یا مردے سے صحبت کرنے کی برابر نہیں سمجھا بھلا کبھی کوئی شخص اُن پر عاشق ہوا ہے یا
کسی عاشق نے غلبہ عشق کی وجہ سے ان چیزوں کو اپنی قید میں رکھنا پسند کیا ہے یا یہ چیزیں کبھی کسی کے
دل میں یا فکر میں جانشین ہوئی ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں اور جب یہ ہے تو لڑکے کے ساتھ لواطت کرنے کو
ان چیزوں پر قیاس کرنا سب قیاسوں سے بدتر اور فاسد تر ہے۔ تیسرے یہ کہ تمہاری یہ حجت ماں اور بہن
کے ساتھ صحبت کرنے سے بھی لوٹے جاتی ہے کیونکہ اسمیں انتہا درجہ کی طبعی نفرت پائی جاتی ہے باوجود
اسکے ماں بہن سے وطی کرنے میں جو حد پایہ ثبوت کو پہونچی ہے تو تمام حدود سے سخت تر اور غلیظ تر ہے
یعنے قتل زانی خواہ محصن ہوا ہو یا غیر محصن جیسا کہ امام احمد کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی
قول ہے اسحاق بن راہویہ اور اہل حدیث کی ایک جماعت کا۔ ابو داؤد میں براء بن عازب کی حدیث
بایں مضمون موجود ہے کہ براء کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا سے ملا دیکھا کہ انکے ساتھ ایک نشان تھا میں نے
اُنسے کہا کہ تم یہ نشان لیکر کہاں جاتے ہو جواب دیا کہ مجھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس شخص
کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کے مرے پیچھے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر لیا ہے اور حکم فرمایا ہے کہ
میں اُس کی گردن مار دوں اور اُس کا مال چھین لوں۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ جو

زجاجی کا بیان ہے کہ براء کے چچا کا نام حارث بن عمرو تھا۔ سنن ابو داؤد اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس
سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے محرم سے زنا کرے اور محرم سے
مراد ہیں وہ عورتیں جنسے شرع میں نکاح جایز نہیں جیسے بہن بھتیجی بھانجی وغیرہ تو اُسے قتل کر ڈالو حجاج
کی حکومت کے زمانہ میں ایک شخص اُسکے دربار میں پیش کیا گیا جس نے اپنی بہن کو اپنے تصرف میں رکھ
چھوڑا تھا۔ حجاج نے حکم دیا کہ اسے قید رکھو اور اگر یہاں اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے
ہیں تو اُنسے اس مسئلہ کی تحقیق کرو عبداللہ بن مطرف صحابی اُن دنوں وہاں موجود تھے لوگوں نے
اُنسے پوچھا تو فرمایا میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص مسلمانوں کے حرم
میں قدم ڈالے۔ تم اُسکے درمیان تلوار ڈالو یعنے اسکو قتل کر ڈالو۔ یہ واقعہ اس مسئلہ میں دلیل مستقل
ہے یعنے جو شخص ایسی عورت سے ہم بستر ہو جس سے ہم بستر ہونا اُسکو کسی حال میں مباح نہیں تو اُس کی
حد قتل ہے اور یہی حد ہے اُس شخص کی جو اپنی ماں یا بیٹی سے یا ماں اور بیٹی کے علاوہ کسی اور محرم سے
وطی کرے کیونکہ ایسا شخص بھی اُنہیں لوگوں میں داخل ہے جو اُس عورت سے ہم بستر ہوتا ہے جس سے
ہم بستر ہونا اُس کو کسی حال میں درست نہیں یہی کیفیت ہے لوطی کی کہ وہ بھی ایسے شخص سے وطی کرتا
ہے جس سے وطی کرنا اُسکو کسی حال میں جائز نہیں اور جب یہ ہے تو جس طرح ماں بہن سے زنا کرنیوالے
کی حد قتل ہے اسی طرح لوطی کی سزا بھی قتل ٹھیری۔ اور تحقیق یہ ہے کہ دونوں مسئلوں میں نص اور قیاس سے
استدلال کیا جائے تاکہ ان میں سے ہر ایک صحت پر شاہد عدل ہو۔ اسپر تو تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ جو
شخص کسی محرم سے زنا کرے اُسپر حد لگائی جائے گی مگر حد کی صفت میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا ایسا
شخص ہر حال میں قتل کیا جائے گا یا اُس کو زانی کی سی حد ماری جائے گی۔ امام شافعیؒ اور امام مالکؒ
اور ایک روایت میں امام احمدؒ اس طرف گئے ہیں کہ اسپر حد زنا جاری ہوگی اور اسحق بن راہویہ اور دوسری
روایت میں امام احمد اور محدثین کی ایک جماعت یہ سب لوگ اسکے قائل ہیں کہ ایسے شخص کی سزا قتل
ہے ہر حال میں۔ اسی طرح تمام علماء متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے ذی محرم سے نکاح کا حیلہ کرکے وطی
کرے اور جانتا ہو کہ مجھے اس سے وطی کرنا حرام ہے اُسے بھی حد لگائی جائے گی مگر صرف امام ابو حنیفہؒ
اسمیں اختلاف کرتے اور کہتے ہیں کہ ایسے شخص کو تعزیر دیجائے گی حد نہیں ماری جائے گی کیونکہ یہ ایک
طرح کا شبہ ہے اور شبہ حد کو ساقط کر دیتا ہے امام ابو حنیفہؒ کے مخالفین کہتے ہیں کہ جب یہ شخص اپنے ذی محرم

سے نکاح کا حیلہ کرکے وطی کرتا ہے تو اور بھی بڑے جرم کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ اس حالت میں اس سے دو بڑے گناہ سادر ہوتے ہیں ایک عقد کا گناہ کہ نکاح کرنا جائز نہ تھا اور کرلیا۔ دوسرے وطی کا گناہ کہ ذی محرم سے وطی کرنی درست نہ تھی اور کرلی تو بھلا ایسی حالت میں اس سے سزا کس طرح کم ہو سکتی ہے مردہ کے ساتھ وطی کرنے میں فقہا کے دو قول ہیں اور یہ دونوں قول امام احمد وغیرہ کے مذہب میں ہیں ایک تو یہ کہ فاعل پر حد واجب ہوتی ہے اور یہی قول امام اوزاعی کا ہے کیونکہ اس فعل کے مرتکب کا جرم بہت بڑا اور گناہ کثیر ہے وجہ یہ کہ اس نے حرمت میتہ کو ہتک فاحشہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔

فصل۔ چوپائے سے وطی کرنے میں فقہاء کے تین قول ہیں ایک یہ کہ چوپائے سے وطی کرنے والے کو ادب دیا جائے حد نہ لگائی جائیگی۔ یہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور ایک روایت میں امام شافعی کا مذہب ہے اور یہی قول اسحٰق راہوے کا ہے۔ دوسرے یہ کہ چارپائے سے وطی کرنیوالے کا حکم زانی کا سا ہے۔ بیاہا ہوا ہے تو سنگسار کیا جائے گا کوارا ہے تو کوڑے لگائے جائینگے اور یہ قول ہے حسن کا تیسرے یہ کہ یہ شخص لوطی کے حکم میں ہے اسی پر امام احمد نے نص قائم کی ہے خلاصہ یہ کہ جو چوپایہ سے وطی کرنیوالے کی حد میں دو روایتیں آئی ہیں اور دونوں روایتوں کے جمع کرنے سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ کیا ایسے شخص کی سزا صرف قتل ہے یا اسکا زانی جیسا حکم ہے جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ اس کی سزا قتل ہے وہ اس روایت سے حجت پکڑتے ہیں جو ابوداؤد میں حضرت ابن عباس سے بایں مضمون وارد ہوئی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چوپایہ سے وطی کرے اسکو قتل کرو اور اسکے ساتھ چوپایہ کو بھی قتل کرڈالو۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ چوپایہ سے وطی کرنیوالے کی سزا مقرر ہوئی ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس قسم کی وطی کسی حال میں مباح نہیں اور اسی وجہ سے اس کی سزا قتل مقرر کی گئی جس طرح کہ لوطی کی سزا میں قتل تعین ہوا۔ پھر جو لوگ کہتے ہیں اس فعل کے مرتکب پر حد نہیں ان کا بیان ہے کہ اس بارہ میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوئی اگر وارد ہوتی تو ہم اسے تسلیم کرتے اور اس کی مخالفت ہمارے لئے کبھی جائز نہ ہوتی۔ سعید کے بیٹے اسمٰعیل شالنجی کہتے ہیں میں نے احمد سے پوچھا کہ چوپائے سے وطی کرنے والے کی کیا سزا ہے انہوں نے توقف کیا۔ اور عمرو بن ابی عمرو کی حدیث جو اس بارہ میں وارد ہوئی ہے وہ درجۂ ثبوت کو نہیں پہونچی۔ طحاوی کہتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے علے ہٰذ القیاس حضرت ابن عباس جو حدیث مذکورہ کے راوی ہیں انہوں نے فتویٰ دیا کہ چوپایہ سے وطی کرنے والے پر حد جاری نہ ہوگی

اسپر ابوداؤد کہتے ہیں کہ یہ فتوی حدیث کو ضعیف تبلاتا ہے۔ اسمیں ذرا شک نہیں کہ چوپایہ سے وطی کرنے میں جو طبعی نفرت اور روک ہے وہ اُس طبعی نفرت اور روک سے زیادہ قوی ہے جو لواطت میں ہوتی ہے یعنے لواطت میں بھی طبعی نفرت ہے مگر چوپایہ سے صحبت کرنے میں بہت زیادہ اور یہ دونوں باتیں لوگوں کی طبیعتوں میں برابر نہیں ہوتیں۔ پس ان میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ ملانا فاسد خیال ہے۔

اور تمہارا یہ قیاس کہ مرد کا اپنے ہی جیسے مرد سے وطی کرنا ایسا ہے جیسا عورت کا عورت سے سحق کرنا بہت ہی فاسد قیاس ہے کیونکہ سحق میں دخول نہیں ہوتا بخلاف لواطت کے کہ اسمیں دخول پایا جاتا ہے۔ دو عورتوں کا باہم مساحقہ کرنا بالکل ایسا ہے جیسا کہ مرد کا مرد سے بے دخول کے مباشرت کرنا۔ علاوہ بریں بعض مرفوع حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ جب عورت عورت سے سحق کرے تو وہ دونوں زنا کار ہیں۔ رہی یہ بات کہ زنا کار ہیں تو انہیں حد کیوں نہیں ماری جاتی ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ سحق میں دخول نہیں پایا جاتا اور اسے اسی طرح زنا کہا گیا ہے جس طرح آنکھ سے اجنبی عورت کے دیکھنے کو ہاتھ اُسے پکڑنے کو پاؤں اُسکی طرف چلنے کو زنا کہا گیا ہے جب یہ بات ثابت ہوگئی تو مسلمانوں کا اسپر اجماع ہو گیا کہ مالک کا اپنے مملوک کے ساتھ لواطت کرنا ایسا ہے جیسا غیر مملوک کے ساتھ۔ اور جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ آدمی کا اپنے مملوک کے ساتھ لواطت کرنا جائز ہے اور اپنے دعوے پر خدا تعالی کا یہ قول الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین ط پیش کرتے ہیں اور اسکو اپنی مملوک لونڈی پر قیاس کرتے ہیں وہ کافر ہیں اُن سے توبہ کرائی جائے جس طرح مرتد سے توبہ کرائی جاتی ہے۔ پس اگر وہ توبہ کریں فبہا ورنہ قتل کئے جائیں اور انکی گردنیں ماری جائیں۔ حقیقت میں آدمی کا اپنے مملوک سے لواطت کرنا گناہ اور حکم میں ویسا ہی ہے جیسا غیر مملوک سے لواطت کرنا ہے ✦

فصل اگر کہا جائے کہ باوجود ان تمام باتوں کے اس مرض مہلک کی دوا بھی ہے اور اس جانستان جادو کا کوئی سریع الاثر منتر بھی ہے اور کیا اس خیال کے دفع کرنے کا کوئی حیلہ موجود ہے اور توفیق کی طرف لیجانے والا کوئی رستہ ہے۔ آیا خواہش نفسانی کی شراب سے مدہوش ہونے والے کے لئے ہوش میں لانے والی کوئی چیز ممکن ہے اور جس عاشق کے دل میں عشق نے چپکے چپکے گھر لیا ہو وہ اپنے دل کو قابو میں رکھ سکتا ہے اور کسی طبیب حاذق کے لئے ایسے شخص کے اچھا کرنے کا کوئی حیلہ ہے کیونکہ ملامت کرنے والے کی ملامت سے اُسے لذت حاصل ہوتی ہے اور جب اُسکے محبوب کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُسکا ذکر اُسے بھلا لگتا

لگتا ہے یہانتک کہ اگر اُسکو کوئی اپنی مجلس سے نکال دیتا ہے تو وہ اُسے عزت اور کامیابی کا وسیلہ سمجھتا ہے اور خوش ہو کر اپنے مطلب کے رستہ میں چلتا ہے اور اُسکا شاہد حال اپنی زبان مقال سے یہ اشعار پکار پکار کر پڑھتا ہے ؎ وقف الهوى بي حيث انت فليس لي + متاخر عنه ولا متقدم + واهنتني فاهنت نفسي جاهدا + ما من يهون عليك ممن يكرم + اشبهت اعدائي فصرت احبهم + اذ كان حظي منك حظي منهم + اجد الملامة في هواك لذيذة + حبا لذكرك فليلمني اللوم + یعنے تیرا عشق مجھے چمٹ گیا ہے اور جہاں تو ہوتا ہے اُسی طرف لیجاتا ہے تو مجھے اس جگہ سے کوئی آگے یا پیچھے لیجانے والا نہیں ہے۔ تونے مجھے ذلیل کیا تو مینے ذلت کو اپنے لئے خوشی سے قبول کیا اور جو شخص تیرے نزدیک ذلیل ہو پھر اُس کی کوئی عزت نہیں کرتا تونے میرے دشمنوں کے ساتھ مشابہت اختیار کی تو میں اُن کو دوست رکھنے لگا کیونکہ جب میں تجھسے محظوظ ہوتا ہوں تو اُنسے بھی اُسکا کچھ حصہ لینا چاہیئے۔ تیرے عشق میں مجھے لوگ ملامت کرتے ہیں تو میں اُسکو مزیدار سمجھتا ہوں پس ملامت کرنے والونکو چاہیئے کہ مجھے ملامت کریں +

اور شاید اس پہلے سوال کا جسکا استفتا واقع ہوا ہے اور مرض مہلک کا جس کی دوا طلب کی گئی ہے یہی مقصود ہو تو اس سوال کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ہاں اس مرض کی دوا شافی موجود ہے اور خدا نے کوئی بھی ایسا مرض پیدا نہیں کیا کہ جسکے لئے دوا نازل نہ فرمائی ہو مگر اُسے جانتا ہے جو جانتا ہے اور جاہل ہے اور جو جاہل ہے۔ الغرض اس مرض کا علاج دو طریق پر ہوتا ہے ایک اس مرض کا اُسکے پیدا ہونے سے پہلے اُسے قطع کر دینا دوسرے اُسکے پیدا ہوئے پیچھے جڑ بنیاد سے اُکھاڑ پھینکنا اور یہ دونوں طرح کے علاج اُس شخص پر آسان ہیں جسپر خدا آسان کرے اور اُسپر مشکل ہیں جس کی خدا مدد نکرے کیونکہ تمام کاموں کی باگ اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ جو طریق اس مرض کے مادہ کے پیدا ہونے کو مانع ہے اُس میں دو باتوں کی احتیاط رکھنی چاہیئے ایک یہ کہ نامحرم سے آنکھیں نیچی رکھنا جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک نہایت زہر آلود تیر ہے اور جسنے اپنی نگاہوں کو مطلق العنان کر دیا اُسپر حسرتوں کا مینہ ہمیشہ برستا رہا۔ نگاہ نیچے رکھنے میں بہت سے فائدے ہیں (١) یہ کہ اسمیں خدا کے حکم کی بجا آوری ہے جو آدمی کے حق میں دنیا و آخرت دونوں میں انتہا درجہ کی سعادت ہے اور آدمی کے لئے دنیا و آخرت میں حکم خدا کی بجا آوری سے بڑھکر مفید اور نافع کوئی چیز نہیں ہے۔ کوئی شخص دنیا و آخرت میں اُسکی بجا آوری حکم کے

بغیر مرتبہ سعادت پر نہیں پہونچا اور جس نے اُسکے ارشاد حکم کو پس پشت ڈالا وہی شقی اور بد قسمت رہا
(۲) یہ کہ نگاہ کا نیچے رکھنا اس زہر آلود تیر کے اثر کے پہونچنے کو منع کرتا ہے جس کی ہلاکت کا اثر دیا ان
واح تک پہونچ جاتا ہے (۳) یہ کہ نگاہ نیچی رکھنے سے آدمی کے دل میں خدا تعالیٰ کے ساتھ انس اور
جمعیت و اطمینان پیدا ہوتا ہے کیونکہ نظر کو مطلق العنان کر دینے سے دل میں پریشانی اور خدا سے
دوری پیدا ہوتی ہے۔ آدمی کے حق میں نظر کی مطلق العنانی سے بڑھکر نقصان دہ اور کوئی چیز نہیں ہے
کیونکہ وہ بندہ میں اور اُسکے پروردگار میں وحشت و نفرت ڈال دیتی ہے (۴) یہ کہ نگاہ کا نیچے رکھنا دلکو
قوی کرتا اور اُسے راحت و فرحت پہونچاتا ہے جس طرح نگاہ کا مطلق العنان کر دینا دل کو ضعیف
و غمگین کر دیتا ہے (۵) یہ کہ نگاہ کا نیچے رکھنا دل کو نور سے آراستہ کرتا ہے جس طرح اُس کو آزاد کرنا
دل کو سیاہ اور تباہ کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے نگاہ نیچی رکھنے کا حکم دے کر اُسکے بعد نور کو ذکر
فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم الخ پھر اسکے بعد
فرمایا اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح یعنے خدا آسمانوں اور زمین
کا روشن کرنیوالا ہے اُسکے نور کی مثال اسکے ایماندار بندہ کے دل میں جسنے اُسکے حکموں کو مانا اور
اُسکے نواہی سے بچا ایسی ہے جیسے ایک طاق ہے اور طاق میں چراغ جل رہا ہے تو جب ایماندار بندہ کا
دل نور الٰہی سے جگمگا اٹھتا ہے تو اسمیں چاروں طرف سے نیکیوں اور بھلائیوں کا نزول ہوتا ہے۔
جس طرح کہ جب کسی کا دل گناہوں سے سیاہ ہو جاتا ہے تو اس میں ہر چہار طرف سے آفتوں اور بلاؤں
کے مینھ برسنے لگتے ہیں تو بدعت اور گمراہی اور نفسانی خواہش کی پیروی اور ہدایت کی باتوں سے
پرہیز اور سعادت کے اسباب سے پہلو تہی اور شقاوت کے اسباب میں مشغول ان سب باتوں کے معلوم
کرنے کے لئے صرف وہی ایک نور ہے جو آدمی کے دل پر چھایا ہوا ہوتا ہے اسی سے ان باتوں
کی کیفیت کما حقہ معلوم ہوتی ہے لیکن جب یہ نور مفقود ہو جاتا ہے تو آدمی اُس اندھے جیسا
ہو جاتا ہے جو تاریکی میں ہر طرف ٹکراتا پھرتا ہے (۶) یہ کہ نگاہ کا نیچے رکھنا ایک ایسی سچی فراست
اور درست پہچان پیدا کر دیتا ہے جس سے سچے اور جھوٹے محق اور مبطل میں تمیز پیدا ہو جاتی ہے حضرت
شاہ شجاع کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جسنے اپنے ظاہر کو اتباع سنت سے آراستہ کیا اور اپنے باطن کو مراقبہ
کے ساتھ درست رکھا اور نگاہ کو حرام چیزوں کے دیکھنے سے نیچے رکھا اور نفس کو اسکی خواہشوں سے

روکا اور حلال کھانے کی عادت ڈالی تو اس کی فراست کبھی خطا نہ کریگی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شجاع کرمانی ان لوگوں میں سے ہیں جن کی فراست کبھی خطا نہیں کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ بندہ کو اسکے عمل کی جزا دیگا جس قسم کا عمل ہوگا ویسے ہی اس کی جزا بھی ملے گی۔ اور جس شخص نے خدا کے خوف سے کسی گناہ کو چھوڑ دیا خدا اسکے عوض میں اس سے بہتر اور انجام کار کے لحاظ سے عمدہ تر عنایت فرمائے گا جو شخص خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے آنکھ بند رکھے گا خدا تعالیٰ اسکے عوض اسکے دل کو روشن اور آنکھوں کو منور کرے گا علم اور ایمان و معرفت کا دروازہ اسکے لئے کھول دیگا اور وہ سچی اور درست فراست عطا فرمائیگا جو دل کی بصیرت کو دوبالا کردے گی۔ خدا تعالیٰ نے لوطیوں کی صفت میں جو عمہ کا لفظ فرمایا ہے وہ اسی بصیرت کے مقابل ہے چنانچہ فرمایا یعمہون انھم لفی سکرتھم یعمھون دیکھو اس آیت میں لوطیوں کے دو وصف مذکور ہوئے ہیں ایک سکرت جسکے معنے فساد عقل کے دوسرے عمہ جس کے معنے ہیں فساد نظر کے تو صورتوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا فساد عقل کا موجب ہے اور بصیرت کا اندھا ہونا دل کے نشے سے پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے ؎ سکران سکر ھوی وسکر مدامة ومتے افاقة من بہ سکران ٭ یعنے نشے اصل میں دو نشے ہیں ایک محبت کا ایک شراب کا اور جس کو دونوں نشے ہوں وہ کب ہوش میں آسکتا ہے۔ ایک اور شاعر کہتا ہے ؎ قالوا جننت بمن تھوی فقلت لھم ٭ العشق اعظم مما بالمجانین ٭ العشق لا یستفیق الدھر صاحبہ ٭ وانما یصرع المجنون فی الحین ٭ یعنے لوگوں نے کہا جسکا تجھے عشق ہے کیا اس نے تجھ کو دیوانہ بنادیا ہے یعنے اُسنے کہا کہ عشق کی بیماری جو مجھے لگ گئی ہے وہ مجنونوں سے بڑھی ہوئی ہے عشق کا بیمار ایک دراز زمانہ تک ہوش میں نہیں آتا اور مجنوں تھوڑی دیر تک بیہوش رہکر ہوشیار ہو جاتا ہے (۲) یہ کہ نگاہ کے نیچے رکھنے سے دل میں ثبات واستقلال اور شجاعت و قوت پیدا ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ بندہ کو نئے بصیرت و حجت اور قدرت و قوت کے دونوں زبردست اسباب جمع کردیتا ہے جیسا کہ ایک اثر میں آیا ہے کہ جو شخص اپنی خواہش نفسانی کی مخالفت کرتا ہے شیطان اُسکے سایہ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے بخلاف اُس شخص کے جو اپنی خواہشوں کا مطیع و منقاد ہوتا ہے اُسکو تم دیکھتے ہو کہ ہمیشہ ذلیل خوار ادنیٰ و بے مقدار رہتا اور نہایت ہی بدبختی کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے اور خدا اُسے ان لوگوں میں گے ذلیل کردیتا ہے جو اسکی نافرمانی کرتے ہیں جیسا کہ امام حسن فرماتے ہیں کہ خواہش نفسانی کی پیروی کرنیوالے خوشحال کیوں نہوں گھوڑوں خچروں سے کتنے ہی مصلیل اور ظاہری ٹھاٹھ ان کے

سامان عیش کیوں نہ رکھتے ہوں۔ مگر خدا کی نافرمانی کا بدنما دھبہ انکی پیشانیوں سے کبھی نہیں جدا ہوتا اور وہ خدا کے فرمانبرداروں کے آگے ہمیشہ ذلیل و خوار رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے عزت کو اپنی طاعات کے ساتھ اور ذلت کو اپنی نافرمانی کے ساتھ پیوند کیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین اور ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین اور یہ بات ظاہر ہے کہ ایمان نام ہے قول و عمل کا یعنے ظاہر و باطن دونوں کو ایمان کہتے ہیں اور فرمایا من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعا الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ اس آیۃ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص عزت کا خواہاں ہو اسے چاہیئے خدا کی فرمانبرداری اور کلمہ طیب کے ذکر اور عمل صالح کے ذریعہ سے خدا کے یہاں طالب عزت ہو۔ دعائے قنوت میں بعینہ یوں آیا ہے انہ لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تو اسکا مطلب یہ ہے کہ جو شخص خدا کے آگے سر اطاعت خم کئے رہتا ہے خدا اسکو محبت و دوستی کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور بلحاظ اسکی اطاعت و فرمانبرداری کے جناب الٰہی سے عزت و ارجمندی کا وقیع و گراں بہا تمغہ عنایت ہوتا ہے اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا اور اس کی اطاعت سے سرتابی کرتا ہے خدا اسے دشمن رکھتا ہے اور بقدر اس کی نافرمانی کے بارگاہ الٰہی سے اسے ذلت نصیب ہوتی ہے۔

آٹھویں منفعت یہ ہے کہ نگاہ کا جھکائے رکھنا شیطان اور آدمی کے دل میں ایک مضبوط آہنی دیوار ہے یعنے شیطان کو دل میں داخل ہونے سے مانع ہے کیونکہ شیطان نظر کے ساتھ بدن میں داخل ہوتا ہے اور ساتھ ہی دل کی طرف بہت جلد نفوذ کر جاتا ہے جیسے خالی مکان میں ہوا نفوذ کر جاتی ہے پھر شیطان دل میں داخل ہو کر آدمی کے لئے اس صورت کا نقشہ کھینچتا ہے جس کی طرف اسکا التفات و میلان ہوتا ہے اور اسے نہایت زیب و زینت کے ساتھ آراستہ کر کے اور بہت ہی وضعدار محبوب بنا کر جلوہ دیتا ہے پھر شیطان آدمی کے دل میں طرح طرح کی تمنائیں اور آرزوئیں پیدا کر کے اور قسم قسم کے وعدے دے کر اسکے دل پر شہوت کی آگ لگاتا اور آگ کے بھڑکانے کے لئے ان گناہوں کی چھپٹیاں جھونکتا ہے جن کی طرف اس صورت کے توصل بدون اسکا گذر ہو ہی نہیں سکتا تھا اسوقت دل کا ایک دہکتا ہوا شعلہ ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے دلوں سے سوزش اور گرمی اور جلن سانس کے ذریعہ سے نکلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے کیونکہ دل کے ارد گرد آگ نے ہر طرف سے

کھیر اڈال رکھا ہے اور دل اُس میں ایسا ہے جیسے تنور میں لکڑی یہی وجہ ہے کہ عالم برزخ میں اُن شہوت پرستوں کی سزا آگ کے تنور کی صورت میں دکھائی جائیں گی جو دنیا میں بے دغدغہ مرتکب زنا ہوتے تھے۔ عالم برزخ میں ایسے لوگوں کی روحیں آگ کے تنور میں روز قیامت تک بند رہیگی۔ جیساکہ خدا تعالیٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ واقعہ دکھایا۔ اور پیغمبر صاحب نے لوگوں سے بیان کیا۔ اس حدیث کی صحت پر تمام آیمہ حدیث کا اتفاق ہے۔

نویں منفعت یہ ہے کہ نگاہوں کا جھکائے رکھنا دل کو اسلئے خالی کردیتا ہے کہ وہ اپنی مصلحت اور فلاح و بہبودی میں فکر کرے اور ہمیشہ اسی فکر میں مشغول رہے بخلاف اسکے نگاہ کے مطلق العنان کردینے سے دل میں پریشانی پیدا ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ یہ پریشانی آدمی اور خدا میں حایل ہوجاتی ہے جسکی وجہ سے اُسکے کام اُس پر مشکل پڑجاتے ہیں اور آخر کار وہ اپنی خواہشوں کے پورا کرنے میں مبتلا ہوکر اپنی پروردگار کے حکم سے بالکل غافل ہوجاتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا یعنے اے پیغمبر تم ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جسکے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہے اور اُسکی دنیاداری حد سے بڑھ گئی ہے۔ الغرض نگاہ کے مطلق العنان کردینے سے یہ تینوں مذموم باتیں پیدا ہوتی ہیں۔

دسویں منفعت یہ ہے کہ آنکھ اور دل کے بیچ میں ایک منفذ اور راستہ ہے جس کی وجہ سے ایک دوسرے کا اثر قبول کرتا رہتا ہے اور ایک کے درست ہونے سے دوسرا درست رہتا اور ایک کے بگڑنے سے دوسرا بگڑجاتا ہے تو جب دل خراب ہوتا ہے نظر بھی خراب ہوجاتی ہے اور جب نظر خراب ہوتی ہے تو دل بھی خراب ہوجاتا ہے علے ہذالقیاس دل درست ہوتا ہے تو نظر بھی درست رہتی ہے اور نظر درست ہوتی ہے تو دل بھی درست رہتا ہے۔ پس جس وقت آنکھ میں فساد و خرابی پیدا ہوگی تو دل بگڑجایگا اور اُس کوڑی کی طرح نجس و ناپاک ہوجائے گا جہاں ہر قسم کی نجاستیں اور ناپاکیاں ڈالی جاتی ہیں اور جب دل کی یہ حالت ہوئی تو اب وہ اس بات کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا کہ خدا کی معرفت و محبت اور انس و انابت کا مسکن ہو اور خدا کے قرب سے اُسے سرور و فرحت میسر ہو۔ البتہ ایسی صورت میں وہ اُن چیزوں کا مسکن ہوگا جو اِن باتوں کی ضد ہیں۔ خلاصہ یہ کہ یہ تمام تقریر نگاہوں کے نیچا رکھنے کے بعض فوائد کی طرف اشارہ ہے جو تھیں اور فوائد سے بھی مطلع کرے گا۔

متصل مرض عشق کے پیدا ہونے کو جو دو چیزیں مانع ہیں ان میں سے ایک تو غض بصر یعنے نگاہ کا جھکائے رکھنا تھا جسکا بیان مفصل اوپر گزر چکا اور دوسری چیز دل کا کسی ایسی چیز کے ساتھ وابستہ اور مشغول ہونا ہے جو اُسے مرض عشق کی طرف سے بالکل بے تو کر دے اور جو آدمی میں اور عشق میں سد راہ ہو جائے مثلاً قلق و اضطراب میں ڈال دینے والا خوف یا بے چین کر دینے والی محبت۔ کہ جب آدمی کا دل انکے ساتھ مشغول رہیگا تو عشق اُس سے اور یہ عشق سے کوسوں دور رہے گا بخلاف اسکے جب دل اُس چیز سے خوف و اندیشہ سے خالی ہوگا جسکا فوت ہو جانا محبوب کے حاصل ہونے سے اس پر شاق و ناگوار گذرتا ہے یا ایسی چیز کے خوف سے خالی ہوگا جسکا حاصل ہونا محبوب کے فوت ہو جانے سے اسے زیادہ تکلیف دہ اور مضرت رساں ہے یا اسکا تعلق ایسی چیز کے ساتھ ہو جو اس محبوب سے زیادہ نافع اور بہتر ہو اور جس کا فوت ہونا اسے محبوب کے فوت ہو جانے سے زیادہ مضرت رساں ہو تو ایسا آدمی عشق کئے بغیر نہیں رہیگا بلکہ ضروری اور لابدی بات ہے کہ اُسے عشق ضرور ہو۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ کوئی شخص محبوب کو نہیں چھوڑتا مگر جبکہ اُس سے بہتر اور اعلے درجے کا محبوب مل جاتا یا کسی ایسی مصیبت و آفت کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ لاحق حال ہوتا ہے جس کی تکلیف محبوب جدائی اور مفارقت کی تکلیف سے زیادہ مضرت رساں ہوتی ہے ایسا آدمی اصل میں دو باتوں کا محتاج ہوتا ہے اور اگر وہ دونوں یا اُن میں سے ایک بات مفقود ہو جائے تو یہ شخص اپنے نفس سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ ایک بات تو یہ ہے کہ اس شخص کی بصیرت ایسی صحیح اور درست ہو جسکی وجہ سے یہ محبوب اور مکروہ کے درجوں میں تمیز کر سکے تاکہ دو محبوبوں میں سے اعلے محبوب کو ادنی محبوب پر ترجیح دے کر اسے اختیار کرے اور دو مکروہوں میں سے ادنی مکروہ کی برداشت کرے تاکہ اُس سے جلد خلاصی پاکر اعلے کے حاصل کرنے کی کوشش کرے اور یہ عقل کا خاصہ ہے جس شخص میں اتنی بات بھی نہ ہو اُسکا شمار عقلمندوں میں نہیں کیا جائے گا بلکہ وحشی جانور اور درندے اور بہایم اُس سے کہیں بہتر ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اُس شخص میں عزم اور صبر کی قوت ہونی چاہیئے جس کی وجہ سے اس فعل کے کرنے اور نہ کرنے پر قادر ہو سکے کیونکہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں جو تفاوت مدارج اور فرق مراتب میں تو تمیز کر لیتے ہیں مگر اپنے ضعف نفس اور ضعف ہمت کی وجہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں ... خسست ... حرص اور دناءت نفس کی وجہ سے زیادہ مفید اور زیادہ سودمند

چیز کے اختیار کرنے پر آمادہ اور مستعد ہو جاتے ہیں ایسے آدمی نہ خود متمتع ہو سکتے ہیں اور نہ کوئی دوسرا شخص اُس سے فائدہ اُٹھا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے دین کی امامت و پیشوائی کو اہل صبر و یقین کے ساتھ مخصوص کیا اور فرما دیا کہ جو لوگ صبر و یقین کے بیش قیمت زیور سے آراستہ ہیں وہی امامت دین کے قابل ہیں چنانچہ فرمایا وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون یعنے ہم نے بنی اسرائیل میں دین کے پیشوا بنائے تھے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کیا کرتے تھے اور یہ منصب امامت اُن کو اُسوقت ملا جبکہ وہ کافروں کی ایذاؤں پر صبر کئے بیٹھے رہے اور اسکے علاوہ ہماری آیتوں کا یقین بھی رکھتے تھے۔ الغرض جس شخص میں عزم و صبر کی قوت ہوتی ہے وہ خود بھی اپنے علم سے متمتع ہوتا ہے اور دوسرے لوگ بھی اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور جو عزم و صبر سے خالی ہوتا ہے وہ نہ آپ اپنے علم سے فائدہ اُٹھاتا ہے نہ دوسرے لوگ اُسکے علم سے متمتع ہوتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ خود تو اپنے علم سے فائدہ حاصل کرتے ہیں لیکن دوسرے آدمی اس سے منتفع نہیں ہوتے تو پہلا شخص خود بھی اپنے نور میں چلتا ہے اور لوگ بھی اسکے ساتھ روشنی میں چلے جاتے ہیں اور دوسرے شخص کا نور بجھ گیا ہے کہ وہ آپ بھی اندھیروں میں چلتا ہے اور اسکے ہمراہی بھی اندھیروں میں چلے جارہے ہیں تیسرا تن تنہا اپنے نور میں چلا جارہا ہے۔

فصل جب تم کو اس مقدمے کی معرفت حاصل ہوگئی تو ساتھ ہی یہ بات بھی معلوم ہوگئی ہوگی کہ ایک دل میں محبوب اعلےٰ کی محبت اور عشق صور دونوں کبھی اکٹھی نہیں ہوسکتیں کیونکہ محبوب اعلےٰ کی محبت اور عشق صور باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں والضدان لا یجتمعان اور جب یہ ہے تو ضرور ہے کہ ایک دوسرے کو نکال باہر کریگی تو جس شخص کی محبت کی قوت بالکلیہ اُس محبوب اعلےٰ کی طرف ہوگی جسکے ماسوائے محبت کرنا باطل و نادرست اور محبت کرنیوالے کے لئے موجب عذاب ہے تو یہ محبت اس شخص کو محبوب اعلےٰ کے ماسوا کی محبت سے روکنے کی اور یہ شخص اسکے سوا کسی اور سے محبت کیسے ہی کاہے کو نہیں اور کریگا بھی تو صرف اُسکی رضامندی کے لئے یا اس لئے کہ یہ محبت اُسے محبوب اعلےٰ کی طرف پہونچادے یا اس لئے کہ جو چیزیں محبوب اعلیٰ کی محبت کے خلاف ہیں یہ اُنکے لئے قاطع ہے۔ سچی محبت محبوب کی توحید چاہتی ہے سچی محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب کے ساتھ اُس کی محبت میں کسی اور کو نہ شریک کیا جائے دنیاوی محبت میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی کسی کی دوستی کا اظہار کرتا ہے تو محبوب اس بات سے سخت

غیرت کرتا ہے کہ اُس کی محبت میں کسی اور کو شریک کیا جائے اگر کوئی جھوٹے مونہہ بھی اُس سے کہتا ہے کہ فلاں شخص جو تم سے محبت رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے ایک اور شخص سے بھی محبت رکھتا ہے تو محبوب غصے میں آگ بگولا ہو جاتا اور مدعی محبت کو اپنے سے دور کر دیتا اور اپنے قرب سے اسکو لذت نہیں اُٹھانے دیتا اور دعویٰ محبت میں اُسے جھوٹا جانتا ہے حالانکہ وہ اسکا اہل نہیں ہے کہ ساری قوت محبت اسی کی طرف صرف کی جائے اور جب مخلوق محبوب کا یہ حال ہے تو محبوب اعلیٰ کی کیسی کچھ غیرت نہ ہوگی جسکے سوا اور سے محبت کرنا سزاوار ہی نہیں اور جتنی محبتیں بھی اسکے سوا ہیں سب محبت کرنیوالوں کے حق میں موجب عذاب اور باعث وبال ہیں یہی وجہ ہے کہ خداتعالیٰ ایسے شخص کو کبھی نہیں بخشے گا جو اس کی محبت میں کسی اور کو شریک ٹھیرائے گا اور اسکے سوا جسے چاہے گا بخشدیگا۔

صورتوں کی محبت کہ اسی کو ہم عشق کہتے ہیں آدمی کے دل سے اُس محبت کو بھلا دیتی ہے جو اُس کے واسطے دونوں جہان میں زیادہ نافع ہے بلکہ اُس چیز کی محبت کو بھی بھلا دیتی ہے جسمیں اُسکے لئے نہ کسی طرح کی صلاحیت تھی نہ آرام و راحت۔ اور نہ نفع بخش زندگی کیونکہ یہ باتیں اُس اکیلے اور تنہا محبوب کی محبت کے علاوہ اور کسی کی محبت میں پائی نہیں جاتیں۔ اب آدمی کو اختیار ہے کہ دونوں محبتوں میں سے جس محبت کو چاہے اختیار کر کے دل میں جگہ دے کیونکہ دونوں محبتیں تو ایک ساتھ دل میں جمع ہو نہیں سکتیں اور نہ دونوں محبتوں سے دل خالی ہو سکتا ہے تو جو شخص خدا کی محبت اور اُسکے ذکر اور اُسکی ملاقات کے شوق سے مونہہ موڑتا ہے خدا اُسکو اپنے غیر کی محبت میں مبتلا کرتا ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا اور آخرت اور برزخ تینوں جہان میں مبتلائے عذاب رہے گا ایسے شخص کو دنیا میں یا تو بتوں کی محبت یا صلیب کی محبت یا آگ کی محبت یا نابالغ لڑکوں کی محبت یا عورتوں کی محبت یا روپے پیسے کی محبت یا دوستوں کی محبت یا کنبہ قبیلہ کی محبت سے ہمیشہ تکلیف و عذاب پہونچتا رہے گا اور عالم برزخ پھر عالم آخرت میں جو مصیبت اور آفت پیش آئے گی بیان سے باہر ہے کیونکہ ان تمام چیزوں کی محبت آخر کار انتہا درجہ کی حقارت و ذلت کا باعث ہوتی ہے آدمی اصل میں اپنے محبوب کا غلام ہوتا ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎ انت القتیل بکل من احببته * فاختر لنفسک فی الهوی من تصطفی * یعنے اے مخاطب تو ہر اُس شخص کا مارا ہوا ہے جس سے تو محبت کرتا ہے تو تو محبت میں جسکو چاہے پسند کر کے اپنے لئے اختیار کر لے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے

کہ جس شخص کا خدا اُسکا مالک ہوئے اور محبوب نہو اُس کی خواہش نفسانی اور حرص اس کی مالک و خدا ہوتی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ افلا تذکرون یعنے اے پیغمبر بھلا تم نے اُس شخص کے حال پر بھی نظر کی جسنے اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا رکھا اور علم ہوتے ساتے اللہ تعالیٰ نے اُسکو گمراہ کردیا ہے اور اُسکے کانوں پر اور اُسکے دل پر مہر لگادی اور اُسکی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے تو خدا کے گمراہ کے پیچھے اُسکو کون ہدایت دیسکتا ہے کیا تم لوگ غور و فکر کو کام میں نہیں لاتے۔

فصل تعبّد یعنے بندگی کی خاصیت یہ ہے کہ محبوب سے نہایت عاجزی اور ذلت کے ساتھ محبت کرے تو جو شخص کسی سے محبت کرتا اور اُسکے ساتھ عاجزی سے پیش آتا ہے حقیقت میں اُس کا دل محبوب کی بندگی کرتا ہے محبت کے بہت سے مدارج میں سب سے اخری درجہ یہی بندگی ہے جسکا دوسرا نام تتیم بھی ہے اسکی توضیح یہہ ہے کہ محبت کا پہلا مرتبہ علاقہ ہے اور اسکو علاقہ کہنے کی یہ وجہہ ہے کہ اس میں محبت کا محبوب سے تعلق ہوتا ہے ایک شاعر کہتا ہے ؎ تعلقت لیلی وھی ذات تمائم ✤ ولم یبد للاتراب من ثدیھا حجم ✤ یعنے مینے لیلی سے اُسوقت تعلق پیدا کیا جبکہ وہ نہایت کم سن تھی اور اُسکے گلے میں تعویذ وغیرہ پڑے ہوئے تھے اور ہنوز اُسکا سینہ بھی اُبھرا نہ تھا۔ ایک اور شاعر کہتا ہے ؎ اعلاقۃ ام الولید بعد ما ✤ افنان راسک کالثغام الابیض یعنے شاعر اپنے تئیں آپ مخاطب کرکے کہتا ہے کہ کیا تو ام الولید سے اُسوقت علاقہ پیدا کرنا چاہتا ہے جبکہ تیرے سر کے بال شتر مرغ کی طرح سفید پڑگئے ہیں۔ علاقہ کے بعد مرتبہ ہے صبابۃ کا اور اُسکو صبابہ کہنے کی یہ وجہہ ہے کہ محبت کرنیوالے کا دل اس درجہ میں محبوب کی طرف کھچتا اور ٹپکتا ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎ یشکی المحبون الصبابۃ لیتنی ✤ تحملت ما یلقون من بینھم وحدی ✤ فکانت لقلبی لذۃ الحب کلھا ✤ فلم یلقھا قبلی محب ولا بعدی یعنے عاشق لوگ صبابہ کی شکایت کرتے ہیں حالانکہ اُن کی یہ شکایت محض بیجا ہے اے کاش جو تکلیفیں اور مصیبتیں اُن سب کو پیش آئی ہیں میں تنہا ان کی برداشت کرلیتا تب میرے دل کو محبت کی پوری لذت حاصل ہوتی اور ایسی حاصل ہوتی جو نہ تو مجھ سے پہلے کسی عاشق کو

حاصل ہوئی ہے اور نہ میرے بعد ہی حاصل ہوگی۔ پھر صبابہ کے بعد درجہ ہے غرام کا۔ اور غرام کہتے ہیں محبت کا دل کو ایسا لازم ہو جانا کہ کبھی اس سے جدا ہی نہ ہو سکے۔ قرضدار کو غریم اسی واسطے کہتے ہیں کہ قرض اسکو لازم ہوتا ہے اور یہی معنے ہیں خدا تعالیٰ کے اس قول کے ان عذابہا کان غراما مگر متاخرین نے محبت میں اس لفظ کا استعمال بہت کم کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تم اشعار عرب میں اس لفظ کو بہت کم پاتے ہو۔ غرام کے بعد مرتبہ ہے عشق کا اور عشق قاصد ہے افراط محبت کا یہی وجہ ہے کہ خدائے جل جلالہ کے حق میں اس لفظ کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ پھر درجہ ہے شوق کا اور یہ قاصد ہے دل کا محبوب کی طرف۔ حدیثوں میں شوق کا استعمال اللہ جل شانہ کے حق میں بکثرت ہوا ہے جیسا کہ مسند امام احمد میں حضرت عمار بن یاسر کی ایک حدیث باین الفاظ آئی ہے کہ ایک دن عمار بن یاسر نے نماز پڑھی اور اس میں بہت ہی اختصار کیا لوگوں نے اختصار کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ میں نے نماز میں وہی دعائیں پڑھی ہیں جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور وہ یہ ہیں اللھم انی اسئلک بعلمک الغیب وقدرتک علی الخلق احینی اذا کانت الحیوۃ خیرا لی وتوفنی اذا کانت الوفاۃ خیرا لی اللھم انی اسئلک خشیتک فی الغیب والشھادۃ واسئلک کلمۃ الحق فی الرضاء والغضب واسئلک القصد فی الفقر والغنی واسئلک نعیما لا ینفد واسئلک قرۃ عین لا تنقطع واسئلک الرضاء بعد القضاء واسئلک برد العیش بعد الموت واسئلک لذۃ النظر الی وجھک الکریم واسئلک الشوق الی لقائک فی غیر ضراء مضرۃ ولا فتنۃ مضلۃ اللھم زینا بزینۃ الایمان واجعلنا ھداۃ مھتدین یعنے خداوندا میں تیرے علم غیب اور تیری اس قدرت کا واسطہ دیکر جو مخلوق پر ہے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ جب تک میرے لئے حیات مستعار بہتر ہو مجھے زندہ رکھ اور جسوقت موت میرے لئے بہتر ہو مجھے موت دیدے۔ خداوندا میں تجھسے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ چھپے اور کھلے اپنے سے ڈرتے رہنے کی مجھے توفیق عنایت کر اور اسکا بھی سوال کرتا ہوں کہ خوشی اور ناخوشی کی حالت میں ہمیشہ سچی بات بولتا رہوں اور اس بات کا بھی طالب ہوں کہ فقیری اور امیری کی حالت میں درمیانی چال چلتا رہوں۔ اور خداوندا میں تجھ سے وہ نعمت مانگتا ہوں جو کبھی فنا ہی نہ ہو اور آنکھ کی وہ ٹھنڈک جو کبھی منقطع ہی نہ ہو۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے اس بات کی توفیق دے کہ جس بات کا فیصلہ تو میرے حق میں

کردے میں ہمیشہ اسکے آگے سر تسلیم خم کئے رہوں۔ خداوندا میں تجھ سے اس بات کا بھی طالب ہوں
کہ مرے پیچھے عزت کی زندگی مجھے عنایت فرما اور اسبات کا بھی سوال کرتا ہوں کہ جو لذت تیرے رُخ
مبارک کی طرف دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے مجھے نصیب کر اور میں تجھ سے تیرے شوق ملاقات کو
بھی طلب کرتا ہوں جس میں نہ تو کسی قسم کا خوفناک ضرر ہو اور نہ راہ سے بہکانے والا فتنہ۔ خداوندا
تو ہم کو ایمان کی زینت سے آراستہ کر اور ہم کو لوگوں کا راہ یافتہ پیشوا بنا۔ اور ایک اثر میں یوں ایا ہے
کہ طال شوق الابرار الی لقائی وانا الی لقائھم اشد شوقا یعنے خدا تعالیٰ شانہٗ فرماتا ہے کہ
نیکوں کو مجھ سے ملنے کا شوق بہت بڑھ گیا ہے اور میں اُنسے ملنے کا اس سے بھی زیادہ شائق
ہوں اور یہی معنے ہیں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے من احب لقاء اللہ
احب اللہ لقاءہ یعنے جو شخص خدا سے ملنے کو دوست رکھتا ہے خدا اُس سے ملنے کو دوست رکھتا
ہے بعض محقق اور دانشمند لوگ آیۃ من کان یرجوا لقاء اللہ فان اجل اللہ لآت کی تفسیر میں
فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے معلوم کر لیا کہ اُسکے دوستوں کو اُس سے ملنے کا اشتیاق بشدت ہے
اور اُنکے دل ہیں کہ اُسکی ملاقات کے بدون تسکین ہی نہیں پاتے تو اُنکے واسطے اپنی ملاقات کا ایک وقت
مقرر فرمایا تاکہ اُنکے دلوں کو اطمینان حاصل ہو جائے۔ اصل بات یہ ہے کہ جن مشتاقوں کو خدا سے
دولت اُنس حاصل ہے اُنکی زندگی نہایت ہی پاکیزہ زندگی ہے اور جو مزا اُنہیں اس میں ملتا ہے انتہا
درجے کا پاک اور بے لوث مزا ہے۔ انکی زندگی درحقیقت وہی زندگی ہے جسے حیات طیبہ کہتے ہیں۔
اور جس سے زیادہ پاکیزہ زیادہ لطیف زیادہ خوشگوار کوئی اور زندگی نہیں ہوسکتی۔ یہی وہ زندگی
ہے جسے خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان الفاظ یاد فرمایا ہے من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو
مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ اس زندگی سے وہ زندگی مراد نہیں ہے جو مسلمانوں اور کافروں اور
نیکوکاروں و بدکرداروں میں مشترک ہے مثلاً عمدہ کھانے لطیف اور خوش ذائقہ چیزیں
پاکیزہ و فاخر لباس خوبصورت نوجوان عورتیں بلکہ وہ پائدار اور ہمیشہ کی زندگی مراد ہے جو کبھی فنا
ہونے والی نہیں ہے اور جو خصوصیت کے ساتھ خدا کے دوستوں ہی کو نصیب ہوگی۔ دنیا کی
مشترک زندگی میں تو فی الغالب الاحوال خدا کے دشمن ہی اُسکے دوستوں پر اضعاف مضاعفہ
فوقیت رکھتے ہیں اور نعمت و دولت میں بدرجہا اُنسے بڑھے ہوئے ہیں اللہ جل شانہٗ نے اُن لوگوں

سے جو اعمال نیک بجالاتے ہیں وعدہ کرلیا ہے اور وہ اپنے وعدے کا سچا ہے خلاف وعدگی
تو کبھی کرتا ہی نہیں کہ انہیں اچھی اور پاکیزہ زندگی عنایت کرے گا اور اُس شخص کی زندگی سے
کس کی زندگی اچھی اور عمدہ ہوگی جسکے تمام قصد و خیالات جمع ہوگئے ہوں اور جمعیت وحدت
حاصل کرکے سب خدا کی خوشنودی و رضاجوئی میں مشغول ہوگئے ہوں۔ اُسکا دل پریشان نہ ہو
بلکہ باطمینان تمام خدا کی طرف متوجہ ہوگیا ہو۔ اُسکے ارادے اُسکے افکار جن کا حصہ اُسکے ہر ایک
ٹکڑے میں منقسم تھا جمع ہوگئے ہوں تو ایسے شخص کی یہ کیفیت ہو جائے گی کہ ہمیشہ محبوب اعلےٰ کا
ذکر اُسکے ورد زبان ہوگا اور محبوب اعلےٰ کی محبت اور اُسکی ملاقات کا شوق اور اُسکے قرب کا انس
اسپر غالب رہیگا خدا ہی کی طرف اسکے خیالات اور ارادے اور قصد بلکہ دل کے خطرے تک
رجوع کرینگے اگر خاموش رہے گا تو خدا ہی کے ساتھ خموش رہیگا بولیگا تو خدا ہی کے ساتھ بولے گا
سنے گا تو خدا ہی کے ساتھ۔ دیکھے گا تو خدا ہی کے ساتھ کسی چیز کو پکڑے گا تو خدا ہی کے ساتھ سے پکڑیگا
چلے گا تو خدا ہی کے ساتھ چلے گا۔ حرکت کریگا تو خدا ہی کے ساتھ کریگا۔ دم لیگا تو خدا ہی کے ساتھ دم
لے گا خدا ہی کے ساتھ زندہ رہیگا اور خدا ہی کے نام پر مریگا اور خدا ہی کے حکم سے مرے پیچھے زندہ
ہوگا جیسا کہ صحیح بخاری میں آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے
کہ بندہ میرا تقرب جیسا کہ اُس چیز کے ادا کرنے سے حاصل کرتا ہے جو مینے اُسپر فرض کی ہے ویسا تقرب
کسی اور چیز سے حاصل نہیں کرسکتا اور میرا بندہ نوافل کے ساتھ میرا تقرب ہمیشہ حاصل کرتا رہتا ہے یہانتک
کہ میں اُس سے دوستی کرلیتا ہوں اور جب میں اُس سے دوستی کرلیتا ہوں تو اُسکا کان ہوجاتا ہوں جس سے
وہ سنتا ہے اور اُسکی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا اور اُسکا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا
اور اُسکا پاؤں ہوجاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے تو بندہ میرے ہی ساتھ سنتا میرے ہی ساتھ دیکھتا
میرے ہی ساتھ پکڑتا اور میرے ہی ساتھ چلتا ہے اور ایسے موقع پر اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں سے
فوراً دیتا ہوں اور اگر میرے وسیلہ کے ساتھ کسی چیز سے پناہ مانگتا ہے تو میں اُسے پناہ دیدیتا ہوں
اور میں اپنے کرنے کی چیزوں میں سے کسی چیز میں ایسا متردد نہیں ہوتا جیسا کہ اپنے ایماندار بندہ کی
روح قبض کرنے میں متردد ہوتا ہوں کیونکہ وہ موت کو ناپسند رکھتا ہے اور میں اس کی ناپسندیدگی
کو گوارا نہیں کرتا لیکن موت سے کسی کو چارا نہیں اور موت کا ذائقہ ہر شخص کو چکھنا ضرور ہے۔

پس یہ حدیث قدسی جسکے معانی و مطالب سمجھنا غلیظ الطبع کثیف القلب پر مشکل بلکہ حرام ہے اسبات پر صاف طور پر دلالت کرتی ہے کہ خدا کی محبت کے اسباب دو باتوں میں منحصر ہیں ایک اولے فرائض میں دوسرے نوافل کے ساتھ تقرب حاصل کرنے میں اور اسبات کی تصریح ظاہر طور پر خدا نے فرمادی ہے کہ فرایض آلہی کو ادا کرنا خدا کے نزدیک ان تمام چیزوں سے زیادہ پسندیدہ ہے جنکے ذریعہ سے لوگ خدا کا تقرب حاصل کرتے ہیں اسکے بعد نوافل سے تقرب حاصل کرنے کا درجہ ہے خدا کا دوست ہمیشہ نوافل کی تعداد بڑھاتا جاتا ہے یہانتک کہ خدا کا کامل محبوب بنجاتا ہے اور جب خدا کا محبوب بنگیا تو یہ محبت آلہی اسکے لئے ایک اور محبت پیدا کرتی ہے جو پہلی محبت سے فائق تر ہوتی ہے اور جو اسکے دل کو محبوب کے ماسوا کے فکر و اہتمام سے بالکل خالی کردیتی ہے اُس کی روح اُسکی مالک ہوجاتی ہے اور اب محبوب کے سوا اور کسی کی اُسمیں گنجایش ہی نہیں رہتی اور آہستہ آہستہ محبوب کا ذکر اور اُس کی محبت اسکے دل کے لگام کی مالک اور اسکے روح پر مسلط اور غالب ہوجاتی ہے جیسے کوئی محبوب اپنے اُس سچے اور صادق محب پر غالب ہوجاتا ہے جسنے اپنی تمام قوائے محبت کو محبوب کے لئے جمع کردیا ہو اسوقت اس محب کی بیشک و شبہ یہ کیفیت ہوجائے گی کہ اگر سُنے گا تو محبوب کے ساتھ سُنے گا دیکھے گا تو محبوب کے ساتھ دیکھیگا کسی چیز کو ہاتھ سے پکڑے گا تو محبوب کے ساتھ پکڑیگا چلے گا تو محبوب کے ساتھ چلے گا۔ الغرض محبوب ہمہ وقت محب کے دل میں اور اُسکے ساتھ اور اُسکا مونس اور اُسکا مصاحب رہے گا تو حدیث بی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی میں حرف بے مصاحبت کے لئے ہے اور مصاحبت بھی وہ مصاحبت جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہیں اور نہ اُسکے معنے محض اسکی خبر دینے یا اسکے ساتھ علم ہونے سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ غرضکہ یہ مسئلہ خیالیہ ہے نہ علمیہ محض۔

جن باتوں کا ہم نے اوپر ذکر کیا وہ خیالی اور بے حقیقت باتیں نہیں ہیں بلکہ یقینی اور قطعی اور واقعی ہیں دنیا میں اگر کوئی شخص کسی مخلوق سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ محبت کے لئے پیدا نہیں کیا گیا اور نہ اُس کی فطرت محبت کی متقاضی ہے مگر پھر بھی یہ باتیں اس کی محبت میں پائی جاتی ہیں جیسا کہ ایک مضطرب اور بے چین عاشق کہتا ہے ؎ خیالک فی عینی وذکرک فی فمی + ومثواک فی قلبی فاین تغیب یعنے تیرا خیال میری آنکھ میں اور تیرا ذکر میرے مونہہ میں اور تیرا ٹھکانا میرے دل میں ہے تو پھر تو کہاں غائب ہوسکتا ہے ایک اور کہتا ہے ؎ وتطلبھم عینی وھم فی سوادھا +

وَیشتاق قلبی وھم بین اضلعی ۔ ومن عجبٍ انی احسن الیھم ✦ واسأل عنھم من لقیت وھم معی یعنے میری آنکھ اُن کو ڈھونڈھتی ہے حالانکہ وہ میری آنکھ کی تلی میں موجود ہیں اور میرا دل اُن کا مشتاق ہے حالانکہ وہ میرے دونوں پہلوؤں کے بیچ میں بیٹھے ہیں تعجب کی بات ہے کہ میں ان کی خدمت کرتا ہوں اور جس سے میں ملتا ہوں اُن کا پتا پوچھتا ہوں حالانکہ وہ ہر وقت میرے ساتھ ہیں۔ ذیل کا شعر اس سے بھی زیادہ اچھا اور زیادہ لطیف ہے کوئی کہتا ہے ۔ ان قلت غبت فقلبی لا یصدقنی ✦ اذ انت فیہ مکان السر لم تغب ✦ او قلت ما غبت قال الطرف ذا کذب ✦ فقد تحیرت بین الصدق والکذب ✦ یعنے اگر میں یہ کہتا ہوں کہ تو مجھ سے اوجہل ہے تو میرا دل اس بارہ میں میری تصدیق نہیں کرتا کیونکہ تو دل کے مخفی مکان میں موجود ہے غائب نہیں ہے اور اگر میں کہتا ہوں کہ تو آنکھ سے اوجہل نہیں ہے تو آنکھ مجھے جھوٹا بتاتی ہے تو اب میں حیران ہوں کہ کسکو سچا کہوں اور کس کو جھوٹا۔ خلاصہ یہ ہے کہ محب کے لیئے محبوب سے زیادہ نزدیک کوئی چیز نہیں اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ محبوب کی محبت محب کے دل میں ایسی بیٹھ جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ہے اور محبوب کو نہیں بھولتا جیسا کہ کوئی کہتا ہے ۔ ارید لا نسی ذکرہا فکانما ✦ تمثل لی لیلی بکل سبیل ✦ یعنی ہر چند میں چاہتا ہوں کہ اُس کی یاد کو دل سے بھلا دوں لیکن یہ بات میرے امکان میں نہیں کیونکہ لیلی کی صورت ہر طرف سے میرے سامنے آموجود ہوتی ہے ایک اور شاعر کہتا ہے ۔ یراد من القلب نسیانکم ✦ وتابی الطباع علی الناقل ✦ حدیث شریف میں جو کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پاؤں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کہا گیا ہے تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ یہی چیزیں ادراک کی آلہ ہیں اور ادراک کی کیا بلکہ فعل کی آلہ ہیں کان اور آنکھ کا کام ہے کہ وہ کسی چیز کی خواہش یا کسی چیز سے نفرت کرنے کو دل پر پیش کرتے ہیں اور محبت و بغض کو اس کی طرف کھینچ لاتے ہیں پھر ہاتھ اور پاؤں اپنے اپنے عمل کرتے ہیں تو جب بندے کے کان اور آنکھیں خدا کے ساتھ ہونگے تو وہ اپنے آلات ادراک میں محفوظ رہے گا اور ساتھ ہی محبت اور بغض میں بھی محفوظ رہے گا پھر جس چیز کو ہاتھ سے پکڑیگا اور جو رستہ پاؤں سے طے کریگا اس میں بھی محفوظ رہے گا اگر تم تامل کروگے تو آپ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کان اور آنکھ اور ہاتھ پاؤں کے ذکر کرنے سے زبان کے نام لینے کی کوئی ضرورت نہیں

رہی کیونکہ جب کان کے ادراک کا ذکر جو کبھی اختیار سے اور کبھی بے اختیاری سے بھی حاصل ہوتا ہے۔
اسی طرح آنکھ کے ادراک کا ذکر جو کبھی اختیاری سے بھی واقع ہوتا ہے علے ہذا القیاس ہاتھ پاؤں کی حرکت
جو آدمی کے لئے ضروری ہے کبھی اختیار سے اور کبھی بے اختیاری سے صادر ہوتی ہے جب ان سب چیزوں
کا ذکر ہو چکا تو زبان کی ذکر کرنے کی ضرورت ہی کیا باقی رہی جو بے اختیار و قصد کے کبھی حرکت کرتی
ہی نہیں اور بسا اوقات آدمی زبان کے حرکت دینے سے مستغنی اور بے پرواہ بھی ہوتا ہے مگر ہاں جب
اُسے بولنے کو کہا جاتا ہے تو ناچار زبان کو حرکت میں لانا پڑتا ہے اور ایک بات یہ بھی ہے کہ زبان بہ نسبت اور
جوارح کے دل کا اثر زیادہ قبول کرتی ہے کیونکہ زبان دل کی ترجمان اور قاصد ہے اب دیکھنا چاہیے
کہ خدا تعالیٰ نے اپنی معیت کو بندہ کے ساتھ اُسکے دیکھنے اور سننے اور اُسکے پکڑنے اور اُسکے چلنے کے وقت
اپنے قول کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ التی یبطش بھا و رجلہ
التی یمشی بھا سے کس عمدگی اور خوبی سے ساتھ ثابت کیا ہے خدا کا بندہ کے ساتھ ہونا اسکے یہ معنے ہیں کہ
بندہ ہر وقت اور ہر حالت میں خدا کی حفاظت میں رہتا ہے اور بندہ کا خدا کے ساتھ ہونا اسکا یہ مطلب ہے
کہ بندہ اپنی ادراکات میں یعنے سُننے اور دیکھنے اور ہاتھ پاؤں سے حرکت کرنے میں خدا کا مطیع و منقاد
ہوتا ہے۔ پھر ایک بات قابل غور یہ بھی ہے کہ حدیث میں خدا تعالیٰ نے بی یسمع و بی یبصر و بی یبطش
کیوں فرمایا لی یسمع و لی یبصر و لی یبطش کیوں نہ کہا حالانکہ اکثر موقع پر ایک گمان کرنے والے کو یہ
واہمہ ہو سکتا ہے کہ لام کا استعمال ان مواقع پر اولیٰ اور بہتر ہے کیونکہ لام کسی چیز کی غایت پر بہت زیادہ
دلالت کرے ہے اور ان باتوں کا وقوع خاص خدا ہی کے واسطے ہوا کرتا ہے تو لام کا استعمال بے کے
استعمال سے بہر صورت اولے اور بہتر ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ بات محض غلط اور وہمی بات ہے کیونکہ
حرف بے اسجگہ مجرد استعانت کے لئے نہیں ہے وجہ یہ کہ نیک و بد دونوں قسم کے لوگوں کی حرکتیں اور
اُنکے ادراکات خدا ہی کی مدد کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں بلکہ یہاں مصاحبت کے لئے ہے اور بی یسمع
و بی یبصر و بی یبطش کے یہ معنے ہیں کہ بندہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور چلتا پھرتا ہے اور میں اسکے ساتھ
ہوتا اور اسکی مصاحبت میں رہتا ہوں جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے انا مع عبدی لما ذکرنی و
تحرکت بی شفتاہ یعنے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا اور میری یاد میں اسکے
دونو ہونٹ ہلتے ہیں اس معیت سے وہی معیت خاصہ مراد ہے جو قرآن مجید کی اس آیت میں مذکور

ہے ان اللہ معنا اور جو ذیل کی حدیث میں ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماظنک باثنین اللہ ثالثھما یعنے تیرا گمان (شاید اسکے مخاطب حضرت ابو بکر ہیں) دو شخصوں کے ساتھ کیا ہے۔ خدا ان میں تیسرا موجود ہے۔ قرآن مجید میں غور کیا جائے تو ایسی بہت سی آئتیں نکلیں گی جن میں اس معیت خاصہ کا ذکر ہے مثلاً ان اللہ لمع المحسنین اور ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون اور واصبروا ان اللہ مع الصابرین اور کلا ان معی ربی سیھدین اور انی معکما اسمع واری ہے خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ حرف بے بھی اس معیت کا فائدہ دیتی تھی نہ لام اسلئے بی یسمع وبی یبصر کہا ہے لی یسمع اور لی یبصر نہ فرمایا۔ بندے کو اخلاص اور صبر اور توکل اور منازل عبودیت میں نزول اسی بے اور معیت کی وجہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ آدمی جب خدا کے ساتھ ہوگا تو تمام مشکلیں اور تکلیفیں اس پر آسان ہو جائیں گی اور خوف و اندیشہ کی جتنی چیزیں ہیں سب اطمینان و امن کے ساتھ بدل جائیں گی کیونکہ خدا ہی کے ساتھ دولتمند ہو جاتا ہے۔ خدا ہی کے ساتھ ہر قسم کی سختیاں سہل ہوتی اور ہر طرح کی عسرتیں آسان ہو جاتی ہیں ہر بعید قریب ہوتا اور مفلس دولتمند ہو جاتا ہے۔ خدا ہی کے ساتھ تمام غموم و ہموم اور رنج و احزان مٹ جاتے ہیں اور خدا ہی کے ساتھ نہ کوئی غم رہتا ہے نہ رنج نہ تکلیف لیکن جب بندہ سے حرف بے کے یہ معنے فوت ہو جاتے ہیں تو اسوقت اُسکا دل اُس مچھلی کی طرح بے تاب ہو جاتا ہے جو پانی سے نکال کر پھینک دیجائے اور وہ لوٹ پوٹ کر پھر پانی ہی میں جا پڑے۔ اور جب بندہ کو یہ موافقت اپنے پروردگار تعالیٰ شانہ کے ساتھ اُس کی محبوب چیزوں میں حاصل ہو جاتی ہے تو خدا تعالیٰ کی موافقت بھی بندہ کی حوائج و مطالب میں حاصل ہو جاتی ہے اور یہی معنے ہیں خدا تعالیٰ کے اس ارشاد کے کہ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسکو دیتا ہوں اور اگر کسی مکروہ بات سے میرا واسطہ دیکر پناہ مانگتا ہے تو میں اُسکو پناہ دیتا ہوں یعنے جس طرح بندہ میری مرادیں اور میرا احکام بجالانے میں اور میری پسندیدہ چیزوں کے وسیلہ سے میرا تقرب حاصل کرنے میں میری موافقت کرتا ہے میں اُسکی رغبت و رہبت میں اُسکے ساتھ موافقت کرتا ہوں کہ جو چیزیں مجھ سے مانگتا ہے میں اُسے دیتا ہوں اور جن ناپسندیدہ اور مکروہ باتوں سے وہ پناہ مانگتا ہے میں اُسے پناہ دیتا ہوں۔ اب دونوں طرف سے موافقت ثابت ہوگئی یہانتک کہ بندہ کے مرنے تک میں بھی یعنے جب اسطرح کے بندہ کا پیمانۂ حیات لبریز ہو کر چھلکنے کو ہوتا ہے تو خدائے تعالیٰ اپنے اس بندے کی موت کے بارہ متردد ہوتا ہے کیونکہ بندہ موت کو بُرا سمجھتا ہے اور خدا بھی اُس چیز کو بُرا

برا سمجھتا ہے جسکو بندہ برا سمجھتا ہے اس وجہ سے یہ چاہیے تھا کہ اللہ تعالےٰ بندہ کو نہ مارے مگر اس کی حکمت اسکے برخلاف یہ چاہتی ہے کہ اُسے مارنا چاہیئے پس (اسمین بھید یہ ہے) خداوند تعو بندہ کو نہین مارتا ہے مگر اسواسطے کہ پھر اسکو ہمیشہ کی زندگی بخشے اور اُسکو بیمار نہین ڈالتا ہے مگر اس واسطے کہ اُسکو درست کردے اور اسکو فقیر نہین بناتا ہے لیکن اسواسطے کہ غنی کردے اور اس سے اپنی نعمتون کو نہین روکتا ہے مگر اس واسطے کہ اُسکو اور زیادہ عنایت کرے اور آدم کی بہشت مین اُسنے اپنے بندون کو جنت سے نہین نکالا مگر محض اسی واسطے کہ اُنکو پھر نہایت اعلےٰ حالت کے ساتھ ہمیشہ کے لئے جنت مین داخل کرے۔ پس درحقیقت وہی معشوق اور محبوب لم یزلی ہے اسکے سوا کوئی محبت کا مستحق نہین۔ بلکہ اگر بندے کے ہر بُن مُو مین پُوری محبت لبریز ہوتی تب بھی اُسمین سے ذرا سی محبت کا بھی مستحق سوائے خدا کے کوئی بندہ نہین تھا۔ شعر

نقل فو ئُوك حيث شئت من الهوىٰ ✣ ما الحب الا للحبيب الاول ✣

كم منزل في الارض يالفه الفتىٰ ✣ وحنينه ابدا لاول منزل ✣

یعنی تو اپنے دل کو محبت کے اندر جہان جہان چاہے پھیرتا رہ۔ محبت جو ہے وہ تو پہلے ہی معشوق کے واسطے ہے۔ آدمی زمین پر کہان کہان ٹھکانا کرتا ہے مگر ہمیشہ اس کے دل کا لگاؤ اپنے قدیمی وطن ہی کی طرف رہتا ہے۔

فصل ۹۲

محبت کا آخری رتبہ تتیم ہے جسکے معنے تعبد کے ہین یعنی محبت کرنے والے کا اپنے محبوب کی عبادت کرنا اور اسکا بندہ بننا اسی لفظ تتیم سے تیم اللہ ہے جسکے معنے عبداللہ کے ہین۔

تعبد کی حقیقت ذلت اور خضوع ہے جو خاص محبوب کے واسطے ہو چنانچہ اس بارہ مین عرب کا قول ہے طریق معبد یعنے راستہ چلتا ہوا ہے مطلب یہ کہ ایسا راستہ ہے جسپر لوگ چلتے ہین۔

پس محب وہی شخص ہے جسکو محبوب کی محبت نے ذلیل کردیا ہو۔ اسی باعث سے بندہ کے مقامات مین اشرف اور اعلےٰ مقام عبودیت سے بڑھکر دوسرا نہین ہے۔ چنانچہ خداوند تعو نے اپنے برگزیدہ خلقت حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مقام عبودیت ہی کے ساتھ موسوم فرمایا ہے

اور یہی مقام دعوۃ اور مقام تحدی بالنبوۃ اور مقام الاسراء ہے چنانچہ فرماتا ہے واللہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا اور فرماتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ اور فرماتا ہے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔ اور حدیث شفاعت مین وارد ہے کہ قیامت کے دن لوگون سے کہا جائیگا کہ جاؤ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین وہ اللہ تعالے کے ایسے بندے ہین جنکے اگلے پچھلے سب گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دئے ہین۔

مقام شفاعت کو کمال عبودیت اور کمال مغفرت کے ساتھ فرمایا ہے۔

خداوند تعالے نے مخلوق کو خاص اپنی ذات واحد کی عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے چنانچہ اسکی عبادت اگر نہایت خضوع اور ذلت کے ساتھ ہو تو بہت بڑی محبت سے ہے اور یہی حقیقت اسلام اور ملت ابراہیمی ہے کہ جو اس سے مونھ پھیرے وہ جاہل ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم الا من سفہ نفسہ۔ اور اسی باعث سے خداوند تعالے کے نزدیک کل گناہون سے بڑا گناہ شرک ہے جسکے سوا کل گناہون کو خداوند تعالے بخشدیتا ہے مگر شرک کو نہین بخشتا ہے۔ اور شرک کی اصل کیا ہے یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی محبت مین غیر کو شریک کرنا چنانچہ فرماتا ہے ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونہم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشد حبا للہ۔ یعنی بعض آدمی ایسے ہین جو خدا کے سوا غیرون سے خدا کی سی محبت رکھتے ہین مگر جو لوگ ایمان لے آئے ہین وہ خدا ہی سے محبت رکھتے ہین خداوند تعالے نے اس بات کی خبر دی ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہین جو اُس کے سوا اورون سے محبت رکھتے ہین اور پھر یہ خبر دی ہے کہ جو مومن ہین وہ خاص اُسی سے محبت رکھتے ہین۔ بعض مفسرون نے اس آیۃ شریفہ کی تفسیر مین یہ کہا ہے کہ اس کے معنے یہ ہین کہ مومن لوگ خدا سے بہ نسبت کفارون کے جو اپنے غیر کا یعنے جنکو خدا کا شریک کرتے ہین اور انسے خدا کی سی محبت رکھتے ہین مومن خدا سے زیادہ محبت رکھتے ہین کیونکہ مشرکون نے جب خدا کی محبت مین اورون کو شریک کیا تو انکی وہ محبت جو خدا ہی تھی کم ہو گئی

یعنی پہلی آیت مین تعبیر کے ساتھ مقام دعوۃ کے ہے اور دوسری آیت مین تعبیر کے ساتھ مقام تحدی بالنبوۃ کے ہے اور تیسری آیت مین تعبیر کے ساتھ مقام اسری کے ہے

اور مومنون نے چونکہ اپنی محبت کو خداے واحد ہی کے واسیطے مخصوص کیا تو انکی محبت قوی ہوگئی۔
اور چونکہ خداوند تعالی کا اپنی مخلوق سے مقصد اور مراد یہی محبت تھی پس جن لوگون نے اُسکے سوا
اورون سے یہ محبت کی اُنپر اسنے انکار کیا اور بہت بڑا انکار کیا چنانچہ فرمایا ہے ان ربکم اللہ
الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علے العرش یدبر الامر ما من شفیع
الا من بعد اذنہ ۔ بیشک تمہارا پروردگار وہی اللہ ہے جسنے آسمان و زمین چھ روز کے اندر
پیدا کئے پھر عرش پر قائم ہوا کامون کی تدبیر کرتا ہے کوئی شفاعت کرنے والا نہین ہے مگر بعد
اس کے حکم کے ۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے ۔ اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستۃ
ایام ثم استوے علے العرش مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع ۔ یعنی اللہ تعالی کی وہی ذات
پاک ہے جسنے آسمان و زمین کو چھ روز کے اندر پیدا کیا اور پھر عرش پر قائم ہوا تمہارے واسطے
اسکے سوا کوئی دوست ہے نہ سفارش کرنے والا اور فرماتا ہے وانذر بہ الذین
یخافون ان یحشروا الی ربھم لیس لھم من دونہ ولی ولا شفیع لعلھم یتقون یعنی اے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ڈراؤ ان احکامات الہی سے ان لوگون کو جو خوف کرتے ہین اس بات سے
کہ پیش کئے جائین وہ اپنے رب کے حضور مین اور اُسکے سوا انکا کوئی دوست اور سفارش
کرنے والا نہو ۔ اور محض شفاعت کے بارے مین فرماتا ہے ام اتخذوا من دون اللہ
شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئاً ولا یعقلون قل للہ الشفاعۃ جمیعاً
اور فرماتا ہے من ورائھم جھنم ولا یغنی عنھم ما کسبوا شیئاً ولا ما اتخذوا من دون اللہ
اولیاء ولھم عذاب الیم ۔
جب بندہ نے خاص اپنے رب سے رشتہ محبت قائم کیا اور اوسکو اپنا شفیع اور دوست
گردانا اور اپنے اور نیک بندون کے درمیان مین محبت قائم کی تو یہ سب لوگ خدا کے
ولی ہوئے بخلاف اس شخص کے جسنے خدا کے سوا مخلوق کو اپنا دوست بنایا ۔
ایک رنگ تو یہ ہے کہ خدا ہی کو اور اس کے نیک بندون کو دوست بنائے اور ایک رنگ یہ ہی
کہ اس کے غیر سے دوستی کرے اور شفاعت شرکیہ بھی ایک رنگ ہے اور شفاعۃ حقہ ثابتہ
بھی ایک رنگ ہے جو محض توحید کے طفیل حاصل ہوتی ہے ۔ یہی جگہہ ہے جہان اہل توحید

اور اہل شرک میں فرق معلوم ہوتا ہے اور درحقیقت بات بھی یہی ہے کہ خدا جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اس تمام قصہ سے مقصود یہ ہے کہ حقیقۃً عبودیۃ اور اسکی موجبات خدا کے ساتھ شریک کرنیکی حالت میں خالص نہیں ہوتی ہے بخلاف محبۃ للہ کے کیونکہ وہ لوازم عبودیۃ اور اس کے موجبات سے ہے پس رسول علیہ السلام کی محبۃ اپنے نفس اور ماں باپ بیٹے بھائی بہن سب کی محبت پر مقدم ہے بغیر اسکے ایمان پورا نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ محبت بھی خدا ہی کی محبت میں سے ہے اور علیٰ ہذا القیاس کل محبتیں جو خدا واسطے ہیں چنانچہ صحیحین میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تین باتیں ہیں جس شخص میں وہ ہونگی وہ ان کے سبب سے ایمان کی حلاوت پائیگا اور ایک صحیح کے لفظ یہ ہیں کہ کوئی بندہ ایمان کا مزہ نہ پائیگا مگر وہ بندہ جسکے دل میں یہ پانچ خصلتیں ہونگی منجملہ ان کے اول یہ کہ اللہ و رسول اسکو ان کے سوا سب سے زیادہ پیارے ہوں۔ دوسرے یہ کہ کسی شخص سے محبت نہ کرے مگر خدا واسطے۔ تیسرے یہ کہ جب خدا نے اسکو کفر سے نکال لیا تو اب یہ اس میں واپس ہونیکو ایسا برا سمجھے جیسے آگ میں گرنے کو برا سمجھتا ہے۔ اور سنن کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص خدا ہی کے واسطے محبت کریگا اور خدا ہی کے واسطے بغض کریگا اور خدا ہی کے واسطے لوگوں کو دے گا اور خدا ہی واسطے لوگوں کو نہ دیگا تو یہ شخص یقیناً کامل ایمان ہوگا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو دو شخص آپس میں ایک دوسرے سے محبت کریں گے اللہ واسطے تو ان میں افضل وہی ہوگا جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت رکھتا ہوگا پس یہ محبت خدا ہی کی محبت کے لوازمات میں سے ہے اور جو محبت قوی ہوگی پس یہ اہل ہی خدا کی محبت اور زیادہ قوی ہوگی۔

فصل ۹۴

اس جگہ پر محبت کی چار قسموں کا بیان ہوتا ہے اور ان میں سے ہر ایک میں تفریق کی جاتی ہے جس شخص نے ان کے فرق کو نہیں جانا وہ گمراہ ہوگیا ہے منجملہ ان کے ایک خداوند تعالیٰ کی محبت ہے مگر یہ محبت محض اکیلی ہی کافی نہیں ہوسکتی ہے اور نہ خدا کے عذاب سے محفوظ اور نہ اسکی جنت و ثواب کا مستوجب بنا سکتی ہے کیونکہ مشرکین اور نصاریٰ و یہود وغیرہم بھی خدا سے محبت رکھتے ہیں۔ دوسرے ان چیزوں کی محبت ہے جنسے خدا محبت رکھتا ہے

یہی محبت اسلام میں داخل کرتی ہے اور یہی محبت کفر سے نکالتی ہے اور خدا کا زیادہ محبوب وہی شخص ہے جو اس محبت میں اچھی طرح سے قائم اور بہت مضبوط ہے۔ تیسری محبت حب فی اللہ اور حب للہ ہے۔ یہ محبت بھی پہلی محبت کے لوازمات میں سے ہے اور وہ محبت بغیر انکے قائم نہیں ہوسکتی ہے۔ چوتھی محبت مع اللہ ہے یہی محبت شرکیہ ہے کیونکہ جو شخص خدا کے ساتھ اور کسی چیز سے بھی محبت کریگا نہ خدا کے واسطے اور نہ خدا کے سبب سے تو وہ اس چیز کو خدا کا شریک بنائیگا۔ یہ محبت مشرکین کی ہے۔

محبت کی پانچویں قسم باقی رہگئی ہے مگر وہ ہمارے بحث فیہ یعنے جس کے بارہ میں ہم گفتگو کر رہے ہیں خارج ہے یعنے میلان طبع انسان کسیکی طرف واقع ہو جیسے کہ پیاسے کا میلان پانی کیطرف ہوتا ہے اور بھوکے کا میلان کھانے کی طرف ہوتا ہے اور نیند کی محبت ہوتی ہے اور بیوی بچوں کی بھی محبت ہوتی ہے پس یہ محبتیں مذموم نہیں ہیں مگر اس حالت میں جبکہ یہ خدا سے غافل کر دیں اور اسکی محبت سے مانع ہوں چنانچہ وہ فرماتا ہے یا ایها الذین امنوا لا تلهکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ یعنے اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمکو خدا کے ذکر سے غافل نہ کردیں اور جو لوگ ایسے نہیں ہیں انکی تعریف فرماتا ہے رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر اللہ یعنی ایسے لوگ ہیں کہ سوداگری اور بیع انکو خدا کے ذکر سے باز نہیں رکھتی

فصل ۹۴

محبت کا آخری مرتبہ خلت ہے جو کمال اور نہایت محبت کو متضمن ہے اور مطلب اس سے یہ ہے کہ محب کے دل میں محبوب کے سوا غیر کی گنجایش ہی نہ رہے اس مرتبہ میں کسی وجہ سے مشارکت ممکن ہی نہیں ہے اور یہ خاص خلیلوں ہی کا منصب ہے جو ہیں یعنے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالی نے مجھکو خلیل بنایا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا اور صحیح میں وارد ہے کہ حضور نے فرمایا اگر میں اہل زمین میں سے کسیکو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا لیکن اے لوگو، تمہارا صاحب (یعنے میں) خدا کا خلیل ہوں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں ہر خلیل کی خلت سے برات ظاہر کرتا ہوں۔

ابراہیم علیہ السلام کو جب اولاد (حضرت سمٰعیل) دی گئی تو انکی محبت ان کے دلمین پیدا ہوئی
جیب کو اسپر غیرت آئی کہ میرے محب کے دلمین میرے سوا غیر کی بھی محبت ہو بس اسی بنا پر
انکے ذبح کرنے کا حکم صادر ہوا اور حکم بھی خواب مین ہوا تا کہ اسکی تعمیل مین اور زیادہ امتحان
ہو اور مقصود ذبح کرنے سے انکا مار ڈالنا نہ تھا بلکہ دل سے ذبح کرنا مقصود تھا تا کہ دل خدا ہی
کے واسطے خالص ہو جائے چنانچہ جب خلیل علیہ السلام تعمیل حکم کے واسطے دوڑے اور اسکے
بجالانے مین انہون نے سرگرمی کی تو وہ مقصود حاصل ہو گیا اور ذبح ظاہری کا حکم مرفوع ہو کر
ذبح عظیم کے ساتھ اسکا فدیہ کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ جس چیز کا حکم فرماتا ہے اور پھر اس حکم کو
اٹھا لیتا ہے تو بالکل ہی نہین اٹھاتا بلکہ اس کا بقیہ کچھ نہ کچھ چھوڑ دیتا ہے چنانچہ ذبح کے
حکم کو اٹھا کر اس کے بدلے مین فدیہ کا حکم فرمایا۔ اور علے ہذا القیاس مناجات کے وقت
صدقہ کے استحباب کو باقی رکھا ہے۔ اور اسی طرح پچاس نمازون سے درگذر کر کے پانچ باقی
رکھی ہین مگر ثواب ویسا ہی پچاس کا رکھا ہے اور فرمایا ہے لَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ یعنے میرے
نزدیک بات نہین بدلتی ہے۔ پڑھنے مین پانچ نمازین ہین مگر ثواب مین پچاس ہین۔

فصل ۹۰

بعض لوگ جو یہ خیال کرتے ہین کہ محبت خلت سے زیادہ کامل ہے کیونکہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام خلیل اللہ ہین اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم حبیب اللہ ہین یہ محض ان لوگون کی
جہالت ہے کیونکہ محبت عام ہے اور خلت خاص ہے اور خلت ہی انتہا محبت ہے۔
حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اور
مجھکو اپنا خلیل بنایا ہے اور خود حضور نے اپنی جانب سے کسیکے خلیل بنانے کی بالکل نفی کر دی
سوائے اپنے پروردگار کے باوجودیکہ حضرت عائشہ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم وغیرہم سے
محبت کا آپنے اظہار فرمایا ہے اور خداوند تعالےٰ بھی فرماتا ہے کہ اللہ نیکو کارون اور توبہ
کرنے والون اور پاکیزگی والون اور صبر کرنے والون سے محبت رکھتا ہے مگر اسکی خلت محض
دونون خلیلون ہی کے ساتھ مخصوص ہے اور نوجوان توبہ کرنے والا بھی خدا کا دوست ہے
اس قسم کے خیالات انہین لوگون کی ہین جنکو خدا و رسول کے معاملات مین علم و فہم نہین ہے۔

فصل ۹۶

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بندہ کسی محبوب چیز کو ترک نہین کرتا ہے مگر اپنے محبوب کی خاطر سے کیونکہ جسکی محبت کم ہوتی ہے اُسکو اُسکی خاطر سے جسکی محبت زیادہ ہوتی ہے ترک کر دیتا ہے جیسا کہ محبوب کی خاطر بعض ایسی باتین اسکو کرنی پڑتی ہین جلکو وہ مکروہ سمجھتا ہے مگر اس محبوب کی محبت اس کے نزدیک زبردست ہوتی ہے۔

یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ عقل کی یہ خاصیت ہے کہ دو محبوبون مین سے قوی کو اور دو مکروہون مین سے آسان کو اختیار کرتی ہے اور یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ یہ بات کمال قوۃ حب و بغض کی ہے اور بغیر ان دو باتون کے محبت تمام نہین ہو سکتی ہے قوۃ ادراک اور شجاعت قلب کیونکہ اس کے خلاف عمل کرنا یا تو ضعف ادراک سے ہو گا کہ محبوب اور مکروہ کے مراتب مین تمیز نہ کر سکے۔ اور یا ضعف نفس اور عجز قلب کے باعث سے ہو گا کہ باوجود اس بات کے جاننے کے کہ یہ اچھی ہے اور یہ بُری ہے پھر قلب اسکو اختیار نہ کرے مگر جب ادراک صحیح اور قلب شجاع ہو اور دونون محبوبون مین سے اعلے کو اور دونون مکروہون مین سے ادنیٰ کو اختیار کرے تو یہی سعادت اور نیکبختی کے سامان ہین۔

بعض لوگ ایسے ہین جنکی خواہش نفسانی اُنکے عقل و ایمان پر غالب ہو جاتی ہے اور بعض ایسے ہین جنکی عقل و ایمان خواہش نفسانی پر غالب ہوتی ہے۔

مریض کو حکیم پرہیز کا حکم کرتا ہے حالانکہ مریض کا دل اُن چیزون کی طرف بے اشتہا راغب ہوتا ہے مگر مریض کی صلاحیت اسی مین ہوتی ہے کہ وہ اُن اشیاء ممنوعہ سے اپنے تئین محفوظ رکھے پھر اگر وہ انکا استعمال کرے گا تو اُس مریض کو حکیم عدیم المروۃ کہین گے۔ علے ہذا القیاس جن لوگون کو قلبی امراض ہین وہ بھی ایسی چیزون کو تصرف مین لے آتے ہین جو اُن کے مرض کو بڑھا دیتی ہین۔

پس معلوم ہوا کہ شر کی جڑ ضعف ادراک اور ضعف نفس ہے اور خیر کی جڑ کمال ادراک اور قوۃ نفس ہے پس محبت اور ارادہ ہر فعل کی اصل اور اُسکا مبدء ہین اور بغض و کراہت ہر ترک کی اصل اور اسکا مبدء ہین۔ اور یہی دونون قوتین قلب کے اندر سعادت اور شقاوت کی اصل ہین۔

کوئی اختیاری فعل وجود مین نہین آتا ہے جبتک کہ اسکا سبب یعنے حب اور ارادہ موجود نہو لو مگر

فعل کا وجود مین نہ آنا کبھی تو اس سبب سے ہوتا ہے کہ اُسکا کوئی مقتضا ہی نہ ہو اور کبھی اس سبب سے ہوتا ہے کہ کوئی بغض یا کراہت اُسکے وجود مین آنے سے مانع ہو اور یہ امر و نہی کے متعلق ہے اور اسی پر ثواب و عقاب موقوف ہے اور اسی سے مسئلہ کا اشتباہ کہ وہ وجودی ہے یا عدمی زائل ہو جاتا ہے۔
جسکی تحقیق یہ ہے کہ ترک دو قسم ہے جو ترک کہ سبب مقتضی کے نہونے کی طرف اضافت کیا گیا ہی وہ تو عدمی ہے اور جو اُس فعل کی طرف اضافت کیا گیا ہے جو وجود کو مانع ہے وہ ترک وجودی ہے۔

فصل ۹۷

فعل اور ترک جو اختیاری ہین انکو زندہ شخص اسی واسطے اختیار کرتا ہے کہ اُسکو اُسکے واسطے حصول منفعت ہو جسکے باعث سے اُسکا درد دفع ہوتا ہو یا لذت حاصل ہوتی ہے اور اس سے اُسکو آرام معلوم ہوتا ہے چنانچہ اسی سبب سے کہتے ہین کہ یہ سینہ کی شفا ہے اور یہ دل کی شفا ہے کسی نے کہا ہی سے ہی الشفاء لداء لو ظفرت بہا ٭ ولیس منہا شفاء الداء مبذول اس مطلوب کو عاقل اختیار کرتا ہے یہان تک کہ بعض جانور بھی اسپر کاربند ہوتے ہین مگر بہت سے آدمی اسکے اندر نہایت سخت غلطی مین پڑے ہوئے ہین جنہون نے ایسی لذتون کے حصول کو اپنا مقصود بنا رکھا ہے جن سے نتیجے ان کے واسطے سخت خرابیان ہین پس یہ شخص اپنے نفس کو یہ خیال کرکے کہ یہ اس کے واسطے لذت حاصل کرتا ہے دکھ دیتا ہے اور اپنے قلب کو آئندہ رنجون کی زیادتی سے آرام دیتا ہے یہ اس شخص کی حالت ہے جسکی نظر عاجل یعنے دنیا ہی پر ختم ہوگئی ہے اور عواقب یعنے آئندہ کے واسطے وہ کچھ نہین دیکھتا ہے عقل کا خاصہ یہ ہے کہ عواقب امور مین نظر کرے پس بڑا عقلمند وہی شخص ہے جو آئندہ فلاحیت اور عیش و آرام کو مدنظر رکھے اور اس نعمت زائلہ فانیہ کو نظرانداز کردے اور نہایت کمینہ اور احمق ہے وہ شخص جو ہمیشہ رہنے والی نعمت اور غیر فانی عیش اور اعلے درجہ کی بےانتہا زندگی کو جسمین کسی قسم کی بدمزگی نہوگی اس فانی اور پُراز درد و رنج زندگی کے بدلے مین فروخت کردے کسی عالم کا قول ہی کہ مین نے عقلمندون کی کوششون مین فکر کیا تو ان سب کی کوششون کا مرجع ایک ہی پایا اگرچہ اُنکے طریقے مختلف ہین مین نے اُن سب کو اسی کوشش مین پایا کہ اپنے نفسون سے رنج و غم کو

دور کرین بعض تو کھانے پینے کے ساتھ اور بعض تجارت کے ساتھ اور کوئی شادی بیاہ کے ساتھ اور کوئی گانے بجانے کے شغل کے ساتھ اور کوئی اور کسی قسم کے لہو ولعب کے ساتھ ان طریقون کو دیکھکر مینے یہ کہا کہ یہ عقلا کا مطلوب ہے مگر یہ سب طریقے اس کی طرف پہونچانے والے نہین ہین بلکہ ان مین سے اکثر اس کے برخلاف ہین اور مینے اُن طریقون مین اُسکی طرف پہونچانے والا کوئی طریقہ نہین دیکھا اسکا وہ راستہ ہے جسمین اسی کی طرف رجوع ہو اور خاص اُسکی رضامندی مطلوب ہو اور اُسی سے معاملہ ہو اور اُسکی رضامندی کو ہر چیز پر مقدم رکھا جائے پس اس راستہ کے چلنے والے کو اگرچہ اسکا دُنیا کا حصہ فوت ہو جائیگا مگر وہ بڑا حصہ جسکے مقابلے مین کسی چیز کا فوت ہونا کچھ چیز نہین ہے حاصل ہوگا اگر وہ حصہ اسکو حاصل ہوگیا تو کل چیزین اسکو حاصل ہوگئیں اور اگر وہ حصہ فوت ہوگیا تو کل چیزین فوت ہوگئیں اور اگر اسکو دنیا کا حصہ بھی ملا اور یہ حصہ بھی ملا تو پھر کیا ہی کہنے ہین یہ اسکی خوش نصیبی ہے پس بندہ کے واسطے اس راستہ سے بہتر لذت اور خوش عیشی کی طرف پہنچانے والا کوئی راستہ نہین ہے ۔

فصل ۹۸

محبوب کی دو قسمین ہین ایک محبوب لنفسہ دوسرے محبوب لغیرہ مگر اسکے واسطے ضروری ہے کہ آخر یہ بھی محبوب لنفسہ پر دفع تسلسل کے واسطے منتہی ہو ۔

محبوب حق کے سوا جو محبوب ہے وہ محبوب لغیرہ ہے کوئی چیز بجز خداوند تعالیٰ کے ایسی نہین ہے جس سے لنفسہ محبت کی جائے اور جن چیزون سے اسکے علاوہ محبت کیجاتی ہے تو انکی محبت بھی اُسکی محبت کے تابع ہے بلکہ اسکی محبت کے لوازمات مین سے ہے کیونکہ محبوب کی محبت اُن چیزون کی محبت کو بھی لازم کرتی ہے جنسے محبوب کو محبت ہو ۔ اسجگہ نہایت غور سے دیکھنا چاہئے کیونکہ محبت نافعہ اور محبت ضارہ مین فرق ظاہر کیا گیا ہے ۔ معلوم ہو کہ لذاتہ محبت اُسی سے کیجاتی ہے جسکا کمال اور اُسکی الٰہیتہ اور ربوبیتہ ذاتی ہو اور اسکے سوا اور کسی سے یہ محبت کرنی مکروہ اور مبغوض ہے کیونکہ یہ اُس کے محاب کے منافی اور اُسکی ضد ہے اور اسکی کراہت اور بغض بھی اس منافات کی قوت اور ضعف کے

موافق ہے چنانچہ جو شئے اسکے محاب سے زیادہ منافی ہوگی وہی اسکو زیادہ مکروہ معلوم ہوگی اعیان واوصاف وافعال وارادات وغیرہا کل قسمون سے پس یہ جو ہمنے بیان کیا ہے ایک میزان ہے جس سے خداوند تعالے کی موافقت اور مخالفت کا موازنہ نہایت خوبی کے ساتھ ہوسکتا ہے جب ہمنے کسی شخص کو دیکھا کہ جو چیزین خدا کے نزدیک مکروہ ہین ان کو وہ محبوب رکھتا ہے اور جنکو خدا محبوب رکھتا ہے انکو وہ مکروہ رکھتا ہے تو ہمنے جان لیا کہ یہ شخص خدا کا دشمن ہے اور علے ہذا جب ہم نے ایسی شخص کو دیکھا کہ جن چیزون کو خدا دوست رکھتا ہے وہ بھی انکو دوست رکھتا ہے اور جنکو خدا مکروہ سمجھتا ہے وہ بھی انکو مکروہ سمجھتا ہے تو ہمنے جان لیا کہ یہ شخص خدا کا دوست ہے پس تجھکو لازم ہے کہ اس بات کو خوب یاد کرلے اور مضبوط پکڑلے کہ ولی اسی شخص سے عبارت ہے جو ہر بات مین خداوند تعالے کا موافق ہو اور ولایت کثرت صوم وصلوٰۃ وریاضت کے ساتھ پابند نہین ہے۔

محبوب لغیرہ کی دو قسمین ہین ایک تو وہ ہے جسکے حاصل ہونے سے لذت حاصل ہو اور دوسری وہ ہے جسکے حاصل ہونے سے تکلیف پہونچے۔ مگر پھر وہ آرام دے جیسے بدمزہ اور بدبو دار دوا کہ اس کے پینے سے اگرچہ بدمزگی حاصل ہوتی ہے مگر نتیجہ اسکا صحت ہے خداوند تعم فرماتا ہے کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم وعسے ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسے ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم۔ یعنی تم پر لڑائی فرض کیگئی ہی اور تم اسکو برا سمجھتے ہو اور قریب ہے کہ جس چیز کو تم برا سمجھتے ہو وہ تمہارے واسطے اچھی ہو اور قریب ہی کہ جس چیز کو تم اچھا سمجھتے ہو وہ تمہارے واسطے بری ہو۔ مطلب یہ کہ خداوند تعم نے اس بات کی خبر دی ہی کہ جہاد کو تم برا سمجھتے ہو باوجودیکہ وہ بہت بہتر ہے کیونکہ وہ بہت اعلے محبوب کیطرف پہونچانیوالا ہے اور نفس ہمیشہ راحت اور فراغت و رفاہیت کے طلبگار رہتے ہین جو انکے واسطے باعث خرابی ہے اور جس سے یہ محبوب حاصل نہین ہوتا جو جہاد سے ہوتا ہے۔ بس عاقل کو چاہئے کہ محبوب عاجل کی لذت کو خیال کرکے اُسے اختیار نہ کرے اور نہ عاجل مکروہ کی الم اور رنج کو دیکھکر اُسکو ترک کرے کیونکہ یہ اسکے واسطے اکثر برا ہی ہوتا ہے اور آئندہ اسپر بہت بڑی خرابیان

لاتا ہے۔ بلکہ عقلمند دنیا مین بڑی بڑی مشقتین گوارا کرتے ہین تاکہ مابعد کی دوامی لذتین حاصل کرین۔ پس کل حاصل اسکا یہہ چار امور ہین ایک تو وہ برائی ہے جو برائی کی طرف پہونچائے دوسرے وہ برائی جو بھلائی کی طرف پہونچائے تیسرے وہ بھلائی جو برائی کی طرف پہونچائے۔ چوتھے وہ بھلائی جو بھلائی کی طرف پہونچائے۔ جو بھلائی کہ بھلائی کی طرف پہونچائے اس کے فعل مین آنے کی دو وجہین داعی ہین اور جو برائی کہ برائی کی طرف پہونچائے اُسکے ترک کی دو وجہین موجود ہین اب دو قسمین باقی رہ گئین جنمین ایک ایک وجہ ہے اور یہی دونو قسمین امتحان اور ابتلا کی جگہہ ہین۔ کیونکہ نفس ان مین سے قریب کے نفع اور عاجل عیش کو چاہتا ہے اور عقل و ایمان باقی اور لازوال آرام کو چاہتے ہین اور قلب ان دونون کے بیچ مین ہے کبھی ادہر اور کبھی اُدہر شرعاً اور قدراً آزمایش کا یہی مقام ہے ایمان اور عقل کا منادی تو ہر وقت یہی ندا کرتا ہے کہ اے لوگو! فلاحیت کی طرف آؤ نیک لوگونکی اُنکی زندگانی مین اور بعد موت کے تعریف کی جاتی ہے۔ اور اگر محبت کی اندھیری رات نے گھیر لیا اور شہوت نے غلبہ پالیا تو پھر یہ کہا جاتا ہے ؎

یا نفس اصبری فما ھی الا ساعۃ ؛ ثم ینقضی ھذا کلہ و یزول

یعنے اے نفس صبر کر کیونکہ یہ لذت ایک گھڑی بھر سے زیادہ نہین ہے اور اب عنقریب ہی یہ زائل ہوئی جاتی ہے۔

فصل ۹۹

جب محبت کل اعمال کی اصل ہوئی چاہے اچھے اعمال ہون یا بُرے ہون تو اللہ و رسول کی محبت نیک اعمال کی جڑ ہے جیسے کہ اقوال دینیہ کی جڑ اللہ و رسول کی تصدیق ہے۔ اور جو ارادہ کہ کمال محبت اللہ و رسول کو مانع ہو تو وہ کمال تصدیق کو مانع ہوا اس سبب سے کہ وہ اصل ایمان کا معارض ہے یا اُسے کمزور کرنے والا ہے۔ اور اگر یہ ارادہ نہایت قوی ہوگیا اور اصل محبت اور تصدیق کو مانع ہوا تو یہ کفر اور شرک ہوگا۔ اور اگر یہ معارض نہو گا تو بہر حال اس مین ضعف اور فتور ضرور پیدا کریگا۔

جو واصل ہے اس کے آگے حجاب ڈالدیگا اور طالب کو بالکل روک دیگا۔ پس دوستی اُسی وقت

ٹھیک ہے جب دوست کے دشمنون سے بھی دشمنی ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نقل فرماتا ہے افرأیتم ما کنتم تعبدون انتم واباؤکم الاقدمون فانھم عدولی الا رب العالمین یعنے اے قوم جنکی تم اور تمہارے باپ دادا عبادت کرتے تھے وہ سب میرے دشمن ہین بجز ایک خداوند رب العالمین کے۔ مطلب یہ کہ خلیل اللہ کو خدا سے ایسی ہی محبت چاہیئے کہ جو اسکے دشمن ہین انکو وہ بھی اپنا دشمن تصور کرین کیونکہ خدا کی محبت اور ولایت اسوقت تک صحیح نہین ہوسکتی ہے جبتک کہ اس کے سوا کل معبودون سے بیزاری ظاہر نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے واسطے ابراہیم اور اُن کے ساتھیون کی باتین لعنیا رکرنے مین بھلائی ہے جبکہ انھون نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور جنکی تم عبادت کرتے ہو اُنسے بالکل بری ہین اور ہمارے تمہارے درمیان مین عداوت اور بغض ہمیشہ کے لیئے قائم ہو گیا جبتک کہ تم خدا واحد پر ایمان نہ لاؤ۔ اور فرماتا ہے جبکہ ابراہیم نے اپنی قوم سے کہا کہ مین اُنسے بری ہون جنکی تم عبادت کرتے ہو بجز اُس ذات پاک کے جسنے مجھ کو پیدا کیا کیونکہ وہی مجھ کو راہ دکھاتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام نے اس بات کو اپنے پیچھے باقی چھوڑا یعنے کل انبیاء اپنی قومون سے یہی کہتے چلے آئے اور وہ یہہ کلمہ لا الہ الا اللہ ہے جسکے حضرت ابراہیم سے تمام انبیاء وارث ہوتے چلے آئے ہین اور قیامت تک اُنکے متبع اسکے وارث ہونگے۔ اور یہی وہ کلمہ ہے جسکے باعث سے آسمان وزمین قائم ہین اور اللہ تعالیٰ نے انہین مخلوقات پیدا کی ہے اور ملت کو قائم کیا ہے اور قبلہ کو نصب کیا ہے اور جہاد کی تلوارین اسی کلمہ کے واسطے برہنہ کیگئی ہین اور یہ خاص خدا ہی کا حق ہے کل بندون کے اوپر اور یہی کلمہ اس دنیا مین مال واولاد کو محفوظ رکھنے والا اور آخرت مین عذاب قبر سے بچانے والا ہے یہی کلمہ وہ پاس ہے جسکے بغیر جنت مین جانا محال ہے اور یہی وہ وسیلہ ہے جسکے بغیر خدا تک پہنچنا ممکن نہین اسلام کا کلمہ اور جنت کی کنجی یہی کلمہ ہے۔ اسی کلمہ کے سبب سے لوگون کی دو قسمین شقی اور سعید ہوگئی ہین ایک گروہ مقبول ہے اور ایک گروہ مردود ہے اور اسی کلمہ کے سبب سے دار الکفر اور دار الاسلام مین جدا ——— اور جنت و دوزخ مین تمیز ہوئی ہے یہی کلمہ وہ عمود ہی

جسپر فرض و سنت قائم ہین اور جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوا وہ جنت مین داخل ہوگا
اور اس کلمہ کا بھید یہ ہے کہ خداوند کریم کو محبت اور جلال و تعظیم و خوف و رجاء مین مخصوص
کرے اور توکل و انابت اور رغبت و رہبت مین خاص اُسیکو مقصود ٹھیرائے یعنے اس کے
سوا کسی سے محبت نکرے بلکہ جس سے محبت کرے تو اسی کی محبت کی تبعیت مین محبت کرے
اور اس محبت کو اسکی محبت کی زیادتی کا وسیلہ ٹھیرائے اور نہ خدا کے سوا کسی سے
خوف کرے نہ امید کرے نہ اُس کے سوا کسی پر توکل کرے اور نہ سوائے اُسکے
کسی سے رغبت و رہبت کرے اور نہ اس کے نام کے سوا کسی کی قسم کھائے اور نہ کسیکی
نذر ملنے اور نہ کسیکی فرمانبرداری کو ثواب سمجھے بجز اُسکے اور نہ مصیبت کے وقت کسی سے
اسکے سوا مدد چاہے اور نہ کسیکو سجدہ کرے اور نہ بجز اسکے کسی کے واسطے سجدہ کرے اور نہ
انواع عبادت کے ساتھ اسکے سوا کسیکی عبادت کرے۔ پس حقیقت شہادت یہی
ہے جو مذکور ہوئی اور اسی واسطے اللہ تعالے نے آگ دوزخ پر اس شخص کو حرام کیا ہے جسنے
یہ شہادت دی۔ اور بیشک جسنے یہ شہادت دی اور اسپر قائم ہوگیا اُسکا دوزخ مین داخل
ہونا محال ہے چنانچہ خداوند تعالے اسکی تصدیق فرماتا ہے والذین ھم بشہادتھم قائمون
مطلب یہ کہ ظاہر و باطن اور قلب و قالب دونون مین اس شہادت کے ساتھ قائم ہو
کیونکہ بعض لوگون کی شہادت مردہ ہوتی ہے اور بعض کی سوئی ہوئی جب جگائی جاتی
ہے جاگ اٹھتی ہے اور بعض کی شہادت لیٹی ہوئی ہوتی ہے اور بعض کی کھڑے ہونے
کے قریب ہوتی ہے۔ اور یہ شہادت قلب بین ایسی ہے کہ جیسے بدن مین روح پس ایک تو
روح مردار کی ہے اور ایک روح قریب الموت مریض کے ہے اور ایک روح قریب الحیوۃ
شخص کی ہے اور ایک روح صحیح تندرست شخص کی ہے کہ بدن کے کل کاربار انجام
دیتی ہے۔ حدیث صحیح مین وارد ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مجھ کو ایک
کلمہ معلوم ہے جسکو مسلمان بندہ اپنی موت کے وقت کہہ لے تو اُسکی روح کو راحت
پہونچے گی پس گویا اس روح کی زندگی اس کلمہ سے ہے جیسے کہ بدن کی زندگی
روح سے ہے اور جیسا کوئی شخص اس کلمہ کی شہادت کے ساتھ مرجائے تو اسکی

روح جنت مین عیش کرتی ہے ایسے ہی جو اس کلمہ کی تحقیق کے ساتھ قائم رہے اسکی روح اچھے عیش اور عمدہ زندگانی مین رہتی ہے۔ خداوند تعم فرماتا ہے جسنے اپنے رب کے مقام سے خوف کیا اور اپنے نفس کو خواہش سے باز رکھا پس اسکا ٹھکانا جنت ہے یعنے جسدن خدا سے ملیگا اُس دن جنت اسکا ٹھکانا ہوگی اور جنت کیا چیز ہے خدا کی معرفت اور اسکا انس اور اسکی ملاقات کا شوق اور اوسکے ساتھ خوشی اور اس سے رضامندی انہین باتون کے ساتھ اس دنیا مین اُسکی جنت ہے اور جب اس دنیا مین اس کے واسطے جنت ہے تو پھر آخرت مین بھی جنت الخلد اسکا گھر ہے۔ اور جو شخص دنیا مین اس جنت سے محروم رہا تو وہ آخرت مین اُس جنت سے بھی محروم رہیگا۔

نیک لوگ دنیا کے اندر عیش مین ہین اگرچہ تنگی کے ساتھ زندگانی بسر کرتے ہون۔ اور بُرے لوگ دنیا مین دوزخ مین ہین اگرچہ دنیا انپر فراخ ہو خداوند تعم فرماتا ہے مردون اور عورتون مین سے جو کوئی نیک اعمال کریگا ہم اسکو اچھی زندگانی کے ساتھ زندہ رکھین گے اور اچھی زندگانی ہی دنیا کی جنت ہے فرماتا ہے جسکے ساتھ خدا ہدایت کا ارادہ کرتا ہی اسکا سینہ اسلام کے واسطے کشادہ کردیتا ہے اور جسکے واسطے گمراہی کا ارادہ کرتا ہے اسکے سینہ کو تنگ کردیتا ہے۔ پس فراخی سینہ سے بڑھکر کونسی نعمت اور تنگی سینہ سے بڑھکر کونسا عذاب ہے اور فرماتا ہے خبردار خدا کے جو دوست ہین اُن پر خوف نہین ہے اور نہ وہ غمگین ہون گے اور وہ وہ لوگ ہین جو ایمان لائے ہین اور متقی ہین اُن کے واسطے اس دنیا مین بھی بشارت ہے اور آخرت مین بھی۔

پس جو مومن مخلص ہے وہ بہت اچھی زندگانی مین ہے اور اسکا دل نہایت خوش اور اسکا سینہ بہت کشادہ ہے اور یہ جنت جو مومن کو عنایت ہوئی ہے یہ جنت عاجلہ ہے اور اسکے بعد جو جنت عنایت ہوگی وہ آجلہ ہوگی چنانچہ اسی کے مناسب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تم جنت کی کیاریون مین گذرو تو میوہ خوری کیا کرو لوگون نے عرض کیا حضور جنت کی کیاریان کیا ہین فرمایا ذکر الہی کے حلقے۔ اور اسی کے مناسب حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے منبر اور میرے حجرے کے درمیان مین جنت کے باغون مین سے ایک باغیچہ ہے اور جب لوگون کو حضور صلعم نے صوم وصال یعنے کئی روزے اکٹھے رکھنے سے منع فرمایا تو لوگون نے حضور سے عرض کیا کہ یا

رسول اللہ آپ جو رکہتے ہین فرمایا مین تم جیسا نہین ہون مجھ کو میرا خدا کھلا پلا دیتا ہے۔ یعنے
حضور نے اس بات سے مطلع فرمایا کہ حضور کو جو غذا آپ کے پروردگار سے حاصل ہوتی
ہے وہ اس حسنی اکل و شرب کے قائم مقام ہوجاتی ہے اور یہ جو کچھ حضور کو حاصل ہوتا ہے
یہہ حضور ہی کے ساتھ مخصوص ہے جسمین اور کوئی شریک نہین ہے۔
پس جس چیز کی طرف انسان زیادہ محتاج ہوتا ہے اور جس شئے کی اوسکو زیادہ ضرورت ہوتی
ہے اسکے نہونے سے اسکا رنج و قلق بہت زیادہ ہوتا ہے اور جس چیز کے نہ ہونے سے اُسکا
رنج و قلق بہت زیادہ ہوتا ہے اور جس چیز کے نہ ہونے سے انسان کو نفع ہوتا ہے اُسکے
ہونے سے اسکا رنج و قلق زیادہ ہوتا ہے اور حقیقتاً خدا کے سامنے رجوع کرنے اور اُس کی
محبت پیدا کرنے سے زیادہ نافع بندہ کے واسطے کوئی چیز نہین ہے بلکہ زندگانی اور نعمت
اور خوشی اور عیش بغیر اس کے بیکار ہے اور اسکا نہونا سخت عذاب اور خرابی ہے۔ اور
اس محبت کے نہ ہونے کے الم اور اُسکے غیر کی محبت مین مشغول ہونے کے عذاب مین
مستغرق ہوکر روح غائب ہوجاتی ہے اور اس محبوب اور نافع چیز کے نہ ہونے کے رنج مین
اُسکی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے نشہ مین سرشار آدمی کہ اُسکا گھر بار، جورو بچے سب جل جائین
اور اوسکو مطلق خبر نہو اور جب نشہ اُترے اور ہوش مین آئے تب خبر ہو کہ یہ کیا ہوا۔ بس یہی
حالت بعینہ آخرت کے معاملات کی ہے کہ جب دنیا سے مفارقت ہوگی اور خدا کے سامنے
کھڑا ہونا ہوگا اُسوقت جو کچھ دنیا کی کارروائیون پر رنج و غم ہوگا اُسکا یہان کے کسی رنج و غم سے
مقابلہ نہین ہوسکتا ہے کیونکہ دنیا مین جو مصیبت کسی شخص کو پہونچتی ہے وہ امید رکہتا ہے کہ
یہ مصیبت دور ہوجایگی اور یہ جانتا ہے کہ زائل ہونیوالی مصیبت ہے مگر اس شخص کی مصیبت کا
کیا ٹھکانا ہے جسکی مصیبت کا نہ کچھ معاوضہ ہے نہ بدلہ ہے اور نہ اس مصیبت مین اور دنیا کی
مصیبت مین کچھ مناسبت ہے اگر اس مصیبت سے اللہ تعالیٰ بندہ کو موت دیدے تو یہ اسکے
واسطے بہت ہی اچھا ہے مگر وہان موت کا نہ ہونا اور زیادہ حسرت کی بات ہے خیر یہہ
بات مین تو جب ہین کہ جب محض اسکے نہونے ہی کا الم ہو مگر اسکے علاوہ وہان روح و بدن پر
ایسا سخت عذاب ہوگا کہ جسکا اندازہ ہی نہین ہوسکتا ہے۔ پس برکت والی ہے وہ ذات

جسنے ایسی ضعیف مخلوق پر رنج والم کے ایسی بھاری بوجھ لادے جنکو پہاڑ نہ اُٹھا سکے ۔
پس اے شخص تجھ کو لازم ہے کہ تو اپنے نفس کے سامنے اس دنیا مین اُس بزرگ محبوب کو
پیش کر جسکے بغیر زندگانی کا لطف نہین ہے ایسا نہو کہ وہ وقت آ جائے کہ تو محروم رہ جائے
اور تیرے اُسکے درمیان مین حجاب حائل ہو جائے پھر تیرا کیا حال ہوگا کیونکہ وہ ہر چیز سے
عوض ہے مگر اس سے کوئی چیز عوض نہین ہے چنانچہ کسی کا قول ہے ۵
منکل شیئ اذا ضیعتہ عوض ۔ وما من اللہ ان ضیعتہ عوض ۔ یعنی جس چیز کو تو ضائع کردے
اُسکا معاوضہ ہو سکتا ہے مگر جب تو خدا کو ضایع کردے گا تو پھر اُسکا کچھ معاوضہ نہین ہے
اللہ تعم کا فرمان ہے کہ اے ابن آدم مین نے تجھکو اپنی عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے پس
لہو ولعب مین نہ پڑ اور مین تیرے رزق کا کفیل ہوگیا ہون پس تو مشقت نہ اُٹھا اے ابن آدم
مجھکو تلاش کر پالیگا اور اگر مجھکو پالیگا تو ہر چیز کو پالیگا اور اگر مین تجھسے فوت ہوگیا تو کل چیز
تجھ سے فوت ہوگئی اور مجھ کو تو ہر شے سے زیادہ پیارا سمجھ ۔

فصل ۱۰۰

اور چونکہ محبت ایک ایسی جنس ہے جسکے نیچے بہت نوعین مختلف قدر و وصف کی ہین تو
اغلب ان مین خداوند تعم کے بارے مین وہی نوعین ذکر کیجاتی ہین جو اُس کے ساتھ مخصوص
اور لائق ہین اور اس کے سوا اور کسیکو لائق نہین ہین مثل انابۃ و عبادۃ وغیرہما
کہ سوائے خداوند تعم کے اور کسیکے واسطے لائق نہین ہین ۔
کبھی محبت اپنے مطلق نام کے ساتھ ذکر کی جاتی ہے چنانچہ خداوند تعم فرماتا ہے یحبہم ویحبونہ
یعنی وہ ان سے محبت رکھتا ہے اور وہ اس سے محبت کرتے ہین اور فرماتا ہے یحبونہم کحب اللہ والذین
اٰمنوا اشد حبا للہ یعنی کفار اپنے معبودون سے ایسی محبت رکھتے ہین جیسے خدا سے اور جو لوگ
ایمان لائے ہین وہ خدا کی محبت مین راسخ ہین ۔
محبت مذمومہ کی سب سے بُری قسم یہ ہے کہ انسان خدا کی محبت مین جو اُس کے واسطے مخصوص ہے
دوسرے کسی کو شریک کرے اور خدا کے ساتھ برابر کردے اور محبت محمودہ کی سب سے اچھی قسم وہ محبت ہی

جسمین انسان سوائے خدا کے کسیکو شریک نہ کرے اور یہی محبت سعادت کی جڑ ہے جسکے بغیر کوئی شخص عذاب سے نجات نہین پاسکتا اور محبت مذمومہ شقاوۃ کی جڑ ہے جسکے بغیر دوزخ میں کوئی شخص رہ نہین سکتا۔ پس جو لوگ خاص اللہ ہی سے محبت رکھنے والے ہین اور اسیکی خاص عبادت کرتے ہین وہ دوزخ مین داخل نہ ہونگے اور اگر کوئی گناہون کے سبب سے داخل ہو بھی جائیگا تو ہمیشہ نہ رہیگا بلکہ جلد اپنے گناہون کی سزا بھر کے چلا آئیگا۔ اور قرآن شریف کا مدار بھی اسی محبت اور اسیکے لوازم کے ہونے اور اسکے سوا غیر کی محبت کے نہ ہونے پر ہے۔ ان دونو قسم کی محبت کی مثالین اور ان کے متعلق قصے اور ان دونون قسمون کے اعمال اور انکے معبود اور اولیا کا ذکر گذر چکا ہے اور خداوند تعالیٰ ان دونون قسم کی محبتون کے ساتھ جیسا کرے گا اسکا بیان اور تینون مقامون دنیا اور برزخ اور آخرت مین جیسا ان محبت والون کے ساتھ ہوگا سب بیان ہو چکا ہے۔ تمام رسولون کی دعوت کی بنیاد خدا کی عبادت ہے جو کمال محبت اور خشوع وخضوع اور تقوے کے ساتھ ہو۔ صحیحین مین حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے ہرگز تم مین سے کوئی مسلمان نہوگا جبتک کہ وہ مجھ سے اپنے بیٹے اور باپ اور کل لوگون سے زیادہ محبت نہ رکھے اور بخاری مین حضرت عمرؓ بن خطاب سے روایت ہے وہ کہتے ہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو آپ سے کل چیزونسے زیادہ محبت ہے مگر اپنی جان سے حضور نے فرمایا نہین اے عمر یہ محبت کام کی نہین ہے جبتک کہ مین تمکو تمہاری جان سے بھی زیادہ پیارا نہون حضرت عمر نے عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اُس ذات کی جسنے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اب آپ مجھکو میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہین حضور نے فرمایا ہان اے عمر اب تمہاری محبت کامل ہوئی۔ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کی یہ شان ہے کہ اپنی جان سے مقدم ہے تو پھر خداوند تعالی کی محبت کا کیا کہنا اس کے واسطے بہت ضروری ہے کہ اپنے نفس اور کل چیزون سے زیادہ محبت کرے اور خداوند کریم تمام چیزون سے زیادہ اسکو محبوب ہو۔

کسی چیز کی کسی وجہ سے اور کسی چیز کی کسی سبب سے محبت کی جاتی ہے مگر خداوند تعالی کی

وہ ذات پاک ہے جسکی ہر وجہ سے محبت کیجاتی ہے اور اُسی کے سوا کسیکو معبود بنانا لائق نہین ہے فرماتا ہے لوکان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا یعنی اگر زمین و آسمان مین خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو یہ خراب اور برباد ہو جاتے اور معبود بنانا یہی ہے کہ محبت اور فرمانبرداری اور خضوع کیساتھ پیش آئی۔

فصل ۱۰

عالم علوی اور سفلی مین جو حرکت ہے اسکی اصل محبت ہے اور محبت ہی اُسکی علت غائی اور علت فاعلی ہے کیونکہ تمام حرکتون کی تین قسمین ہین ایک حرکت اختیاری ارادی دوسری حرکت طبعی۔ تیسری حرکت قسری۔ حرکت طبعی کی اصل سکون ہے کیونکہ جسم جب حرکت کرتا ہی جب اپنے مستقر اور مرکز طبعی سے خارج ہوتا ہے اور یہ حرکت اُسکی اسواسطے ہی کہ پھر اپنے مرکز کی طرف عود کرجائے اور اُسکا اپنے مرکز سے خارج ہونا یہ محرک کے سبب سے ہے جسنے اسکو حرکت دی ہے یہ حرکت قسری ہے اور اس حرکت مین جسم اپنے محرک کا تابع ہے اور حرکت طبعی اُسکی ذاتی ہے جسکے سبب سے وہ اپنے مرکز کو عود کرنا چاہتا ہے مگر یہ دونون حرکتین اُس محرک ہی کے سبب سے ہین اور وہی اُنکی اصل ہے۔

حرکت اختیاری ارادی ان دونون حرکتون کی اصل ہے اور ارادہ اور محبت کی تابع ہے۔

پس اس سبب سے کل حرکتین محبت اور ارادے کے تابع ہین۔ اور اس بات کی دلیل کہ حرکت محض ان تین قسمون ہی مین محدود ہے یہ ہے کہ اگر متحرک کو حرکت کا شعور ہے تو یہ حرکت ارادی ہے اور اگر اُسکو شعور نہین ہے تو ضرور ہے کہ یا تو یہ حرکت اُسکی طبع کے موافق ہوگی یا نہ ہوگی پس اگر موافق ہے تو طبعی ہے اور ناموافق ہے تو قسری ہے۔

جب تم اس بات کو سمجھ گئے تو یہ جان لو کہ آسمان و زمین کے درمیان مین جسقدر افلاک اور نجوم اور ہوا اور ابر اور مینہ ہین ان سب کی حرکتین اور بچون کی مان پیٹون مین حرکتین یہ سب فرشتون کے ذریعہ سے ہین جو ان کامون کی تدبیر اور تقسیم کے واسطے مقرر ہین چنانچہ نصوص قرآن و سنت اسپر دلالت کر رہے ہین۔ اور اسپر ایمان لانا گویا فرشتون پر ایمان کا کامل کرنا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے رحم اور مینہ کی بوندون اور گھاس کے

پتون پر فرشتے مقرر کر رکھے ہین اور ہوا اور افلاک اور شمس و قمر اور کل ستارون پر
فرشتے متعین ہین اور ہر بندے پر بھی چار فرشتے مقرر کر رکھے ہین جنمین سے دو
کاتبین یعنے لکھنے والے ہین ایک داہنی طرف ایک بائین طرف اور دو حفاظت کرنیوالی
ہین ایک آگے ایک پیچھے ۔ اور چند ملائکہ اس بات پر مقرر ہین کہ بندے کی روح قبض
کر کے اسکے ٹھکانے دوزخ یا جنت مین پہونچا دین ۔ اور چند ملائکہ قبر مین سوال اور امتحان
کے واسطے مقرر ہین جو وہان عذاب کرین یا دوزخ یا جنت مین پہونچا دین ۔ اور چند ملائکہ
قبر مین سوال اور امتحان کے واسطے مقرر ہین جو وہان عذاب یا نعمت کے ساتھ
پیش آتے ہین ۔ اور چند ملائکہ اسواسطے ہین کہ میدان حشر مین سبکو اکٹھا کرین
اور کتنے ہی ملائکہ دوزخ مین عذاب کرنے اور جنت مین خدمتگاری کے واسطے مقرر
ہین ۔ اور پہاڑون اور مینھ اور ابر کے ہکلنے اور جنت مین درخت لگانے اور
فرش بچھانے اور طرح طرح کے ساز و سامان سے آراستہ کرنے پر بہت فرشتے
مامور ہین ۔ اور اسی طرح دوزخ مین بھی فرشتے مامور ہین ۔ پس خدا کا بڑا لشکر فرشتے
ہین اور لفظ ملک سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ دوسرے کا بھیجا ہوا ہے خود اسکو
کوئی اختیار نہین ہے بلکہ کل اختیار خدا کو ہے ۔ فرشتے محض خدا کے حکم سے ہر امر کی
تدبیر اور تقسیم کرتے ہین ۔ خدا انکی طرف سے خبر دیتا ہے وہ کہتے ہین کہ ہم زمین پر اپنے
رب کے بغیر حکم نازل نہین ہوتے ہین اسیکے واسطے ہے جو کچھ ہمارے آگے اور ہمارے
پیچھے ہے اور اس کے درمیان مین ہے اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہین ہے ۔ اور فرماتا ہے
آسمان و زمین مین کتنے ہی فرشتے ایسے ہین جنکی شفاعت کچھ نہین کرسکتی ہے مگر جسکے واسطے
خدا حکم دیدے اور راضی ہوجائے ۔ اور کتنے ہی فرشتون کے ساتھ خداوند تعالے
نے قسم کھائی ہے جنکو وہ اپنی مخلوق مین کاربار کے واسطے بھیجتا ہے ۔ چنانچہ فرماتا ہے
والصافات صفا فالزاجرات زجرا فالتالیات ذکرا اور فرماتا ہے والمرسلات
عرفا فالعاصفات عصفا والناشرات نشرا فالفارقات فرقا فالملقیات
ذکرا عذرا او نذرا اور فرماتا ہے والنازعات غرقا والناشطات نشطا

والسابحات سبحاً فالسابقات سبقاً فالمدبرات امراً۔ ان سب کے معنے اور انکی اقسام کے اسرار ہم کتاب اسرار القرآن مین بیان کر چکے ہین۔ جب یہ باتین معلوم ہوگئین تو معلوم ہوا کہ یہی انکے کام انکی عبادت ہین اور کل قسری او طبعی حرکتین اسکے تابع ہین کیونکہ اگر محبت نہ ہوتی تو نہ افلاک اور ستارے گردش کرتے اور نہ ہوائین چلتین اور نہ بادل گھر گھر کر آتے اور نہ مان کے پیٹون مین بچے حرکت کرتے۔ اور نہ دریا مین موجین اور نہ فرشتے حرکت کرتے اور نہ خدا کی حمد مین رطب اللسان ہوتے پس پاکی اُسی ذات پاک کو ہے جسکی تسبیح مین ساتون آسمان اور زمینین اور جسقدر مخلوقات انکے اندر ہین سب ہی کی تسبیح مین مشغول ہین اور کوئی چیز ایسی نہین ہے جو اُسکی تسبیح نہ کرتی ہو مگر تم انکی تسبیح کو نہین سمجھتے یقیناً خداوند تعالے حلم اور مغفرت والا ہے۔

فصل ۱۰۲

جب یہ بات معلوم ہوگئی تو معلوم ہوا کہ ہر زندہ مخلوق ارادہ اور محبت اور نیک عمل رکھتی ہے اور ہر متحرک کی حرکت کی اصل محبت اور ارادہ اور اصلاح موجودات ہے جبکہ یہ حرکت اور محبت خاص خالق کے واسطے ہو جیسے کہ مخلوقات کا وجود محض اُسی کے بنانے اور خلق کرنے سے ہے چنانچہ اسی سبب سے وہ فرماتا ہے کہ اگر آسمان و زمین مین خداوند کریم کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو یہ فاسد ہو جاتے پس پاک ہے پروردگار عرش کا ان کل باتون سے جو کفار اُس کیطرف منسوب کرتے ہین اس آیۃ مین خداوند تعالیٰ نے یہ نہین فرمایا کہ آسمان و زمین معدوم ہو جاتے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ فاسد ہو جاتے کیونکہ خداوند تو اس بات پر قادر ہے کہ انکو فساد کی حالت مین قائم رکھے مگر یہ ممکن نہین ہے کہ کئی خداؤن کے ہونے مین اصلاح باقی رہے اصلاح جب ہی ہوگی جب ایک خدا تمام کائنات کا ہوگا اور اگر دو خدا ہونگے تو انتظام خراب ہو جائیگا۔ ہر ایک خدا یہی چاہیگا کہ مین دوسرے پر غالب ہو جاؤن اور اسکی خدائی کو باطل کردون کیونکہ خدائی مین شرکت ہونی دونون خداؤن کے واسطے باعث نقص ہے پس ہر ایک خدا اپنے اپنے نقص کے دور کرنے کی کوشش کریگا۔ پھر جب انین سے ایک خدا دوسرے خدا پر غالب ہو جائیگا تو وہ مغلوب خدا خدا نہ رہیگا اور اگر ایک خدا

دوسرے خدا پر غالب نہو سکا تو دونون کا عجز ثابت ہوگا اور پوری خدائی والا کوئی نہوگا پھر
لازم ہوگا کہ ان دونون خداؤن کے اوپر کوئی اور خدا ہو جو ان دونون کو اپنا مغلوب کہے
کیونکہ اگر کوئی اور اونپر حاکم یا غالب نہ ہوگا تو ہرایک خدا اپنی اپنی مخلوقات کے ساتھ الگ
ہو جاسے گا اور اسی بات مین آسمان وزمین کا فساد ہے جیساکہ دستور ہے کہ جس شہر
مین دو بادشاہ ہوتے ہین وہ شہر خراب ہو جاتا ہے اور جس عورت کے دو خاوند
ہوتے ہین ان مین صلح نہین رہ سکتی اور تمام دنیا کے فساد کی جڑ بادشاہون کا فساد
ہے چنانچہ اسی سبب سے جبتک اسلام مین ایک خلیفہ رہا کسی دشمن کو اسکی طرف رخ کرنیکی
جرات نہوئی اور جب سے مختلف سلطنتین قائم ہوئین اور ایک نے دوسرے پر غلبہ چاہا
اور اُس کے ملک مین طمع کی جب ہی سے دشمنون کو موقع ملا۔ پھر آسمان وزمین اور تمام کائنات
کا انتظام تو اس دنیا کے انتظام سے کہین زیادہ ہے وہ متعدد خداؤن کے ساتھ کیسے قائم
رہ سکتا ہے اور یہی بات اس خدا پاک کی وحدانیت پر بڑی ظاہر اور قوی دلیل ہے اور اُسکے
سوا عرش سے فرش تک جو شخص اسکے غیر کو معبود بناتا ہے وہ باطل ہے وہ خود فرماتا ہے
کہ خدا نے کسیکو اپنا بیٹا نہین بنایا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے کیونکہ اگر
اور معبود ہوتے تو ہرایک معبود اپنی مخلوق کو لیکر علیحدہ ہو جاتا اور ایک دوسرے پر غالب
ہو جاتا پاک ہے اللہ کل برائیون سے جو اسکی نسبت بیان کرتے ہین وہ غیب اور ظاہر دونو کا
جاننے والا ہے اور بلند ہے اُن چیزون سے جنکو اُس کے ساتھ شریک کرتے ہین۔
اور فرماتا ہے کہدو کہ اگر اس کے ساتھ متعدد خدا ہوتے جیساکہ کفار کہتے ہین تو ضرور عرش والے
خدا کی حضور مین رستہ ڈہونڈ ہتے۔

مفسرین بیان کرتے ہین بعض علما کا قول ہے کہ خدا کی حضور مین قہر و غلبہ کیساتھ رستہ
ڈہونڈ ہتے جیسے کہ بادشاہ ایک دوسرے کے ساتھ کیا کرتے ہین چنانچہ دوسری آیت مین جو یہ
مضمون ہے کہ ایک خدا دوسرے خدا پر غالب ہو جاتا تو اُسکا یہی مطلب ہے۔ ہمارے استاد فرماتے
ہین کہ صحیح معنے اسکے یہ ہین کہ خدا کی حضور مین اسکی عبادت اور تقرب اور اطاعت کے ساتھ رستہ
ڈہونڈ ہتے پھر اُس کے سوا غیرون کی کیونکر عبادت کرتے ہو حالانکہ اگر اس کے سوا اور خدا ہوتے

جیسا کہ کفار کہتے ہین تو وہ بھی اس کے بندے ہوتے پھر خدا کے ہوتے بندون کی کیون عبادت کرتے ہو۔ ہمارے استاد فرماتے ہین اس تفسیر پر کتنی ہی وجوہات دلالت کرتی ہین منجملہ اُن کے ایک یہ آیت ہے اولئك الذين يدعون يبتغون الى ربهم الوسيلة ايهم اقرب ويرجون رحمته ويخافون عذابه یعنے خود وہ جنکی یہ کفار میرے سوا عبادت کرتے ہین وہ خود مثل تمہارے میرے بندے ہین میری رحمت کے طلبگار اور میرے عذاب سے خوف کرنیوالے پھر تم انکی کیون عبادت کرتے ہو۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اس آیہ مین لفظ لا تبتغوا اليه سبيلا نہین فرمایا ہے بلکہ فرمایا ہے اليه سبيلا اور الے کا لفظ قرب کے معنون مین مستعمل ہوتا ہے چنانچہ فرماتا ہے وابتغوا اليه الوسيلة بخلاف علے کے کہ وہ مغائرۃ کے معنون مین مستعمل ہوتا ہے چنانچہ فرماتا ہے فلا تبغوا عليهن سبيلا۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ کفار یہ نہین کہتے ہین کہ ان کے معبود خدا پر غالب ہونا چاہتے ہین اور اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر اُس کے ساتھ اور معبود ہوتے جیسا کہ یہ کفار کہتے ہین اور کفار یہی کہتے ہین کہ ان کے معبود خدا کا تقرب اور اُسکی نزدیکی ڈھونڈھتے ہین چنانچہ اسی بنا پر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر حقیقتاً یہی بات ہوتی جو کفار کہتے ہین تو پھر وہ انکے معبود بھی خدا کے بندے ہوتے پھر تم میرے بندون کی میرے سوا کیون عبادت کرتے ہو۔

فصل ۱۰۳

محبت چاہے محمودہ ہو یا مذمومہ نفع دینے والی ہو یا نقصان کرنے والی اس مین سے ہر ایک کے توابع اور آثار ہین مثل شوق اور وجد اور ذوق اور حلاوت اور اُنس اور اتصال بالمحبوب اور قرب محبوب اور جدائی اور فراق اور رُکاوٹ اور ہجر اور فرح اور سرور اور بکا و حزن وغیرہ ذالک کے۔

محبت محمودہ ہی وہ محبت ہے جو نفع پہونچاتی ہے دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور یہی محبت عنوان سعادت ہے اور اسکی ضد محبت مذمومہ نقصان پہونچانے والی ہے دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور وہی شقاوت کی عنوان ہے پس عاقل کو لازم ہے کہ ایسی محبت اختیار نکرے جو اُسکو نقصان پہونچائے اور شقی بنائے کیونکہ ایسی محبت مین مبتلا ہونا اُس کے جہل کی علامت

اسواسطے کہ نفس کبھی ایسی چیزون کی بھی خواہش کرتا ہے جو اُسکو نقصان پہونچاتی ہین اور یہ
محض انسان کا اپنے نفس پر ظلم ہوتا ہے یا تو اس سبب سے کہ یہ اپنے محبوب کے حال سے
ناواقف ہوتا ہے اور اُسکے نقصان سے ناواقف ہوکر اسکی محبت مین مبتلا ہوجاتا ہی
یہ تو اس شخص کا حال ہے جو بغیر علم کے اپنی خواہش کا پیرو ہوا اور جو شخص جانکر اس محبت
مین مبتلا ہوا تو اسکا مبتلا ہونا محبت مذمومہ اور اعتقاد فاسد سے مرکب ہے اور یہ
اس شخص کا حال ہے جو اپنی خواہش اور گمان کا پیرو ہوا پس محبت فاسدہ جہل اور
اعتقاد فاسد اور ہواء غالب وغیر ذلک امور سے پیدا ہوتی ہے اور یہ سبب امور مرکب ہوکر
ایک ایسی شئے بنجاتے ہین جو باطل کو حق سے مشابہ کردیتی ہے پس وہ محبوب اُسکو اچھا
معلوم ہونے لگتا ہے اور شہوت اسکو اُس کے وصال کی طرف بلاتی ہے پس شبہ
اور شہوت کا لشکر عقل وایمان کے لشکر پر غالب ہوجاتا ہے۔ یعنے جو قوی ہوتا ہی وہ
ضعیف پر غالب ہوجاتا ہے۔ جب یہ بات معلوم ہوگئی تو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جو محبت
محمودہ ہے اس کے کل توابع بھی محمود ہین اور جو محبت مذمومہ ہے اس کے کل توابع بھی مذموم ہونگے
پس محبت محمودہ بندے کے واسطے عنوان سعادت ہے اور اس کے کل توابع اس کے
واسطے نافع ہین۔ اگر یہ روئیگا تو اسکا رونا بھی اسکو نفع دیگا اور اگر یہ خوش ہوگا تو اس کا
خوش ہونا بھی اسکو نفع دیگا اور یہ محبت ہی کی منزلون مین الٹ پلٹ رہیگا۔ اور محبت مذمومہ
اور اسکے توابع اور احکام سب انسان کے واسطے مضر ہین اور اُسکے پروردگار سے اُس کو
دور کرنے والے ہین جسقدر وہ اسکے منازل مین اُلٹ پلٹ ہوگا اسیقدر اسکو نقصان اور
خسارہ ہوگا اور یہی حال ہر فعل کا ہے جو طاعت یا معصیت سے پیدا ہوکر اپنے فاعل
کے تقرب کی زیادتی کا باعث ہوگا اور جو فعل معصیت سے پیدا ہوگا وہ اپنے فاعل کیواسطے
باعث نقصان ہوگا۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ذلك بانهم لا يصيبهم ظمأ ولا نصب ولا مخمصة
في سبيل الله ولا يطئون موطئا يغيظ الكفار ولا ينالون من عدو نيلا الا كتب
لهم به عمل صالح ان الله لا يضيع اجر المحسنين ۝ ولا ينفقون نفقة صغيرة ولا كبيرة
ولا يقطعون واديا الا كتب لهم به عمل صالح ليجزيهم الله احسن ما كانوا يعملون۔ پہلی

آیت مین خداوند تعالےٰ نے یہ خبر دی ہے کہ طاعت سے جو افعال پیدا ہوتے ہین وہ بھی طاعت ہی مین شمار کیے جاتے ہین اور دوسری آیت مین یہ خبر دی ہے کہ جو نیک اعمال انہون نے کئے ہین وہ سب ان کے واسطے لکھے جاتے ہین اور ان دونون مین فرق یہ ہے کہ پہلی آیت کے جو افعال ہین وہ ایسے ہین جو بلا اختیار اُن سے سرزد ہوئے ہین اور دوسری آیت مین نفس افعال کا ذکر ہے قتیل محبت کو اس جگہہ پورے طور سے تامل کرنا چاہیئے تاکہ نفع اور نقصان کو معلوم کرے ؎ سیعلم یوم العرض ای بضاعۃ + اضاع وعند الوزن ما کان قد حصلا + یعنی قیامت کے دن جان لیگا کہ کس اسباب کو اُسنے ضائع کیا اور اعمال تلنے کے وقت اسکو کیا حاصل ہوا۔

فصل ۱۰۴

جیسے کہ محبت اور ارادہ ہر فعل کی جڑ ہین چنانچہ گذر چکا ہے ایسے ہی ہر دین کی بھی اصل ہین چاہے دین حق ہو یا باطل۔ دین اعمال باطنہ اور ظاہرہ مین سے ہے اور محبت اور ارادہ اسکی جڑ ہین اور دین طاعت اور عبادت ہے اور خلق طاعت لازمہ دائمہ ہے جو خلق اور عادت ہوگئی ہے۔ اسی سبب سے خُلق کی تفسیر دین کے ساتھ کی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانک لعلیٰ خُلق عظیم امام احمد ابن عیینہ سے روایت کرتے ہین کہ ابن عباس اس آیت کی تفسیر بیان کرتے تھے لعلیٰ دینٍ عَظِیم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے خلق کی نسبت سوال کیا فرمایا آپ کا خلق قرآن تھا اور خلق خدا دین کے اندر قہر اور اذلال اور ذل اور خضوع اور طاعت کے معنے ہوتے ہین اور اسی سبب سے اعلےٰ سے اسفل کی طرف ہوتا ہے چنانچہ عرب کا قول ہے دنتہ فدان یعنے مینے اسکو ذلیل کیا پس وہ ذلیل ہوگیا۔ اور ادنے سے اعلےٰ کیطرف بھی ہوتا ہے چنانچہ دنت اللہ ودنت للہ وفلان لا یدین اللہ دینا ولا یدین اللہ بدین فلان للہ یعنی اللہ کا مطیع ہوا اور اُسکی اطاعت کی اور اُسکی محبت کی اور اُس سے خوف کیا ودان اللہ یعنی اللہ کے واسطے عاجزی کی دین باطن مین بھی خضوع اور محبت مثل عبادت کے ضروری ہے بخلاف دین ظاہر کے کہ اُس مین محبت ضروری نہین ہے اگرچہ بظاہر انقیاد اور ذلت ہو۔۔۔۔ اللہ تعالےٰ نے

یوم قیامت کو یوم الدین فرمایا ہے کیونکہ اسدن لوگون کو انکے اعمال کی جزا دی جائیگی اگر اچھے ہونگے تو اچھے اور بُرے ہونگے تو بُرے اور چونکہ اسدن حساب وکتاب ہوگا اسواسطے اسکو یوم الحساب اور یوم الجزا فرمایا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے فلولا ان کنتم غیر مدینین ترجعونہا ان کنتم صادقین۔ یعنے اگر تمہارا رب کوئی نہین ہے تو پھر تم روح کو اُسکی جگہ پر کیون نہین پھیر دیتے ہو۔ اس آیۃ کی تفسیر لی کی ضرورت ہے کیونکہ یہہ آیت کفارون کے انکار بعث کے کرنیکے واسطے نازل ہوئی ہے اور یہ ضروری ہے کہ دلیل اپنے مدلول کی مستلزم ہو اسطرح کہ فوراً ذہن اس سے منتقل ہوکر مدلول کے پاس جا پہونچے بسبب اس تلازم کے جو اُن دونون مین ہی پس ملزم اپنے لازم پر دلیل ہوتا ہے اور اسکا عکس ضروری نہین ہے۔ وجہ اس استدلال کی یہ ہے کہ جب اُن لوگون نے بعث اور جزا کا انکار کیا تو اپنے رب کا بھی انکار کیا اور اُسکی قدرت اور ربوبیۃ اور حکمۃ کا بھی انکار کیا کیونکہ یا تو وہ لوگ اسبات کا اقرار کرین کہ انکا ایک پروردگار ہے قادر جسطرح چاہتا ہے ان مین تصرف کرتا ہے انکو مارتا ہے زندہ کرتا ہے جب چاہے اور انکو نیک باتون کا حکم فرماتا ہے بری باتون سے منع کرتا ہے ان مین سے نیکوکارون کو ثواب اور بدکارون کو عذاب کریگا اور یا یہ لوگ ان باتون کا اقرار نکرین اگر انہون نے اقرار کیا تو یہ مؤمن ہوگئے اور اگر اقرار نہین کیا تب یہہ کافر ہوئے اور انہون نے یقین کرلیا کہ انکا کوئی پروردگار نہین ہے اور نہ وہ کسیکے محکوم ہین اور نہ ان مین کوئی تصرف کرنیوالا ہے پھر جب انکا یہ یقین ہے تو وہ روح کو جسم مین واپس کیون نہین کرلیتے ہین جبکہ وہ حلقوم مین پہونچ جاتی ہے یہہ خطاب ان لوگون کے واسطے ہے جو اس شخص کے پاس موجود ہوتے ہین جسکی روح نکلتی ہے اور وہ لوگ اسکو دیکھتے ہوتے ہین تو پھر روح کو کیون نہین واپس کرلیتے یعنے اے لوگون جب تم خود مختار ہو اور تمہارا کوئی حاکم اور متصرف نہین تو پھر تم کیون نہین روح کو واپس کرلیتے۔ یہہ ان لوگون کے واسطے غایت تعجیز ہے یہان تک کہ اگر تمام جن وانس ایک جان کے پھیر کرنے پر زور لگائین اور کوشش کرین تو ہرگز ممکن نہین۔ پس سبحان اللہ یہہ کیا آیۃ ہے

جو اس قادر مطلق کی وحدانیت اور ربوبیت اور اس کے بندون مین اسکے احکام کے جاری ہونے پر کیسی روشن دلیل ہے دین کی دو قسمین ہین ایک تو دین شرعی امری ہے اور ایک دین حسابی جزائی ہے اور یہ دونون دین اللہ ہی کے ہین خاص کیونکہ وہ فرماتا ہے ویکون الدین کلہ للہ پس دین امراً اور جزاءً دونون طرح سے اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے ہے۔ اور محبت ان دونون دینون کی اصل ہے جن چیزون سے اسکو محبت ہے انکا اُسنے حکم فرمایا ہے اور جن چیزون سے اُسکو نفرت ہے اُنسے اُسنے منع فرمایا ہے۔ پس دین امری کل اُسکی محبت اور رضامندی کے ساتھ ہے اور بندے کا کام دین خدا کے واسطے جب ہے جب اُسکی محبت اور رضامندی کے واسطے ہو۔

جیسا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایمان کا مزہ اس شخص نے چکھا جو خدا کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور محمدؐ کے رسول ہونے سے راضی ہو گیا یہ دین محض محبت ہی کے سبب سے قائم ہے اور اسی پر یہ شروع کیا گیا ہے اور بلکہ اُسی کے واسطے شروع کیا گیا ہے اور اُسی پر اسکی بنیاد ڈالی گئی ہے اور دین جزائی کی بھی یہی حالت ہے کیونکہ اُس کے اندر نیکوکار کو اسکی نیکی کے سبب سے ثواب ملنا اور بدکار کو اسکی بدی کے عوض عذاب ہوتا ہے اور یہ دونون باتین خدا کو پیاری ہین کیونکہ دونون اُس کے عدل و فضل پر موقوف ہین اور دونون اس کے صفات کمال سے ہین اور خداوند تعالےٰ اپنے اسماء و صفات کو دوست رکھتا ہے اور جو انکو دوست رکھتا ہے اُسکو بھی وہ دوست رکھتا ہے۔ اور یہ دونون دین ہی خدا کے سیدھے راستے ہین چنانچہ خداوند تعالےٰ امر و نہی اور ثواب اور عقاب دونون باتون مین سیدھے رستہ پر ہے چنانچہ خداوند تعالےٰ اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام سے خبر دیتا ہے کہ انہون نے اپنی قوم سے فرمایا مین نے اللہ پر بھروسہ کیا ہے جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے زمین مین جسقدر چلنے پھرنے والے ہین ان سب کی پیشانی کو وہ پکڑنے والا ہے یقیناً میرا پروردگار سیدھے رستہ پر ہے۔ جب حضرت ہود نے یہ جان لیا کہ اُنکا رب خلق و امر و ثواب و عقاب اور قضاء و قدر اور دینے اور نہ دینے اور عافیت اور بلاء و توفیق اور خذلان اور ان کل باتون مین وہ اپنے موجب کمال مقدس سے جسکو اسکے اسماء و

صفات مقتضی ہین منجملہ عدل وحکمت اور رحمت اور احسان اور ثواب کے ثواب کی جگہ رکھنے اور عذاب کے عذاب کی جگہ اور ہدایت کے ہدایت کی جگہہ اور گمراہی کے گمراہی کی جگہ غرضکہ سمجھہ کے جو چیز لائق ہے اُس کے وہان رکھنے مین سیدھے رستہ پہ ہے۔ اسطرح سے کہ وہ ان باتون پر کمال حمد وثنا کا مستحق ہے تب اس علم وعرفان نے اُنپر واجب کیا جو انھون نے تمام قوم کے سامنے نہایت جرأت اور دلیری سے گواہی دی کہ مین خدا کو گواہ کرتا ہون اور تم بھی گواہ ہو جاؤ کہ مین اُن کل چیزون سے بری ہون جنکو تم اُس کے ساتھ شریک کرتے ہو اور پھر ہود علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی عموم قدرت اور کل شیٔ پر قاہر ہونے اور اسکی عظمت کے سامنے ہر شئے کے ذلیل ہونے کی خبر دی اور فرمایا زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہین ہے مگر کہ وہ اسکی پیشانی کو پکڑنے والا ہے پھر مین اس سے کیون خوف کرون جسکی پیشانی دوسرے کے ہاتھ ...... اور اُس کے قبضہ اور قہر مین ہے اور کیا یہ بات اجہل جہل اور اقبح ظلم سے نہین ہے اور پھر یہ بیان کیا کہ خداوند تعالےٰ سیدھے رستہ پر ہے۔ پس جو کچھ وہ فیصلہ کرتا ہے اُسکے ظلم وجور سے بندہ کو خوف نکرنا چاہیئے اور مین اسکے سوا کسی سے خوف نہین کرتا ہون کیونکہ ہر چیز کی پیشانی اُسکے قبضہ مین ہے۔

——— اور وہ خداوند تعالےٰ ایسا ہے کہ اُس کے حکم جاری ہین اور اسکا فیصلہ عدل ہے اُسیکے واسطے ہے ملک اور حمد۔ اپنے بندون مین عدل و فضل کے طریقے سے وہ باہر نہین ہوتا ہے اگر اسنے دیا اور مہربانی کی اور ہدایت فرمائی اور نیک توفیق دی تو یہہ سب اسکے فضل ورحمت سے ہے۔ اور اگر وہ نہ دے اور گمراہ کردے اور شقی بنا دے تو یہ اُسکا عدل اور حکمت ہے اور وہ ہر کام مین سیدھے راستے پر ہے چنانچہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین جس شخص کو کچھ غم یا رنج پہونچا اور اُسنے یہ الفاظ کہے اللھم انی عبدک ابن عبدک ابن امتک ناصیتی بیدک ماض فی حکمک عدل فی قضاؤک اسألک اللھم بکل اسم ھو لک سمیت بہ نفسک او انزلتہ فی کتابک او علمتہ احدا من خلقک او استأثرت

بہ فی علم الغیب عندک ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی ونور صدری وجلاء ہمی وحزنی وذہاب ہمی وغمی جو شخص اس دعا کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسکے رنج وغم کو خوشی سے بدل دیگا اور یہ بات خدا وند تعالیٰ کی قضاء کونی اور امری کو شامل ہے اور اس قضا کو بھی جو بندے کے اختیار مین ہے اور جو اسکے اختیار سے باہر ہے اور دونون حکم اسکے بندے مین جاری ہین اور عدل ہین اور یہ حدیث گویا اس آیۃ سے مشتق ہے کیونکہ ان دونون مین بہت ہی قریب مناسبت ہے۔

فصل ۱۰۵

اس جواب کو ہم ایسی فصل کے ساتھ ختم کرتے ہین جسین عشق صور کی خرابی اور اسکے کل مفاسد کا بیان ہے حالانکہ انکا جسقدر ذکر کیا جائے یہ اس سے بہت زیادہ ہین یعشق صور قلب کو فاسد کردیتا ہے پھر جب قلب فاسد ہوگیا تو کل ارادے اور قول وعمل سب فاسد ہوگئے اور توحید کی چاردیواری مین بھی خلل آگیا چنانچہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین اور اب بھی انشاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے۔

اللہ تعالیٰ نے عشق صور دو گروہون سے حکایت کیا ہے ایک تو اُن سے جو لوطی ہین دوسرے عورتون سے چنانچہ یوسف علیہ السّلام پر عزیز مصر کی عورت کے عاشق ہونے اور آپ کے وصل کے واسطے مکروفریب کرنے اور پھر حضرت یوسف کے صبر وعفت کرنے اور توحید کو ہاتھ سے نہ دینے کا ذکر کیا ہے حالانکہ جیسی آزمائش یوسف علیہ السلام کی کی گئی ایسی آزمائش مین وہی شخص صابر رہسکتا ہے جسکو خدا رکھے۔ کیونکہ فعل کی موافقت قوت داعی اور زوال مانع کے موافق ہوتی ہے۔ یعنی جس فعل کے کرنے مین کوئی مانع نہو اور بلکہ ایک زبردست اُسکی طرف بلائے اور خواہش نفس بھی اسکی آرزومند ہو بس ایسی حالت مین اس فعل سے باز رہنا دشوار ہے۔ چنانچہ اُس مقام پر حضرت یوسف علیہ السلام کو اُس فعل کی طرف بلانے والے بڑے زبردست تھے ازانجملہ ایک تو وہ قوت جو طبع انسانی مین خداوند تعالیٰ نے مرکب کی ہے کہ مرد عورت کی طرف ایسا مائل ہوتا ہے جیسے پیاسا

پانی کی طرف اور بھوکا کھانے کی طرف حتیٰ کہ بہت سے آدمی کھانے پینے پر صبر کر سکتے ہین مگر عورتون پر صبر نہین کر سکتے۔ اگر یہہ بات حلال کے ساتھ ہو تو بہت اچھی ہے جیسا کہ کتاب الزہد مین امام احمد انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری دنیا مین سے عورتین اور خوشبو میری طرف پسندیدہ کیگئی ہین کھانے پینے سے مین صبر کر سکتا ہون مگر ان سے صبر نہین کر سکتا۔ دوسرے یوسف علیہ السلام جوان تھے اور جوان کی خواہش بہت قوی اور پُر زور ہوتی ہے تیسرے یہ کہ حضرت کے کوئی بیوی یا لونڈی نہ تھین جنسے آپ رفع حاجت فرماتے چوتھے یہ کہ وہ حالت غربت اور سفر مین تھے جسمین امیر آدمی کو وہ چیز میسر نہین آتی ہے جو غریب کو اپنے گھر پر میسر آتی ہے۔ پانچوین یہ کہ عورت نہایت منصب اور جمال والی تھی اور یہ دونون باتین اُنسے مواقعت کی مدعی ہین۔ چھٹے یہ کہ عورت منکر یا غیر راغب نہ تھی کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عورت کے انکار یا بے رغبتی سے مرد کی رغبت جاتی رہتی ہے۔ کیونکہ وہ عاجز ہو کر ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور اکثر لوگونکی محبت انکار سے زیادہ ہوتی ہے چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎ وزادنی کلفا فی الحب ان منعت * احب شیٔ الی الانسان ما منعا ۔ یعنی اسکے انکار نے میری محبت کو زیادہ کیا کیونکہ انسان کو زیادہ محبوب وہی چیز ہوتی ہے جسسے انسان باز رکھا جائے۔ پس آدمیو نکی طبیعتین اس مین مختلف ہین بعض ایسے ہین جنکی محبت عورت کی بے رغبتی سے جاتی رہتی ہے۔ ایک قاضی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب انکی بیوی یا لونڈی اُن سے انکار کرتی ہے تو انکی شہوت بالکل جاتی رہتی ہے اور پھر دوبارہ نہین ہوتی اور بعض ایسے ہین جنکی محبت اور ارادہ عورت کے انکار کرنے سے بہت سخت اور شوق بہت تیز ہو جاتا ہے اور پھر انکار کے بعد جو کامیابی انکو نصیب ہوتی ہے اُسمین ایسی خوشی اور لذت حاصل ہوتی ہے جو عورت کی خوشی اور اقرار کے ساتھ حاصل نہین ہوتی۔ ساتوین یہ کہ عزیز کی عورت نے خود حضرت یوسف سے طلب وصال کر کے ذلت کو اختیار کیا اور حضرت یوسف مطلوب بنے۔

آٹھوین یہ کہ یوسف علیہ السلام اُنکے قبضے اور اختیار مین تھے پس دونون قسم کے داعی یعنے خوف کا بھی اور شوق کا بھی جمع ہو گئے ۔ نوین یہ کہ یوسف علیہ السلام کو یہ خوف بھی نہین تھا کہ یہ بات ظاہر ہو جائیگی کیونکہ وہی طالب وصال تھین اور خود اُنھون ہی نے دروازے بند کرائے تھے ۔ دسوین یہ کہ یوسف علیہ السلام اُنکے مملوک تھے اور اُنھین کے گھر مین رہتے تھے جب چاہتے تھے آتے تھے جب چاہتے تھے جاتے تھے ۔ کوئی انکو کچھ نہ کہتا تھا اور محبت بھی قدیم ہو گئی تھی ۔ محبت کا قدیم ہونا بڑا زبردست داعی ہے ۔ چنانچہ عرب کی ایک شریف عورت سے کسی نے پوچھا کہ تجھ کو زنا پر کس چیز نے آمادہ کیا اسنے جواب دیا کہ محبت کے قدیم ہونے اور محبوب کے نزدیک ہونے نے ۔ گیارہوین یہ کہ عزیز کی عورت نے یوسف علیہ السلام کی خدمت مین انتہا درجہ کی مکار عورتون سے سفارش اور کوشش کرائی یوسف علیہ السلام نے اُنکے مکر سے خدا کی پناہ مانگی اور دعا کی کہ اے خدا اگر تو انکا مکر مجھ سے دور نہ کریگا تو مین ایک طرف مائل ہو کر جاہل بنجاؤنگا بارہوین یہ کہ عزیز کی عورت نے یوسف علیہ السلام کو جب اُنھون نے انکار کیا تو قید کرنے اور ذلیل کرنے سے ڈرایا چنانچہ یہ ان کے واسطے ایک بہت بڑی تہدید تھی اور غالب گمان یہ تھا کہ اگر یوسف علیہ السلام اُنکی حاجت پوری کر دیتے تو ذلت اور قید سے محفوظ ہو کر عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے ۔ تیرہوین یہ کہ اُنکے خاوند یوسف علیہ السلام سے کسیطرح بُرائی یا تکبر یا نخوت کے ساتھ پیش نہ آتے تھے اور نہ اپنی بیوی کو آپ سے ملنے سے منع کرتے تھے جس سے آپ کو کسی قسم کا خوف ہوتا ۔ بلکہ جب اُنسے اُنکی بیوی نے شکایت کی تو اُنھون نے یہ کہا کہ یوسف اس سے مونہ پھیر اور بیوی سے کہا کہ تو اپنے گناہ کی مغفرت مانگ کیونکہ تو ہی خطا پر تھی ۔ باوجودیکہ مرد کی غیرت بڑی سخت مانع ہے مگر یہان اسنے ظاہر نہین ہوئی ۔ الغرض باوجود ان کل داعی کے حضرت یوسف علیہ السلام نے خدا کی رضامندی کو اختیار کیا اور اللہ کی محبت نے اُنکو قید ہونے پر مجبور کیا چنانچہ فرمایا کہ اے خدا مجھ کو قید اُس چیز سے اچھی معلوم ہوتی ہے جسکی طرف یہ مجھ کو بلاتے ہین اور یہ اُنکو یقین ہو گیا کہ وہ بذات خود انکے مکر کو دفع نہین کرسکتے ہین اور اگر خدا اُنکو محفوظ نہ رکھیگا تو وہ اُنکی طرف مائل ہو جائینگے یہ بات حضرت یوسف علیہ السلام کی کمال معرفت سے تھی ۔ اس قصہ مین بڑی بڑی عبرتین اور فوائد مین

جو ہزار سے گنتی مین زیادہ ہین اگر خدا نے ہمکو توفیق دی تو انکو علیحدہ ایک مستقل کتاب مین لکھینگے۔

فصل ۱۰۶

اور دوسرا گروہ جنکے عشق کا حال خداوند تعالےٰ نے بیان کیا ہے لواطت کرنے والے لوگ ہین جنکے حال کو خداوندتعا نے یون نقل فرمایا ہے وجاء اہل المدینۃ یستبشرون قال ان ھٰؤلاء ضیفی فلا تفضحون واتقوا اللہ ولا تخزون قالوا الم ننھک عن العالمین قال ھٰؤلاء بناتی ان کنتم فاعلین۔ یہ قصہ اسطرح ہے کہ جب قوم لوط علیہ السلام نے حد سے زیادہ احکام الٰہی کی نافرمانی شروع کی تب بحکم الٰہی حضرت جبرئیل علیہ السلام مع ہمراہی چند دیگر فرشتون کے خوبصورت امرد لڑکون کی شکل بناکر اس قوم کو عذاب کرنیکیواسطے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے قوم نے جوان حسین لڑکون کو دیکھا بیتاب ہوکر آپے سے باہر ہوگئے اور ایک دوسرے کو خوشخبری سُناتے ہوئے حضرت لوط علیہ السّلام کے گھر مین گھس آئے لوط علیہ السلام نے اُن سے کہدیا اور فرمایا کہ یہ میرے مہمان ہین تم انکی فضیحت نہ کرو اور خدا سے خوف کرکے مجھکو رسوا نکرو قوم نے جواب دیا کیا ہم تمکو منع نہین کرچکے ہین کہ تم تمام عالم کے جھگڑون مین نہ پڑا کرو لوط علیہ السلام نے فرمایا اگر تم کو ایسی ہی ضرورت ہے تو میری لڑکیان موجود ہین یعنی ان سے شادی کرلو قوم نے کہا ہمکو تمہاری لڑکیون کی کچھ ضرورت نہین ہم تو جس کام کے واسطے آئے ہین وہی کرینگے۔ پس یہ دونون عشقون کی کیفیت ہے جو خداوندتعالےٰ نے بیان فرمائی ہے اور یہ ایسا سخت مرض ہے کہ جسکی دوا سے تمام اطبا عاجز آگئے ہین اور اسکے بیمار کا اچھا کرنا نہایت مشکل ہوگیا ہے قسم ہے خدا کی یہی مرض ایسا سخت ہے کہ جس دل پر اسکا اثر پڑگیا پھر تمام دنیا اُسکو نہین بچاسکتی ہے جس دل مین اسکی آگ نے شعلہ مارا پھر کوئی اُسکو بجھا نہین سکتا۔

یہ عشق کئی قسم کا ہے۔ کبھی تو یہی عشق کفر ہو جاتا ہے یعنی جسوقت عاشق اپنے معشوق سے شرکیہ برتاؤ کرے اور خدا کی سی محبت معشوق سے کرنے لگے ایسے شخص کی بخشش نہ ہوگی کیونکہ یہ شخص بہت بڑے شرک کا مرتکب ہوا ہے اور شرک بغیر توبہ کے بخشا نہ جائیگا۔ اس عشق شرکی کفری کی علامت یہ ہے کہ انسان اپنے معشوق کی رضامندی کو خداوندتعالیٰ کی رضامندی پر مقدم کرے اور جب

خدا کے حق اور معشوق کے حق مین تعارض واقع ہو تو عاشق اپنے معشوق کے حق کو خدا کے حق پر مقدم کرے اور معشوق کی خوشی کے واسطے عمدہ اور نفیس چیزین خرچ کرے اور خدا کے واسطے اول تو خرچ نکرے اور جو کرے رواہیات اور خراب چیزین اور تمام وقت اپنا معشوق ہی کی خوشی کے کامون مین ضائع کرے خدائی طاعت مین اُسوقت مشغول ہو جب معشوق سے فرصت ہو۔ تمکو خیال سے غور کرنا چاہئے کہ ان عاشقون کی حالت اسکے موافق پاتے ہو یا نہین اور پھر ایک پلے مین انکی اس حالت کو رکھو اور ایک پلے مین انکی توحید کو رکھو اور دیکھو کہ کونسا پلہ بھاری رہتا ہے ایسے عاشقون نے بعض مرتبہ تو صاف صاف کہدیا ہے کہ ان کے معشوق کا وصل اُنکو خدا کی رضامندی سے زیادہ مطلوب ہے چنانچہ ایک خبیث عاشق کہتا ہے کہ ٥ یترشفن من فمی رشفات + ہنّ احلے فیہ من التوحید + اور ایک اور خبیث عاشق نے نہایت چستی سے بیان کیا ہے کہ اُس کے معشوق کا وصل اُسکو خدا کی رحمت سے زیادہ مطلوب ہے چنانچہ کہتا ہے وصلک اشہی الے فوادی ۔ من رحمۃ الخالق الجلیل + یعنی اے معشوق تیرا وصل مجھ کو خالق جلیل کی رحمت سے زیادہ پیارا اور مطلوب ہے بس ایسا عشق بے شک وشبہ بہت بڑا شرک ہے اور بہت سے عاشقون نے یہ بات صاف طور سے کہدی ہے کہ بجز انکے معشوق کے اور کسیکے واسطے ان کے دل مین جگہ نہین ہے بلکہ اُنکا معشوق انکے تمام دل کا مالک ہوگیا ہے اور یہ شخص ہر طرح سے اسکا خاص بندہ ہوچکا ہے اور خداے کریم کی بندگی کو چھوڑ کر اسکے بندے کی بندگی اختیار کی ہے۔ کیونکہ محبت کامل یہ ہے کہ محبوب کا بندہ بنجائے اور اس شخص نے کل حقوق بندگی یعنی ذلت اور خشوع و خضوع اور محبت سب اپنے معشوق ہی کے واسطے مخصوص کردئے ہین۔ پس اس مفسدہ عظیمہ مین اور زنا مین آسمان وزمین کا فرق ہے اسواسطے کہ زنا تو فقط ایک گناہ کبیرہ ہے اور اس کے مرتکب کی سزا مقرر ہے بخلاف اس عشق خبیث کے کہ یہ مفسدہ شرک ہے کسی عارف کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فعل فحش کا مرتکب ہو تو یہ بہتر ہے کہ اسکا عاشق ہو کر اسکی عبادت کرنے لگے اور خدا سے غافل ہوجائے +

فصل ۱۰۷

اس مرض مہلک کی دوا یہ ہے کہ اول اس مرض کا مبتلا یہ سوچے کہ وہ کیسی سخت مصیبت مین

پھنس گیا جسنے اسکو توحید اور نجات کے صاف اور سید ھے راستے سے روک دیا ہے۔ پھر ظاہری اور باطنی عبادتوں مین اسقدر مشغول ہو کہ اُنکے فکر مین ڈوبے رہنے سے اُس عشق نالایق کا خیال اسکے دل سے دور ہونے لگے اور پھر خداوند تعالےٰ کی حضور مین انتہا درجہ کی گریہ وزاری سے دعا کرے کہ یہ عشق ناپاک اُسکے دل سے دور فرمائے۔ یقیناً اُس مرض کی دوا اخلاص قلب سے بہتر کوئی نہین ہے اور اسی مرض کی نسبت خداوند تعالےٰ اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے یہ خبر دی کہ اُسنے عشق اور فحش کی بُرائی سے یوسف علیہ السلام کو اُنکے اخلاص قلب ہی کے باعث سے بچایا کیونکہ جب قلب خالص ہوتا ہے اور اپنا خلوص خدا ہی کے واسطے مخصوص کرتا ہے تب اُسکے اوپر عشق صور کا زہریلا اثر نہین پڑ سکتا ہان اگر قلب خدا کی محبت اور خلوص سے خالی ہے تب خود بخود اس مین جگہہ پکڑ لیگا۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎ اتانی ہواہا قبل ان اعرف الہوی ✤ فصادف قلبا خالیا فتمکنا۔ یعنے اسکا عشق میرے پاس اُسوقت مین آیا جب کہ مین عشق کو جانتا ہی نہ تھا اور قلب کو خالی پاکر اُسمین اُسنے جگہہ پکڑلی۔

عقلمند آدمی جانتا ہے کہ عقل اور شرع یہ دونون چیزین مصالح کے حاصل کرنے اور مفاسد کے دور کرنے کے واسطے ہین مگر جب عاقل کے سامنے کوئی ایسا امر درپیش ہو جسمین مصلحت بھی ہو اور مفسدہ بھی ہو تب اُسپر دو امر واجب ہین ایک علمی دوسرا عملی۔ علمی تو یہ ہے کہ مصلحت اور مفسدہ مین سے طرف راجح کو معلوم کرے پھر جب طرف راجح معلوم ہو جائے تب اسکا اختیار کرنا اسپر لازم ہے۔

یہ بات سبکو معلوم ہے کہ عشق صور مین کوئی دینی یا دنیوی مصلحت نہین ہے بلکہ جس مصلحت کا خیال کیا جائے اُس سے ہزار ہا درجہ زیادہ دینی اور دنیوی مفاسد اسمین موجود ہین۔ چنانچہ کتنی ہی وجوہات سے اُنکو بیان کیا جاتا ہے منجملہ اُنکے ایک وجہ یہ ہے کہ جس دل مین خداوند تعالےٰ کی محبت اور اُسکے بندے کی محبت اکٹھی ہو جائیگی تو یقیناً اُنمین سے ایک دوسرے پر غالب ہو جائیگی دوسری وجہ یہ کہ غیر خدا کی محبت مین اسکے قلب کو عذاب کا ہونا کیونکہ جو شخص غیر خدا سے محبت کریگا اُس کے سبب سے عذاب کیا جائیگا چنانچہ کسی کا قول ہے ؎ فما فی الارض اشقے من محب ✤ وان وجد الہوی حلو المذاق ✤ تراہ باکیا فی کل حین ✤ مخافۃ فرقۃ اولاشتیاق ✤ فیبکی ان ناوا شوقا

الیہم + وبکی ان دنوا خوف الفراق + فتسخن عینہ عند الفراق + وتسخن عینہ عند التلاق - اگرچہ عشق کے ساتھ عاشق کو لذت حاصل ہوتی ہے مگر قلب کے واسطے یہ بہت بڑا عذاب ہے - تیسری وجہ یہ ہے کہ عاشق کا دل معشوق کے قبضہ مین ہے اور ہر طرح کی ذلت وخواری اسکو نصیب ہوتی ہے مگر عشق کے مصائب مین مبتلا ہونیکی وجہ سے وہ ذلت اُسکو معلوم نہین ہوسکتی - جیسے کہ چڑیا بچے کے ہاتھ مین ہوتی ہے بچہ جسطرح چاہتا ہے اُسکو رکھتا ہے کبھی پانی مین غوطہ دیتا ہے اور کبھی اور طرح طرح سے اُسکے ساتھ کھیلتا ہے علے ہذا القیاس عاشق بھی قیدی کی طرح سے زندگانی بسر کرتا ہے چنانچہ عاشق کے حسب حال کسینے خوب کہا ہے ؎ طلیق برأی العین وہو اسیر + علیل علی قطب الہلاک یدور + ومیت یُریٰ فی صورۃ الحی غادیا + ولیس لہ حتی النشور نشور + اخو غمرات ضاع فیہن قلبہ + فلیس لہ حتی الممات حضور + چوتھی وجہ یہ ہے کہ عشق سے بڑھکر دین و دنیا سے کہونے والی کوئی چیز نہین ہے کیونکہ دین کے مصالح خدا کی طرف دلکے متوجہ کرنے پر موقوف ہین اور عشق صور قلب کی پریشان کرنے والی چیز ہے اور دنیا کے مصالح بھی حقیقتاً دین ہی کے مصالح کے تابع ہین اور جسکے دینی مصالح ضائع ہوگئے تو پھر دنیوی مصالح بطریق اولے ضائع ہوئے - پانچوین وجہ یہ ہے کہ عاشقون پر دنیا بھر کی آفتین اسقدر جلد دوڑتی ہین کہ خشک لکڑیون مین آگ بھی اسقدر جلد نہین دوڑتی جسکی وجہ محض یہی ہے کہ قلب عشق صُوَر سے جسقدر متاثر ہوتا ہے اسیقدر خدا کی حضوری اور قرب سے دور ہوتا ہے چنانچہ جسقدر قلوب خدا سے دور ہین ان سب مین عشاق صوَر اعلے درجہ کے ہین اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو قلب خدا سے دور ہوتا ہے اسپر ہر طرف سے آفتین ٹوٹ پڑتی ہین اور شیطان اُسکا مصاحب بنجاتا ہے اور جس شخص کا شیطان دوست یا مصاحب بنگیا پھر وہ اسکے واسطے کوئی خرابی یا رسوائی جہان تک اس سے ممکن ہوگی پہونچانے مین کمی نہین کریگا - بس ایسے قلب پر کیا گمان ہوسکتا ہے جسکے دشمن کو اسپر پوری قدرت حاصل ہوئی اور تمام عالم کو اُسکی خرابی اور فساد کی حقیقت معلوم ہوگئی اور ایسے قلب کی جسکی سعادت اور فلاح اور خوشی سب قرب الٰہی پر موقوف ہے - چھٹی وجہ یہ ہے کہ عشق جب قلب پر حاوی اور حاکم ہوجاتا ہے اور اپنی سلطنت اسپر قائم کرلیتا ہے ذہن کو فاسد کرکے نئے نئے

وسوسے اور خیالات بیہودہ پیدا کرتا ہے اور اکثر اوقات عاشقون کی حالت دیوانون سے بڑھ جاتی ہی
چنانچہ اس قسم کے واقعات بہت مشہور ہین حالانکہ انسان کو اور حیوانات پر محض عقل ہی سے شرف اور
اعزاز حاصل ہے اور جب اُسکی عقل ہی گم ہوگئی پھر اُس مین اور جانورون مین کیا فرق رہا بلکہ بعض اوقات
جانورونکی حالت عاشقون کی حالت سے بدرجہ اولی بہتر رہتی ہے چنانچہ مجنون کو دیکھو کہ عشق نے
اُسکو کیا کیا نقصان پہونچائے اور جنون کا وہ مرتبہ اسکو حاصل ہوا کہ دیوانون سے گوئے سبقت لے گیا
کسیکا قول ہے ؎ اجننت بمن تہوی فقلت لہم + العشق اعظم ما بالمجانین ‡ العشق لا یستفیق الدہر
صاحبہٗ ‡ وانما یصرع المجنون بالحین ‡ کسینے مجھ سے کہا کہ کیا تو جسپر عاشق ہوا ہے اسکے عشق مین
دیوانہ ہوگیا ہے ‡ مینے جواب دیا عشق کی حالت مجنون سے بہت بڑھکر ہے۔ عاشق کبھی ہوش
ہی مین نہین آتا اور دیوانہ تو دیوانگی کے دورہ پر ہی دیوانہ ہوتا ہے ‡ ساتوین وجہ یہ ہے
کہ اکثر مراتب عشق صور حواس مین فساد پیدا کردیتا ہے فساد ظاہری ہو یا فساد معنوی فساد ظاہری تو قلب
کے تابع ہے کیونکہ قلب جب فاسد ہوتا ہے تو آنکھ کان ناک وغیرہ کل حواس فاسد ہوجاتے
ہین جسکے سبب سے بُری چیز بھی اُسکو اچھی معلوم ہوتی ہے چنانچہ مسند مین مرفوعاً روایت ہے
حُبک الشیئ یُعمِی وَیُصِم یعنے محبت انسان کو گونگا بہرا بنا دیتی ہے اسی سبب سے عاشق کے دل کی
آنکھ معشوق کی برائیون اور عیبون کو نہین دیکھتی اور نہ کان اُسکے متعلق بُری باتون کو سنتا ہی
کیونکہ اسکی رغبت اسکے دلپر پردہ ڈال دیتی ہے اور جب رغبت جاتی رہتی ہے پھر مرغوب کے
عیب بھی دکھائی دینے لگتے ہین چنانچہ کسیکا قول ہے ؎ ہَوَیتُکَ اِذ عَینِی عَلَیہَا غِشَاوَۃٌ ‡
فلما انجلت قطعت نفسی الومہا + مین تیرے سادہ پر سوقت عاشق ہوا تھا جب میری آنکھ پر پردہ
پڑا ہوا تھا ‡ پھر جب وہ پردہ اُٹھ گیا تو مین نے محبت کا سلسلہ قطع کردیا اور اپنے نفس کو ملامت کرنے
لگا ‡ جو شخص کسی چیز مین داخل ہوجاتا ہے وہ اُسکے عیب نہین دیکھ سکتا اور جو شخص کسی چیز کے
اندر نہین گیا وہ بھی اسکے عیوب سے واقف نہین ہے ہان وہی شخص واقف ہوگا جو اُس کے
اندر داخل ہوا ہوگا اسی سبب سے وہ صحابہ جو کفر کے بعد اسلام مین داخل ہوئے ان لوگون سے
بہتر تھے جو زمانۂ اسلام مین پیدا ہوئے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین۔ جب
اسلام مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو جاہلیت سے ناواقف ہین تب اسلام کی عظمت تھوڑی

ہو کر کم ہو جائیگی۔ اور عشق حواس ظاہری میں جسقدر فساد پیدا کرتا ہے اُسمین سے کچھ معرض بیان مین آتے ہین یعنے عشق بدن کو مریض اور ناتوان کر دیتا ہے بجدیکہ اکثر مرتبہ اسی باعث سے جانین تلف ہو جاتی ہین چنانچہ اکثر واقعات اسپر شاہد ہین۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص کو لوگ لائے جو نہایت ضعیف و ناتوان تھا اور حضرت نے پہلے اُسکو بہت اچھی حالت مین دیکھا تھا دریافت کیا کہ یہ حالت اسکی کس سبب سے ہوئی لوگون نے کہا عشق کے سبب یہ سنکر حضرت ابن عباس اُس سارے دن عشق سے پناہ مانگا کئے اور فرماتے تھے اللھم انی اعوذبک من العشق۔ آٹھوین وجہ یہ ہے کہ عشق جیسا کہ بیان ہوا محبت کے حد سے زیادہ ہونیکا نام ہے بایطورکہ عاشق کے دل پر معشوق اسقدر محیط اور مستولی ہو جائے کہ عاشق کا کوئی وقت اُس کے ذکر و فکر اور خیال سے خالی نہ گذرے اور کسی گھڑی معشوق اس کے دل سے غائب اور بوغیدہ نہ ہو پس جب ایسی حالت ہو جاتی ہے تب نفس خواطر نفسانیہ مین مشغول ہو جاتا ہے جسکے باعث سے تمام قواہی بیکار رہکر بدن اور روح پر طرح طرح کی ایسی آفتین نازل کرتے ہین جنکا علاج ممکن نہیں اور انسان بالکل اپنی درستی اور اصلاح سے عاجز ہو جاتا ہے چنانچہ کسیکا قول ہے ؎

الحب اوّل ما یکون لجاجۃ ٭ یاتی بہا و تسوقہ الاقدار ٭ حتی اذا خاض الفتی لجج الھوی ٭ جاءت امور لاتطاق کبار ٭ ان دونون شعرون کا خلاصہ حضرت حافظ شیرازیؒ نے ایک مصرع مین کس حسن و خوبی سے فرمایا ہے مصرع کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا ٭

عشق کی ابتدا نہایت سہل و آسان اور لذیذ ہے اور درمیان اسکا فکر و تردد اور رنج ہے اور انجام ہلاکت اور خرابی ہے اگر خداوند تعالے کا فضل و کرم شامل حال نہو۔ چنانچہ کوئی کہتا ہے ؎

دع العشق خالیا فالحب اولہ عنا ٭ و اوسطہ سقم و آخرہ قتل ٭ یعنے عشق سے خالی زندگانی بسر کر کیونکہ ابتداء عشق سہل ہے مگر درمیان مین خرابی اور آخر مین ہلاکت ہے۔ کوئی دوسرا کہتا ہے ؎

تولع بالعشق حتی عشق ٭ فلما استقل بہ لم یطق ٭ رای لجۃ ظنہا موجۃ ٭ فلما تمکن منہا غرق ٭ مطلب یہ کہ عشق کا شوق کرتے کرتے پورے عاشق ہو گئے اور جب عشق نے جگہ پکڑلی تو بالکل ناطاقت ہو گئے پانی کو دیکھ کر یہ سمجھے تھے کہ یہ تھوڑا سا ہے مگر جب اُسمین پیر رکھا تو غوپ غوطہ کھا کر ڈوب گئے اور اس موت کا گناہ بھی اسی پر ہوتا ہے کیونکہ درحقیقت اسکا باعث یہ خود ہی ہوا ہے۔

فصل

عاشق کے تین مقامات ہین اول۔ اوسط۔ آخر۔ اول یعنے ابتدائے عشق مین عاشق پر واجب ہے کہ عشق کو دل سے دفع کرے بشرطیکہ معشوق کا ہاتھ آنا از روئے شرع کے اسکی قدرت سے باہر ہو پھر اگر اسکا دل نمانے اور معشوق کی طرف سفر کرنے پر مجبور کرے تو یہ مقام اوسط ہے جب اس مقام مین پہونچے تو لازم ہے کہ اپنے حال کو پوشیدہ کرے اور کسیکے سامنے معشوق کا نام نہ لے کیونکہ اس مین ظلم و شرک دونون کا اجتماع ہے اور یہ ظلم تمام ظلمون سے بڑھکر ہے کیونکہ اکثر اوقات یہ ظلم معشوق اور اس کے گھر والون کے واسطے انتہا درجہ کے فساد پیدا کرتا ہے کیونکہ معشوق کے گھر والے یہ چاہتے ہین کہ ہمارے آدمی کی بدنامی نہو اور لوگون کی یہ حالت ہے کہ ایسی باتون مین ذرا سے شبہ پر تصدیق کرلیتے ہین۔ اگر یہ کہو کہ فلان شخص نے فلان عورت سے ایسا کام کیا ہی تو ایک شخص تو یہ کہیگا کہ نہین یہ بات جھوٹ ہے اور نو سو ننانوے یہ کہین گے کہ سچ ہے۔ اور اگر عاشق ذرا بھی اپنے عشق اور معشوق کی لوگون کو خبر کریگا تو انکو بالکل پورا یقین ہو جائیگا بلکہ اگر معشوق جھوٹ بھی اپنی نسبت کوئی بات ظاہر کریگا تو لوگ اُسکو سچ ہی جانین گے اور اگر اتفاقاً عاشق و معشوق کسی جگہ اکٹھے ہو جائین تو سب لوگ یہی کہین گے کہ یہ اپنے عشق سے اکٹھے ہوئے ہین اور ضرور انہون نے آپس مین وعدہ کیا ہوگا۔ اور عام لوگون کے عاشق و معشوق کے متعلق ایسے خیالات مشاہدات حسیہ سے زیادہ پختہ ہوتے ہین چنانچہ اسی سبب سے اہل افک نے طاہرہ مطہرہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی نسبت محض صفوان بن معطل کے آپ کو لشکر سے پیچھے لانیکے سبب سے شبہ قائم کرلیا جسکے سبب ہلاک ہونے والے ہلاک ہو گئے اور اگر خداوند تعالےٰ بذریعہ وحی انکو بری نہ کرتا تو پھر کچھ اور ہی ہو جاتا۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ عاشق کو جب معشوق کا وصال ممکن معلوم نہین ہوتا تب رشوت دینے اور سفارش کرانے اور جیوده کوششون کے واسطے مستعد ہوتا ہے اور چونکہ حضور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے راشی اور مرتشی کو لعنت فرمائی ہے پس دیوث کا کیا کہنا ہے جو عاشق و معشوق کے درمیان مین واسطہ ہو اور جسکی کوشش سے یہ دونون فعل حرام کے مرتکب ہون اور بعض دفعہ اس وصال حرام کے باعث قتل نفس تک نوبت پہونچتی ہے کیونکہ جو شخص ان کے مطلب مین خلل انداز ہوتا ہے اُس کے قتل کے درپے ہو جاتے ہین چنانچہ خاوند اور لونڈی کے آقا اور قرابت دار لوگ بین

جو سب سے زیادہ قریب ہے ان لوگون کے خون اکثر ہوتے ہین حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص پر جو ایسا کام کرے لعنت فرمائی ہے اور بیزاری ظاہر کی ہے کیونکہ یہ گناہ سب گناہون سے بڑھکر ہے اور جبکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص کسی مسلمان کی مخطوبہ عورت پر پیغام نہ دے تو پھر اُس شخص کا کیا کہنا ہے جو میان بیوی مین تفریق اور جدائی کی کوشش کرے اور آقا سے اُسکی لونڈی کے چھڑانے کی در پے ہو تاکہ اس کے عاشق سے اُسکو ملائے - ایسے لوگ جنہون نے دیوثی کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے ان باتون کو گناہ نہین سمجھتے اور نہ اس بات سے خوف کرتے ہین کہ ایک شخص کی بیوی یا لونڈی مین دوسرے کو شریک کر دینا اسپر ظلم کرنا ہے اور یہ ظلم اگرچہ اس فحش کام سے بڑھکر نہین ہے تو نہو مگر اس سے کم بھی نہین ہے اور نیز اسمین اتنی فضیلت زیادہ ہی کہ خدا کا حق تو توبہ سے معاف بہی ہو سکتا ہے مگر اور کسی پر ظلم کرنا جبتک کہ وہ معاف نکرے معاف نہین ہو سکتا جسکا مطالبہ قیامت مین ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ کسیکا مال چھین لینا اسکو برا نہ معلوم ہوگا جتنا کہ اسکے بچھونے پر اسکی بیوی سے فعل بد کرنا اسکو برا معلوم ہوگا جسکا بدلا اُسکے پاس بجز اس کے کہ اس شخص کو وہ قتل کر دے اور کچھ نہین ہے - پس اس فعل کے مرتکب پر افسوس ہے کہ وہ ایسا کام کرتا ہے جس سے بدتر دنیا مین کوئی کام نہین ہے - حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ ایسے فعل کے مرتکب کو قیامت مین کھڑا کیا جائیگا اور جسپر اسنے ظلم کیا ہے اُس سے کہا جائیگا کہ اسکی نیکیون مین سے جو کچھ تمکو لینا ہو لیلو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین پس تم کیا خیال کرتے ہو کہ اسکی نیکیان کچھ باقی رہینگی - اور اگر اسپر یہ طرہ ہو کہ اس ظالم نے یہ ظلم اپنے کسی قرابت دار پر کیا تو اسکے طفیل قطع رحم کا گناہ بھی حاصل ہوا اور بھی حدیث شریف مین وارد ہے کہ قاطع رحم اور وہ شخص جس سے اُسکے پڑوسی امن مین نہون جنت مین داخل نہوگا - اور جس عاشق نے بذریعہ سحر یا استخدام کے شیاطین سے مدد چاہی تو یہ کفر و شرک مین داخل ہوگا - مقصود یہ ہے کہ جس کام پر جو شخص مدد کریگا وہ بھی اس کے وبال مین گرفتار ہوگا اور عاشق کے کام مین پیروی کرنے سے جو ظلم لوگون پر ہونگے وہ بدیہی ہین - اور جب عاشق کی غرض معشوق سے پوری ہو جاتی ہے تب معشوق اپنے کامون پر عاشق سے مدد چاہتا اور عاشق اُسکی مدد کرتا ہے اور

حق و ناحق کی پروا نہین کرتا۔ پس ان دونون کے ایک ہونے سے لوگو پر طرح طرح کے ظلم سرزد ہوتے ہین چنانچہ بعض دفعہ عاشق معشوق کے واسطے ایسے ایسے مرتبون اور منصبون کی کوشش کرتا ہے جنکے وہ لائق نہین ہے اور جب اسکے معشوق کی کسی سے لڑائی ہوتی ہے تو یہ معشوق ہی کیطرف ہوکر کوشش کرتا ہے یہ نہین دیکھتا کہ کسکی زیادتی ہے۔ اور اکثر مرتبہ معشوق کی خاطر قزاقی اور چوری اختیار کرتا ہے اور لوگون سے طرح طرح کی دہوکے بازی کرتا ہے جھوٹی قسمین کھاتا ہے۔ لوگون کے مال غصب کرتا ہے اور بعض دفعہ خون ناحق کا بھی مرتکب ہوجاتا ہے۔ غرضکہ یہ آفتین کیا انسے بڑھکر آفتین عشق صوری سے پیدا ہوتی ہین یہانتک کہ اسلام سے کفر تک کی نوبت پہونچتی ہے چنانچہ بہت سے ایسے لوگ ہوئے ہین جو حالت اسلام مین پیدا ہوئے اور پھر معشوق کے سبب سے کفر اور بے دینی اختیار کی۔

ایک مؤذن کا ذکر ہے کہ اُسنے ایک چھت پر کسی عورت کو دیکھا اور اُسپر عاشق ہوگیا اور پھر کسی ترکیب سے اسکے پاس پہونچکر طالب وصال ہوا وہ عورت نصرانیہ تھی کہنے لگی کہ اگر تو نصرانی ہو جائے تب مین تجھسے شادی کرتی ہون یہ شخص نصرانی ہوگیا اور اُسیدن کسی اونچی جگہ پر سے گرکر مرگیا یہ تذکرہ شیخ عبدالحق نے کتاب العاقبۃ مین لکھا ہے نصاریٰ کا یہ قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی شخص زیدی وغیرہ کو اپنے دین مین داخل کرنا چاہتے ہین تو اسکے پاس خوبصورت عورتین بھیجتے ہین وہ عورتین اس شخص سے نہایت خاطر و مدارات اور عجز و نیاز سے پیش آتی ہین اور اپنے اوپر مائل کرتی ہین اور جب وہ شخص انپر فریفتہ ہوکر طالب وصل ہوتا ہے تو وہ کہتی ہین کہ تم نصرانی ہوجاؤ تب ہم تم سے شادی کرسکتے ہین ورنہ ہم کسیطرح تمسے اختلاط نہین کرسکتے بس یہ وہ مقام ہے جسمین اللہ تعالیٰ اُنہین لوگون کو ثابت رکھتا ہے جو سچے دل سے ایمان لائے ہین اور جو ظالم ہین اُنکو گمراہ کرتا ہے۔

عشق کے مقدمہ مین عاشق و معشوق دونون دو طرح سے ظالم ہین اپنے واسطے بھی ظلم کرتے ہین اور اپنے ساتھی کے واسطے بھی۔ غرضکہ عشق سے طرح طرح کے ظلم اور انواع و اقسام کی معصیتین سرزد ہوتی ہین اور معشوق جب خدا سے نہین ڈرتا ہے تو عاشق کو طرح طرح کے گناہون مین مبتلا کرتا ہے اور نئے نئے ناز و غمزے دکھا کر اپنے اوپر مائل کرتا ہے تاکہ اُسکی جان و مال سے ناجائز نفع حاصل کرلے۔ اور عاشق سے جب معشوق متنفر ہوتا ہے اور اُسکے سوا اور کسی سے محبت کرتا ہے اوسوقت عاشق اُس کے قتل پر آمادہ ہو جاتا ہے بلکہ قتل کرہی دیتا ہے غرضکہ عشق مین جان کا تلف ہوجانا کچھ بعید نہین

اور بہت سے فقیر اور بہت سے صاحب نعمت ذلیل ہو جاتے ہین۔ اور بہت سے ذی منصب ذوی مرتبہ اپنے مرتبہ کو کھو بیٹھتے ہین۔ اور بہت سے گھر بگڑ جاتے ہین یعنے جب عورت اپنے شوہر کو کسی غیر مائل دیکھتی ہے تو وہ بھی اپنا معشوق کسی نہ کسی کو بنا لیتی ہے اور جب مرد اس بھید سے واقف ہوتا ہے تب اُسکو یہ سوجھتی ہے کہ عورت کو طلاق دے یا قید کرے یا کیا کرے بعض لوگ طلاق دید یتے ہین اور بعض لوگ دیوثی کرتے ہین پس عاقل کو لازم ہے کہ عشق صور سے دل کو متنفر کرے تا آیندہ آنیوالی مصیبتون سے محفوظ رہے اور جو ایسا نکریگا اور نفس کے فریب مین آکر ہلاک ہوجائیگا پس وہی اپنے نفس کا ہلاک کرنے والا اور اپنی جان کا دشمن ہے۔ اگر یہ شخص مکرر معشوق کی طرف نظر نکرتا تو اسکے دلمین عشق اسقدر جگہ نہ پکڑتا۔ کیونکہ عشق کا پہلا سبب یہ ہے کہ کوئی شخص مرد یا عورت اچھا معلوم ہو خواہ دیکھنے سے یا سننے سے پھر اگر معشوق سے ملاقات میسر نہوئی تب اسکے وصال مین کوششین کرتا پھرتا ہے اور جو کبھی ملاقات ہو جاتی ہے تب اُسکے وصال کی طمع کرتا ہے اور نا امیدی اُسکے شامل حال ہوتی ہے پھر اگر طمع اسکے دامنگیر ہوئی اور خیال معشوق اسکے دل سے اور فکرون کے شغل نے دور کر دیا تو یہ عشق نہین ہے۔ پھر اگر اسکے ساتھ ہی اُسنے معشوق کی خوبیون اور حسن کا خیال باندہنا شروع کیا اور لذت وصال کا خوف بھی لاحق رہا تو دینی طور سے کیونکہ گناہ عظیم ہے اور یا دنیوی طور سے کہ جان کا خوف ہو یا مال وغیرہ کے تلف ہو جانے کا خوف ہو اور پھر یہ خوف اُس فکر و طمع وصل پر غالب ہوگیا تو یہ بھی عشق نہین ہے اور علی ہذا القیاس یہ خوف ہو کہ اس معشوق سے اگر مین نے ملاقات کی تو وہ محبوب جو اس معشوق سے اعلےٰ درجہ رکھتا ہے ناراض ہوگا یہ بھی عشق نہین ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ تم نے عشق کی بُرائیان جو اسقدر بیان کین کوئی بھلائی بھی تو بیان کی ہوتی جنہین سے طبیعت کی نرمی اور نفس کی راحت اور ہلکا پن اور مکارم اخلاق کا پیدا ہونا اور شجاعت اور کرم اور مروت وغیرہ اخلاق حسنہ کا حصول ہے روایت ہے کہ یحیٰی بن معاذ رازی علیہ الرحمۃ سے کسی نے کہا کہ آپ کا لڑکا فلان عورت پر عاشق ہوگیا ہے انہون نے فرمایا الحمد للہ یعنے شکر ہے خدا کا جسنے اسکو طبع انسانی کی طرف متوجہ کیا۔ بعض اہل دل کا قول ہے کہ عشق بزرگون کے جگر کا مرض ہے کوئی صاحب فرماتے ہین عشق ایسے شخص کو زیب دیتا ہے جسکی مروت ظاہری اور خلقت پاکیزہ اور زبان فصیح ہو اور احسان کامل

کامل رکھتا ہو اور صاحب ادب و حسب ہو۔ کسی صاحب کا قول ہے کہ عشق نامردون کو مرد اور غبی کو ذہین اور بخیل کو سخی بناتا ہے بادشاہونکی عزت اسکی بدولت خاک مذلت مین ملجاتی ہے۔ بداخلاقون کے خلق درست کرتا ہے جسکا کوئی انیس ہو اُسکا انیس بنجاتا ہے اور جسکا کوئی جلیس ہو اُسکا یہی جلیس ہے۔ کسی اور نے کہا ہے کہ عشق ثقالت کو دفع کرکے روح کو لطیف اور قلب کی کدورت کو صاف اور نفس کو راحت پہونچاتا ہے چنانچہ کسیکا قول ہے ؎ سیہلک فی الدنیا شفیق علیکم * اذا غالہ من حادث الحب غائلہ * کریم یمیت السر حتی کانہ * اذا استفہموہ عن حدیثک جاہلہ * یود بان یمشے سقیما لعلہا * اذا سمعت عنہ بشکوی تراسلہ * ویہتز للمعروف فی طلب العلے * لتحمد یوما عند لیلے شمائلہ * نزدشکہ عشق اچھے اچھے اخلاق سے انسانکو آراستہ و پیراستہ کردیتا ہے۔ کسی کا قول ہے کہ عشق نفس کو تروتازہ اور اخلاق کو مہذب کرتا ہے اسکا ظاہر ہونا طبعی ہے اور چھپانا تکلفی ہے کسی اور شخص کا قول ہے کہ جسکی طبیعت اچھی صورت کو دیکھکر اور اچھی آواز کو سنکر برانگیختہ نہوئے وہ شخص فاسد المزاج ہے اسکا علاج کرنا چاہئے چنانچہ اسی معنے مین کسیکا قول ہے ؎ اذا انت لم تعشق ولم تدر ما الہوی * فما لک فی طیب الحیوٰة نصیب * یعنے جب تو عاشق نہوا اور تونے نجانا کہ عشق کیا چیز ہے * پس اچھی زندگانی مین تیرا کچھ حصہ نہین ہے * اور ایک اور کہتا ہے ؎ اذا انت لم تعشق ولم تدر ما الہوی * فکن حجرا من جانب الصخر جلدا * یعنے جب تو عاشق نہوا اور نہ عشق کو تونے جانا تو پہاڑ کے پہلو میں ایک سخت پتھر بنجا * اور کوئی اور کہتا ہے ؎ اذا انت لم تعشق ولم تدر ما الہوی * فقم واعتلف تبنا فانت حمار * یعنے جب تو عاشق نہوا اور نہ عشق کو تونے جانا پس کھڑے ہوکر گہانس بہ کیونکہ تو گدہا ہے۔ کوئی صاحب ہین کہ عشاق اہل عفت و صیانت ہوتے ہین جس زمانہ میں وہ عاشق نہین ہوتے تو صاحب عفت ہوتے ہین اور جب عاشق ہوتے ہین تو اہل ظرافت بنجاتے ہین۔ کسی عاشق سے کسینے دریافت کیا کہ اگر تمکو تمہارا معشوق ملجائے تو تم کیا کرو انہون نے کہا اپنے نظر کو اُسکے رخسار سے باز رکھون اور اپنے دلکو اسکے ذکر سے فرصت دون اور جس چیز کا بے پردہ کرنا اچھا نہ سمجھون اُسکو ڈھکے رکھون اور وہ فعل جس سے عہد مین نقص واقع ہو ہرگز نہ کرون پھر اُن عاشق نے یہ شعر پڑھے ؎ اخلوبہ فاعف عنہ

تکرما + خوف الدیانۃ لست من عشاقہ + کالمار فی یدصائم یتلذذبہ + ظماء فیصبر عن لذیذ مذاقہ +
ابوالحسن بن ابراہیم فرماتے ہیں عاشقوں کی روحیں خوشبودار اور لطیف ہیں اور انکے
بدن رقیق اور ضعیف ہیں۔ نزہت اُنکی مونستہ ہے اور کلام اُنکا مردہ دلوں کی زندگی ہے
اور عقل کو زیادہ کرتا ہے اگر عشق نہ ہوتا دنیا کی کل نعمتیں زائل ہو جاتیں کسی اور صاحب کا
قول ہے عشق ارواحوں کے واسطے ایسا ہے جیسے بدن کے واسطے غذا اگر غذا کو تم چھوڑ دوگے
تو تم کو نقصان پہونچیگا اور اگر زیادہ کھاؤگے تو بدہضمی ہو جائیگی چنانچہ اسی مضمون میں کسی کا
قول ہے سے علیلے ان الحب فیہ لذاذۃ + وفیہ شفاء دائم وکروب + علی ذاک یطیب لبضیرۃ +
ولا عیش الا بالحبیب یطیب + ولا خیر فی الدنیا بغیر صبابۃ + ولا فی نعیم لیس فیہ حبیب۔ خلاصہ
یہ کہ محبت میں لذت بھی ہے اور ہمیشہ کی بیماری بھی اور بیقراریاں بھی ہیں۔ پھر باوجود اس کے بغیر محبت کے
زندگانی ٹھیک نہیں اور نہ بغیر دوست کے عیش کا مزہ ہے دنیا میں بغیر عشق خیر نہیں ہے
اور نہ کسی دنیا کی نعمت سے بغیر دوست کے لطف ہے۔ خرائطی نے ابن غساق سے روایت کیا ہے
کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک لڑکی کے پاس سے گذرے سُنا تو وہ شعر پڑھ
رہے تھے سے وہویتہ قبل قطع تمائمی + متمائلا مثل القضیب الناعم + حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
نے دریافت کیا کہ تو حُرَّہ ہے یا کسیکی لونڈی ہے اُنسے کہا میں لونڈی ہوں فرمایا تجھ کو کس شخص سے
محبت ہے وہ خاموش ہو رہے آپ نے اُسکو قسم دلائی تب اُسنے یہ شعر پڑھا سے انا اللتی لعب الھوی
بفوادہا + فتملت بحب محمد بن القاسم + یعنی میں وہ عورت ہوں جسکے دل سے عشق کھیلا ہے میں محمد
بن قاسم کی محبت میں مری ہوئی ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُس لونڈی کو اسکے آقا سے
خرید کر حضرت محمد بن قاسم بن جعفر بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا اور فرمایا قسم ہے
خدا کی کہ یہ عورتیں مردوں کے واسطے فتنہ ہیں کتنے ہی اچھے لوگوں نے انکے باعث سے جان دی ہے
اور کتنے عقل والے انکے سبب سے مشقت میں پڑے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں
ایک لونڈی آئی اُسکا آقا جو ایک انصاری تھا وہ بھی ساتھ آیا اس لونڈی سے حضرت عثمان نے
دریافت فرمایا کیا کہتی ہے اُسنے کہا یا امیر المومنین میں اس اپنے آقا کے بھتیجے سے محبت رکھتی ہوں
کیا آپ مجھ کو ملامت کرینگے کہ میں اُسکی محبت کو چھوڑ دوں حضرت عثمان نے اس شخص سے فرمایا کہ تم

یا تو اس لونڈی کو اپنے ہینچے کے تئیں بخشدو اور یا ہمسے قیمت لیلو اُسنے عرض کیا حضور مین آپ کو گواہ کرتا ہون کہ یہ لونڈی اسی کی ہے یعنے مینے اُسکو بخشدی - ہم عشق کے اُس فساد کے منکر نہین جس سے عاشق و معشوق مین فحش فعل سرزد ہو بلکہ کلام اُس پاک عشق مین ہے جو پرہیزگار لوگ کرتے ہین کہ انکا ایمان افعال فاحشہ کے ارتکاب سے اُنکو مانع ہوتا ہے اور اُنکی مروت اور دینداری خدا کے معاملہ مین رخنہ اندازی نہین ہونے دیتی - بزرگان پیشین کا یہی عشق ہے دیکھو عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کو جو فقہاء سبعہ مین سے ہین ایسے عاشق ہوئے کہ سارے مین مشہور ہوگئے مگر کوئی انکو برا نہ کہتا تھا اور جو انکو ملامت کرتا تھا وہ ظالم گنا جاتا تھا چنانچہ انہین کے شعرون مین سے یہ اشعار ہین ؎ کتمت الھوی حتی اضربک الکتم * ولامک اقوام ولومھم ظلم * تو نے عشق کو اتنا چھپایا کہ اُسنے تجھکو نقصان پہونچایا اور لوگون نے تجھ کو ملامت کی حالانکہ اُنکا ملامت کرنا ظلم تھا ..... اور عمر بن عبد العزیز کو دیکھو کہ فاطمہ بنت عبد الملک بن مروان کے کیسے عاشق تھے - یہ لونڈی بڑی خوبصورت صاحب حسن و جمال تھی اور عبد العزیز ہمیشہ اس لونڈی کو فاطمہ سے مانگتے رہے اور وہ انکار کرتی رہی یہان تک کہ جب عمر خلیفہ ہوئے تو فاطمہ نے لونڈی کو خوب آراستہ و پیراستہ کر کے عمر بن عبد العزیز کے پاس لائی اور کہا اے امیر المومنین تم میری لونڈی پر عاشق تھے اور مجھسے طلب کرتے تھے مین انکار کرتی تھی بس اب مین راضی ہوگئی ہون اور یہ لونڈی موجود ہے عمر نے جو یہ سنا خوشی سے چہرہ روشن ہوگیا اور حکم دیا کہ اُس لونڈی کو جلد میرے پاس حاضر کرو جب وہ لونڈی حاضر ہوئی تو اور زیادہ خوش ہوئے اور اس سے کہا اپنے کپڑے اُتار ڈال لونڈی نے کپڑے اُتار دئے پھر اس سے کہا سچ بتا کہ تو پہلے کسکے پاس تھی اور فاطمہ کے پاس کیونکر آئی اُسنے کہا حجاج نے اپنے ایک عامل کے گھر بار کو جو کوفہ مین تھا ضبط کر لیا مین بھی اُسی کی لونڈیون مین تھی حجاج نے مجھ کو عبد الملک کے پاس بھیجدیا اور عبد الملک نے فاطمہ کو دیدیا عمر نے پوچھا پھر اُس عامل کا کیا حال گذرا لونڈی نے کہا وہ مرگیا عمر نے کہا اُسکی اولاد کا کیا حال ہے کہا وہ بُری حالت مین ہین عمر نے کہا تو اپنی حالت درست کر کے اپنے مکان مین چلی جا اور پھر عمر نے اپنے عامل کو جو عراق مین تھا لکھا کہ فلان بن فلان کو بہت جلد میرے پاس روانہ کرو چنانچہ جب وہ شخص آگیا تو فرمایا کہ اے شخص تیرے باپ کا جو کچھ مال و اسباب حجاج نے ضبط کیا تھا وہ سب تو پہچان لے

مین نے تجھ کو دیدیا + پھر اسنے جو چیز اُٹھائی وہ عمر نے اُسکو بخشدی اور پھر لونڈی کو حکم دیا کہ تو بھی اسکے پاس چلی جا اور اس شخص سے کہا کہ تو اس لونڈی سے پرہیز کیجو شاید کہ تیرا باپ اس سے قریب ہوا ہو تو اسنے عرض کیا اے امیرالمومنین یہ لونڈی آپ کی نذر ہے فرمایا مجھ کو اسکی کچھ ضرورت نہین ہے اور مین ان لوگون مین سے نہین ہون کا اپنے نفس کو خواہش سے روک کر پھر اس مین مبتلا کرے پھر جب وہ شخص اس لونڈی کو لیکر رخصت ہوا تو اُس لونڈی نے عرض کیا اے امیرالمومنین اب میری محبت آپ کے دلمین کیسی ہے عمر نے کہا اُسیطرح ہے جسطرح کہ پہلے تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ اور درحقیقت عمر کے دل مین اُس لونڈی کی ایسی ہی محبت تھی کہ جو آخری وقت تک رہی - اور ابن ابوبکر بن محمد بن داؤد ظاہری کو دیکھو جو فقہ وحدیث وتفسیر مین مشہور عالم تھے اور عشق بھی انکا مشہور تھا - نفطویہ کہتے ہین مین انکے پاس اس مرض مین گیا جسمین انکا انتقال ہوا مین نے پوچھا کہو کیا حال ہے کہا تم جانتے ہو کہ جس سے مجھ کو محبت ہے اسی کی محبت نے مجھ کو اس حال تک پہونچایا مین نے کہا باوجودیکہ آپ کو قدرت ہے پھر آپ اپنے معشوق سے کیون نہین فائدہ اوٹھاتے شیخ ابوبکر نے کہا فائدہ حاصل کرنا دو طرح سے ہے ایک تو نظر مباح اور دوسری لذت محظورہ - نظر مباح نے تو تم دیکھتے ہو کہ مجھ کو کس حالت مین پہونچایا اب رہی لذت محظورہ اُس سے مجھ کو وہ حدیث مانع ہے جو میرے باپ نے سند کے ساتھ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین جو شخص عاشق ہوا اور پھر اسنے اپنے عشق کو چھپایا اور پرہیزگار بنا رہا اور صبر کیا اُسکی مغفرت کرکے خدا اسکو جنت مین داخل کریگا پھر اس کے بعد شیخ ابوبکر نے یہ شعر پڑھے ؎ انظرالی السحر یجری من لواحظہ + وانظرالی دعج فی طرفہ الساج + وانظرالی شعرات فوق عارضہ + کانھن نمال دب فی عاج + اور یہ شعر پڑھے ؎ ماالہم انکروا سواداً بخدیہ + ولاینکرون ورد الغصون ان یک عیب خدہ بدو الشعر + فعیب العیون شعر الجفون +

نفطویہ کہتے ہین مین نے کہا سائل فقہیہ کے خیال کو چھوڑکر تمنے شعرگوئی مین دل لگایا ہے - شیخ نے کہا غلبۂ وجد نے خود بخود زبردستی مجھ کو اسطرف کھینچا ہے پھر اُسی رات شیخ ابوبکر موصوف نے انتقال کیا - شیخ نے اپنے معشوق ہی کی خاطر کتاب الزہرہ لکھی ہے - شیخ ابوبکر کی شیخ ابوالعباس بن شریح سے ابوالحسن علی بن عیسیٰ وزیر کی مجلس مین ملاقات ہوئی اور ایلاء کے مسئلہ مین مناظرہ واقع ہوا

شیخ ابو العباس نے کہا تم وہی شخص ہو جنکا قول ہے من دامت لحظاتہ کثرت حسراتہ یعنے جو شخص ہمیشہ خوبصورتون کو گھورتا رہیگا اُسکی حسرتین بڑہتی رہینگی - شیخ ابو بکر نے کہا میرا یہ بھی تو قول ہے ؎ انزہ فی روض المحاسن مقلتی * وامنع نفسی ان تنال محرما * واحمل من ثقل الھوی مالوانہ * یصب علے الصخر الاصم تھدما * وینطق طرفی عن مترجم خاطری * فلولا اختلاس ودہ لتکلما * رایت الھوی دعوی من الناس کلھم * فلست اری ودا صحیحا مسلما * ابو العباس بن شریح نے کہا تم مجہپر کس بات سے فخر کرتے ہو اگر مین چاہون تو یون کہدون ؎ مطاعمہ کالشہد فی نغماتہ * قد بت الصبح امنعہ لذیذ سناتہ * بصبابہ وبحسنہ وحدیثہ * وانزہ اللحظات عن وجناتہ * حتی اذا ما الصبح راح عمودہ * ولی بخاتم ربہ وبرأتہ - ابو بکر نے کہا وزیر صاحب کو لازم ہے کہ تمہارے اس قول پر ولی بخاتم ربہ وبرأتہ پر دو گواہ قائم کرین ابن شریح نے کہا جو حکم میرے واسطے لازم ہے وہی تمہارے واسطے بھی لازم ہے کیونکہ تمہارا قول ہے وامنع نفسی ان تنال محرما * ان دونون بزرگون کے اس لطیفے سے وزیر صاحب ہنسے اور فرمایا تم عجیب ظریف الطبع لوگ ہو یہ واقعہ ابو بکر خطیب نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے - ایک دن انکے پاس ایک فتوی آیا جسکا یہ مضمون تھا ؎ یا ابن داؤد یا فقیہ العراق * افتنا فی قواتل الاحداق * ھل علیہا بما اتت من جناح * ام حلال لہا دم العشاق * شیخ موصوف نے اسکے جواب مین یہ اشعار لکھے ؎ عندی جواب سائل العشاق * فاسمعہ من قرح الحشا مشتاق * لما سئلت عن الھوی ہیجتنی * وارقت دمعا لم یکن مہراق * ان کان معشوقا یعذب عاشقا * کان المعذب انعم العشاق -

کتاب منازل احباب کے مصنف شہاب الدین محمود بن سلیمان بن مہدی صاحب کتاب انشا کہتے ہین مین نے ان دو بیتون کے جواب مین انھین کے قافیہ پر یہ اشعار کہے ہین ؎ قل لمن جاء سائلا عن لحاظ * تتن یلعبن فی دم العشاق * علے السیف فی العدا من جناح * ان نھی الخد عن دم مہراق * وسیوف اللحاظ اولے ان * تصفح ما جنت علے العشاق * انما کل من قتل شہیدا * ولہذا الیعی فنا وہو باق * اور اسی مضمون کا ایک فتوے شیخ ابو الخطاب محفوظ بن احمد کلوذانی شیخ الحنابلہ کی خدمت مین پیش ہوا تھا جسکی یہ عبارت ہے ؎ قل للامام ابی الخطاب مسألۃ * جاءت الیک وما الاہ سواک لہا * ماذا علے رجل رام الصلوٰۃ فمذ * لاحت لخاطرہ ذات الجمال لہا *

شیخ نے اُسی وقت اُسکے نیچے یہ جواب تحریر کیا ؎ قل للادیب الذی وافی بمسالۃ ٭ سرت فوادی بما ان اضحت لہا۔ ان الذی فتنتہ عن عبادۃ ربہ ٭ فریدۃ ذات حسن فانثنی ولہا ٭ ان ناب ثم قضا عبادۃ ربہ ٭ فرحمۃ اللہ تغشیٰ من عصیٰ ولہا۔

عبداللہ بن عمر قیسی کہتے ہیں میں ایک سال حج کو گیا اور پھر زیارت نبوی کے واسطے مدینہ پاک میں مسجد اقدس کے اندر حاضر ہوا پھر ایک روز رات کو میں قبر و منبر کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا جو میں نے ایک مہین آواز سنی میں اسکی طرف متوجہ ہوا تو کوئی یہ کہہ رہا تھا ؎ اشجاک نوح حمائم السدر ٭ فاھجن منک بلابل الصدر الی آخرہ۔ پھر آواز ٹھہر گئی اور میں نے یہ نجانا کہ کسکی آواز ہے اور کون کہتا ہے پھر رونے کی آواز آنی شروع ہوئی اور کسینے یہ شعر کہے ؎ اشجاک من ریا خیال زائر ٭ واللیل مسود الذوائب غاکر ٭ واعتاد مہجتک الہوی برشیشہ ٭ واہتاج مقلتک الخیال الزائر ٭ نادیت ریا والظلام کانہ ٭ یم تلاطم فیہ موج زاخر ٭ والبدر یسری فی السماء کانہ ٭ ملک ترحل والنجوم عساکر ٭ وتری بہ الجوزاء ترقص فی الدجیٰ ٭ رقص الحبیب علیہ سکر ظاہر ٭ یا لیل طلت علے محب مالہ ٭ الا الصباح مساعد وموازر ٭ فاجابنی مت حتف نفسک واعلمن ٭ ان الہوی لہو الہوان الحاضر ٭ شیخ کہتے ہیں میں ان شعروں کے پڑھنے ہی کے وقت اُن شخص کے پاس جا پہونچا تھا جب وہ اپنی شعرخوانی سے فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک نہایت خوبصورت جوان ہیں اور روتے روتے اُنکے رخساروں کا گوشت گل گیا ہے میں نے انکو سلام کیا اُنہوں نے کہا بیٹھ جاؤ تم کون ہو میں نے کہا عبداللہ بن عمر قیسی انہوں نے کہا تمکو کچھ کام ہے میں نے کہا ہاں ہے کہا کیا میں نے کہا میں بیٹھا ہوا تھا کہ تمہاری آواز نے مجھ کو گھبرا دیا بس تمکو میری قسم سچ بتاؤ کہ تمہارا حال کیونکر ہے انہوں نے کہا میں عتبہ بن حباب بن منذر بن جموح انصاری ہوں میں ایک دن صبح ہی صبح مسجد احزاب میں گیا تھا اور نماز پڑھ کے بیٹھ گیا پھر تھوڑی ہی دیر گذری تھی جو چند عورتیں وہاں آئیں اور اُنکے بیچ میں ایک لڑکی بدیعۃ الجمال سراپا ملاحت وانداز عجیب ناز وکرشمہ سے آرہی تھی جسوقت میرے پاس سے گذری کہنے لگی اے عتبہ جو تیرے وصل کی طالب ہو تو اُسکے واسطے کیا کہتا ہے اور یہ کہتے ہی چلدی اور پھر میں نے اسکی خبر تک نہیں سنی اور نہ کہیں اسکا نشان پایا بس اب میں حیران ہوں کہیں سے کہیں مارا مارا پھرتا ہوں اور پھر وہ شخص بیہوش ہو کر

گر پڑا اور پھر تھوڑے سے عرصہ کے بعد ہوش مین آیا مین نے دیکھا کہ اُسکے رخسارے اسقدر زرد تھے جیسے زرد رنگ ملا ہوا ہے اور پھر اُسنے یہ شعر پڑھے ؎ ارا کم تقلبی من بلا دلجیدۃ فبال تروبی علے بعدمی ÷ فوأدی وطرفی ناسفان علیکم ÷ وعندکم روحی وذکرکم عندی ÷ ولست الذ العیش حتی ارا کم ÷ ولو کنت فے الفردوس فی جنۃ الخلد ÷ مین نے کہا اے میرے بھتیجے تم توبہ کرو اور استغفار پڑھو انہون نے کہا مین آپ سے ادب نہین سیکھتا ہون پھر ہم اور وہ صبح تک وہین بیٹھے رہے یہان تک کہ جب صبح طلوع ہوئی تو مین نے اُنسے کہا کہ چلو مسجد احزاب مین چلین شاید اللہ تعالے تمہارے رنج کے دور کرنے کا راستہ نکالے انہون نے کہا ہان مجھے امید ہے کہ آپ کی برکت سے اللہ تعم فضل کرے پھر ہم وہان سے چلے اور مسجد احزاب میں پہونچے اور اُن جوان نے یہ شعر پڑھے ؎ یاللرجال لیوم الاالبعاء اما ÷ ینفعک یجدث بعد النہی طرفا ÷ مالان یزال غزال منہ یقلقنی ÷ یأتی الے مسجد الاحزاب منتقبا ÷ یخبر الناس ان الاجر ہمتہ ÷ وما اناطالب الاجر محتسبا ÷ لوکان یبغی ثوابا ما اتی صلفا ÷ مضمخا بعتیت المسک مختضبا ÷ شیخ کہتے ہین ہم وہان بیٹھے رہے یہان تک کہ ظہر کی نماز پڑھی پھر کیا دیکھتے ہین کہ وہی عورتین آرہی ہین مگر وہ لڑکی اُن مین نہین ہے اور وہ عورتین عتبہ کے پاس آکر ٹہری ہین اور کہا اے عتبہ تمہارے طالب وصال کے حقین تمہارا کیا خیال ہے عتبہ نے کہا وہ کیا ہوئی اُن عورتون نے کہا اُسکو اسکا باپ لیکر زمین سماوہ مین چلا گیا ہے۔ شیخ کہتے ہین مین نے ان عورتون سے کہا اس لڑکی کا نام کیا ہے اُنہون نے کہا وہ ریّا بنت غطریف سلمی ہے عتبہ نے اُنکی طرف سر اُٹھا کر یہ شعر پڑھے ؎ خلیلی ریا اجدبکور ہا ÷ وسارت الے ارض السماوۃ غیرہا ÷ خلیلی انی قد عشیت من البکاء ÷ فہل عند غیری مقلۃ استعیرہا ÷ شیخ کہتے ہین مین نے کہا قسم ہے خدا کی مین بہت سا مال لیکر آیا ہون تاکہ بندگان خدا کی خدمت کرون اور اب مین وہ کل مال تمہارے واسطے خرچ کر دونگا تاکہ تمہارا مطلب بر آئے پس اُٹھو اور انصار کی مسجد مین چلو پھر ہم انصار کی مسجد مین آئے تو اُنمین سے ایک گروہ کو مین نے سلام کیا انہون نے بہت اچھی طرح جواب دیا مین نے کہا اے لوگو تم عتبہ اور اُنکے باپ کے حقمین کیا کہتے ہو انہون نے کہا عرب کے سردارون مین سے ہین مین نے کہا وہ عشق کے پھندے مین پھنس گئے ہین اور مین تم سے اس معاملہ مین محض اتنی امداد چاہتا ہون

کہ ملک سماوہ تک چلے چلو انہوں نے کہا فوراً دل وجان سے چلتے ہیں۔ شیخ کہتے ہیں پھر اُسی وقت ہم اور وہ سب لوگ سوار ہوئے اور ملک سماوہ میں قبیلہ بنی سلیم کے اندر آپہونچے غطریف کو جو ہمارے آنیکا حال معلوم ہوا وہ فوراً استقبال کے واسطے دوڑے اور بہت خوشی سے مرحبا کہتے ہوئے ہماری ملاقات کو آئے ہمنے کہا خدا تمکو خوش رکھے ہم تمہارے مہان ہین انہون نے کہا تم ہمارے بزرگ مہمان ہو اور ضرور تشریف لاؤ اور ہمپر کرم کرو پھر انہون نے اپنے غلامون کو آواز دی کہ ہمارے مہانون کو اُتارو چنانچہ اُسیوقت غالیچے بچھائے گئے اور طرح طرح کے فرش و فروش سے مکان آراستہ کیا گیا جانور ذبح ہوگئے۔ شیخ کہتے ہین ہمنے کہا ہم تمہارا کھانا نہ کھائینگے جبتک کہ تم ہماری حاجت پوری نہ کردوگے انہون نے کہا آپ کی کیا حاجت ہے ہمنے کہا ہم آپ کی عقلمند اور بزرگ صاحبزادی کو عتبہ بن حباب ابن منذر کا پیغام دینے آئے ہین غطریف نے کہا جسکے واسطے تم پیغام لیکر آئے ہو وہ اپنے نفس کی خود مختار ہے مگر ہان میں اُسکو خبر کردیتا ہون۔ پھر غطریف غضبناک حالت مین گھر کے اندر گئے بیٹی نے باپ کو غصہ آلود دیکھکر کہا کیا بات ہے کہ مین آپ کو غضبناک دیکھتی ہون کہا انصار تیرا پیغام لیکر آئے ہین بیٹی نے کہا پھر کیا حرج ہے بزرگ لوگ ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے واسطے مغفرت مانگی ہے اور اُن مین سے کسکا پیغام ہے باپ نے کہا عتبہ کا بیٹی نے کہا بہت اچھا ہے مین نے سنا ہے کہ عتبہ جب وعدہ کرتا ہے تو اُسے پورا کرتا ہے اور جس کام کے درپے ہوتا ہے اُسے کرکے چھوڑتا ہے باپ نے کہا مین نے قسم کھالی ہے کہ مین اُس سے تیری شادی کرونگا اور تیری باتین جو تونے اُس سے کی ہین مجھے معلوم ہوگئی ہین بیٹی نے کہا یہ بات نہین ہے لیکن انصار بُری طرح سے واپس ہونگے باپ نے کہا پھر کیا ترکیب کرین بیٹی نے کہا ترکیب یہ ہے کہ مہر بڑھادو جب مہر کے دینے سے وہ عاجز ہونگے خود چلے جائینگے باپ نے کہا واہ واہ کیا اچھی ترکیب تو نے نکالی ہے بس مین یہی کرتا ہون پھر غطریف باہر آئے اور کہا صاحبو لڑکی نے آپ کا پیغام منظور کیا مگر مین مہر مثل چاہتا ہون اب آپ فرمائیے کہ کون شخص ذمہ دار کھڑا ہوتا ہے جو مہر مثل دیگا ہزار مثقال سونا اور دو سو چادریں اور پانچ پیالہ عنبر کے عبداللہ کہتے ہین ہم نے کہا یہ سب منظور ہے اور پھر ہمنے چند نفر انصار کو مدینہ کی طرف روانہ کیا وہ بہت جلد تمام سامان لیکر چلے آئے اور

پھر ہمنے ولیمہ کی تیاری کی جسکے چند روز بعد خود غطریف نے ہمسے کہاکہ اب آپ اپنی دلہن کو لیجائیے چنانچہ ہمنے دلہن کو ایک ہودج مین سوار کیا تیس اونٹ مال واسباب کے دُلہن کے باپنے ہمارے ساتھ کئے ہم اُنکو رخصت کرکے روانہ ہوئے یہان تک کہ جب ہم مین اور مدینہ مین ایک منزل باقی رہی قزاقون نے ہمپر حملہ کیا مین خیال کرتا ہون کہ وہ قزاق بنی سلیم مین سے تھے عتبہ نے اُن قزاقون پر حملہ کیا بہت لوگون کو قتل اور بہتون کو زخمی کرکے جب واپس ہوئے تو ایک زخم نیزہ کا ایسا کاری لگا تھا جبین سے مثل فوارہ کے خون جاری ہو رہا تھا جب ہمارے قریب پہونچے زمین پر گر پڑے ہم دوڑ کر انکے قریب پہونچے تو ہمنے دیکھا کہ عتبہ کی روح پرواز کرگئی تھی ہمنے کہا واعتباہ یہ ہماری آواز دلہن نے بھی سنی اونٹ پر سے اپنے تئین گرا دیا اور چیخ لگا کر رونے لگی اور یہ اشعار پڑھے ہے۔ ؎ تصبرت لا انی صبرت وانما ٭ اعلل نفسی انہا بک لاحقہ ٭ فلو نصفت روحی لکانت الی الردی ٭ امامک من دون البریۃ سابقہ ٭ فما احدٌ بعدک منصفٌ ٭ خلیل ولا النفس لنفس موافقہ ٭ جنکا خلاصہ یہ ہے کہ اگر میری روح انصاف کرے تو سب سے پہلے تجھ سے ملے کیونکہ تیرے بعد میرا کوئی مونس اور موافق نہین ہے۔ اسکے بعد ایک چیخ مارکر انتقال کرگئی ہم نے اُن دونون کو ایک ہی قبر مین دفن کیا اور پھر ہم مدینہ مین واپس چلے آئے سات برس کے بعد پھر میرا حجاز کا قصد ہوا تو مجھ کو خیال آیا کہ عتبہ کی قبر پر بھی فاتحہ پڑھتا چلون جب قبر پر پہونچا تو ایک درخت اس شان وصورت کا دیکھا کہ جسکی شاخین سرخ و زرد تھین وہان کے لوگون سے پوچھا کہ اس درخت کا کیا نام ہے انہون نے کہا اسکو شجرۃ العروسین کہتے ہین

اگر عشق کے معاملہ مین رخصت نہوتی مگر مخالف تشدید کے بکر اس حدیث کے جو سند حسن کے ساتھ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا ہے جو شخص عاشق ہوا اور پھر اُسنے پرہیزگاری کی اور چھپایا پس وہ شہید ہے اور سوید نے بھی اسکو دوسری سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور حضور سرورکائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا معاملہ جو حضرت زینب کے ساتھ ہوا کہ آپ نے حضرت زینب کو ایک روز دیکھا اور فرمایا سبحان اللہ مقلب القلوب۔ یہ حضرت زینب زید بن حارثہ کی بیوی تھین اور زید بن حارثہ حضور سرورعالم کے غلام تھے جب انہون نے حضرت زینب کو طلاق دینے کا قصد کیا تب حضور نے انکو منع فرمایا چنانچہ خداوندتعالیٰ فرماتا ہے واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت

علیہ اَفَسکّ علیک زوجک اتق اللہ الخ اور داؤد علیہ السلام کا ذکر دیکھو کہ انکے پاس ایک کم سو یعنے ننانوے بی بیان تھین مگر پھر بھی ایک عورت سے انکو محبت ہوگئی اور اُس سے شادی کرکے سو کی کمی کو اُنہون نے پورا کیا۔

امام زہری محدث فرماتے ہین کہ اسلام مین پہلی محبت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ واقع ہوئی۔ اور مسروق محدث جو تابعی ہین حضرت عائشہ کو حبیبۃ رسول اللہ خطاب کرتے تھے۔

ابوالقیس عبداللہ بن عمر کے غلام کہتے ہین مجھ کو عبداللہ بن عمر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین بھیجا تاکہ مین ان سے یہ دریافت کرون کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت مین اپنی بی بیون کا بوسہ لیتے تھے یا نہین حضرت ام سلمہ نے فرمایا جب حضور حضرت عائشہ کو دیکھتے تھے تو بے تاب ہوجاتے تھے اور بوسہ لیتے تھے

سعید بن ابراہیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کے واسطے روز براق پر سوار ہوکر ملک شام مین آتے تھے کیونکہ انکو حضرت سے تعلق خاطر ازحد تھا۔

خرائطی نے روایت لکھی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک رومی لونڈی خریدی اور اُس سے آپ کو ازحد محبت تھی ایک دن وہ لونڈی خچر پر سوار تھی اُسپر سے نیچے گر پڑی حضرت ابن عمر نے دوڑ کر اُسکو اُٹھایا اور اُسکے چہرے پر سے خاک جھاڑتے جاتے تھے اور اسپر سے قربان ہو ہوکر اُسکو پیار کرتے جاتے تھے اور وہ لونڈی اکثر آپ کی شان مین یہ الفاظ کہتے تھے یا بطرون انت قالون یعنی اے میرے آقا تم بہت اچھے ہو۔ پھر وہ لونڈی آپ کے پاس سے بھاگ گئی جسکے باعث سے آپ کو سخت صدمہ اُٹھانا پڑا اور یہ شعر آپ کی زبان سے جاری ہوئے ؎ قد کنت تحسبنی قالون فانصرفت ٭ فالیوم اعلم انی غیر قالون ٭ یعنے تو مجھ کو خیال کرتی تھی کہ مین قالون ہون مگر اب مین نے جان لیا کہ مین قالون نہین ہون ٭

ابومحمد بن حزم کہتے ہین خلفاء راشدین اور ائمہ مہتدین مین سے بہت لوگون نے محبت کی ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کسینے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین مین نے ایک عورت کو

دیکھا اور مین اسیر عاشق ہو گیا آپ نے فرمایا یہ وہ بات ہے جو اپنے قبضہ مین نہین ہے

جواب

اللہ تعالےٰ نیک توفیق دے اس باب مین اول ضروری یہ ہے کہ واقع اور جائز اور نافع اور ضار مین تمیز حاصل کرے اور اس تمیز سے پہلے مذمت یا انکار یا تعریف نکرے کیونکہ بغیر علم متعلقات عشق کے عشق کی نسبت حکم نہین لگایا جا سکتا ہے کہ یہ اچھا ہے یا بُرا اور ہم اُس مین سے ہر ایک کی تفصیل عنقریب بیان کرینگے۔

معلوم ہو کہ محبت کی قسمون مین سب سے زیادہ نافع اور اعلے و اولیٰ اسکی محبت ہے جسکی محبت جبلت مین پڑی ہوئی ہے اور جو محبت فطرتاً داخل خلقت کی گئی ہے اور جس محبت کے سبب سے آسمان و زمین قائم ہین اور وہی محبت لاالہ الااللہ کی شہادت کا بھید ہے کیونکہ عبادت سوائے اُسکے کسی کو درست نہین ہے اور عبادت کمال محبت کا نام ہے جو کمال خضوع کے ساتھ ہو چنانچہ عبادت مین شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے جسکو خدا کبھی نہ بخشیگا اور اللہ تعالیٰ ہر طرح سے محبت کیا جاتا ہے اور اسکے سوا جس سے محبت کی جاتی ہے وہ اُسی کی محبت کے تابع ہے ۔ خداوند تعالیٰ کی محبت کے وجوب پر تمام نازل ہوئی ہوئی کتابین دلالت کرتی ہین اور تمام رسولون کی دعوت کا بھی اسی پر مدار ہے کیونکہ تمام دلون کی جبلت مین یہ بات داخل کی گئی ہے کہ جو اُنپر احسان و انعام کرے اُس سے محبت کرین چنانچہ وہ خود فرماتا ہے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ اور خداوند تعالیٰ ہی کے واسطے کمال مطلق ہے کیونکہ وہ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے بلکہ یون کہنا چاہئیے کہ کمال پورے طور سے خداوند تعالےٰ ہی کے واسطے ہے اور جمال سارا اُسی سے ہے پس محبت کا مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہ سوائے خداوند تعالےٰ کے اور کوئی مستحق نہین ہے۔

خداوند تعالےٰ فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ الآیۃ اور ولایت کی اصل محبت ہے بغیر محبت کے ولایت نہین ہو سکتی اور عداوت کی اصل بغض ہے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے اللہ ایمان والون کا ولی ہے اور وہ اُس کے ولی ہین کیونکہ وہ اُن سے

اور وہ اس سے محبت کرتے ہین پس اللہ تعالےٰ اپنے مومن بندے سے اسی سبب سے محبت کرتا ہے کہ مومن بندہ اُس سے محبت کرتا ہے۔ اور اسی سبب سے خداوند تعالےٰ اس شخص پر انکار کرتا ہے جو اُسکے سوا غیر سے محبت کرے یا اُسکی محبت مین کسیکو شریک کرے اور یہ بھی اُسنے خبر دی ہے کہ جو شخص ایسا کرے گا وہ مشرک ہے کیونکہ ایسے لوگ دوزخ مین اپنے معبودون کو جنکو یہ لوگ خدا کی محبت مین شریک کرتے تھے کہینگے تاللّٰہ ان کنا لفی ضلال مبین اذ نسویکم برب العالمین۔ اور اسی توحید فی المحبت کے واسطے خداوند تعالیٰ نے انبیا علیہ السلام کو بھیجا ہے اور اسی کے واسطے اُسنے تمام کتابین نازل کی ہین۔ اور اسی محبت کے واسطے آسمان و زمین اور جنت و دوزخ پیدا کی گئی ہین اور جنت اہل جنت کے واسطے اور دوزخ اہل دوزخ کے واسطے مخصوص ہوئی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم کے ساتھ فرمایا ہے کہ کوئی شخص مسلمان نہوگا جبتک کہ مجھے اپنے بیٹے اور باپ سب سے زیادہ محبت نکرے جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کا یہ حال ہے تو پھر خداوند تعالیٰ کی محبت کا کیا حال ہونا چاہئے اور حضرت عمر بن خطاب سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جبتک مومن نہوگے جبتک کہ اپنی جان سے بھی زیادہ مجھسے محبت نکروگے۔ خیال کرنا چاہئے کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت کل چیزون سے مقدم ہے تو پھر خداوند تعالیٰ کی محبت کس درجہ کی ہونی چاہئے اور جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم محبت مین ہماری جانون سے زیادہ مقدم ہین تو پھر خداوند تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ کیونکر مقدم نہو اور خداوند تعالیٰ کیطرف سے بندے کے واسطے جو کچھ چیزین ہین وہ اسکی محبت کی طرف بلاتی ہین چنانچہ بندہ کی مدد کرنا اور اسکی فریاد کو پہونچنا اور اُسکی مغفرت کرنا اور اُسکو طرح طرح کی بلاؤن مین مبتلا کرکے آزمانا اور اسکے ساتھ عدل و فضل سے برتاؤ کرنا اور مشکل کو کہولنا یہ سب باتین اُسکی محبت کیطرف بلاتی ہین کیونکہ مخلوق مین سے جو شخص کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے تو اُس کے دل مین ضرور اُسکی محبت ہو جاتی ہے پھر بندہ اپنے مولا سے کیون نہین محبت کرتا باوجودیکہ بندہ ہمیشہ ہر وقت اسکی نافرمانی مین رہتا ہے۔ خدا کی طرف سے نیکی اور بھلائی ہر وقت تیرے پاس آرہی ہے اور تیرا شر اُسکی طرف جا رہا ہے اپنی نعمتون کے سبب سے وہ بندون کا محبوب ہوتا ہے اور بندہ اُس کے گناہون کے سبب سے اسکا مبغوض بنتا ہے حالانکہ بندہ ہر حال مین اُسکا محتاج ہے نہ خدا

احسانات بندہ کو گناہ سے روکتے ہین اور نہ بندے گناہ خدا کے احسانوں کو بند کرتے ہین۔ بس حیرت کی بات ہے کہ ایسے محسن کی محبت سے دل پیچھے رہجائین اور غیر کی محبت مین گرفتار ہون اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جو تم سے محبت کرتا ہے وہ تمہاری ذات کو اپنے واسطے چاہتا ہے بخلاف خداوند تعالے کے کہ وہ تمسے تمہارے واسطے محبت کرتا ہے چنانچہ حدیث قدسی مین وارد ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اے میرے بندے ہر شخص تجھکو اپنے واسطے چاہتا ہے اور مین تجھکو تیرے واسطے چاہتا ہون۔ پس کیا بندے کو شرم نہین آتی ہے کہ اُسکا رب تو اُس سے ایسی محبت کرے اور وہ اُس سے اسطرح روگردانی کرے اور اُسکے غیر کی محبت مین مشغول ہو۔ جو شخص تجھسے محبت کرتا ہے وہ محض اسواسطے کہ تجھسے اسکو نفع پہونچے اور اللہ تعالے تجھسے اسواسطے محبت کرتا ہے کہ تجھکو نفع حاصل ہوبین دیکھو کہ ایک نیکی کا ساتھ بلکہ اُس سے بھی زیادہ ثواب ہے۔ اور برائی وہی ایک کی ایک رہتی ہے بلکہ بہت جلدی مٹ بھی جاتی ہے اور بلکہ آسمان و زمین مین جسقدر چیزین ہین وہ سب خداوند تعالے نے تیرے واسطے پیدا کی ہین اور تجھ کو اپنی عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے تاکہ تو خاص اُسی سے محبت کرے۔ اور بلکہ تیرے اور تمام مخلوق کے مقاصد سب اُسی کے پاس ہین اور وہ بڑا سخی اور اکرم الاکرمین ہے اور اپنے بندے کو مانگنے سے پہلے اُسکی حاجت سے زیادہ دیتا ہے تہوڑے سے عمل پر بندہ کا شکرگذار ہوتا ہے اور اُسکے عمل کو بڑہاتا ہے اور اسکی لغزشوں سے درگذر تا ہے اُسی سے آسمان و زمین کے ساکن سوال کرتے ہین اور ہر روز وہ نرالی شان مین ہوتا ہے۔ ایک کی بات کا سُننا اُسکو دوسرے کی بات کے سننے سے باز نہین رکہتا ہے اور نہ مخلوق کا اُس سے زیادہ سوال کرنا اُسکو پریشان کرتا ہے بلکہ جو لوگ دعا مین الحاح و زاری بہت کرتے ہین انکی دعا جلد قبول کرتا ہے سوال کرنے سے وہ بہت خوش ہوتا ہے اور سوال نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے۔ وہ بندے سے حیا کرتا ہے حالانکہ بندہ اُس سے حیا نہین کرتا اپنی نعمتون اور عنایتون اور احسانات کے ساتھ اپنے بندے کو اپنی رضامندی کی طرف بلاتا ہے مگر بندے نے انکار کیا تب اُسنے اپنے رسولون کو بھیجا اور فرمایا کون ہے جو مجھ سے مانگے اور مین اوسکو دون اور کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے اور مین اُسکو بخشون۔ مین تجھ کو اپنے وصل کی طرف بلاتا ہون اور تو انکار کرتا ہے تیرے ہی بلانے کے واسطے مین نے رسولون کو بھیجا اور خود مین تجھکو التقا کرتا ہون پھر کس طرح تو محبت نہین کرتا۔ اور مخلوق کیون نہین ایسی ذات سے محبت

کرتی ہے جسکے سوا بھلائیون کو کوئی نہین لاتا اور جسکے سوا برائیون کو کوئی دور نہین کرتا اور نہ سختیون کو دفع اور نہ مطلبون کو آسان کرتا ہے۔ پس وہی اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اُسکا ذکر و شکر کیا جائے اور اسی کی حمد و عبادت کی جائے۔ وہ ذات پاک بڑا وسیع دینے والا اور بڑا بھاری رحم والا ہے جو اُسپر توکل کرے اُسکو کافی ہوتا ہے مان سے زیادہ اپنی مخلوق پر مہربان ہے۔ اپنے بندے کی توبہ سے اُس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جسکی کھوئی ہوئی اونٹنی جسپر اُسکا کھانا پینا لدا ہوا تھا یکایک مل جاے وہ بادشاہ ہے جسکا کوئی شریک نہین سواے اُسکی ذات کے کل چیزین ہلاک ہونے والی ہین جو اُسکی فرمانبرداری کرتا ہے اُسکے حکم سے کرتا ہے اور وہی کے علم سے کرتا ہے اطاعت سے شکر کرتا ہے اور نافرمانی کو بخشدیتا ہے وہ بڑا عادل اور انصاف کے ساتھ قایم ہے اُسکے نور سے تمام کائنات روشن ہے اگر وہ اپنے حجاب نور سے ذرا سا پردہ ہٹادے جہانتک اُسکی نگاہ جائے سبکو جلادے۔ شعر۔ ما متاض یا ذل حبہ لسواہ من ✣ عوض ولو ملک الوجود باسرہ ✣ یعنی اُسکی محبت کا سرشار اسکے سوا کچھ عوض نلیگا اگرچہ وجود کا بالکل مالک ہو ✣

فصل اس جگہہ ایک اور بڑی بھاری بات ہے جسکا معلوم کرنا نہایت ضروری ہے وہ یہ کہ لذت اور سرور اور فرحت دو امر کے تابع ہے ایک تو کمال محبوب یعنے نفس اور جمال مین کامل اور اس لایق ہونا کہ اُس سے محبت کیجائے۔ دوسرا امر یہ ہے کہ محبت کامل ہو اور کل چیزون پر اُسکو اختیار کیا جائے ہر عاقل یہ بات جانتا ہے کہ محبوب کے حاصل ہونے سے جو لذت پیدا ہوتی ہے وہ محبت ہی کے بقدر ہوتی ہے یعنے جسقدر محبت زیادہ ہوگی اسیقدر لذت زیادہ آئیگی جیسے کہ جسقدر پیاسا ہوگا اسیقدر پانی کی قدر کریگا اور جسقدر بھوکا ہوگا اسیقدر کھانے کی اُسکو محبت ہوگی جب تم نے یہ جان لیا تو اب یہ بھی جانو کہ لذت اور سرور اور فرح فی نفسہ مطلوب چیزین ہین بلکہ ہر جاندار عاقل کے مقصود ہین۔ جب لذت فی نفسہا مطلوب ہوئی تو وہ اُسوقت مذموم بھی ہوسکتی ہے جب اپنے پیچھے لذت سے بڑھکر الم اور دکھ لائے یا اس لذت سے بہتر لذت کی مانع ہو اور اس لذت کے تو کیا کہنے ہین جس سے انتہا درجہ کی حسرتین حاصل اور اعلے لذتین فوت ہون۔ اور یہی لذت اُسوقت اچھی کہی جاتی ہے جب اپنے پیچھے اچھی اور اعلے لذتین لائی جنہین کسی قسم کی خیانت اور بیزاری نہو یہی لذت آخرکی لذت ہے خداوند تعالے فرماتا ہے بل تؤثرون الحیوة الدنیا والاخرة خیر و ابقے۔ اور فرعون کے جادوگر جب حضرت موسے پر ایمان لے آئے اور فرعون نے اُنکو

ڈانٹا تو انہون نے کہا جو کچھ تیرا جی چاہے کر جو کچھ تو کریگا اس دنیا مین کریگا ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے ہین۔ اللہ تعالےٰ نے خلقت کو اسی واسطے پیدا کیا ہے تاکہ جو اسکی اطاعت کرے اُسکو وہ یہ لذت بخشے کیونکہ دنیا زائل ہونے والی ہے اور اسکی لذتین ہمیشہ رہنے والی نہین ہین بخلاف آخرت کے کہ اسکی لذتین ہمیشہ رہتی ہین اور جس چیز کی نفس خواہش کرے وہ وہان موجود ہے اور ہمیشہ وہان رہنا ہے اور وہان وہ لذتین ہین جو نہ کسی آنکھ نے دیکھین اور نہ کسی کان نے سنین اور نہ جنکا کسی کے دل پر خطرہ گذرا یہی مضمون قوم فرعون کو نصیحت کرنے والے نے اسطرح ادا کیا اے قوم میری پیروی کرو مین تمکو نیکی کے رستہ کی ہدایت کرون گا اے قوم یہ زندگانی دنیا محض ایک گھڑی کا ٹھکانا ہے اور اصل ہمیشہ کا ٹھکانا آخرت ہی ہے یعنے دنیا اس واسطے ہی کہ اس سے آخرت کے واسطے نفع حاصل کیا جائے جب تم نے یہ جان لیا کہ دنیا کی لذتین اور نعمتین سب آخرت کے واسطے راستہ ہین اور اسی واسطے پیدا کی گئی ہین اگر یہ نعمتین آخرت کا واسطہ ہوئین تو اچھی ہین ورنہ مذموم ہین اور یہ بھی معلوم ہو کہ آخرۃ کی نعمتون مین سب سے بڑی نعمت خدا کا دیدار اور اُس سے قرب اور کلام کرنا ہے چنانچہ صحیح حدیث مین وارد ہے کہ اس سے بڑھکر خدا نے جنتیون کو کوئی نعمت نہین دی ہے کہ اُن کو اپنے جمال کے دیکھنے کی اجازت دی اور ایک اور حدیث مین ہے کہ جب وہ ان پر تجلی کریگا اور وہ اُسکو دیکھینگے تو جن جن نعمتون مین مشغول ہونگے سب کو بھول جائینگے۔ نسائی شریف اور مسند امام احمد مین سند کے ساتھ عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا مین فرمایا اے اللہ تو مجھ کو اپنی بزرگ ذات کی طرف نظر کرنے مین لذت اور اپنی ملاقات کا شوق عنایت فرمایا۔ کتاب السنہ مین عبداللہ بن امام احمد سے مرفوعاً روایت ہے کہ قیامت کے دن لوگون نے خداوند تعالےٰ سے پہلے کبھی قرآن شریف نہ سنا ہوگا جب سینگے تو سمجھین گے کہ پہلے کبھی کسی سے نہین سُنا تھا۔ جب یہ معلوم ہوگیا تو اب یہ جانو کہ دنیا مین ایسا اسباب جس سے یہ اُخروی لذت حاصل ہو خداوند تعالےٰ کی معرفت ہے اور دنیا کی لذتین اس لذت کے مقابلہ مین ایسی ہین جیسے دریا کے مقابلہ مین تھوک کیونکہ روح اور قلب اور بدن اسی واسطے پیدا کئے گئے ہین۔ پس دنیا مین سب سے بڑی نعمت اسکی معرفت اور محبت ہے اور آخرت مین بڑی نعمت اُسکی رویۃ اور مشاہدہ ہے پس خوش عیشی بجز محبت خداوند کی

کسی کام مین نہین ہے۔ بعض اہل اللہ فرماتے ہین جس عیش مین ہم ہین اگر اس عیش کی خبر اہل جنت کو ہو تو وہ ہمپر رشک کرین اور اگر بادشاہان دنیا کو اسکی خبر ہو تو تلوارین لیکر ہمپر دوڑ پڑین ۔ حالانکہ اہل محبت والے یہ کہتے ہین ؎ وما الناس الا العاشقون ذوی الہوی ؛ فلا خیر فی من یحب ولا یعشق ؛ یعنی آدمی وہی ہین جو عشق و محبت رکھتے ہین اور جو محبت اور عشق نہین کرتے ہین ان مین کچھ خیر نہین ہے ۔ اور ایک دوسرا کہتا ہے ؎ ولا خیر فی الدنیا ولا فی نعیمہا ؛ وانت وحید منفرد غیر عاشق ؛ یعنے جب تم اکیلے ہو اور عاشق نہین ہو تو دنیا اور اسکی نعمتون مین کچھ خیر نہین ہے اور کسی کا قول ہے ؎ تشکی المحبون الصبابة لیتنی ؛ تحملت ما یلقون من بینہم وحدی ۔ فکانت لقلبی لذات الحب کلہا ؛ فلم یلقہا قبلی محب ولا بعدی ؛ یعنے عاشق لوگ جو محبت کی شکایت کرتے ہین کاش یہ ساری محبت مجھی کو ملجاتی اور میرے قلب کو پوری لذت محبت حاصل ہوتی نہ مجھسے پہلے کسی کو ملتی اور نہ میرے بعد کسیکو ملتی ۔ پھر اس محبت کا کیا کہنا ہے جسکے بغیر دلون کی زندگی اور خوش حالی ممکن نہین جب قلب سے یہ محبت جاتی رہے تو پھر قلب کو کسقدر صدمہ ہونا چاہئے اس سے زیادہ صدمہ ہونا چاہئے کہ جسقدر اندھے کو اپنی آنکھون کے گم ہونے سے ہوتا ہے بلکہ قلب جب خدا کی محبت سے خالی ہو تو یہ بدن کے روح سے خالی ہونے سے زیادہ قابل افسوس ہے اس امر کی وہی شخص تصدیق کریگا جسمین کچھ زندگی ہوگی اور جو مردہ ہے وہ کیا سمجھ سکتا ہے مقصد یہ ہے کہ دنیا مین سب سے بڑی لذت وہ ہے جو آخرت کی بڑی لذت کی طرف موصل ہو دنیا کی لذتین تین قسم مین جنمین سب سے بڑی لذت وہ ہے کہ آخرت کی لذت حاصل ہو اسی لذت پر انسان کو ثواب ملیگا چنانچہ مومن جس کام مین خدا کا قصد کریگا اسی مین اسکو ثواب ملیگا چاہے کھائے یا پیئے یا جو کام کرے پھر جب خدا پر ایمان لائے اور اس سے محبت کرے تو کیا کہنا ہے ۔ دوسری قسم کی محبت وہ ہے جو آخرت کی نعمتون کو حرام کرے یہ محبت غیر خدا کی ہے جو لوگ کہ خدا کے ساتھ اس کے غیر کو شریک کرتے ہین وہ قیامت مین اس کے سامنے اسطرح عرض کرینگے ربنا استمتع بعضنا ببعض الخ اور یہی لذت ان لوگون کی ہے جو ظلم و فواحش مین مبتلا ہین اور یہ لذتین درحقیقت خداوند تعالی کیطرف سے کفارون اور فاسقون کے واسطے استدراج ہین تاکہ وہ ان مین مبتلا ہو کر بڑے بڑے آلام اٹھائین اور لذات اخروی سے محروم ہین چنانچہ اسکا فرمان ہے سنستدرجہم من حیث لا یعلمون

بعض سلف فرماتے ہین اس آیہ کی یہ معنے ہین کہ کافر جو گناہ کرتا ہے خداوند تعالےٰ اسکے بدلے ایک نعمت
اُس کے واسطے زیادہ کرتا ہے یہانتک کہ جب وہ مغرور ہو جاتا ہے تو پھر یکایک اُسکو پکڑ لیتا ہی
چنانچہ لوگون کی شان مین اُسکا فرمان ہے ایحسبون انما نمدھم بہ من مال و بنین نسارع لھم فی الخیرات
بل لا یشعرون وغیرہ یہ نعمتین دکھ سے بدل جائینگی ؎ یا رب کاسیۃ فی الحیوۃ لاھلھا
عذبا فصارت فی الممات عذابا ÷ یعنے بہت سی نعمتین جو زندگی مین اچھی تھین وہی آخرت مین
عذاب ہوگئین تیسری لذت وہ ہے جو آخرت مین نہ نفع پہنچائے نہ نقصان یہ لذت مباح ہے
اور اس سے آخرت کی لذت پر کچھ امداد نہین ہوسکتی اور نفع بھی اس سے تھوڑا ہی حاصل ہوسکتا
ہے پس بہتر یہ ہے کہ اسکو بھی چھوڑ کر اسکو اختیار کرے جسکا نفع کثیر اور ہمیشہ کے واسطے ہو
چنانچہ اسی معنی مین حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ہر لہو جو انسان کرے باطل یعنی بیفائدہ
ہے سوائے تیراندازی اور چابک سواری کے تاکہ خدا کی راہ یعنے جہاد مین کام آئے اور
عورت سے پیار و اخلاص کرنا کیونکہ یہ اُسکے حق کا ادا کرنا ہے۔

فصل یہ محبت نہ اچھی ہے نہ بُری اور ایسی ہی حضور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے
ہم اس محبت کا ذکر کرتے ہین جسمین محب کا دل اور ذکر و فکر سب محبوب کے خیال مین لگا رہے
پس یہ محبت خدا ہی کا حق ہے اور خدا ہی کی محبت تکلیفون کو دور کرتی ہے اور بخیل کو سخی اور
نامرد کو بہادر بناتی ہے بخلاف انسانون کی محبت کے ؎ سیبقی لکم فی مضمر القلب والحشا
سریرۃ حب یوم تبلی السرائر ÷ یعنے تمہارے دل مین قیامت کے دن بھی محبت کی بات پوشیدہ
رہیگی حالانکہ اُسدن پوشیدہ باتین ظاہر ہونگی۔ پس یہی محبت چہرہ کو روشن کرتی اور سینہ کو کھولتی
ہے اور دل کو زندہ کرتی ہے اور علےٰ ہذا القیاس کلام اللہ کی محبت ہے یہ بھی اللہ کی محبت کی
علامت ہے جب تجھ کو یہ معلوم کرنا ہو کہ تجھکو یا کسی اور کو اللہ تعالےٰ کی کسقدر محبت ہے تو دیکھ کر
تجھکو قرآن شریف کے پڑھنے مین کسقدر لطف آتا ہے جیسا کہ گانا سننے والے لوگ گانے
سے لذت حاصل کرتے ہین۔ یہ بات معلوم ہے کہ جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے اسکے کلام سے
بھی اسکو ضرور محبت ہوگی ؎ انکنت تزعم حبی فلم ہجرت کتابی ÷ اما تأملت ما فیہ لذیذ خطابی
تو میری محبت کا دعوےٰ کرتا ہے پھر تونے میری کتاب کو کیون چھوڑ دیا ÷ کیا تونے تامل نہین کیا

کہ اس مین میرا کیا مزیدار خطاب ہے۔ حضرت عثمان فرماتے ہین اگر ہمارے دل پاک ہون تو کلام اللہ سے کبھی سیر نہون کیونکہ محب محبوب کے کلام سے کبھی سیر نہین ہوتا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عبداللہ بن مسعود سے فرمایا مجھ کو قرآن شریف سناؤ انہون نے عرض کیا آپ کو سناؤن حالانکہ آپ ہی پر نازل ہوا ہے فرمایا مین چاہتا ہون کہ اپنے سوا کسی اور سے سنون ابن مسعود نے سورہ نسآء شروع کی یہانتک کہ جب اس آیۃ پر پہونچے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علے ھولاء شھیدا فرمایا بس اور حضور نے سر مبارک اُٹھایا تو ابن مسعود نے دیکھا کہ آپ کے آنسو جاری ہین۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قاعدہ تھا کہ جب اکٹھے ہوتے اور ابو موسے بھی اُن مین موجود ہوتے تو اُنسے کہتے کہ اے ابو موسے ہمکو سناؤ پھر وہ اُنھین سُناتے بس قرآن کے محبون کو جو ذوق وشوق حاصل ہوتا ہے وہ شیطانی باتون کے سننے والون سے بہت زیادہ ہوتا ہے اور جو شخص قرآن سے شوق وذوق حاصل نکرے بلکہ برعکس اُس کے شعرون سے لطف حاصل کرے وہ ایسا ہے ؎ نقرء علیک الختمۃ وانت جامد کالحجر + وبیت من الشعر ینشد ھا فتمیل کالنسوان یعنے مین تجھپر ختم قرآن شریف پڑھتا ہون اور تو مثل پتھر کے سخت ہے اور جب شعر پڑھا جاتا ہے تو مثل عورتون کے میل کرتا ہون بہ اللہ کی محبت کی یہی نشانیان ہین۔ مغرور شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میرے دلمین بھی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے حالانکہ اسکی محبت کے سوا غیر کی محبت بالکل باطل ہے

فصل عورتون سے محبت کرنے مین کچھ ملامت نہین ہے بلکہ یہ انسانی کمال مین داخل ہے اور اللہ تعالےٰ نے اسکے بندون پر احسان فرمایا ہے چنانچہ اُسکا قول ہے ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا الخ یعنے یہ اُسکی نشانیون مین سے ہے کہ اُسنے تمہارے واسطے تمہارے ہی اندر سے بی بیان پیدا کین آخر تک۔ آگے فرماتا ہے اور تمہارے اندر محبت اور رحمت پیدا کی یعنے مرد وعورت مین اور حرام وحلال عورتون کا بیان کرکے فرماتا ہے یہ اسواسطے کہ تمہارے واسطے ظاہر کرے اور تم سے پہلے لوگون کا طریقہ تمکو بتائے آخر تک۔ سفیان ثوری اپنی تفسیر مین ابن طاؤس سے روایت کرتے ہین کہ طاؤس عورتون کو دیکھکر بے تاب ہوجاتے تھے۔

جابر کی حدیث مین مذکور ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو دیکھا اور پھر حضرت زینب کے پاس آکر انسے اپنی حاجت پوری کی اور فرمایا عورت شیطان کی صورت مین آتی ہے

اور جاتی ہے پس جب تم مین سے کوئی عورت کو دیکھے اور وہ اچھی معلوم ہو تو اپنی بیوی کے پاس
آئے کیونکہ اس سے وہ خیال جاتا رہیگا۔ اس حدیث مین کتنے ہی فوائد ہین منجملہ اُن کے ایک
یہ ارشاد ہے کہ مطلوب کی ہمجنس سے تسلی ممکن ہے جیسے کہ ایک قسم کا کھانا دوسرے کھانے کے
قائم مقام ہو جاتا ہے اور ایک کپڑا دوسرے کپڑے کے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عورت کا
اچھا معلوم ہونا جو شہوت کا باعث ہے اُسکا علاج نہایت نافع دوا سے جو قضاء حاجت ہے
کرنا چاہیئے تاکہ شہوت ٹوٹ جائے یہی مضمون سنن ابن ماجہ مین مرفوعاً روایت ہے کہ عاشق و
معشوق کے واسطے نکاح سے زیادہ نافع کوئی چیز نہین ہے اور یہی نکاح اس عشق کی دوا ہے
جسکو اللہ تعالیٰ نے شرعاً و قدراً مرض ٹھہرایا ہے اور یہی علاج حضرت داؤد علیہ السلام نے
کیا تھا حرام کے مرتکب نہ ہوئے اور اُن عورت سے نکاح کرکے اپنی بی بیون مین اُنکو شامل
کیا اب رہا اُنکا تو بہ کرنا وہ محض اُنکی شان کے شایان تھا یعنی جو مرتبہ وہ خدا کی حضور مین رکھتے
تھے ہم اس تفصیل سے زیادہ اور نہین لکھ سکتے۔
زینب بنت جحش کا قصہ یہ ہے کہ زید اُن کے پہلے خاوند نے انکو طلاق دینے کا قصد
کیا کیونکہ انکے آپس مین موافقت نہ تھی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم انکو طلاق دینے سے منع
فرماتے تھے پھر جب حضور کو معلوم ہو گیا کہ یہ بغیر طلاق دیئے نہین مانین گے تب آپ نے
خود حضرت زینب سے نکاح کا قصد دلمین پوشیدہ کیا اور لوگون کے کہنے کا خیال کیا کیونکہ زید
حضرت کے متبنیٰ بیٹے تھے اور متبنیٰ کی بیوی سے نکاح معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اور خداوند تعالیٰ نے
یہ ارادہ کیا کہ اس قاعدہ کو بدلے اور نیا حکم فرمائے جسمین بندون کے واسطے مصلحت ہو پھر
جب زید نے انکو طلاق دی اور انکی عدت بھی پوری ہو گئی تب حضور نے زید ہی کو پیغام
دیکر حضرت زینب کے پاس بھیجا جب زید اُن کے مکان پر پہونچے تو دروازے کی طرف
پشت کرکے کھڑے ہو گئے اور چونکہ حضور نے پیغام دیا تھا لہذا وہ انکی تعظیم کرنے لگے اور آواز
دی کہ اے زینب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم تم کو پیغام نکاح دیتے ہین۔ زینب نے
جواب دیا مین جب تک کہ اپنے رب سے حکم نہ لیلون کچھ نہین کرسکتی اور پھر وہ محراب مین
کھڑی ہوئین اور نماز پڑھنے لگین چنانچہ خداوند عز وجل نے ساتون آسمانون کے اوپر حضور سے

اُنکا نکاح باندھا چنانچہ جب یہ آیۃ نازل ہوئی فلما قضےٰ زید منہا وطرا زوجنا کہا حضور صلعم اُسی وقت کھڑے ہوئے اور اُنکے مکان مین داخل ہوئے حضرت زینب اسی سبب تمام عورتون پر فخر کرتی تھین اور فرماتی تھین کہ تم سبکو تو تمہارے گھر والون نے بیاہا ہے اور مجکو میرے رب نے بیاہا ہے یہ قصہ تھا حضرت زینب کا اور اسمین کچھ شک نہین ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو عورتین محبوب کی گئی تھین - چنانچہ حضرت انس کی حدیث مین وارد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تمہاری دنیا مین سے دو چیزین میری محبوب کی گئی ہین ایک عورتین دوسری خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز مین ہے امام احمد نے کتاب الزہد مین اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ مین کھانے پینے پر صبر کر سکتا ہون مگر انپر صبر نہین کر سکتا اور دشمنان خدا یہود کو جب حضور سے اس بات پر حسد ہوا تو کہنے لگے کہ محمد کا ارادہ بس نکاح ہی کرنا ہے اللہ تعالےٰ نے انکے حق مین یہ آیت نازل فرمائی ام یحسدون الناس علی ما آتاھم اللہ من فضلہ - اور حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کو دیکھو جنکے پاس تمام دنیا کی عورتون مین زیادہ خوبصورت حضرت سارہ تھین اور پھر آپ کو حضرت ہاجرہ سے محبت ہوگئی اور حضرت داؤد کو دیکھو جن کی ننانوے بی بیان تھین اور پھر اُنکو ایک عورت سے محبت ہوگئی جس سے نکاح کر کے سو کی گنتی اُنہون نے پوری کی اور حضرت سلیمان کو دیکھو جو ایک رات مین نوے بی بیون کے پاس جاتے تھے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے آپ نے فرمایا عائشہ سے پس معلوم ہوا کہ عورتون سے محبت کرنا کمال انسانی مین داخل ہے ابن عباس کہتے ہین کہ اس امت مین بہتر وہ ہے جو زیادہ عورتین رکھے - امام احمد کہتے ہین جلولا کی لڑائی کے دن حضرت ابن عمر کے حصہ مین ایک لونڈی آئی جسکی گردن ایسی سپید تھی جیسی چاندی کی صراحی - عبد اللہ کہتے ہین اسکو دیکھکر مجھ سے صبر نہ ہوسکا اور مین نے اُسکو پیار کیا حالانکہ لوگ مجھکو دیکھ رہے تھے اسی حدیث سے امام احمد نے قید کی لونڈی کے ساتھ استبراء سے پہلے استمتاع بغیر وطی کو جائز رکھا ہے بخلاف مشترکہ لونڈی کے اور ان دونون مین فرق یہ ہے کہ مشترکہ مین انفساخ ملک کا خیال ہے بخلاف قید کی لونڈی کے کہ اُس مین انفساخ ملک کا خیال نہین ہے -

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عاشق کے واسطے معشوق سے سفارش فرمائی ہے چنانچہ بریرہ کے قصہ مین مذکور ہے کہ حضور صلعم نے مغیث کو بریرہ کے پیچھے پیچھے پھرتے ہوئے دیکھکر بریرہ سے فرمایا کہ اگر تو مغیث سے رجوع کرے یعنی راضی ہو جائے تو بہتر ہے بریرہ نے کہا کیا آپ مجھکو حکم فرماتے ہین فرمایا نہین بلکہ مین سفارش کرتا ہون بریرہ نے کہا تو مجھ کو ضرورت نہین ہے تب حضور نے حضرت عباس اپنے چچا سے مخاطب ہوکر فرمایا کیا تم کو مغیث کی محبت سے تعجب نہین ہوتا ہے حالانکہ بریرہ کسقدر نفرت کرتی ہے اور حضور نے مغیث کو منع نہ فرمایا باوجودیکہ بریرہ اُن سے بالکل علیحدہ ہو گئی تھی۔ کیونکہ یہ عشق کے معاملے اپنے قبضہ سے باہر ہین۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بیبیون مین اونکی تقسیم برابر کرتے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جسمین مین اختیار رکھتا ہون اب تو مجھ کو اسمین ملامت نہ کیجو جو میرے اختیار مین نہین ہے یعنے محبت مین۔ خداوند تعالے فرماتا ہے تم طاقت نہین رکھتے ہو کہ عورتون مین برابری کرو اور اگر تم حرص کرو محبت یا جماع مین تو ایک طرف پورا میلان نہ کرو۔ اور خلفاء راشدین ہمیشہ سے عاشقون پر رحم اور شفقت کرتے آئے ہین چنانچہ حضرت ابوبکر و عثمان کے واقعے گذر چکے ہین اور اسی طرح حضرت علی کے پاس ایک عربی لڑکا لایا گیا جو ایک گھر مین بکڑا گیا تھا آپ نے اُس سے پوچھا تیرا کیا قصہ ہے اُسنے عرض کیا مین چور نہین ہون مگر ہمیشہ یہ کہتا ہون ؎ تعلقت فی دار الریاحی خریدۃ ٭ یذل لہا من حسن منظرہا البدر ٭ لہا فی بنات الروم حسن و منظر ٭ اذا افتخرت بالحسن عانقہا الفخر ٭ فلما طرقت الدار من حب مہجتی ٭ اتیت وفیہا من توقدہا الجمر ٭ تبادر اہل الدار بی ثم صیحوا ٭ ہو اللص محتوم بہ القتل والاسر ٭ مطلب یہ ہے کہ مین اس گھر کی ایک لڑکی پر عاشق ہون اسی کے شوق محبت مین اس گہر کے دروازے کو آکر مین نے ہلایا تھا یہ لوگ مجھ کو چمٹ گئے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ یہ چور ہے اسکو قتل و قید کرنا چاہئے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس لڑکے کا یہ قصہ سنا تو آپ اسپر مہربان ہوئے اور مہلب سے فرمایا کہ وہ لڑکی اس کے واسطے کردو انہون نے عرض کیا یا امیر المومنین اس سے دریافت کیجے کہ یہ کون ہے اسنے جواب دیا کہ نہاس بن عینیہ میرا نام ہے حضرت نے فرمایا جا اُس لڑکی کو لیلے وہ تیرے واسطے ہے۔ معاویہ نے ایک لونڈی خریدی اور وہ انکو بہت اچھی معلوم ہوئی ایکدن انہون نے سنا کہ وہ یہ شعر پڑھ رہی تھی ؎

وقامتہ کالغصن یہتز فی الثریٰ + طریراً وسیما بعد ماطر شاربہ + معاویہ نے اسکا حال دریافت کیا
اُسنے کہا مین اپنے پہلے مالک سے محبت رکھتی ہون معاویہ نے اسکو اُسکے پاس واپس کردیا
زمخشری کہتے ہین زبیدہ نے مکہ شریف کے راستہ مین ایک دیوار پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا
ے اما فی عباد اللہ او فی امائہ + کریم یسلی الہم عن ذواہل العقل - یعنے اللہ کے بندون مردون
اور عورتون مین کوئی ایسا ہے جو عقل گم کردہ سے رنج کو دور کرے زبیدہ نے ان شعرونکو
دیکھکر نذر مانی کہ اگر مجھکو یہ شخص مل گیا تو مین اس کے واسطے کوشش کرونگی چنانچہ مزدلفہ مین زبیدہ نے
ایک شخص کو سُنا کہ یہ شعر گارہا تھا زبیدہ نے اس شخص کو بلایا اور اسکا حال دریافت کیا اُسنے
کہا مین اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق ہون اور اُن لوگون نے قسم کھائی ہے کہ ہم تم سے اُسکا نکاح
نہ کرینگے زبیدہ اُس قبیلہ کے پاس گئی اور اسقدر مال خرچ کیا کہ اُن لوگون نے اُسکی شادی کردی
تب معلوم ہوا کہ وہ لڑکی اُس شخص سے زیادہ اُسکی عاشق تھی زبیدہ اس کام کو اپنی عمر بھر کی تمام
نیکیون مین زیادہ نیک شمار کرتی تھی اور کہتی تھی مین اس کام سے زیادہ کسی کام سے خوش نہین ہوئی
خرائطی کہتے ہین سلیمان بن عبدالملک کا ایک غلام اور ایک لونڈی تھی جنکے آپس مین بہت محبت تھی
ایک روز غلام نے اُس لونڈی اپنی معشوقہ کو لکھا ے ولقد رأیتک فی المنام کانما + اسقیتنی من
ماء ریقک البارد + وکان کفک فی یدی وکاننا + بتنا جمیعاً فی فراش واحد + فطففت لومی کلہ
متراقداً + لاراک فی نومی ولست براقد + لڑکی نے یہ جواب لکھا ے خیراً رایت وکلما الصبرتہ
ستنالہ منی برغم الحاسد + انی لارجو ان تکون معانقی + وتبیت منی فوق ثدیی ناہدی + واراک
بین خلاخلی ودمالجی + واراک فوق ترائبی ومجاسدی + سلیمان بن عبدالملک نے جب یہ
خبر سنی تو ان دونونکا نکاح کردیا اور اُنکے ساتھ اچھا سلوک کیا - جامع بن مرجیہ کہتے ہین مین نے
سعید بن مسیب مفتی مدینہ سے پوچھا کہ کیا محبت مین کچھ گناہ بھی ہے - سعید کہتے ہین تو اسبات پر
ملامت کیا جائیگا جسکی تو طاقت رکھتا ہے سعید کہتے ہین مجھسے کسینے اس مسئلہ مین سوال
نہین کیا اگر سوال کرتا تو مین یہی جواب دیتا +
عورتون کا عشق تین قسم ہے ایک قسم وہ ہے جو عبادت اور طاعتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان
اپنی بیوی یا لونڈی سے عشق کرے یہ عشق نافع ہے کیونکہ اس سے وہ مقصد حاصل ہوتے ہین

جنکے واسطے اللہ تعالےٰ نے نکاح کو فرمایا ہے یعنے نگاہ اور دل ہر ایک سے متعلق ہونیکو روکتا ہے اسی سبب سے یہ عشق اللہ تعالےٰ اور لوگونکے نزدیک عمدہ ہی اور ایک عشق وہ ہے جو خدا اور بندون دونونکے نزدیک بُرا ہے یہ عشق امردلونڈون کا ہے یہ عشق خدا کی رحمت سے بندون کو بالکل دور کردیتا ہے چنانچہ بعض بزرگونکا قول ہی کہ جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کو اپنی رحمت سے گراتا ہے تو اُسکو لونڈون کی محبت مین مبتلا کرتا ہی یہی محبت تہی جسنے قوم لوط کے سرون پر سخت مصیبت نازل کی خداوند تعالےٰ فرماتا ہے انہم لفی سکرتہم یعمہون ✤ اس مرض صعب کی دوا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے سچے دل اور نیت کے ساتھ مدد چاہے اور اُسکے ذکر مین مشغول ہو اور اس الم کو خیال کرے جو اسکے سبب سے اسپر وارد ہوگا۔ تیسری قسم عشق کی عشق مباح ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی اچھی صورت کو دیکھ کر اسپر عاشق ہوگیا یا بغیر قصد یکایک کسی عورت پر نظر جا پڑی اور اسپر عاشق ہوگیا اور پھر اس عشق کے سبب سے گناہ کا بھی مرتکب نہوا پس یہ عشق ایسا ہے کہ اپنے قبضہ سے خارج ہے اور اُسکا کچھ گناہ بھی نہین ہے اور اس کے واسطے زیادہ نافع ایک یہ طریقہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو اس سے زیادہ نافع کام مین مشغول رہے اور اہین پرہیزگاری اور پردہ داری سے کام لے اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی اور طاعت کو ہر کام پر مقدم سمجھے۔

فصل عاشقون کی بہی تین قسمین ہین ایک وہ ہین جو مطلق خوبصورتی کے عاشق ہوتے ہین دوسرے وہ ہین جو جمال مقید کے عاشق ہوتے ہین وصل کی تمنا ہوبا نہو۔ تیسرے وہ ہین جو طمع وصال ہی کیواسطے عاشق ہوتے ہین ان تینون قسمون مین بہت بڑا فرق ہے کیونکہ جو جمالِ مطلق کا عاشق ہے اُسکے واسطے ہر صورت مین مراد حاصل ہے ؎ فیوما بجزوی ولیوما بالعقیق ✤ وبالعذیب یوماً ولیوماً بالخلیصیا۔ یہ عشق ثابت نہین ہوتا بلکہ منتقل ہوتا رہتا ہے ؎ یہیم بہذا ثم یعشق غیرہ ✤ ویسلاہم من وقتہ حین یصبح ✤
اب رہا جمال مقید کا عاشق وہ اپنے معشوق پر ثابت قدم رہتا ہی اور اُسکی محبت بڑی زبردست ہوتی ہی مگر چونکہ وہ طالب وصال نہین ہوتا اس سبب سے محبت اُسکی ضعیف ہوجاتی ہی اور جو طالب وصال ہوتا ہے وہ عاشقون مین سب سے زیادہ عقلمند اور ہوشیار ہے کیونکہ طلب وصال اُسکی عشق کو مدد دیتی رہتی ہی

فصل یہ حدیث کہ جو عاشق ہوا اور پھر اُسنے عفت کے ساتھ اپنا عشق چھپایا یہ روایت سعد بن سوید سے ہے اور حفاظ اسلام نے اسکا انکار کیا ہے۔ ابن عدی کہتے ہین یہ اُن حدیثون مین سے ہے جنکا سوید پر انکار کیا گیا ہے یہی بیہقی اور ابن طاہر نے ذخیرہ اور تذکرہ مین ذکر کیا ہے اور ابن جوزی نے

اسکو موضوعات مین شمار کیا ہے۔ سوید پر انکے تساہل کے سبب حاکم نے بہی انکار کیا ہے۔ اور کہتے ہین مین اُسنے تعجب کرتا ہون پس یہ ہے کہ یہ حضرت ابن عباس کا کلام ہے سوید نے غلطی سے اسکو حضور صلے اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کیا ہے۔ اور خطیب نے جو زہری سے اسی حدیث کو روایت کیا ہی اور حضرت عائشہ سے حضور سرور دو عالم تک مرفوع کیا ہے یہ ظاہر غلط ہے جسنے ذرا سی بہی علم کی بو سونگہی ہے وہ ہرگز اسکو ہشام راوی سے خیال نکریگا اور ہم گواہی دیتے ہین کہ ہرگز حضرت عائشہ نے حضور سے یہ الفاظ روایت نہین کئے اور نہ حضرت عائشہ سے عروہ نے روایت کی اور یہی حدیث ابن ماجشون نے جو عبد اللہ بن ابی حازم سے روایت کی ہے یہ ابن ماجشون پر جہوٹ ہے اُنہون نے روایت نہین کی یہ محض بعض موضوع بنانے والون کی کاریگری ہے اور ابن جوزی نے محمد بن جعفر کی حدیث کو سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ محض غلط ہے کیونکہ یہ محمد بن جعفر خرائطی ہین جنکی وفات ۳۲۷ھ کی ہے اُنہون نے شیخ یعقوب کا زمانہ نہین پایا اور یہ خرائطی بہی ضعف مین مشہور ہین۔ اس حدیث کے متعلق حافظ اسلام کا کلام میزان کے موافق ہے اور اُسی کیطرف اس مقدمہ مین رجوع کیجاتی ہے مگر اس حدیث کو کیسے صحیح تو کیا حسن بہی نہین ٹہرا اور یہ کافی ہے کہ ابن طاہر جسنے یہ حدیث روایت کی ہے وہ احادیث تصوف مین بہی تساہل کرتا ہے اور اسکی عادت ہے کہ ہر قسم کی ناقص احادیث روایت کرتا ہے محمد بن حزم کہتے ہین حضرت ابن عباس سے کسینے قتیل عشق کا فتوے پوچہا فرمایا قتیل محبت ہی کہ جسکا نہ قصاص ہے نہ خونبہا اور عرفات مین اُنکے پاس ایک شخص لایا گیا جو بہُڑ کیطرح زرد ہوگیا تہا اُنہون نے دریافت کیا کہ اسکو کیا ہوگیا ہے لوگون نے کہا یہ عاشق ہے تو ابن عباس تمام روز عشق سے پناہ مانگتے رہے۔ یہ اس حدیث کی تفصیل بیان ہوئی۔ اور ایک اور حدیث جسمین حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے شہیدون کو گنا ہے اور مقتول فی الجہاد اور مبطون یعنی دستون سے مرنے والے اور جلکر مرنے والے اور وہ عورت جو حالت نفاس مین بچہ کے سبب سے مرجائے اور ڈوبکر مرنے والیکا اور جسپر مکان گر پڑے ان سبکو ذکر فرمایا ہی مگر عاشق کا ذکر کہین نہین فرمایا عاشق کے واسطے محض ایک حدیث کافی ہے جو ابن عباس نے روایت کی ہے کہ عاشق جنت مین نہ داخل ہوگا جبتک کہ پرہیزگاری اور پردہ داری اور صبر نکرے اور یہ باتین جب ہوتی ہین جب عاشق کو معشوق پر قدرت بہی ہو اور پہر وہ خدا کے خوف کو مقدم سمجھے مگر ہان ایسا عاشق اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس فرمان خداوندی مین داخل ہو واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی

خوف کیا اس کے واسطے دو بہشت ہین۔ پس ہم خداوند عظیم عرش کریم کے سبب سے سوال کرتے ہین کہ ہمکو ان لوگون ...

فوائد الفواد اردو

یہ فوائد الفواد ملفوظ مبارک حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہ جمع کردہ حضرت امیر علاء الحسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ جسکو امیر موصوف نے ۱۵ سال کی کامل محنت سے جمع فرمایا تھا یہ ملفوظات ہے جسکے بدلے حضرت امیر خسرو اپنی جملہ تصنیفات امیر حسن کی نذر کرتے تھے۔ لیکن انھوں نے اس بدلے کو منظور نہ فرمایا اسی سے خوبی کتاب قیاس فرمالیجئے۔ قیمت ایکروپیہ

تحفۃ المتقین اردو

مولانا مولوی حافظ الدین صاحب کی احیاء العلوم تصنیف امام غزالی کا باب آفات زبان و دل و جوارح کا خلاصہ ہے صاحب تقوی اسکو ضرور زیر نظر رکھیں دریا کو کوزہ میں بند کیا ہے۔ قیمت مجلد ۲ر

گلدستہ گلشن فقیری

اسمیں ہر ایک خاندان۔ قادریہ۔ چشتیہ۔ نقشبندیہ۔ اور سہروردیہ وغیرہ جملہ خانوادوں کے ہزارہا اولیاء اللہ کے نام معہ جائے پیدائش۔ وطن و مزار و تاریخ وفات بقید سنہ درج ہیں۔ قابل دید کتاب ہے قیمت فی جلد صرف ۸ر

اصول السماع عربی ترجمہ اردو

حضرت مولانا فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ مسئلہ سماع میں نہایت تحقیق سے لکھی گئی ہے بستہ کتاب ہے بین السطور میں ترجمہ ہے۔ قیمت ۸ر

مخزن الحسنات

مولانا مولوی نعمان بہادر نواب محمد حبیب خاں صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی وزیر اعظم ریاست بھوپال۔ مصنف نے مستورات کو ضروری مسائل سے آگاہ کرنیکے واسطے نہایت ہی سلیس اور دلچسپ ناول لکھا ہے یہ کتاب مراۃ العروس وغیرہ سے زیادہ مفید ہے مستورات کو تعلیم علوم دین و اخلاق و آداب سکھانیکے واسطے آپ کو اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہ ملیگی قیمت فی جلد ۱۰ر

سوانح عمری مولوی غلام محمد خان صاحب

بہشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصنف برادر منجھلے نے اس کتاب کو اپنی ۰۰ برس کی عمر میں لکھا تھا۔ واقعات زمانہ اور حالات خود دیدہ سے مملو ہونیکے علاوہ اسمیں خانقاہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی اور خود حضرت شاہ صاحب کے حالات ہیں قیمت ۸ر

تذکرۃ المعین

سوانح عمری حضرت خواجہ معین الدین اجمیری ولی الہند معہ غزلیات مناقب و حالات میر سید حسین خنگ سوار معہ تذکرہ چھتیس اولیاء خاندان چشت رضی اللہ عنہ قیمت ۱۰ر

ارشاد الطالبین معہ حواشی اردو

ہم پلہ کشکول کلیمی۔ سانحہ حضرت شیخ جلال الدین تھانیسری ثم البلخی مرید و خلیفہ اعظم حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ عنہما اسمیں اذکار جلی و خفی مراقبہ و محاسبہ وغیرہ کی ترکیبیں ہیں۔ جو خانقاہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی میں تلقین کیجاتی تھیں قیمت فی جلد ۸ر

صحایف السلوک

مکتوبات حضرت زبدۃ المحققین سراج الواصلین حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی اسمیں آپ کے ساٹھ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے خلفاء عظام و مریدان خاص کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے تھے۔ ہر رقعہ سوانح سینہ انور مصنف منور ہے قیمت ایکروپیہ۔ ۸ر

مناقب سلیمانی

در حالات حضرت فخر الاولیاء خاتم المشائخ خواجہ خواجگان چشت نواز حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی نور اللہ مرقدہ مصنفہ حضرت سراج السالکین زبدۃ العارفین مولانا مولوی غلام محمد خانصاحب بہشتی رضی اللہ عنہ صرف یہی ایک ایسی کتاب ہے جسکو خواجہ محمد سلیمان شاہ صاحب کے ملاحظہ کا فخر حاصل ہوا۔ حضرت فخر الاولیاء نے اس کتاب کی صحت کی تصدیق اپنی زبان مبارک سے فرمائی۔ قیمت ۸ر

سوانح عمری شیخ علی حزیں علیہ الرحمۃ

شیخ علی حزیں مشہور ادیب فصیح اور بلیغ شاعر گذرے ہیں۔ آپ نژاد و بوم سے ایرانی تھے۔ وطن کو خیرباد کہکر کسی وجہ سے بنارس میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ یہ سوانح عمری جسکا ہم ذکر کر رہے ہیں آپ نے اپنے قلم و دست مبارک سے تحریر فرمائی تھی اور بعد اختتام بنارس ہی میں انتقال بھی فرمایا بس اس سوانح عمری کی تعریف فضول ہے قیمت

اشتہار

یہ کتاب ملک دو جزو گاہ حسب منشائے قانون بست و پنجم ۱۸۴۷ء ایکٹ

نمبر ۲۵ ۱۸۶۷ء رجسٹری ممالک محروسہ سرکار

عالی گورنمنٹ انگلشیہ و سرکار نظام حیدر آباد

دکن کرائی گئی ہے۔ کوئی صاحب اہل مطبع یا تاجر کتب بلا اجازت تحریری

خاکسار یا فلاح دارین کمپنی دھلی زیر اہتمام راقم قصد طبع نہ فرمائیں ورنہ

بجائے نفع کے سخت نقصان اُٹھائینگے۔ ہاں جسقدر جلدیں مطلوب ہوں۔ فلاح دارین

کمپنی دہلی یا خاکسار سے طلب فرمائیں۔ جس کتاب پر میری یا فلاح دارین کمپنی دہلی کی

مُہر اور دستخط نہوں وہ مال مسروقہ ہے۔ خریدار کو وقت خریداری دیکھ لینا چاہیئے۔ ایسی کتاب

جسپر مُہر و دستخط نہوں۔ اُسکی اطلاع دینے اور ثبوت بہم پہنچانے پر مبلغ دس روپیہ انعام

دیا جائے گا۔ المشتہر مولوی غلام احمد خاں تریاں مترجم کتب تصوف ساکن جھجھر

مالک مسلم پریس و مہتمم فلاح دارین کمپنی دہلی +

نوٹ

مُہر و دستخط ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ بوقت خریداری کتاب اچھی طرح ملاحظہ کریں

مُہر

دستخط